

ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

# DUE DATE

Cl No. Acc. No.

Late Fine Ordinary books **25 Paise** per day. Text Book **Re. 1/-** per day. Over Night book **Re. 1/-** per day

دیکھنے میں دیدہ زیب پڑھنے میں صحیح ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب یہ قرآن شریف آپ نے دیکھا ہے

# نورانی قرآن مجید

اب ہدیہ دیکھئے ۔۔۔ ہدیہ مجلد چرمی پشتہ جلد نمبر ا ۔۔۔

مجلد ۔۔۔

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس و رسالہ مولوی دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

منزل

Accession Number
125058
Date 5.9.95

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

# مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلان سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۰ ہجری | نمبر ۲

## خطبہ

الحمد للہ الذی قال فیہا یفرق کل امر حکیم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شہری ورمضان شہر اللہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذاک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب وشعبان وہو شہر یرفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم وقال صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارہا وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ حمد و ثنا بیان کرو اس قادر مطلق خداوند حکیم و تدبیر کی جس نے اپنی قدرت کاملہ سے سال مہینہ ہفتہ دن اور رات پیدا کئے اور موسم مقرر کئے گرمی جاڑا اور برسات کے ذریعہ انسان کی راحتوں کے اسباب بنائے اور سورج و چاند بنا کر ان کو گردش کا حکم دیا جس سے رات و دن کے تغیرات نمودار ہوئے اور ان سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں اور تعریف اس خدائے بزرگ کی جس نے اپنے بندوں کے اکتساب سعادت کے لئے بعض دنوں راتوں اور مہینوں کو تقدیس اور بزرگی عطا فرمائی اور ان کو فضیلت و برتری دی تاکہ ان ایام میں اس کے بندے سعادت و فلاح حاصل کریں منجملہ ان کے ایک ماہ معظم شعبان بھی ہے جس کو خدائے بزرگ نے بڑی فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے اور امت محمدیہ کو موقع عطا فرمایا ہے کہ وہ اس مہینہ میں زاد آخرت جمع کرے اور اپنے قلوب و ارواح کا تزکیہ و تصفیہ کرے تاکہ دین اور دنیا کی سعادتیں اس کو حاصل ہوں۔

اور درود و سلام ہو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے ذریعہ ہم کو ماہ و ایام اور لیل و نہار کے فضائل و برکات کا علم ہوا اور ہم اس امر سے آگاہ ہوئے کہ ان ایام میں ہم دین اور دنیا کی سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں اور ماہ شعبان کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ کس قدر جامع فضائل و برکات ہے اور اس ماہ معظم میں ہم کو کن اعمال و اشغال میں مشغول ہونا چاہیے اور کن افعال و کردار سے احتراز و اجتناب کرنا چاہیے۔

برادران اسلام ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی ماہ شعبان کے متعلق جو کچھ بیان کیا جائیگا وہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا اول اس مہینہ کی احادیث میں جو بزرگی اور فضیلت وارد ہوئی ہے دوسرے جن اعمال کا حکم دیا گیا ہے اور تیسرے جن افعال سے ہم کو پرہیز کرنا چاہیے۔

اس ماہ معظم کی سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ اس مہینہ کو حضور نے اپنا مہینہ فرمایا ہے یعنی ارشاد ہوتا ہے شعبان شہری ورمضان شہر اللہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ مقدس و معظم مہینہ شعبان کا ہے اس مہینہ کی تقدیس اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب و محبوب اس کو اپنا مہینہ فرمائے اور اس کی آمد پر دعائے خیر و برکت کرے کہ اے اللہ اس مہینہ میں ہم کو برکت دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مہینہ نہایت عزیز و محبوب تھا اور اس ماہ مبارک میں حضور رمضان کے علاوہ بہ نسبت دوسرے مہینوں کے بہت زیادہ طاعت و عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے خصوصاً روزے تو اس قدر کثرت سے رکھتے تھے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر قط الا رمضان وما رأیتہ فی شہر اکثر منہ صیاما فی شہر شعبان حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ بجز رمضان کے کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں (بجز رمضان کے) اور حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے قالت سألت عن عائشۃ عن صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یصوم شعبان الا قلیلا یعنی حضرت ابوسلمہ نے حضرت عائشہ سے رسول اللہ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے مگر کچھ کم۔

ترمذی کی ایک اور حدیث ہے قال وما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر اکثر صیاما منہ فی شعبان کان یصومہ الا قلیلا بل کان یصومہ کلہ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا شعبان میں تقریباً پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے۔ ایک اور حدیث ہے۔ کان احب الشہور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبوب تر مہینہ روزہ رکھنے کے لئے شعبان تھا شعبان میں روزے رکھتے رکھتے رمضان سے ملا دیتے تھے۔

ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے ما رأیتہ یصوم شہرین متتابعین الا انہ کان یصل شعبان برمضان یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متواتر دو مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان کے جس کو رمضان کے روزوں سے ملا دیتے تھے۔

ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ کو بہت عزیز و محبوب رکھتے تھے اور اسی مہینہ میں حضور کثرت سے روزے رکھتے تھے اس قدر کثرت سے کہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔

برادران اسلام! روزے رکھنا فعل محمود تو ہے ہی خواہ کسی مہینہ میں رکھے جائیں مگر سوال ہوتا ہے کہ شعبان کے مہینہ میں حضور نے اس قدر کثرت سے روزے رکھنے کو

کیونکہ حضور ایسا فرماتے یہ سوال صحابہ کرام کے دل میں بھی پیدا ہوا تھا چنانچہ حضرت اسامہ نے حضور سے دریافت کیا کہ قال قلت یا رسول اللہ لم ارك تصوم من شهر من الشهور ما تصوم من شعبان قال ذالك شهر يغفل الناس عنه بين رجب و رمضان وهو شهر ترفع فيه الاعمال الى رب العالمين فاحب ان يرفع عملي وانا صائم

حضرت اسامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو تمام مہینوں سے کسی مہینہ میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں اس سوال کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے اور اس سے لوگ غافل ہیں اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں پروردگار عالم کے حضور میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس لئے میں اس امر کو محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت پیش ہو جبکہ میں روزے سے ہوں۔

برادران اسلام! اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اس قدر کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے ایک اور حدیث میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ شعبان میں روزے اس کثرت سے رکھنے کی وجہ بیان کی گئی ہے حضرت عائشہ سے روایت ہے قلت یا رسول اللہ ان شعبان من احب الشهور اليك قال يا عائشة انه ليس نفس تموت في سنة الا كتب اجلها في شعبان فاحب ان يكتب اجلي وانا في عبادة ربي وعمل صالح یعنی حضرت عائشہ نے حضرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو سب مہینوں سے شعبان کا مہینہ کیوں محبوب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ سارے سال میں کسی کو موت نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی موت شعبان میں لکھدی جاتی ہے اس لئے مجھکو یہ پسند ہے کہ میری موت ایسے حال میں لکھی جائے کہ میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں مشغول ہوں۔

بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ شعبان کیوں محبوب تھا اور اس ماہ میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے تھے۔

برادران اسلام: ہماری تمام سعادتوں کا انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں ہے آپ کو مذکورہ بالا حدیثوں سے اس امر کا علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ اس ماہ مبارک میں اعمال خدا کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور انسان کی اجل لکھی جاتی ہے جب اس حبیب خدا کا یہ حال تھا جو معصوم تھا جس کے تمام اگلے پچھلے زلات معاف کئے جا چکے تھے جو انسانوں میں سے زیادہ اپنے رب کا عبادت گزار تھا جب اس کی کیفیت یہ تھی کہ شعبان کے مہینے میں اس قدر کثرت سے روزے رکھتا تھا کہ کسی مہینہ میں رمضان کے علاوہ شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتا تھا تو اب ہم کو غور کرنا چاہئیے کہ ہمارا کیا فرض ہے اور موجودہ حالات ہمارے کیا ہیں اور اس ماہ مبارک میں ہم کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں اگر نہیں کرتے تو کیوں نہیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئیے اور دیکھنا چاہئیے کہ دن رات ہفتہ اور مہینوں کے متعلق جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان میں جو قصور ہم سے سرزد ہوتے ہیں اور جو غفلت ہم کرتے ہیں اس کے کیا وجوہ ہیں اور آیا وہ ایسے وجوہ ہیں کہ ان کی بناء پر اس کوتاہی و غفلت کو معاف کیا جا سکے۔

برادران اسلام! وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے ایمان ہی میں سے کمزوری ہیں اور ہم کو اس امر کا یقین نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا اتباع فلاح دارین کا موجب ہے اگر اس کا پورا یقین ہو تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان اعمال و افعال کی پیروی میں ہم سے کوتاہی ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کئے۔

بہر حال ماہ شعبان کا ایک جزو یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس مہینہ میں اپنے رسول کی پیروی میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں اور اے برادران اسلام آپ ہی غور فرما کر دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پسند کریں گے اور کثرت سے اس مہینہ میں روزے رکھیں گے۔

برادران اسلام! اس ماہ شعبان کے فضائل اور اس مہینہ کے اعمال کے متعلق آپ نے سن لیا دوسرا حصہ پندرہویں شب سے تعلق رکھتا ہے پندرہویں شب کو شب برات کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان اس شب کو جس طرح مناتے ہیں وہ ہم سب کو معلوم ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس شب مبارک کے متعلق کیا ہیں ان کا ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں اور بعض ان ارشادات کو معلوم کرنے کے بعد ہی کو اپنے اعمال پر غور کرنا چاہئیے کہ وہ کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال اور اسوہ حسنہ سے مطابقت رکھتے ہیں

برادران عزیز پندرہویں شب شعبان کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ينزل الله تعالى الى السماء الدنيا ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل شيء الا رجل مشرك او في قلبه شحناء یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر ظہور فرماتا ہے پس ہر گناہگار شخص کو بخشدیتا ہے سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جس کے دل میں کینہ اور عداوت ہو۔ دوسری حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عن النبي صلى الله عليه وسلم اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلى فاعافيه الا كذا الا كذا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آوے تو اس رات کو عبادت کرو اور اس دن روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ اس کو بخشوں اور ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ اس کو رزق دوں اور ہے کوئی بیمار کہ اس کو صحت و عافیت عطا کروں اور ہے کوئی ایسا اور ہے کوئی ویسا یعنی جو کوئی کسی کی کوئی حاجت رکھتا ہو ہر ایک حاجتمند کی حاجت روا کرے گا۔

برادران اسلام آپ نے دیکھا کہ پندرہویں شب شعبان کی کتنی افضل اور کتنی متبرک اور کس قدر خیر و برکت کی شب ہے اور ہم سب کا ایمان ہے اس خیر و برکت والی شب میں اگر چاہیں تو کس قدر خیر و برکت جمع کر سکتے ہیں اور کس قدر اس سے نفع حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے قلب اور اپنی روح کی دوری اور امراض روحانی کا کیسا علاج کر سکتے ہیں کیا اس سے زیادہ بہتر کوئی دوسرا موقع ہم کو مل سکتا ہے۔

مگر اب غور طلب امر یہ ہے کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں اور دوسری طرف شب برات کے ہمارے طرز عمل

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں شب ہو تو رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس شب کو حق تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور بندوں کی حاجت روائی کرتا ہے لیکن ہم بجائے اس کے آتشبازی چھوڑتے ہیں اور دن کو روزہ رکھنے کے بجائے حلوا کھاتے ہیں۔

بہر حال خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی و رضا جوئی کے اسباب ہم کو بتلا دیئے گئے ہیں اور صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ ماہ شعبان اور اس کی پندرھویں شب میں کن اعمال و افعال میں مشغول ہونا چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک میں حسب ارشاد نبوی کثرت سے روزہ رکھیں اور شب برات کو اپنے رب کی طاعت و عبادت میں اور اس کی بندگی میں تمام رات کو گذاریں۔

شعبان کی پندرھویں شب کے سلسلہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں ہی تشریف لے گئے اس سے ثابت ہوا کہ اس رات میں قبرستان میں جانا اور مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی مسنون ہے۔

برادران اسلام! یہ امور تو وہ ہیں جن پر ہم کو اس ماہ مبارک شعبان المعظم میں عمل کرنا چاہئے لیکن ہم اپنی بدبختی سے بعض ایسے اعمال و افعال اختیار کر لئے ہیں جو صرف غیر مشروع ناجائز اور دینی و دنیاوی ہر ایک نقطۂ نظر سے مضر و مہلک ہیں ہم اس موقع پر نذر و نیاز کا ذکر نہ کریں گے کیونکہ یہ مسئلہ معہود علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے اس لئے جس کا جو مسلک ہو اسے مبارک رہے مگر اس کے علاوہ دو قبیح و مضر چیزیں ہم نے اختیار کر لی ہیں جن کا جواز کہیں سے ثابت نہیں اور اس کے ناجائز اور مضر و مہلک ہونے پر تمام علماء اور عقلاء کا اتفاق ہے ان میں سے ایک آتشبازی ہے جو شب برات کے لوازم میں سے ہے اور نہایت اہمیت حاصل کر چکی ہے حیرت اس امر پر ہے کہ کوئی طبقہ علماء کا اور کوئی جماعت مصلحین کی ایسی نہیں ہے جو شب برات کے موقع پر اس آتشبازی کے رسم کے مخالف نہ ہو مگر جس طرح اس کے حرام و ممنوع اور مضر و مہلک ہونے پر تمام جماعتوں تمام فرقوں اور تمام گروہوں کا اتفاق ہے اسی طرح لوگوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ اس متفق علیہ حرام فعل کا ارتکاب ضرور کریں گے چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں نہیں بچتا جہاں آتشبازی نہ چھوڑی جاتی ہو بلکہ کوئی خاندان اور گھر نہیں بچتا جو اس متفق علیہ حرام کا مسلسل ارتکاب نہ کرتا ہو۔

برادران اسلام! شریعت جس چیز یا فعل کو ناجائز قرار دیتی ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس کا ارتکاب دینی و دنیاوی لحاظ سے مضرت رساں اور مہلک ہوتا ہے آتشبازی کا یہی حال ہے آپ میں سے ہر ایک شخص کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ اس سے کس قدر نقصان اور مضرت ہر سال قوم کو پہنچی ہے کم سے کم جو اندازہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس آتشبازی میں ہر سال دو کروڑ روپیہ فرزندان اسلام کی جیبوں سے نکل کر آگ اور دھوئیں کی نذر ہو جاتا ہے اور اب تو اس روپیہ کا زیادہ حصہ ہندوستان سے باہر دوسرے ممالک کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اب خدا خود سمجھئے کہ مسلمانوں کی اس غریب اور مفلس قوم کی جیب سے ہر سال دو کروڑ روپیہ کا آگ کی نذر ہو جانا کس قدر تباہی و بربادی کا باعث ہے ایک طرف حالت یہ ہے کہ مسلمان جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہیں اول تو قوم کے تمام بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے جو تعلیم گاہیں موجود ہیں ان کی وجہ سے جب تک وہ تعلیم کے سامان اور اسباب فراہم نہیں کر سکتیں جتنا بنانا چاہتی ہیں اور جتنے علوم و فنون کی تعلیم دینا چاہتی ہیں نہیں

دے سکتیں اگر یہی دو کروڑ روپیہ آگ اور دھوئیں سے بچ جائے اور تعلیم پر صرف ہونے لگے تو چند ہی سال کے اندر مسلمانوں کی جہالت دور ہو سکتی ہے اور ان کی قوم کا ہر ایک بچہ تعلیم یافتہ ہو سکتا ہے اور ایک تعلیم پر کیا منحصر ہے یہ روپیہ قوم کے جس تعمیری کام پر خرچ کیا جائے وہ اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور اس کی حالت درست ہو سکتی ہے۔

مگر افسوس کہ ہر سال اس تباہ کن رسم کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے علماء فتوے نکالتے ہیں واعظ وعظ کہتے ہیں مصلح لکچر دیتے ہیں انجمنیں اور سوسائٹیاں پوسٹر شائع کرتی ہیں اور اخبارات و رسائل اس کے خلاف مضامین لکھتے ہیں لیکن اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اور بغرض اصلاح اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی یہ دوسری بات ہے کہ افلاس کی وجہ سے اور کساد بازاری کی بنا پر کسی سال کوئی کمی واقع ہو جائے ۔ ... ... ... مگر اس خیال سے کہ یہ ایک مہلک اور خطرناک رسم ہے اس سے کنارہ کشی کرنے پر کوئی آمادہ نہیں ہوتا کیا اس سے زیادہ ناعاقبت اندیشی اور اس سے زیادہ جہالت اور کوئی ہو سکتی ہے کہ دین اور دنیا کا کوئی فائدہ نہیں پھر بھی ہم ایک ایسے کام میں جو ہر ایک نقطۂ نظر سے برا ہے ہر سال دو کروڑ روپیہ ضائع کر دیتے ہیں خدا کے لئے اس تباہ کن مشغلہ سے باز آئیے یہ کیسی بدبختی ہے کہ خدا کا رسول تو حکم دیتا ہے کہ رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو اور ہم کو بتلاتا ہے کہ اس شب کو اللہ عزوجل آسمان اول پر نزول فرماتا ہے اس سے اپنی حاجتیں طلب کرو مگر ہم اس کے خلاف آتشبازی چھوڑتے ہیں اور اس میں اپنا روپیہ برباد کرتے ہیں اسی کو خسر الدنیا والآخرہ کہتے ہیں۔

دوسری چیز حلوا سازی و حلوا خوری ہے شب برات میں حلوہ سازی اور حلوہ خوری کی سند قرآن یا فقہ میں کہیں نہیں ملتی تاہم کھانے کی ایک غذا ہے اور اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آتشبازی کے مقابلہ میں اس کو روا رکھنا چاہئے لیکن اس سلسلہ میں دو تین باتوں کا اگر لحاظ رکھ لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اول تو یہ کہ اس کو دین اور مذہب کا کوئی حکم سمجھ کر نہ کرنا چاہئے دوسرے اس کو اس قدر ضروری نہ سمجھنا چاہئے کہ خواہ سودی قرض ہی لینا پڑے مگر حلوا ضرور بنایا جائے تیسرے یہ کہ حلوا سازی کے ساتھ اس امر کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ بیچارے وہ لوگ اس سے محروم نہ رہیں جو حلوا بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے جو لوگ مستطیع ہیں وہ تو اس موقع کے علاوہ بھی جب چاہیں حلوا بنا کر کھا سکتے ہیں مگر غرباء کے لئے یہی موقع ہے۔

بہر حال شعبان المعظم کے متعلق جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں وہ سب بیان کر دیئے گئے ہیں اب یہ آپ کا کام ہے کہاں تک آپ کہاں تک عمل کرتے ہیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

## خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ - درود و سلام ہو اس سرکار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے شعبان المعظم کے فضائل و برکات اور اس کے اعمال و افعال سے ہم کو آگاہ فرمایا اور درود و سلام ہو آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین حضرت حمزہ و عباس بلالؓ حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ کرام اور ائمہ عظام اور اولیاء ، ذوی الاحترام پر جنہوں نے ماہ شعبان المعظم کے فضائل و برکات سے اپنے دامن مراد کو بھرا دن کو روزے رکھے اور رات کو عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور کبھی آتشبازی وغیرہ کے پاس نہیں پھٹکے - اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ شعبان المعظم اور اس کی پندرھویں شب کی اہمیت کو محسوس کریں اور جو احکام ہیں ان پر عمل کریں اور جو تباہ کن رسمیں اختیار کر لی ہیں ان کو ترک کریں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

# شذرات

## کتاب الاسلام کی اشاعت میں تاخیر

مولوی میں کئی مہینہ سے کتاب الاسلام کا اشتہار شایع ہو رہا ہے یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اب تک کئی سو روپے پیشگی آ چکے ہیں یہ اس امر کی بین دلیل ہے کہ مولوی کے ادارہ پر لوگوں کو حد سے زیادہ اعتماد ہے اور اس کے ناظرین کو اس کا کامل یقین ہے کہ دفتر مولوی کی طرف سے اس قدر اہم اور ضروری موضوع پر جو کتاب بھی شایع ہوگی وہ اس سے بہتر ہوگی جتنا اس کے متعلق اظہار کیا جائے گا

جیسا کہ اشتہار میں لکھا جا چکا ہے کہ کتاب لکھی جا چکی ہے اور اس کی تصنیف پر کثیر رقم صرف ہو چکی ہے نیز اس کی کتابت بھی ختم ہو چکی ہے اور صرف کتابت پر دو ڈھائی سو روپے صرف ہو چکے ہیں اب صرف طباعت باقی تھی کہ کتاب مذکور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ وہ اس معیار بلند سے گری ہوئی ہے جو پیش نظر تھا اور متعارف کتابوں کی صف سے بس ذرا ہی سی بلند تھی حالانکہ ادارہ مولوی کے پیش نظر اس سلسلہ میں ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو اپنے رنگ میں مکمل اور بازار میں جو کتابیں ہیں ان سے نہ صرف الگ ہو بلکہ بہت بلند ہو افسوس ہے کہ مصنف موصوف کو اس تصنیف میں غلط فہمی پیدا ہو گئی اور وہ یہ سمجھے کہ اس موضوع پر بازار میں جو کتابیں عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں اسی قسم کی زیادہ صحیح کتاب شایع کرنا مقصود ہے حالانکہ مقصد اصلی ایک ایسی کتاب کی اشاعت ہے جو دینیات کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو اور اس قدر جامع ہو کہ اس کے مطالعہ کے بعد ایک معمولی قابلیت کا آدمی ایک اوسط درجہ کے مولوی اور عالم کی سی معلومات کا حامل ہو جائے اور ضروریات دین حقہ سے کما حقہ واقف و آگاہ ہو جائے اور کسی دوسری کتاب کا محتاج نہ رہے۔

افسوس ہے کہ مصنف موصوف نے ان امور کو پیش نظر نہ رکھا اور ہمکو اس وقت اس کا علم ہوا جب کہ پیاں پڑھی گئیں۔

اب دفتر مولوی کے لئے یہ بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ وہ خریداروں کے پاس ایک ایسی کتاب چھاپ کر بھیجے جو پیش نظر معیار سے فروتر ہے دیانتداری اور اس اعتماد کا جو دفتر مولوی پر اس کے خریداروں کو ہے ان دونوں امور کا یہ تقاضا ہے کہ گو اس کتاب کی تصنیف اور اس کی کتابت پر کئی سو روپے اب تک صرف ہو چکے ہیں مگر اس کی طباعت کو روک دیا جائے اور اس نقصان عظیم کی کچھ پروا نہ کی جائے اور جس قدر جلد ممکن ہو دوبارہ از سر نو ذمہ دار اور اہل ہاتھوں سے پیش نظر معیار کی کتاب لکھا کر شایع کی جائے لیکن اس میں کچھ عرصہ لگیگا اور رمضان شریف تک ایسی کتاب تیار نہیں ہو سکتی۔

اس لئے ان حضرات سے بصد ادب معافی مانگتے ہوئے جنہوں نے پیشگی قیمت ارسال کر دی ہے یہ گزارش ہے کہ یا تو وہ چار مہینہ اور انتظار کریں یا اگر چار مہینہ کا انتظار ان کے لئے شاق ہو تو ایک کارڈ لکھکر اپنا روپیہ واپس منگوالیں کارڈ آنے ہی بغیر ایک لمحہ کی تاخیر کے ان کا روپیہ فوراً واپس کر دیا جائے میرے لئے یہ بالکل آسان ہے کہ اسی کتاب کو چھاپ کر رمضان شریف سے پہلے ہی بھیج دوں کیونکہ موجودہ مروجہ کتب سے پھر بھی بہت جامع اور طویل اور واضح ہے مگر میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ جو بلند و رفیع معیار بنا کے پیش نظر ہے کتاب اس کے مطابق نہ ہو اس لئے میں سینکڑوں روپے کے نقصان کو گوارا کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خریداروں کے ہاتھ کتاب وہ پہنچے جو پیش نظر ہے اور جس کو پڑھکر وہ اس حقیقت کو محسوس کریں کہ فی الواقع اس موضوع پر یہ کتاب پہلی اور آخری ہے۔

میں آخر میں پیشگی روپیہ جن حضرات نے بھیجے ہیں ان سے معذرانہ معافی چاہتا ہوں کہ ان کو طویل انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی اور درخواست کرتا ہوں کہ فوراً اپنے ارادہ سے دفتر کو مطلع فرمائیں تا کہ اگر وہ روپیہ واپس منگوانا چاہیں تو فوراً ان کی خدمت میں بھیج دیا جائے میں روپیہ واپس کرنے میں زیادہ مطمئن ہونگا کیونکہ جب سرمایہ [illegible]

## گول میز کانفرنس کا مزید التوا

گول میز کانفرنس غیر معینہ مدت کی ایک مختصر خبر

نظر یہ کے بعد پھر ملتوی کر دی گئی اب اس کا اجلاس آیندہ سال پھر ہوگا لوگ پوچھیں گے کہ اس کانفرنس نے کیا طے کیا اس کا جواب بیحد مشکل ہے اس لئے کہ پوری طرح غور کرنے کے بعد بھی کوئی شخص یہ نہیں بتلا سکتا کہ کیا طے ہوا اور کیا ملا اگر یقین کے ساتھ کچھ بتلایا جا سکتا ہے کہ کیا ملا تو وہ دو تقریریں وزیر اعظم کی اور ایک تقریر وزیر ہند کی ہے وزیر اعظم نے ایک تقریر گول میز کانفرنس میں کی اور دوسری پارلیمنٹ میں اور وزیر ہند کی تقریر پارلیمنٹ میں ہوئی ہم ان تقریروں پر تفصیلی بحث تو آئندہ کریں گے فی الحال اس قدر بتلا دینا ضروری ہے کہ گذشتہ گول میز کانفرنس کے خاتمہ پر وزیر اعظم نے جو تقریر کی تھی اور اس میں جو وعدے کئے تھے انھیں کو دوبارہ دہرایا گیا ہے ان سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا گیا البتہ اگر کچھ اضافہ ہوا ہے تو یہ کہ وزیر ہند صاحب نے اپنی تقریر کے ذریعہ یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ درجہ نو آبادیات کی ہی امید نہ رکھنا اور مرکز میں جس ذمہ داری کی طرف وزیر اعظم نے اشارہ کیا ہے اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔

## تماشہ کس طرح ختم ہوا

گذشتہ گول میز کانفرنس میں کانگریس نے شرکت نہیں کی تھی جب اس کانفرنس کا خاتمہ ہوا تو برطانوی سیاسی حلقوں میں اس بات کو محسوس کیا گیا کہ اس کانفرنس کی [illegible] کی شرکت کے کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی [illegible] پولیٹیکل طاقت کانگریس ہی ہے اور اس کی عدم شرکت کے معنے یہ ہیں کہ کانفرنس جو کچھ طے کرے گی اس کی کوئی قیمت نہ ہوگی اس لئے کانگریس سے مصالحت کی گئی کانگریس نے اس شرط کے ساتھ شرکت کی تھی کہ گذشتہ گول میز کانفرنس میں جو اصول طے پا گئے ہیں وہ آخری نہیں ہیں اور کانگریس کو ہر ایک سوال پر [illegible] بحث کرنے اور اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا حق ہوگا۔

چنانچہ مہاتما گاندھی کانگریس کے واحد نمائندے کے طور پر شریک ہوئے انہوں نے کانگریس کا نقطۂ نظر پیش کیا اور اپنے مطالبات کی وضاحت کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مکمل آزادی کے ساتھ مرکز میں مکمل ذمہ داری دینے پر اس طرح زور دیا کہ فوج آلیات اور امور خارجہ بھی پورا پورا اختیار ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہو۔

ابھی یہ بحث ہو ہی رہی تھی کہ لیبر گورنمنٹ مستعفی ہو گئی اور جدید انتخاب ہوا جس میں قدامت پسندوں کی بھاری اکثریت برسر اقتدار آگئی اور برائے نام نیشنل گورنمنٹ قائم ہو گئی اگرچہ اس گورنمنٹ کے وزیر اعظم بھی مسٹر ریمزے میکڈونلڈ ہی ہوئے مگر ان کی ساری قوت قدامت پسندوں کے ہاتھ میں چلی گئی یوں تو انگلستان کی ہر ایک پارٹی خواہ وہ لبرل پارٹی یا لیبر یا قدامت پسند سب کا نقطۂ نظر ایک ہی ہے کہ ہندوستان کو جب تک ہو سکے غلام ہی رکھا جائے مگر قدامت پسند تو غلامی و محکومی کی بندشوں کی ایک گرہ بھی ڈھیلی کرنے پر رضامند نہیں ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف کانگریس کی شرکت کے یہ معنے تھے کہ گول میز کانفرنس جس حد تک بڑھی ہے کانگریس کی شرکت کے بعد اس سے آگے قدم بڑھائے ورنہ کانگریس کی شرکت کے کوئی معنے نہیں ہوتے اگر گزشتہ گول میز کانفرنس کے اصول ہی اٹل تھے تو پھر کانگریس کو گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ وہ اس نے ان اصول پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی دوسری طرف قدامت پسند تھے جن کی یہ قدرتی خواہش تھی کہ گزشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم بڑھایا گیا ہے اگر ممکن ہو تو اس سے پیچھے ہٹ جانے کی کوئی صورت نکلے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو

## انگریزی ڈپلومیسی کا ایک کرشمہ

کم از کم مزید قدم نہ اٹھانا پڑے لیکن یہ مقصد کیونکر حاصل ہو، یہ تھا حل طلب معاملہ اس مقصد کو بس خوبی اور جس کے ساتھ موجودہ برسر اقتدار جماعت نے حاصل کیا اس میں کوئی شبہ نہیں وہ ڈپلومیسی اور حکمت عملی کا زرین نمونہ ہے۔

جب جدید انتخاب ہو چکا اور نیشنل گورنمنٹ قائم ہو گئی تو سب سے زیادہ زور فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل پر دیا جانے لگا یہ مسئلہ شروع ہی سے لاینحل بنا دیا گیا تھا گزشتہ کانفرنس میں بھی یہ مسئلہ بہت زیادہ پریشان کن بنا رہا اور کسی طرح حل نہ ہوا اور حل کیونکر ہوتا جبکہ ایسے عناصر کانفرنس میں جمع کئے گئے ہوں جو اس کو حل کرنا ہی نہ چاہتے ہوں اور برطانوی حکمت عملی ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہو۔

گاندھی جی جس وقت لندن پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے اسی مسئلہ کو سلجھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی اور انہوں نے محسوس کر لیا کہ یہ مسئلہ اس وقت تک حل نہ ہوگا کہ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ حکومت دینا کیا چاہتی ہے اس لئے انہوں نے زور دیا کہ حکومت اپنا ارادہ ظاہر کرے مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا اس کے بعد پھر فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی اور اس دفعہ سمجھوتہ ہوتے ہوتے رہ گیا یعنی صرف ایک نشست کے سوال پر معاملہ رہ گیا یہ ایک نشست پنجاب کونسل کی تھی۔

جب فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کی طرف سے بالکل مایوسی ہو گئی تو برطانوی ڈپلومیسی نے یہ پینترا بدلا کہ چونکہ فرقہ وارانہ مسئلہ حل نہیں ہوا اس لئے فی الحال صوبجاتی آزادی دینے پر قناعت کی جائے گی ادھر مسلمانوں نے بھی شروع سے

یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم اس وقت تک مرکز میں اختیارات دیئے جانے کی حمایت نہ کریں گے جب تک ہمارے مطالبات تسلیم نہ کر لئے جائیں۔ سر آغا خاں وغیرہ کو امید تھی کہ اس طرح روڑے اٹکانے سے سکھ اور ہندو مجبور ہو جائیں گے اور ان کے مطالبات تسلیم کر لئے جائیں گے بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر پہلے ہمارے مطالبات کا فیصلہ نہ ہوا تو ہم فیڈرل کمیٹی کا بائیکاٹ کر دیں گے۔ بعض خاص اشارے پر ناچا جا رہا تھا تاکہ برطانوی حکومت کو موقع ملے کہ وہ مرکزی ذمہ داری دینے سے انکار کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کر سکے لیکن یہ بلند بانگ مسلم زعماء کی گیدڑ بھبکیاں تھیں جس وقت فیڈرل کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا تو اس میں سب ہی شریک ہو گئے حالانکہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا ریزولیوشن تھا کہ خبردار جب تک تمہارے مطالبات منظور نہ ہوں اس وقت تک تم فیڈرل کمیٹی کے اجلاس میں ہرگز شریک نہ ہونا۔ مگر چونکہ انگلستان کے ارباب حل و عقد کا یہ اشارا تھا کہ ضرور شریک ہوں اس لئے شریک ہو گئے اور مسلم کانفرنس کے ریزولیوشن کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا۔

اس کے بعد وزیر اعظم نے اپنی خدمات فرقہ پرستوں کے سامنے پیش کیں کہ وہ ان کو سب جماعتیں پنچ مان لیں اور جو فیصلہ وہ کر دیں اس کو قبول کر لیں مہاتما گاندھی نے کہا کہ ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے بشرطیکہ صرف ہندو مسلمانوں اور سکھوں کے اختلاف کا فیصلہ کیا جائے۔ اسی طرح ہندو مسبھا نے بھی کہہ دیا مگر مسلمانوں نے کہا کہ پہلے ہم کو یہ اطمینان دلایا جائے کہ ہمارے مطالبات مان لئے جائیں گے اور انہوں نے ہندوستان کے یوروپین اینگلو انڈین اور اچھوتوں کے ساتھ مل کر جو فیصلہ کیا ہے اس کو قبول کر لیا جائے گا وزیر اعظم نے اس مشروط دعوے کو ٹھکرا دیا اور کہہ دیا کہ میں اس طرح ہرگز ثالث نہیں بنوں گا!

جب بالکل مایوسی ہو چکی تھی تو حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس مسئلہ کا خود کوئی تصفیہ کر دیتی مگر اس نے پھر ٹال دیا اور کہہ دیا کہ ایک موقع اور دیا جاتا ہے اگر پھر بھی آپس میں کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو حکومت کوئی عارضی فیصلہ کر دے گی حالانکہ مسلم ممبران نے زور دیا تھا کہ اب حکومت فیصلہ کر دے۔

اس ٹال مٹول کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حکومت ہندو مسلمانوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے مگر ہمارے خیال میں اگر یہ واقعہ بھی ہو تو اس کی شکایت فضول ہے کیونکہ ہر ایک دانشمند قوم اور فرد کا یہی فرض ہے کہ وہ اپنے نفع کی سوچے یہ کام تو ہندوستانیوں کا ہے کہ وہ حریف کو اس کا موقع نہ دیں۔

بہرحال لندن کانفرنس میں یہ فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ برطانوی حکومت صوبجاتی آزادی سے زیادہ کچھ نہ دے گی اس ڈپلومیسی کا خاطر خواہ نتیجہ یہ نکلا یعنی یہ کہ ہر طرف سے یہ آواز بلند ہونی شروع ہو گئی کہ گزشتہ گول میز کانفرنس میں جو قدم اٹھایا جا چکا ہے وہ پیچھے نہ ہٹایا جائے یعنی آگے قدم بڑھانے کا سوال بالکل ہی نظر انداز کر دیا گیا اور لوگوں کے دماغوں پر یہ خیال مسلط ہو گیا کہ پچھلی کانفرنس میں جو قدم اٹھایا گیا ہے کہیں وہ پیچھے کی طرف نہ ہٹ جائے اس لئے یہی غنیمت معلوم ہوا کہ صرف گزشتہ وعدوں کے ایفا کرنے پر زور دیا جائے۔

چنانچہ اس حکمت عملی میں برطانوی سیاست کو پوری کامیابی ہوئی اور ہر ایک کی زبان پر صرف گزشتہ وعدوں کے پورا کرنے کا مطالبہ تھا برطانوی مدبر بھی چاہتے تھے کہ کوئی نیا مطالبہ نہ کیا جائے اور کانگریس کے مطالبہ کی تائید نہ ہو سکے، پھر یہ

جوا[illegible] کی تفصیل کہ صوبجات کے ساتھ مرکز میں جو وعدہ کیا گیا تھا وہ اب پورا نہ کیا جائے گا اس کی غرض صرف یہ تھی کہ اس طرح صرف ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ پرانے وعدے کے اعادہ ہی پر قناعت کر لی جائے چنانچہ یہی ہوا۔

## وزیر اعظم کی تقریر

گول میز کانفرنس کو ختم کرتے ہوئے جو تقریر وزیر اعظم نے ارشاد فرمائی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صوبجاتی آزادی دی جائے گی مگر گورنر کے اختیارات کافی ہوں گے مرکز میں بھی ذمہ داری دینے کا جو وعدہ گذشتہ کانفرنس میں کیا گیا تھا اس کو دہرایا گیا اور کہا گیا کہ گو فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا مگر اس کی وجہ سے ہندوستان کی ترقی کو روکا نہیں جا سکتا لہذا فوج اور امور خارجہ پر گورنر جنرل کا پورا کنٹرول رکھ کر اور مالیات پر تحفظات کی قید لگا کر مرکز میں ذمہ داری دینے کا اعلان کیا گیا۔ وزیر اعظم کی تقریر کا لب لباب یہ ہے۔

(۱) جب تک ہندوستان اس قابل نہ ہو کہ اپنی حفاظت کر سکے اور برطانیہ کے نزدیک اس قابل کبھی بھی نہ ہوگا) اس وقت تک فوج پر برطانیہ کا پورا اور غیر مشروط قبضہ رہے گا۔ (۲) امور خارجہ برطانیہ ہی کے ہاتھوں میں رہیں گے (۳) والیان ریاست کے تعلقات تاج برطانیہ کے ساتھ رہیں گے یعنی ہندوستانی گورنمنٹ سے کوئی واسطہ نہ رہے گا (۴) ہندوستان کی مالی حالت اور اندرونی امن کا موثر طریقہ سے تحفظ بھی برطانیہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا یعنی ان شعبوں پر بھی برطانوی کنٹرول رہے گا (۵) اقلیتوں کے تحفظ کے نام سے بھی پورے اختیارات برطانوی ہاتھوں میں رہیں گے (۶) برطانوی تجارت کی حفاظت کے نام سے بھی کافی اختیارات محفوظ رکھے جائیں گے (۷) وزیر ہند کی معرفت جن ملازموں کا تقرر ہوا ہے ان کے حقوق بھی محفوظ رہیں گے یعنی سول سروس والے انگریز بدستور مزے کرتے رہیں گے ہندوستان کو اختیار نہ ہوگا کہ ان کی تنخواہوں وغیرہ میں کمی کر سکے۔

یہ ہے خلاصہ وزیر اعظم کی تقریر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ برطانوی حکومت ہندوستان کو کیا دینا چاہتی ہے۔ اس بیان پر جب دارالعوام میں مباحثہ ہوا تو اس تقریر کے چہرہ سے بالکل نقاب اٹھ گیا چنانچہ ایک سوال کے جواب میں وزیر اعظم نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستان کو درجہ نوآبادیات دیدیا جائے گا۔

## وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم

وزیر اعظم کی تقریر کا خیر مقدم کیا ہوا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ مسٹر جناح جیسے معتدل سیاست داں بھی اس سے مطلق مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے صاف الفاظ میں کہا کہ اس سے ہندوستان میں سخت مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ہندوستان اس قدر طویل عرصہ تک انتظار نہیں کر سکے گا اسی طرح دوسرے لوگوں نے بھی جو بالکل کانگریسی نہیں ہیں اسی رائے کا اظہار کیا ہے صرف ڈاکٹر سپرو اور شاستری نے اس امر پر اظہار اطمینان کیا ہے کہ چونکہ کانفرنس ملتوی ہوئی ہے اور دوبارہ پھر ہو گی اور یہ کہ ہندوستان میں کام کرنے کے لئے سب کمیٹیاں بنادی گئی ہیں اس [illegible] صورت اطمینان بخش ہے مگر یہ دو کا اظہار رائے اس لئے کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ان کو ہندوستان میں کوئی سپورٹ حاصل نہیں ہے اور یہ دو سو آدمی بھی

ان کے ہمخیال اور پیرو نہیں ہیں۔

اور اصل حقیقت تو یہ ہے کہ گول میز کانفرنس میں [illegible] ان میں صرف ایک ہی ایسا نمائندہ تھا جس کی پشت پر واقعی [illegible] تھی اور وہ گاندھی جی ہیں وہ وزیر اعظم کے اعلان سے ذاتی طور پر [illegible] اگرچہ ابھی تک آپ نے کسی رائے کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہندوستان میں [illegible] کے صدر اور دوسرے لیڈروں نے کسی رائے کا اظہار کیا ہے تاہم جو لوگ [illegible] حالت پر غائر نظر رکھتے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ [illegible] اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وزیر اعظم کے اعلان کا وہ اثر نہیں ہوا جو مطلوب تھا اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ سمجھ رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تکلیف دہ اور اضطراب افزا صورت حال کے پیدا ہونے کا امکان ہے اور یہ کہ کانگریس اس اعلان سے مطمئن نہ ہوگی اور وہ اپنی جد و جہد شروع کر دیگی جس سے وہی صورت حال پھر پیدا ہو جائے گی جو گذشتہ تحریک سول نافرمانی میں تھی اس لئے اس کا اندیشہ ہے کہ گو کانگریسی حلقے نے ابھی کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جس کی وجہ یہ ہے کہ مہاتما جی کا انتظار کیا جا رہا ہے مگر یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ کانگریس کے حلقوں میں [illegible] پر مایوسی اور بے اعتمادی کا اظہار ہو رہا ہے اور ہر شخص اپنی جگہ پر یہ محسوس کر رہا ہے کہ کانگریس کا کوئی مطالبہ بھی پورا نہیں ہوا اور بے اعتمادی کا یہ عالم ہے کہ غیر کانگریسی بھی مطمئن نہیں ہیں کہ گورنمنٹ کچھ قابل عمل چیز دینا چاہتی ہے یہ بے اعتمادی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ وزیر اعظم کے اعلان میں کوئی [illegible] چیز نہیں ہے اور جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان میں کافی گنجائش ہے کہ وہ بہت زیادہ وسعت اختیار کر لیں اور یہی ہے کہ ممکن ہے کہ اس قدر محدود ہو جائیں کہ کچھ بھی ان کے دامنوں میں باقی نہ رہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس کا اطمینان تو نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو مکمل آزادی چاہتی ہے اور بقول مسٹر جناح کے انگریز خوشی سے تو قیامت تک یہ مطالبہ منظور نہیں کر سکتے یہ صحیح ہے مگر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے موجودہ حالات میں کانگریس اس قسم کی مکمل آزادی سے مطمئن ہو جائے گی جس کی رو سے اس کو وہی حقوق حاصل ہو جائیں جو اب نوآبادیات کو حاصل ہیں یعنی برٹش امپائر سے علیحدگی کا حق جیسا کہ ویسٹ منسٹر میں اب نوآبادیات کے لئے تسلیم کئے گئے ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کانگریس خواہ مخواہ علیحدگی اختیار کر لیگی کیونکہ وہ مساوی حصہ داری کے حق میں ہے اور مالیات میں ایسے تحفظات کے بھی حق میں ہے جو ہندوستانی مفاد کے لئے مضرت رساں اور نقصان دہ نہ ہوں مختصر یہ کہ اگر نوآبادیات کا سا درجہ اس وقت دیدیا جائے تو گاندھی جی [illegible] ہو جائیں گے اگرچہ ایک طبقہ ضرور مخالف [illegible] کا مگر اس کی [illegible] بہت کمزور ہوگی اور ملک ان کو سپورٹ نہیں کرے گا۔

لیکن کانگریس تو رہی ایک طرف اس اعلان سے تو [illegible] ہوتی کہ ان لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا جو صوبجات [illegible] چاہتے ہیں کیونکہ صوبجات [illegible] پانچ پانچ [illegible] مرکز میں تو [illegible] نہیں ہوتا اگر انگریزی [illegible] کے ساتھ مرکز میں ذمہ داری [illegible]

... ہیں اگر وہ بر اظہر کے اس مسلمان سے اس کو بھی اطمینان [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ ہندو قدر گول میز کانفرنس ہوگی [illegible] یعنی یقینی جیسا نہیں آئی اور وہ تین سال کی طویل مدت تک انتظار کرنا پڑے گا۔

## مسٹر جناح کی تجویز

اگر مسٹر جناح کی تجویز پر عمل کیا جائے تو انکی کے بیان کے مطابق عام بےچینی میں بہت کمی ہو سکتی ہے جو اکثر طبقات میں اطمینان کی لہر دوڑ سکتی ہے۔

مسٹر جناح نے وزیر اعظم کے اعلان پر جو خیالات ظاہر کئے ہیں ان میں بہت صاف گوئی سے کام لیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہندوستان تین سال تک انتظار کرتا رہے جب تک کہ وفاقی حکومت (فیڈریشن) کے تمام مسائل طے نہ ہو جائیں ہندوستان کے باشندوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور ان میں مزید انتظار کی قوت نہیں ہے۔ مسٹر جناح کا خیال ہے کہ ان تمام پیچیدگیوں کے باوجود جن کا کسی طریقہ پر بھی انکار کیا جا سکتا ہو یہاں کی حکومت فیڈریشن کے مسئلہ کو تین سال میں بھی شاید ہی طے کر سکے۔

مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ وہ کئی دفعہ برطانوی حکومت سے کہہ چکے ہیں کہ وہ تصفیہ کی ذمہ داری خود لے اور اصلاحات کے لئے قدم بڑھائے وہ یہ کر سکتی تھی کہ برطانوی ہند کے لئے ایک آئین مرتب کر کے نافذ کر سکتی تھی اور فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ بھی خود ہی کر دیتی ریاستوں کے معاملات کو پھر طے کرتی رہتی۔

مسٹر جناح نے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان کا ہر طبقہ ذمہ داری کا طالب ہے گو یہ ممکن ہے کہ بعض امور میں نقطہ خیال میں اختلاف ہو اور یہ تو ہر ایک ملک میں ہوتا ہے لیکن جہاں تک حقیقی ذمہ داری کے حصول کا سوال ہے ہندوستانی مدبرین کی تمام جماعتیں اس بارہ میں متفق ہیں اور مجھے شبہ ہے کہ برطانوی عمال نے اس حقیقت کو اچھی طرح محسوس نہیں کیا

## بے اعتمادی کا مرض

مسٹر جناح نے فرمایا کہ سارے ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خلاف بے اعتمادی کا مرض پھیلا ہوا ہے شاید ہی کوئی فرد ہو جس پر اس کا اثر نہ ہو ہندوستانیوں میں ذمہ دار کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس بے اعتمادی سے پاک ہو ہندوستان میں کسی طرح ممکن نہیں کہ عوام یہ یقین کریں کہ حکومت برطانیہ واقعی ان تجاویز پر عمل کرے گی جو وزیر اعظم نے اپنے بیان میں پیش کی ہیں مسٹر جناح نے فرمایا کہ ہزار میں سے ۹۹۹ آدمی اس پر بھروسہ نہیں کرتے جب ہم لوگ خالی ہاتھ جائیں گے اور کہیں گے کہ ابھی تین سال اور انتظار کرو تو اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ مسٹر جناح نے بہت صفائی کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے اور اگر انگریزی حکومت ان پر غور کرے تو ہندوستان کے معتدل جماعت کی بے اعتمادی اور بے اطمینانی کو دور کر سکتی ہے۔

# سر آغا خاں کے خیالات

## [illegible] زود پشیماں کا پشیماں ہونا

سر آغا خاں نے گول میز [illegible] اخبارات میں کافی ہوا اور اکثر سیاسی حلقوں میں اس پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا گیا ہے کہ کہاں سر آغا خاں اور کہاں ایسی باتیں۔

سر آغا خاں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ لوگوں کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ مسلمان برطانوی حکومت کا آلہ کار بن گئے ہیں جو اصلی اختیارات کو چھوڑنا نہیں چاہتی اور مسلمانوں کی مدد سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور ہندوستان جاکر مسلم مندوبین کو اپنے عامہ کی سخت سے سخت نکتہ چینی اور ملامت برداشت کرنی پڑے گی۔"

غالباً اسی حقیقت کا احساس تھا جس نے سر آغا خاں کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ وزیر اعظم، وزیر ہند اور لارڈ [illegible] سے یہ کہہ دیں کہ گو مسلمان اپنی جماعت کے لئے چند تحفظات چاہتے ہیں لیکن وہ ذمہ دار حکومت کے مطالبہ میں دوسرے ہندوستانی مندوبین کے ساتھ بالکل متفق ہیں، وزیر اعظم نے سر آغا خاں سے کہا کہ حکومت اس وقت تک مرکزی ذمہ داری دینا نہیں چاہتی جب تک ہندو مسلم مسئلہ طے نہ ہو جائے اس پر سر آغا خاں نے جواب دیا کہ اس مسئلہ کے حل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔

وزیر ہند نے پوچھا کہ اس سے مسلمانوں کی کیا مطلب ہے کیا وہ صوبجاتی آزادی سے مطمئن نہ ہوں گے تو آغا خاں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ وزیر ہند نے پھر پوچھا کہ اگر صوبوں کو آزادی دیدی جائے تو کیا مسلمان نئے دستور کے چلانے کے لئے تیار ہوں گے۔ سر آغا خاں نے جواب دیا کہ مسلمان مرکز میں ذمہ داری کے خواہاں ہیں اور حکومت کو متنبہ کر دیا کہ اس کا رویہ ایسا ہے کہ مسلمان کانگریس کا طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جب آغا خاں سے یہ پوچھا گیا کہ اگر حکومت لیڈروں کو باہمی سمجھوتہ کا ایک موقع اور دے تو کیا صورت حال ہوگی تو سر موصوف نے جواب دیا کہ جب تک حکومت مرکزی ذمہ داری کے متعلق اپنے ارادوں کو صاف ظاہر نہ کرے گی اس وقت سمجھوتہ کا کوئی امکان نہیں ہے اور اگر حکومت یہ اعلان کر دے کہ وہ مرکز میں پوری ذمہ داری دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ فرقہ وارانہ مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے تو ہمیں پوری امید ہے کہ سمجھوتہ ہو جائے گا۔

وزیر اعظم نے پوچھا کہ اگر کانگریس نے سول نافرمانی شروع کی تو مسلمان کیا کریں گے سر آغا خاں نے جواب دیا کہ ہمارے اکثر نوجوان اس میں شریک ہو جائیں گے شاید مسلم لیڈر غیر جانبدار رہیں وہ بھی اس حد تک کہ براہ راست کوئی عملی حصہ نہ لیں لیکن چونکہ قوم پرستی کے معاملہ میں ان کی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے اس لئے انھیں بھی برادران وطن کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دینا پڑے گا سر آغا خاں نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد بائیکاٹ کی تحریک میں شامل ہو جائے گی اور یہ بائیکاٹ نہایت مکمل ہوگا مجھے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ گاندھی جی از سر نو تحریک سول نافرمانی شروع کریں گے

سر آغا خاں نے اس امر کا اعادہ کیا کہ اگر ہندوستان کو حقیقی ذمہ داری نہ دی گئی تو مسلمانوں کا برطانیہ پر جو اعتماد ہے وہ ختم ہو جائے گا ہندوستان میں لوگوں کو یقین ہے کہ برطانیہ انھیں اپنا آلہ کار بنا کر کام نکال لیگی اور ایسا پھر دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکے گی۔

دراصل دو چیزیں ہیں جو ان خیالات کے اظہار کی محرک ہوئی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے اور مسٹر میرانگول میتر نے یہ محسوس کرلیا کہ ساری دنیا میں وہ اپنے غلط رویہ کی وجہ سے بدنام ہو گئے ہیں اور لوگ ان کو حکومت کا آلۂ کار سمجھنے لگے ہیں اور دوسری حقیقت جس نے سر آغا خاں کی آنکھیں کھول دی ہیں یہ ہے کہ گو اس وقت حکومت ان کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے مگر جب اس کا مقصد حاصل ہو جائے گا تو وہ دھتا بتا دے گی انھیں دو حقیقتوں کے انکشاف نے سر آغا خاں کو بھی اسقدر صاف بیانی پر مجبور کر دیا کاش یہ دونوں حقیقتیں پہلے منکشف ہو جاتیں۔

ہم نے اس بیان کے خلاصہ کو اس لئے دیا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وزیر اعظم کا بیان کہاں تک تسلی بخش ثابت ہو سکتا ہے۔

## سندھ اور صوبہ سرحد

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں صوبہ سرحد کے متعلق فرمایا کہ اس کو گورنر کا صوبہ بنا دیا جائے گا مگر اس کے مخصوص حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنر کو مخصوص اختیارات دیے جائیں گے۔ یہ آخری جملہ نہایت اہم ہے اس جملہ کے اندر اتنی قوت ہے کہ صوبہ سرحد کو گورنر کا صوبہ بنا دینے کے بعد بھی صوبہ سرحد کو ہی بنا رکھ سکتا ہے اور موجودہ مطلق العنانی سے بہتر اس کی حالت نہیں ہو سکتی اگرچہ سر عبد القیوم نے اس اعلان پر بے حد خوشی کا اظہار کیا ہے اور وزیر اعظم کا شکریہ ادا کیا ہے کہ ان کی ہمدردی و کوشش سے صوبہ سرحد کو یہ مرتبہ ملا ہے مگر ان کو شاید معلوم نہیں کہ کانگریس بھی صوبہ سرحد کے لئے اس مشروط وعدہ کی بنا پر گورنر کا صوبہ تسلیم نہ کریں گے کیونکہ کانگریس تو صوبہ سرحد کے لئے بلا شرط دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق و آزادی چاہتی ہے اور ہمیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ صوبہ سرحد کی اصلی سیاسی طاقت اس مشروط وعدے سے ہرگز مطمئن نہ ہوگی اگر صوبہ سرحد کے گورنر کو دوسرے صوبوں کے گورنروں سے زیادہ اختیارات دیے گئے تو اس کے یہی معنے ہوئے کہ صوبہ سرحد دوسرے صوبوں کے مساوی آزادی و اختیارات حاصل کرنے سے محروم رہا۔

بہرحال ہمیں اندیشہ ہے کہ صوبہ سرحد کی رائے عامہ اس مشروط وعدہ پر سر عبد القیوم کی طرح خوشی کے شادیانے نہیں بجا سکتی۔

سندھ کی علیحدگی کے مسئلہ کو بھی مالیات کی شرط کے ساتھ بدستور مشروط رکھا گیا ہے یعنی یہ مسئلہ مطالبہ بحال معلق ہے اور کوئی انقطاعی فیصلہ نہیں کیا گیا مسلمانوں کے باقی مطالبات کا تو کچھ ذکر ہی نہیں۔ اس خاص نقطہ نظر سے بھی وزیر اعظم کا اعلان بالکل ناتسلی بخش ہے۔

## بنگال کا نیا آرڈیننس

گذشتہ ماہ ہم بنگال کے ایک آرڈیننس کی ایک خاص نقطہ نظر سے تائید کر چکے آج ایک ماہ بعد ایک دوسرے آرڈیننس پر اظہار رائے کا موقع آگیا یعنی جناب وائسرائے نے اپنے خاص اختیارات سے کام لیکر ایک نیا آرڈیننس بنگال میں نافذ کر دیا ہے تشدد کی تحریک کے ہم اسقدر مخالف ہیں اور اس کو ملک کے بہترین مفاد کے لئے اس قدر سخت مضر اور مہلک سمجھتے ہیں کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ اس آرڈیننس کی بھی ہم تائید کریں اور ملک سے کہیں کہ وہ اس جدید آرڈیننس کو بھی قبول کریں اور حکومت کو موقع دیں کہ پرتشدد تحریک کا انسداد کرنے کے لئے اپنے ذرائع کو خرچ کرے اگر اس کو کامیابی ہو تو بہتر نہیں تو نہ خود مجبور ہوگی کہ دوسرے ذرائع جو اہل ملک کے نزدیک بہتر ثابت ہو سکتے ہیں ان پر عمل کرے۔

لیکن یہ آرڈیننس اس قدر سخت ہے کہ اس کو مارشل لا کہنا ایک صحیح [illegible] ہے اور اگر اس کا غلط استعمال کیا گیا تو بجائے فائدہ حاصل ہونے کے اندیشہ ہے کہ نقصان نہ پہنچے اس جدید ہنگامی قانون کے ذریعہ اقدام قتل کی سزا بھی پھانسی مقرر کر دی گئی ہے اور اس کی کوئی اپیل بھی نہیں ہے کسی مشتبہ کو نامزد کر کے اس پر اجتماعی طور پر جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور ہر قسم کی پابندیاں عاید کی جا سکتی ہیں پولیس اور سول حکام کو وسیع اختیارات دیدئے گئے ہیں۔

اس قسم کے قانون کی تائید کرنا خصوصاً جبکہ اس امر کا سینکڑوں مرتبہ کا تجربہ ہے کہ پولیس اور حکام اکثر ایسے اختیارات کا غلط استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے کوئی کیونکر اس کی تائید کر سکتا ہے۔

جب کوئی ہندوستانی اخبار نویس یا لیڈر یہ کہتا ہے کہ جبر و تشدد سے کامیابی نہیں ہوتی تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ منافقت برت رہا ہے اور اپنے ہم وطنوں کی حمایت کرنے کا خواہشمند ہے حالانکہ دل میں سمجھتا ہے کہ اصلی علاج یہی ہے لیکن انگلستان کے دارالامرا میں وزیر اعظم کی تقریر پر جو بحث و مباحثہ ہوا اس میں لارڈ ارون سابق وائسرائے نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے بہت سے آرڈیننس جاری کئے مگر جبر و تشدد سے ہمیں فائدہ نہیں بلکہ شکست ہوئی ہے۔ لارڈ ارون کی اس رائے کے اظہار کے بعد اس امر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے آرڈیننس مفید نہیں بلکہ مضر ہوتے ہیں اور ان سے حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوتا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایسے قدم اٹھانے سے عوام میں جوش و خروش زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ہم اس جدید آرڈیننس کی مخالفت کرنے پر مجبور ہیں۔

## قضیہ کشمیر

کشمیر میں ذمہ وار گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے جو تحریک شروع کی گئی تھی وہ اب کم و بیش زور شور کے ساتھ جاری ہے گذشتہ ہفتہ مہاراجہ کشمیر اور مسٹر ہری کشن کول جو کشمیر کے وزیر اعظم ہیں دہلی آئے تھے وائسرائے سے کیا گفتگو ہوئی اس کا تو ہمیں کچھ علم نہیں ہے مگر احرار کے مؤیدین لیڈروں سے یہی سنا گیا ہے کہ مہاراجہ اور مسٹر کول کی ملاقات ہوئی ہے اور گو ابھی تک بنیادی امور پر کوئی گفتگو نہیں ہوئی تاہم کہا جاتا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اگر اس دفعہ ابتدائی غلطیاں نہ دہرائی گئیں تو شاید جلد کوئی مفاہمت احرار اور حکومت کشمیر کے مابین ہو جائے۔

ہر ایک بہی خواہ ملک و ملت کی یہ دلی خواہش ہے کہ کوئی صورت مفاہمت کی پیدا ہو جائے اور یہ کشمکش جو جاری ہے اس کا خاتمہ ہو اور کشمیر کی رعایا اور راعی دونوں امن و امان ہو اور اپنی ریاست کی ترقی اور رعایا کی خوشحالی و فارغ البالی کے ساعی ہوں۔

ہمیں امید ہے کہ مہاراجہ کشمیر اور حکومت ہند حکومت پنجاب جلد ہی کوئی صورت نکالیں گے کہ مجلس احرار کے رہنما ایک جگہ جمع ہو کر تبادلۂ خیالات کر سکیں اور باہر کے لوگوں سے [illegible] کہ اس قضیہ کے حل کی کوئی صورت نکالنے میں کامیاب ہو سکیں۔

# کتاب الاسلام

## باب الصّلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

### کن صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے

اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا تو اس کے لئے واجب ہے کہ رجعت اختیار کرے تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور اس کے بعد غلطی سے کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو رجعت اختیار کرے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے۔

اور اگر کسی شخص نے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہوا یہ سجدہ سہو درود شریف پڑھنے کی وجہ سے واجب نہیں ہے بلکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد پڑھتے ہیں تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور جو اشخاص یہ کہتے ہیں کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے پر سجدہ سہو کا حکم دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے درود شریف کی توہین ہوتی ہے وہ غلطی پر ہیں کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر کوئی شخص سجدہ اور رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید پڑھے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے حالانکہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اور اگر کسی قعدہ میں تشہد میں سے کچھ رہ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد شریف کے بعد تشہد پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے نماز نفل ہو یا فرض۔ اور اگر کسی شخص نے پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر الحمد سے پہلے پڑھا تو واجب نہیں۔ اور کسی شخص نے پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا اور اس نے سلام پھیر دیا اور چند منٹ کے بعد اسے یاد آیا تو رجعت اختیار کرے اور تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے اور اگر کسی نے تشہد کی جگہ سورہ الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ اور اگر کسی نے رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی ایسے رکن کو دو بار کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رکن کو مقدم یا موخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

اور اگر کوئی شخص دعائے قنوت یا تکبیر قنوت (یعنی قرأت کے بعد دعائے قنوت کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے) بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اگر سجدۂ سہو نہیں کرے گا تو نماد نہیں ہو گی۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی تکبیروں میں سے بعض تکبیریں بھول گیا یا اس نے کچھ زیادہ کہیں یا بے موقع کہیں تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر امام عیدین کی تکبیریں بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو اسے رجعت اختیار کرنی چاہیئے اور اگر مسبوق رکوع میں شامل ہو تو اسے رکوع ہی کی تکبیریں کہنی چاہئیں۔ اور اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اور جمعہ کی نماز میں اور عیدین میں اگر سہو واقع ہو اور جماعت کثیر ہو تو بہتر ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے بغیر سجدہ سہو کے نماز ہو جائے گی۔

اور اگر امام نے جہری نماز میں آہستہ قرأت کی یا سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک آدھ کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔

اور اگر منفرد نے سری نماز میں بالجہر قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر جہری نماز میں آہستہ قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب نہیں کیونکہ جہری نماز میں منفرد کو اختیار ہے کہ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے۔ اور اگر کسی شخص نے ثنا اور دعا اور تشہد کو بلند آواز سے پڑھا تو یہ خلاف سنت ہے مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا اور اتنی دیر توقف ہوا جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر امام سے سہو ہوا اور اس نے سجدہ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو اور اگر امام سے سجدۂ سہو ساقط ہو گیا تو مقتدی سے بھی ساقط ہو گیا اور اگر مقتدی سے بحالت اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور مسبوق کو چاہیئے کہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو واقع ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہیں کیا اور باقی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو واقع ہوا ہو تو آخر میں جو سجدہ سہو کرے گا وہ کافی ہے۔

اور اگر مسبوق کو اپنی نماز میں بھی سہو ہوا ہو تو آخر میں جو سجدہ سہو کرے گا وہ کافی ہے اور اگر مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لئے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہیں کیا اور اس کا یہ خیال ہے کہ اگر میں سجدۂ سہو کروں گا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نماز فجر میں آفتاب طلوع ہو جائے گا یا جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت آ جائے گا یا موزے پر مسح کی مدت گذر جائیگی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کچھ کراہت نہیں ہے اور اگر مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا پھر جب اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اس میں بھی سہو واقع ہوا تو اس کو اپنے سہو کے لئے بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔

اور اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو رجعت اختیار کرے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے اور جب امام سلام پھیرے تو پھر اپنی نماز پڑھے اور اگر اس نے رجعت اختیار نہیں کی اور اپنی نماز پڑھ لی تو آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو رجعت اختیار نہ کرے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدۂ سہو واجب ہو۔

اور اگر مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد اپنی دو رکعتیں پڑھے اور اگر ان میں بھی سہو واقع ہو تو آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز پوری کرنے کے بعد شک واقع ہوا کہ ممکن ہے کوئی غلطی رہ گئی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا ہو تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر کسی شخص کا سجدۂ تلاوت باقی تھا یا اس نے قعدۂ اخیرہ میں تشہد نہیں پڑھا تھا لیکن بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور اسے یہ یاد ہے کہ سجدۂ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر اس نے قصداً سلام پھیر دیا تو دونوں سجدے ساقط ہو گئے اور اگر سجدۂ نماز اور سجدۂ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدۂ نماز رہ گیا تھا اور سجدۂ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس نے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی اور سجدۂ نماز اور سجدۂ تلاوت باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے تب بھی نماز فاسد ہو گئی۔

اور اگر کسی شخص کے ذمہ سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت باقی تھا یا اسے سجدۂ سہو کرنا تھا اور بھول کر اس نے سلام پھیر دیا تو جب تک وہ مسجد سے باہر نہ ہو سجدہ کرے اور اگر میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہو سجدہ کر لے اگر ایسا کرے گا تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور اگر کسی شخص کو رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور اسی حالت میں وہ سجدے میں چلا گیا یا فرض کیجئے کہ سجدے میں یاد آیا اور اس نے سر اٹھا کر وہ سجدہ کر لیا تو بہتر یہ ہے کہ ان رکوع و سجود کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اسے یہ خیال ہوا کہ میری چاروں رکعتیں پوری ہو گئیں اور اس نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اسے چاہیئے کہ چاروں رکعتیں پوری کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس نے یہ گمان کیا کہ ظہر دو ہی رکعتیں ہیں مثلاً اس نے اپنے آپ کو مسافر تصور کیا تو ایسی صورت میں نماز جاتی رہی۔

اور اگر کسی شخص کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو مثلاً یہ شبہ ہو کہ تین ہوئیں یا چار اور بالغ ہونے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر نیت توڑ دے اور اگر یہ شک پہلی دفعہ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے تو اب غور و فکر کی ضرورت ہے غور کرنے پر جس طرف گمان غالب ہو اس پر عمل کرے یا کم تعداد کی طرف توجہ کرے یعنی اگر تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو قرار دے اور تیسری اور چوتھی رکعت دونوں میں قعدہ کرے کیونکہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی رکعت میں قعدہ کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے اور اس کے بعد سلام پھیرے اور اگر گمان غالب پر اعتماد کیا ہے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں اور اگر غور و فکر میں بقدر ایک رکن کے دفعہ ہوا ہو تو سجدۂ سہو واجب ہو گا۔

اور اگر ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد کسی معتبر آدمی نے یہ کہا کہ آپ نے صرف تین رکعتیں پڑھی ہیں تو اس صورت میں اعادہ کرے اور اگر کہنے والا معتبر نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں۔

اور اگر تشہد کے بعد یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار اور اس کشمکش میں ایک رکن کی قدر خاموش رہا اور پھر یقین ہوا کہ چار ہو گئیں تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اور اگر ایک نماز سلام پھیرنے کے بعد ایسا شک ہوا تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔

اور اگر کسی کو یہ شک واقع ہوا کہ میں نے اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں تو اگر وقت باقی ہے تو اعادہ کرے ورنہ ضرورت نہیں اور اگر غور کرنے کے بعد یقین ہو گیا کہ نماز نہیں پڑھی تو فوراً نماز پڑھے۔

اور اگر بے وضو ہونے اور مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں نماز ادا کر لیا تو از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے اگرچہ پھر یہ یقین ہو جائے کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا۔ اور اگر وتر کی نماز میں شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس میں دعائے قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر امام نماز پڑھ رہا ہے اور دوسری رکعت میں یہ شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری۔ یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور اس نے مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ اگر وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں اور اگر بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے ایک رکعت میں تین سجدے کئے یا دو رکوع کئے یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

# مریض کی نماز کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ایک دن ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر اخلاص کی فضیلت بیان فرما رہے تھے اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا یا حضرت! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کی طبیعت ناساز ہو تو وہ کیونکر نماز پڑھے۔ حضور نے فرمایا اگر استطاعت ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھے۔ اس کے بعد فرمایا اے مسلمانو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کسی نفس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

اور فقہائے کرام کہتے ہیں کہ جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے یعنی نماز اس پر فائدہ نہ دے اسے یہ اندیشہ ہو کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا فرض کیجئے اسے چکر آتا ہے تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر کوئی مریض اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا لیکن اس کا کوئی غلام یا کوئی اجنبی آدمی موجود ہے جو اسکو بیٹھنے میں امداد دے سکتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔ اور اگر کسی مریض میں بیٹھنے کی طاقت ہے تو کسی خاص انداز میں بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جس انداز میں اس کے لئے آسانی ہو وہی اختیار کرے اور اگر کوئی شخص بے انتہا کمزور ہے تو اس کے لئے دیوار پر یا عصا پر سہارا لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے والا دوسری رکعت کے سجدے سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قرأت سے پہلے یاد آگیا تو تشہد پڑھے نماز ہو گئی اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔

اور اگر کسی مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور چوتھی رکعت کے سجدے سے سر اٹھایا یہ گمان ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اس خیال کی بنا پر قرأت کی اور اشارے سے رکوع و سجود ادا کئے تو نماز جاتی رہی اور اگر دوسری رکعت کے سجدے کے بعد یہ گمان ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے اور اس خیال کی بنا پر قرأت شروع کی اور پھر اسے یہ بات یاد آئی کہ یہ دوسری رکعت ہے تو اب تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کر لے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

اور اگر کوئی مریض کھڑا ہو سکتا ہو لیکن رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ

[illegible] میں یا سر میں زخم ہے اور اس سے بہت خون جاری ہونے کا [illegible] ہے تو اس صورت میں بیٹھکر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے اور یہی حکم [illegible] ہو کر نماز پڑھے اور اشارے سے رکوع و سجود کرے۔

اور اگر کوئی شخص اشارے سے نماز پڑھے تو سجدے کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے اور بعض آدمی سجدے کے لئے تکیہ سامنے رکھ لیتے ہیں یہ مکروہ تحریمی ہے اور خلاف سنت ہے۔ اگر کسی شخص کی پیشانی پر زخم ہے اور اس میں سے خون جاری نہیں ہوتا تو اس صورت میں یہ حکم ہے کہ ناک پر سجدہ کرے اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ اشارہ سے سجدہ کیا تو نماز نہیں ہوتی۔ اور کوئی مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں ہے تو اس کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے خواہ داہنی کروٹ پر یا بائیں کروٹ پر یا چت لیٹ کر جس طرح بھی ممکن ہو اس فرض کو ادا کرے اور چت لیٹ کر نماز پڑھنا افضل ہے اور جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھکر اونچا کرے اور اگر کوئی مریض اس قدر نازک حالت میں ہے کہ سر سے اشارہ بھی نہیں کر سکتا تو اس پر سے نماز ساقط ہے اور اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان نمازوں کی قضا بھی ساقط ہے فدیہ کی بھی ضرورت نہیں اور اگر چھ وقت نہیں گزرے تو صحت حاصل ہونے کے بعد ان نمازوں کی قضا لازم ہے۔

اور اگر کوئی تندرست آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں دفعۃً ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ارکان کے ادا کرنے پر قادر نہیں رہا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو لیٹ کر یا بیٹھکر نماز پوری کر لے از سر نو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اور چلتی ہوئی کشتی اور جہاز میں بلا عذر بیٹھکر نماز پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں نماز پڑھنے کا موقع ہو۔ اور اگر جہاز ساحل پر ٹھہرا ہوا ہو یا کشتی کنارہ پر بندھی ہوئی ہے تو اتر کر خشکی میں نماز پڑھنی چاہیئے اور اگر اترنے کا موقع نہیں ہے تو کشتی ہی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر کشتی بیچ دریا میں ہے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر ہوائے تیز جھونکوں کا اندیشہ نہیں ہے اور چکر وغیرہ نہیں آتے تو بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور پورے چھ وقت اسی حال میں گذر جائیں تو اس عرصہ میں جو نمازیں قضا ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں اور اگر مریض کی یہ حالت ہے کہ دفعۃً بیہوش ہو جاتا ہے اور پھر یہی حالت ہو جاتی ہے تو اس افاقے کا اعتبار نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے اتنی شراب پی کہ وہ بیہوش ہو گیا اور بہت دیر تک بیہوش رہا تو اس کی جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان سب کی قضا واجب ہے اور اگر کسی دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی تب بھی قضا واجب ہے یہی حکم بھنگ پینے والے کے متعلق ہے۔

اور اگر کوئی شخص سوتا رہا جس کی وجہ سے اس کی نماز قضا ہو گئی تو قضا فرض ہے اگرچہ مسلسل چھ وقت تک سویا ہو یعنی اسے مسلسل اتنی دیر تک نیند آئی ہو کہ چھ نمازوں کا وقت گزر گیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص اس قدر کمزور ہے کہ اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہیں رکھتا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ روزے رکھے اور نماز بیٹھکر پڑھے (یہ حکم رمضان کے روزوں کے متعلق ہے) اور اگر کسی مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیگا تو اس کی نماز نہیں ہوئی یا تو اسے وقت پر نماز پڑھنی چاہیئے یا پھر قضا پڑھنی چاہیئے۔

اور اگر عورت بیمار ہو تو شوہر پر یہ فرض نہیں وہ اسے وضو کرائے ہاں اگر اخلاقاً ایسا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر آقا بیمار ہو تو نوکر پر فرض ہے کہ اسے وضو کرائے۔

اور اگر کوئی شخص ایسے خیمے میں ہے کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نماز کے لئے باہر نکلتا ہے تو وہاں بارش ہے اور کیچڑ ہے تو ایسی حالت میں یہ حکم ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی چہار دیواری یا ایسے مقام پر ہے کہ اگر وہ بیٹھکر نماز پڑھے تو اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو دشمن کا خوف ہے تو اس صورت میں بیٹھکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر شیر وغیرہ کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

اور اگر کسی بیمار کی نمازیں قضا ہو گئیں اور چند روز کے بعد اسے آرام ہو گیا اور اب وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اسے تندرست آدمیوں کی طرح نماز پڑھنی چاہیئے اگر بیماروں کی طرح نماز پڑھے مثلاً بیٹھکر یا لیٹ کر یا اشارے سے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور اگر صحت کی حالت میں کسی کی نمازیں قضا ہوئیں اور جب وہ بیمار ہوا تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اب وہ اپنی قضا شدہ نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس بیماری کی حالت میں جس طرح بھی ہو سکے نماز ادا کرے۔ اور اگر کسی شخص نے آنکھیں بنوائیں اور ڈاکٹر نے اسے ہدایت کی کہ چار دن لیٹے رہو اگر ذرا بھی حرکت کرو گے تو آنکھ خراب ہو جائیگی اس صورت میں اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کا اپریشن ہوا اور حرکت سے نقصان کا اندیشہ ہو تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے

مرقاۃ العربیہ
ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ
سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے
تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔
قیمت ہر سہ حصص [illegible]
منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# معارف القرآن

(سلسلہ گذشتہ)

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا ۚ أَتُرِيدُونَ أَن تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿﴾ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً ۖ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿﴾ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿﴾ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا ﴿﴾

(ترجمہ) پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقوں کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے اس کے لئے کوئی سبیل نہ پاؤ گے وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ کہ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور ان میں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔ بعض ایسے بھی تم کو ضرور ملیں گے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی ان کو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا تو وہ اس میں جا گرتے ہیں سو اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں ان کو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے۔

صحیحین اور مسند امام احمد بن حنبل میں جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں ہزار آدمیوں میں سے تین سو آدمی جب عبداللہ بن ابی منافق کے ساتھ لشکر اسلام سے جدا ہو کر مدینہ کو چلے آئے تو سات سو آدمی عین وقت پر لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر ایک منافق کے بہکانے سے گھر جا بیٹھے اس پر اب وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اب موقع پڑے تو ان کا قتل کرنا ہے اور دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ نہیں وہ ہمارے بھائی مسلمان ہیں نہ ہم ان سے لڑیں گے نہ ان کو قتل کریں گے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا آپس میں اختلاف رفع ہو جانے کی غرض سے۔ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ وہ لوگ جب تمہارا پورا ساتھ نہ دیں ان کو مسلمان شمار نہ کرنا چاہیئے اور ضرور حسب موقع ان کو قتل کرنا چاہیئے اوپر جو شان نزول بیان کی گئی اس کے علاوہ اور شان نزول بھی ان آیتوں کی سلف سے منقول ہے چنانچہ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ مکہ میں تھے جنہوں نے ظاہری اسلام قبول کر لیا تھا لیکن مشرکوں کی مدد کو تیار تھے اور ہجرت پر آمادہ نہ تھے لیکن یہ سب منافقوں کی قسمیں ہیں اس لئے ان روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے حاصل مطلب شان نزول کا یہ ہے کہ اوپر کی صحیح روایت کے موافق منافقوں کی ایک خاص قسم کی شان نزول میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور جتنے منافق ہیں ان سب پر آیتوں کا مطلب صادق آتا ہے اَرْكَسَهُمْ کے معنے پچھلے قدموں ہٹا کر پہلی حالت پر لانا حاصل مطلب یہ ہوا کہ ان کی نیت کے فساد کے سبب سے ہے بلکہ وہ تو اسے مسلمانو تم کو بھی اپنا سا کر لینے کی آرزو کرتے ہیں اسلئے نہ ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیئے نہ ان کی مدد کی خواہش کرنی چاہیئے پہلی شان نزول کی بنا پر حَتّٰى يُهَاجِرُوا کے معنے مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی جب تک احد کی لڑائی کے دھوکے سے باز نہ آویں گے اور خالص نیت سے لشکر اسلام کا ساتھ نہ دیویں گے اور اس ساتھ رہنے کے لئے گھر چھوڑ کر لڑائی کے میدان میں جا دیں گے تو نہ ان کا شمار مسلمانوں میں ہو سکتا ہے نہ ان کے جان و مال کی غیر مسلمانوں کے ہاتھ سے ہو سکتی ہے۔ اب ان منافقوں میں سے دو طرح کے لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ایک صلح والوں کے ہم عہد کہ وہ بھی بالواسطہ صلح میں داخل ہیں جیسے مثلاً صلح کے بعد صلح والے قریش اور ان کے ہم عہد بنو مدلج دوسرے وہ لوگ جو لڑائی سے عاجز ہو کر اس بات پر قائم ہیں کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے مسلمانوں سے لڑیں گے نہ مسلمانوں کی طرف سے کسی سے لڑیں گے جس طرح قبیلہ بنو مدلج کہ مسلمانوں سے لڑتے تھے نہ قریش سے پھر فرمایا جب تک یہ لوگ اس حالت پر رہیں تو یہ اللہ کی ایک مصلحت ہے اس نے تم کو تمہاری لڑائی سے روک رکھا ہے پھر ایک فرقہ فرمایا کہ جو اپنی جان اور اپنا مال بچانے کے لئے ظاہر میں آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر درحقیقت وہ مشرک ہیں تفسیر سدی وغیرہ میں فتنہ کے معنے یہاں شرک کے ہیں ان کا حکم یہ فرمایا کہ اگر وہ صلح پر قائم نہ رہیں

نظر کرو ان چھاپاؤ کیونکہ ان کی حالت اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک سبیل کھولی ہے بعض مفسرین نے آیت فان اعتزلوکم کو آیت فاقتلوا المشرکین سے منسوخ کہا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ عہد صلح پر قائم بھی رہیں تو ان سے لڑنا چاہیئے لیکن عہد صلح والوں کا حکم مستثنیٰ کے طور پر اوپر گذر چکا ہے اس لئے یہ آیت مستثنیٰ کے حکم میں داخل ہو منسوخ نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔

(ترجمہ) اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے قتل کردے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کو حوالہ کردی جائے گا مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کردیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہے جو اس کے خاندان والوں کے حوالہ کردی جائے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ کے روزے ہیں بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔

ابن جریر ابن ابی حاتم اور ابن اسحاق وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی حضرت عبداللہ بن عباس مجاہد اور سعید بن جبیر کی روایتوں سے بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ابوجہل کا سوتیلا بھائی عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا لیکن مشرکین کے خوف سے اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ تشریف لے آئے تو عیاش بن ابی ربیعہ بھی مدینہ میں آکر ایک جگہ اپنے بھائیوں کے ڈر سے چھپ کر رہنے لگا عیاش کی ماں نے عیاش کے غم میں گھر کا رہنا اور کھانا پینا چھوڑ دیا سوتیلی ماں کا یہ حال دیکھکر حارث بن ہشام حارث بن یزید عامری اور ابوجہل عیاش کی تلاش میں نکلے اور پتہ لگاکر پھر اس کو مکہ میں لے گئے اور پھر اس کو بہت مارا اور طرح طرح کی اذیت دی اور حارث بن یزید نے عیاش کو برا بھلا بھی بہت کہا اس پر عیاش نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ کبھی موقع پاکر حارث بن یزید کو مار ڈالوں گا اب فتح مکہ سے پہلے حارث اگرچہ اسلام لے آیا تھا مگر عیاش کو اس کے اسلام کی خبر تھی فتح مکہ پر اس لئے عیاش نے حارث کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر حارث کا اسلام سنکر آنحضرت سے اپنی ندامت ظاہر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حارث دو ہیں ایک

حارث بن ہشام ابوجہل بن ہشام کا بھائی اور دوسرا حارث بن یزید قرشی عامری یہ شخص بنی عامر میں سے ہے ابوجہل کے ساتھ یہ شخص بھی عیاش بن ابی ربیعہ کو اسلام کے چھوڑ دینے پر مار پیٹ کیا کرتا تھا اسی غصہ سے عیاش نے اس کو موقع پاکر مار ڈالا امام ابوحنیفہ شافعیہ اور امام احمد کے نزدیک قتل عمد قتل خطا قتل شبہ عمد یہ تین قسمیں قتل کی ہیں امام مالک کے نزدیک قتل شبہ عمد ثابت نہیں ہے لیکن قتل کے باب کی چند حدیثوں سے قتل شبہ عمد کا وجود شریعت میں پایا جاتا ہے جو قتل کسی غلطی کے سبب سے واقع ہو جاوے اس کو قتل خطا کہتے ہیں جس طرح اس قتل میں عیاش کو حارث بن یزید کے اسلام میں غلطی ہوگئی قتل خطا کا خون بہا سو اونٹ ہیں ان اونٹوں کی اقسام میں سلف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے قتل خطا میں خونبہا کے علاوہ ایک بردہ کا آزاد کرنا بھی ہے اگر اتنا مقدور نہ ہو تو سلسلہ وار دو مہینے کے روزے ہیں مقتول شخص کے وارث خونبہا معاف کردیویں تو ان کو اختیار ہے عہد والے یا بلا عہد والے مشرکوں میں کوئی مسلمان رہتا ہو اور اس کو کوئی مسلمان غلطی سے مشرک سمجھکر مار ڈالے تو اس کا بھی یہی حکم ہے اتنا فرق ہے کہ اگر مقتول کے وارث بلا عہد والے مشرک ہوں تو ان کو خون بہا نہیں دیا جاتا جس شخص کو متواتر دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا کر روزوں کے بارے میں بخشش ہو سکتا ہے یہ مسئلہ اختلافی ہے جس اختلاف کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے شبہ عمد وہ ہے جس میں قصداً ایسی چیز سے کسی کو ضرب پہنچائی جائے جس سے عادتاً آدمی مر نہیں سکتا ہو جیسے لکڑی یا کوڑا اس قتل میں قصاص نہیں ہے خون بہا دینا آتا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

(ترجمہ) اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہتا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی غضبناک ہوں گے اور اس کو اپنی رحمت سے دور کریں گے اور اس کے لئے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔

اوپر قتل خطا کا ذکر تھا اس آیت میں قتل عمد کا ذکر ہے قتل عمد وہ ہے جس میں ایسی چیز سے قصداً کسی کو ہلاک کیا جاوے جس چیز سے بطور عادت کے آدمی مر سکتا ہے قتل عمد میں قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اور اگر مقتول کے وارث قصاص معاف کردیں تو خون بہا لیا جاتا ہے اس سے زیادہ تفصیل مسئلہ کی بڑی کتابوں میں ہے ابن جریر وغیرہ نے عکرمہ کی روایت سے شان نزول یہاں بیان کی ہے کہ مقیس بن صبابہ کنانی اور اس کا بھائی ہشام یہ دونوں شخص مسلمان ہوگئے تھے ایک روز مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار قبیلہ کی سرحد میں مقتول پایا اور حضرت سے اس قصہ کا تذکرہ کیا آپ نے بنی نجار سے سو اونٹ اس کے بھائی کے خون بہا کے مقیس کو دلادیے اس نے یہ سو اونٹ بھی لئے اور موقع پاکر ایک آدمی بنی نجار کا قتل کرکے مرتد ہوکر مکہ کو چلا گیا اور مشرکوں میں جا ملا فتح مکہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام امن میں سے اس کو واجب القتل قرار دیکر قتل کرا یا اسی مقیس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بعض مفسروں نے اس آیت کو آیت سورہ فرقان والا الا من

لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر سے منسوخ جو کہتے ہیں یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت ناسخ کی یہ شرط ہے کہ منسوخ سے اس کا نزول بعد میں ہو گیا ہے حالانکہ زید بن ثابت کی روایت سے ابو داؤد اور نسائی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ سورہ سورہ فرقان کی آیت سے چھ سات مہینے بعد نازل ہوئی ہے پھر وہ سورۂ فرقان کی مقدم آیت اس متأخر آیت کی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے اس لئے بعض مفسروں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک سے منسوخ ہے اس لئے کہ ناسخ منسوخ امر و نہی میں ہوا کرتا ہے خبر میں نہیں ہوا کرتا کیونکہ ایک خبر دیکر پھر اس کو رد کرنا پہلی خبر کو گویا جھٹلانا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی شان پاک ہے اور یہ آیت خبر کی قسم میں سے ہے انشا میں سے نہیں پھر اس میں ناسخ منسوخ کیا اس سبب سے صحیح مذہب وہی معلوم ہوتا ہے جس کو بعضے مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ یہ آیت مطلق ہے اور سورہ فرقان کی آیت میں توبہ کی قید اس آیت میں بھی لگانی چاہیئے اس صورت میں آیت کے یہی معنے ہوں گے جو پہلے آیت ان اللہ لا یغفر کے تحت میں بیان ہو چکے ہیں کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول ہے اگر وہ بلا توبہ مر جاوے تو اس کی بخشش اللہ کے اختیار اور اسکی مرضی پر ہے چاہے وہ مقتول کو کچھ معاوضہ دیکر راضی کر دیوے اور قاتل کو بلا معاوضہ بخش دیوے چاہے قاتل سے مواخذہ کرے یہی مذہب جمہور سلف و خلف نے اختیار کیا ہے اور یہی مذہب آیت وانی لغفار لمن تاب اور احادیث صحیحہ کے موافق ہے حضرت عبد اللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں جو اختلاف تھا وہ حافظ ابن کثیر کے قول کے حوالہ سے اوپر رفع کیا جا چکا ہے اس صورت میں قاتل کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا ذکر یا تو قتل کے جرم سے ڈرانے کے لئے ہے یا اس صورت کے لئے ہے کہ مسلمان مقتول کی اسلامی کو کسی سبب سے مانع قتل نہ ٹھیرایا جاوے کہ یہ درجہ کفر کا ہے یہ حالت ایسی ہے جس طرح محکم بن جثامہ کا قصہ آیندہ کی آیت کی تفسیر میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام میں تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی سامان کی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

اس آیت میں بھی قتل خطا کا بیان ہے۔ بخاری ترمذی حاکم امام احمد بن حنبل اور طبرانی وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکوں کے ایک قبیلہ بنی سلیم پر جب مسلمان لوگ چڑھ گئے اور مشرکوں کو شکست ہوئی تو ایک شخص مرداس بن نہیک جو پہلے سے در پردہ مسلمان تھا سلام علیک کہکر مسلمانوں کی طرف آنے لگا مگر مسلمانوں نے مرداس کے سلام علیک کو خالص نہ خیال کیا بلکہ یہ خیال کیا کہ جان کے خوف سے یہ فریبی سلام علیک کرتا ہے غرض لشکر کا سردار اسامہ بن زید نے اس شخص کو قتل کر ڈالا اور جو کچھ اس کے پاس مال تھا وہ لے لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ بلا دریافت حال کے فقط خیال پر کسی کو مشرک سمجھکر قتل کرنا اور اس کا مال لینا اللہ کی مرضی کے خلاف ہے کیا ان مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں اکثر لوگ ان میں در پردہ مسلمان تھے پھر انہوں نے مرداس کے در پردہ مسلمان ہونے پر کیوں انجان کیا اور اس کا اندرونی حال دریافت کرنے سے پہلے اس کے قتل کرنے میں کیوں جلدی کی بعضے مفسروں نے قاتل کے نام میں جو اختلاف کیا ہے کہ اسامہ بن زید ہے یا مقداد ہے یا محکم بن جثامہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ متعدد قصے ہیں اور ان قصوں کا مجموعہ آیت کی شان نزول ہے۔ ایک قصہ میں قاتل اسامہ بن زید اور مقتول مرداس بن نہیک ہے اور اس قصہ میں اسامہ کے لئے آنحضرت نے خفگی کے بعد استغفار کی ہے اور محکم بن جثامہ نے عامر بن الاضبط کو باوجود سلام علیک کرنے کے ایام جاہلیت کی دشمنی کے سبب سے قتل کر ڈالا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محکم بن جثامہ کے لئے استغفار نہیں کی تھوڑے دنوں کے بعد محکم کا انتقال ہو گیا اور دفن کے بعد کئی دفعہ زمین نے محکم کی لاش کو پھینک دی آخر لاچار ہو کر لوگوں نے محکم کی لاش کو پہاڑوں میں یونہی ڈال دیا اور اوپر سے چند پتھر ڈھانک دیئے اور آپ نے فرمایا ... ... کہ زمین میں تو محکم سے بھی بد شخصوں کی لاشوں کا ٹھکانا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے محکم کا یہ حال تم کو دکھلا کر آیندہ کے لئے تمہیں نصیحت کی ہے اسی طرح مقداد کا قصہ بھی جدا ہے جس کا قصہ مسند بزار میں معتبر سند سے ہے ان سب روایتوں کو اکٹھا کر کے دیکھا جائے تو ہر ایک قصہ کی حالت معلوم ہوتی ہے۔


# تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں تاکہ قرآن شریف اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں:۔

نزول القرآن۔ قرآن کی تاریخی حکمتیں وحی کی قسمیں۔ نسخ آیات۔ منسوخات قرآنی جمع و ترتیب قرآن۔ سورہ اور آیات کی ترتیب صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت رسم الخط قرآن علامات قرآنی۔ اوقاف قرآن، وصل اور وقف کی علامتیں اختلاف قرأت قراء کا بیان سات قرأتوں کی تحقیق۔ قرآن پاک کا اعجاز، قرآن مجید کے فضائل سورتوں کے فضائل۔ فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے۔ آداب تلاوت، قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ بیش بہا کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے

ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحات۔

قیمت صرف ۸؍ محصول ڈاک ۵؍ کل ۱۳؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہے

# بخاری شریف اُردُو

## پارہ دوسرا کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلۂ گذشتہ)

(۳۹۷) ابوہریرہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنے آگے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز میں ہو اللہ سے مناجات کر رہا ہے اور نہ اپنی داہنی جانب اس لئے کہ اس کی داہنی جانب ایک فرشتہ ہے اور چاہئے کہ اپنی بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے تھوکے پھر اسے دفن کر دے۔

**باب** جب تھوک کسی پر غالب آجائے تو چاہئے کہ اپنے کپڑے کے کنارہ میں لے لے۔

(۳۹۸) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (جانب) قبلہ میں کچھ بلغم دیکھا تو اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا اور آپ کی ناگواری معلوم ہوئی دیا یہ کہا کہ اس کے سبب آپ کی ناگواری اور آپ پر اس کی سختی معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے یا (یہ فرمایا کہ) اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہوتا ہے پس وہ اپنے قبلہ کی جانب) میں نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا اپنے پیر کے نیچے پھر آپ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوکا اور اس کو مل دیا اور فرمایا کہ یا اس طرح کرے۔

**باب** امام کا نماز کے پورا کرنے کے بارہ میں لوگوں کو نصیحت کرنا اور قبلہ کا ذکر۔

(۳۹۹) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ اس طرف سمجھتے ہو حالانکہ اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع اور میں یقیناً تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

(۴۰۰) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی بعد اس کے منبر پر چڑھ گئے اور نماز کے اور رکوع کے بارہ میں فرمایا کہ میں تمہیں یقیناً پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جیسا تمہیں آگے سے دیکھتا ہوں۔

**باب** - کیا جائز ہے یہ کہ کہا جائے مسجد بنی فلاں کی

(۴۰۱) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان جو سدھائے گئے تھے (مقام) حفیاء سے گھوڑ دوڑ کرائی اور اس کی انتہا ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے سدھائے ہوئے نہ تھے ان کے درمیان ثنیہ بنی زریق کی مسجد تک گھوڑ دوڑ کرائی اور عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے یہ گھوڑ دوڑ کی تھی۔

**باب** مسجد میں کسی چیز کا تقسیم کرنا اور مسجد میں خوشہ کا لٹکانا درست ہے، ابوعبداللہ کہتا ہے کہ قنو اور عذق (ایک چیز) ہے اور دو کو قنوان اور جمع کو بھی قنوان کہتے ہیں مثل صنو اور صنوان کے اور ابراہیم یعنی طہمان کے بیٹے نے عبدالعزیز بن صہیب سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال بحرین سے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو اور وہ تمام ان مالوں سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت تک) لائے گئے تھے زیادہ تھا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے چلے گئے اور اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا پھر جب آپ نماز پڑھ چکے آ گئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور جس جس کو دیکھتے اس کو ضرور دیتے تھے اتنے میں آپ کے پاس عباس آ گئے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے کیونکہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا اور عقیل کا بھی فدیہ دیا تو ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو انہوں نے اپنے کپڑوں میں دونوں ہاتھوں لیا پھر اسے اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے تب کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ یہ مجھے اٹھا دیں آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود میرے اوپر رکھ دیجئے آپ نے فرمایا نہیں تو عباس نے کچھ اس میں سے گرا دیا اور اسے اٹھانے لگے (تو نہ اٹھا) کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ان میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ اس کو مجھے اٹھا دیں آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر آپ خود اس کو میرے اوپر اٹھا کے رکھ دیجئے آپ نے فرمایا نہیں تب عباس نے اس میں سے کچھ اور گرا دیا بعد اس کے اس کو اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چل دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حرص پر تعجب کر کے ان کے پیچھے برابر دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ ہم سے پوشیدہ ہو گئے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں نہیں کھڑے ہوئے کہ وہاں ان میں سے ایک درہم بھی باقی ہو۔

**باب** جس کو کھانے کی دعوت مسجد میں دی جائے (وہ کیا کرے) اور جو شخص اسے قبول کرے (وہ گنہگار تو نہیں ہوا)۔

(۴۰۲) انس کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا اور آپ کے ہمراہ کچھ لوگ اور تھے تو میں کھڑا ہو گیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کھانے کے لئے میں نے عرض کیا ہاں پھر آپ نے اپنے پاس والوں سے فرمایا کہ اٹھو اور آپ چلے اور میں آپ کے آگے چلا۔

**باب** (مقدمات کا) فیصلہ اور مردوں اور عورتوں کے درمیان لعان مسجد میں کرنا (درست ہے)

(۴۰۳) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیے اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ کسی (غیر) مرد کو پائے کیا (اسے جائز ہے کہ) وہ اس کو قتل کر دے پھر دونوں نے مسجد میں ملاعنہ کیا اور میں اس وقت موجود تھا۔

---

[1] بعض علماء نے اس حدیث کی تاویل کی ہے لکھا ہے کہ مقتدیوں کی جو حالت ہوتی تھی وہ بذریعہ وحی کے حضرت کو معلوم کرا دی جاتی تھی مگر یہ مطلب حدیث سے ظاہر نہیں ہوتا بلکہ صاف مطلب یہ ہو کہ حالت نماز میں ایک ایسا کشف آپ کو ہوتا تھا کہ تمام مقتدیوں کی حالت آپکو معلوم ہو جاتی تھی ۱۲ [2] اس صفحہ کے دوسرے کالم پر دیکھو

[2] قنو اور عذق کے معنے خوشہ مصنف کی عادت ہو کہ اکثر غیر مشہور الفاظ کی شرح کر دیا کرتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ لفظ قرآن مجید میں آگیا ہو صنوان کا لفظ قرآن مجید میں ملے ہوئے درختوں کے معنے ہیں۔ حزیرہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جو عرب میں پہلے رائج تھا ۱۲

**باب** جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو جہاں چاہے نماز پڑھ لے یا جہاں اس سے کہا جائے اور تجسس نہ کرے۔

(۳۰۴) عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں آئے اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس جگہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے نماز پڑھ دوں کہتے ہیں کہ میں نے ایک مقام کی طرف اشارہ کر دیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی تو آپ نے دو رکعتیں پڑھلیں۔

**باب** گھروں میں مسجد بنانا ثابت ہے اور براء بن عازب نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی۔

(۴۰۴) عتبان بن مالک جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصاری اصحاب میں ہیں جو شریک بدر تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنی بینائی کو خراب پاتا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں پس جس وقت مینہ (برستا) ہوتا ہے تو وہ میدان جو میرے اور ان کے درمیان میں ہے بہنے لگتا ہے کہ میں ان کی مسجد میں جا نہیں سکتا تاکہ میں انہیں نماز پڑھاؤں اور یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسی مقام کو مصلے بنا لوں عتبان کہتے ہیں کہ ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ عنقریب ایسا ہی کروں گا عتبان کہتے ہیں کہ دوسرے دن جب دن چڑھ گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر میرے پاس آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی تو میں نے آپ کو اجازت دی جس وقت آپ گھر میں داخل ہوئے بیٹھے ہی نہیں اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں سے کس مقام میں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں عتبان کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک مقام کی طرف آپ کو اشارہ کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے سلام پھیر دیا عتبان کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو خزیرہ کھانے کے لئے روک لیا جو آپ کے لئے ہم نے تیار کیا تھا عتبان کہتے ہیں کہ محلہ والوں میں سے کئی لوگ گھر میں جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ مالک بن دخیشن کہاں ہے یا (یہ کہا کہ) ابن دخشن (کہاں ہے) تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کیا تم نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہے وہ شخص بولا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے اس نے کہا کہ ہم نے اس کی توجہ اور اس کی خیرخواہی منافقوں کے حق میں دیکھی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے اس شخص پر آگ کو حرام کر دیا ہے جو لا الہ الا اللہ کہدے اور اس سے اللہ کی رضامندی اس سے مقصود ہو (ابن شہاب) زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم میں سے ایک شخص بلکہ ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی حدیث کی بابت پوچھا تو انہوں نے اس حدیث میں تصدیق کی۔

**باب** مسجد وغیرہ کے اندر داخل ہونے میں داہنی طرف سے ابتدا کرنا (مسنون) ہے اور ابن عمر جب مسجد میں جاتے تو اپنا داہنا پیر پہلے رکھتے اور جب نکلتے ...... پہلے رکھتے۔

(۵۰۴) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جہاں تک کر سکتے تھے اپنے کاموں میں داہنی جانب سے ابتدا کرنے کو دوست رکھتے تھے اپنی طہارت میں اور اپنی کنگھی کرنے میں اور اپنی جوتی پہننے میں۔

**باب** کیا جائز ہے کہ زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں کھود ڈالی جائیں اور ان مقامات کی مسجدیں بنالی جائیں بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا اور (کیا) قبروں میں نماز کا مکروہ ہونا (صحیح ہے) اور عمر بن خطاب نے انس بن مالک کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ قبر قبر اور انہیں (نماز کے) اعادہ کا حکم نہیں دیا۔

(۶۰۴) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ نے ایک گرجا حبش میں دیکھا تھا اس میں تصویریں تھیں تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد ہوتا اور وہ مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین خلق ہیں۔

(۷۰۴) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی پر ایک قبیلہ میں جسکو بنی عمرو بن عوف کہتے ہیں اترے اور ان لوگوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس شب قیام فرمایا پھر آپ نے بنی نجار کو بلا بھیجا تو وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آ پہنچے اب گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی سواری پر ہیں اور ابوبکر آپ کے ہمردیف[1] ہیں اور بنی نجار کی جماعت آپ کے گرد ہے یہاں تک کہ آپ نے ابو ایوب کے مکان میں (اپنا اسباب) اتارا اور آپ دوست رکھتے تھے کہ جس جگہ نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کی رہنے کی جگہ میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور آپ نے مسجد کی تعمیر کرنے کا حکم دیا پھر بنی نجار کے لوگوں کو آپ نے بلا بھیجا اور فرمایا کہ اے بنی نجار اپنا یہ باغ تم میرے ہاتھ بیچ ڈالو انہوں نے عرض کی کہ خدا کی قسم ہم اس کی قیمت نہ لیں گے مگر اللہ بزرگ و برتر سے انس کہتے ہیں اس (باغ) میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے کہتا ہوں یعنی مشرکوں کی قبریں اور اس میں ویرانہ تھا اور اس میں چھوارے کے درخت تھے تو نبی صلی اللہ علیہ نے مشرکوں کی قبروں کو حکم دیا کہ وہ کھود ڈالی گئیں پھر ویرانہ کو حکم دیا گیا وہ برابر کر دیا گیا اور درختوں کو حکم دیا وہ کاٹ ڈالے گئے پھر چھوارے کے درخت مسجد کی (جانب) قبلہ میں نصب کر دیئے اور ان کی بندش پتھروں سے کی اور صحابہ پتھر لانے لگے اور وہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تھے اور آپ فرماتے تھے اللّٰھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فانصر الانصار والمھاجرۃ۔[2]

**باب** بکریوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنا درست ہے

(۸۰۴) انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں نماز پڑھ لیتے تھے (ابو تیاح راوی) اس حدیث کے کہتے ہیں پھر میں نے انہیں (یعنی انس کو) یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ بکریوں کے بندھنے کی جگہ میں مسجد کی تعمیر سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

[1] ترجمہ دو آدمی ایک جانور پر سوار ہوں انہیں سے ہر ایک کو دوسرے کا ردیف کہتے ہیں ۱۲

[2] یہ شعر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشعار کا پڑھنا مروی ہے لیکن آپ شعر کو موزوں توڑ کر پڑھا کرتے تھے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اے اللہ بھلائی تو آخرت ہی کی بھلائی ہے پس تو مدد کر اصحاب انصار اور مہاجرین کو بخش دے ۱۲

# مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گزشتہ)

## المقالة السادسة عشر

في التوكل ومقاماته

والموافق لكل خير والرزق بيده تارة يواصلك بطريق الخلق على وجه المسئلة لهم في حالة الابتلاء والرياضة او منه سوالك له عز وجل واخرى بطريق الكسب معاوضة واخرى من فضله مبادأة من غير ان ترى الواسطة والسبب فرجعت اليه واستطرحت بين يديه عز وجل ورفع الحجاب بينك وبين فضله وبادأك وغذاك بفضله عند كل حاجة على قدر ما يوافق حالك كفعل الطبيب الشفيق الرفيق الحبيب للمريض حماية منه عز وجل وتنزيها لك عن الميل الى من سواه ويرضيك بفضله فاذا ينقطع عن قلبك كل ارادة وكل شهوة ولذة ومطلب فلا يبقى في قلبك سوى ارادته عز وجل فاذا اراد ان يسوق اليك قسمك الذي لا بد لك من تناوله وليس هو رزقا لاحد من خلقه سواك اوجد عندك شهوة ذلك القسم وساقه اليك فيواصلك به عند الحاجة ثم يوفقك لشكره ويعرفك انه منه وهو سائقه اليك ورازقه لك فتشكره وتعرف وتعلم فيزيدك خروجا من الخلق

## مقالہ سولھوان

(توکل اور اس کے مقامات)

سبب روزی عطا کرنے سے تجھے محبوب رکھے گا پھر جب تونے اس شرک خفی سے بھی توبہ کرلی اور اس شرک کو بھی درمیان سے دور کردیا اور عزوجل رقوت سے تیری یکجائی سہی اور تونے جان لیا کہ وہی اللہ رزق دینے والا اور سبب الاسباب ہے اور وہی آسانی کرنیوالا ہے اور وہی کسب پر قوت دینے والا اور ہر کار خیر کی توفیق عطا فرمانے والا ہے اور رزق اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ تجھے رزق پہنچاتا ہے اور کبھی تو ابتلا و ریاضت کی حالت میں مخلوق سے تیرے سوال کرنے کے سبب سے اور کبھی اللہ عزوجل ہی سے سوال کرنے کی راہ سے کبھی کسب کے واسطے سے بطور معاوضہ (بدلہ ہونے کسب) کے اور کبھی بے واسطہ بلا سوال اور بغیر کسب محض اپنے فضل کی راہ سے پس جب تو سب انواع مذکورہ سے واپس ہوکر اللہ کی جانب رجوع کرے اور اپنے آپ کو اس کے آگے ڈالدے اس وقت اللہ تیرے اور اپنے فضل کے درمیان سے پردہ اٹھا لیگا اور اپنے فضل سے تیری ہر حاجت کے وقت تیرے حال کے اندازہ کے موافق تجھے بے واسطہ اور بے سبب و بے وسیلہ روزی دیگا جیسے کہ ایک طبیب رفیق مہربان مریض کو اس کے حسب حال کھانا اور غذا دیتا ہے اور یہ ایک حمایت ہے تیرے لئے اللہ عزوجل کی طرف سے اور وہ تجھے راضی، ماسوا کی طرف مائل ہونے سے اس طرح پاک کرتا ہے اور اپنے فضل سے تجھے راضی کرتا ہے پھر جب تیرے قلب سے ہر ارادہ اور خواہش اور لذت اور طلب اور تمام مطلب چیزیں منقطع ہوجائینگی اور تیرے قلب میں ارادۂ الٰہی کے سوا اور کسی کو بھی آنا نہ ہوگی تو اللہ عزوجل جب چاہیگا تجھے تیرا مقسوم بھیجے گا اور وہ ضرور تجھے پہنچ کر رہے گا اور وہ تیرے سوا کسی دوسری مخلوق کا حصہ نہ ہوگا صرف تجھ ہی کو ملیگا اور تجھ میں اس حصہ کی خواہش پیدا کردیگا اور پہنچائیگا اسے تیری طرف جبکہ تیری حاجت کا وقت ہوگا پھر تجھے

وبعد امن الانام وخلو الباطن مما سواه ثم اذا قوي علمك ويقينك وشرح صدرك ونور قلبك وزاد قربك من مولاك ومكانك لديه وامانتك عنده واهليتك لحفظ الاسرار علمت منى يأتيك قسمك قبل حين كرامة لك واجلالا لحرمتك فضلا منه ومنة وهداية قال الله تعالى وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا باياتنا يوقنون وقال والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وقال الله عز وجل واتقوا الله ويعلمكم الله ثم يرد عليك التكوين فتكون بالاذن الصريح الذي لا غبار عليه والدلالات اللائحة كالشمس المنيرة وبكلام لذيذ الذ من كل لذيذ والهام صدق من غير تلبيس مصفى من هواجس النفس ووساوس الشيطان اللعين قال الله تعالى في بعض كتبه يا ابن ادم انا الله لا اله الا انا اقول للشئ كن فيكون واطعني اجعلك تقول للشئ كن فيكون وقد فعل ذلك بكثير من انبيائه واوليائه وخواصه من بني ادم

—:+:—

اس کے ادائے شکر کی توفیق دیگا اور اس کا تجھے عرفان دیگا کہ یہ حصہ جو تجھے ملا اسی کی طرف سے ہے اور وہی بھیجنے والا ہے اور وہی دینے والا ہے اس وقت تو اس کا شکر کریگا اور جان اور پہچان لیگا پھر یہ معاملہ خلق سے تیرے خروج اور لوگوں سے تیرے بچاؤ اور ماسوا اللہ سے تیرے باطن کے خلو (خالی ہوجانے) میں زیادتی کردیگا پھر جب تیرا یقین اور علم قوی ہوجائیگا اور تیرا شرح صدر ہوجائیگا اور تیرا قلب نور سے منور اور تیرا قرب اپنے مولی سے زیادہ اور تیری قدر اور تیرا مرتبہ اس کے نزدیک بلند ہوجائیگا اور اسرار خداوندی کی حفاظت کرنے میں تیری امانت و اہلیت زیادہ ہوجائے گی تو پھر اس کے فضل و کرم اور ہدایت سے تیرے اجلال اور تیری کرامت کے سبب تجھے جتا دیا جائیگا کہ وہ تیرا حصہ کب آئیگا اللہ تعالی نے فرمایا ہے ہم نے بنی اسرائیل میں سے ائمہ بنائے کہ ہمارے امر کی ہدایت کریں جب ان لوگوں نے صبر کیا اور ہماری نشانیوں پر یقین کرنے والے ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں یقینا ہم انھیں اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایا اللہ سے ڈرو وہ تمہیں بتا دیگا پھر تجھے تکوین بخش دی جائے گی پھر تو کائنات میں تصرف کرے گا ایسی ظاہری اجازت کے ساتھ جس پر کسی شبہ کا غبار نہیں اور دلیل کے ساتھ جو آفتاب کی طرح منور ہے اور ایسے کلام کے ساتھ جو ہر لذیذ سے زیادہ لذیذ ہے اور اس الہام صادق کے ساتھ جس میں تلبیس نہیں ہے اور جو نفسانی خطروں اور شیطان لعین کے وسوسوں سے محفوظ اور صاف ہے اللہ تعالی نے اپنی بعض کتب میں فرمایا اے فرزند آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں جس چیز کو کہتا ہوں ہوجا وہ ہوجاتی ہے میری فرمانبرداری کر میں تجھے بھی ایسا بنا دوں گا کہ تو جس چیز کو کہیگا ہوجا بس وہ ہوجائے گی اور بیشک اللہ نے اپنے کثیر انبیا اور اولیا اور خواص بنی آدم کو ایسا ہی بنا دیا ہے

# اسلام کی امتیازی معاشرت

## ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد آبادی)

## میاں بیوی کے حقوق

رسول کریمؐ کی بعثت سے پیشتر عورتوں کی حالت پالتو جانوروں سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھی۔ دانایان فرنگ عورت کو ذریت شیطان جانتے اور اسے سانپ اور بچھو سے بھی زیادہ مہلک سمجھتے تھے۔ عیسائی عورت اپنی جائداد کی مالک نہ ہوسکتی تھی۔ کوئی معاہدہ نہ کرسکتی تھی اسے خدا کی قربت سے دور رکھنے والی ہستی خیال کیا جاتا تھا اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی وقعت حاصل نہ تھی روم اور یونان اس دور کی نہایت مہذب اور شائستہ حکومتیں تھیں اور دنیا میں ان کا غلغلہ ہو رہا تھا لیکن حالت یہ تھی کہ ایک رومی خاوند اپنی عورت پر ایک جابر حاکم کی طرح حکومت کرتا اور اسے محض افزائش نسل کا ذریعہ سمجھتا تھا یونانیوں کے نزدیک بھی اس کی کوئی وقعت نہ تھی اور انکا یہ کہ اس طبقہ کو علم و فضل کے حصول سے محروم رکھا جاتا تھا لوگ انھیں اپنی جائداد منقولہ کیا بلکہ کسر و قبہ خیال کرتے تھے انتہا یہ ہے کہ اپنی عورت کو عارضتاً ہی کسی کو دیدینا خاوند کے اختیار کی بات ہوتی تھی۔

ہندوستان میں بھی عورت کو گیان کے راستہ میں روک سمجھا جاتا اور خاوند کی موت پر عورت کا اس کے ساتھ زندہ جل جانا معیار شرافت سمجھا جاتا تھا جو بیوائیں ستی نہ ہوتیں وہ زندہ در گور ہوتی تھیں عرب کے لوگ بھی صنف نازک کی تحقیر میں کم نہ تھے عورتوں سے علانیہ بدکاری کراتے تھے اور اس کی آمدنی کو اپنا جائز حق تصور کرتے تھے باپ کے مرنے کے بعد بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح اس کی عورتوں کو بیٹے باہم تقسیم کرلیتے تھے اسلام نے اس کی مستقل حیثیت کو تسلیم کیا اور اسے اس کے واجبی حقوق دلائے آپ فرانس کے مشہور مورخ موسیو لیبان کی شہادت ملاحظہ کریں وہ لکھتا ہے کہ:۔

"اسلام ہی وہ اولین مذہب ہے جس نے عورت کی حالت کو درست کیا اسلام سے پیشتر دنیا میں عورت کی حالت نہایت بدتر تھی۔ تمدن اسلام میں عورت کو مساوات کا درجہ عطا کیا گیا چنانچہ ہمیشہ ہی مشرقی عورت مغربی عورت سے تعلیم و تربیت میں فائق رہی"

اسی طرح ڈاکٹر ہیلی اپنی کتاب تاریخ اسپین میں لکھتے ہیں کہ:۔

"عیسائیوں نے سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا جزو ہسپانیہ کے مسلمانوں سے سیکھا یہانتک کہ میدان کارزار میں ادنی سپاہی بھی معمولی عورت کے ساتھ عزت سے پیش آتا تھا اور مرد اپنی عورت کے ساتھ نہایت ہی اخلاق اور شرافت کا برتاؤ کرتا تھا اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی"

سر ہی لوسی اور پروفیسر اسکاٹ جیسے اعلیٰ پایہ کے مدبران فرنگ نے بھی اسی قسم کی آراء کا اظہار کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے بارہ میں تین قسم کی اصلاحات نافذ کیں اول معاشری جس میں مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید کی گئی دوم تمدنی جن میں عورتوں کے اخلاق کو وسیع کیا سوم روحانی جن میں عورتوں کو اپنے نفس و قلب کی اصلاح اور قیام و بقائے عزت کے گر سکھائے۔

روحانیت کے متعلق فرمایا کہ اے عورتیں تمہاری روح کا بھی خدائے قدوس کے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسا کہ مردوں کی روح کا ہے ایک عورت بھی اعمال صالحہ کی پابندی سے ویسے ہی مقرب بارگاہ بن سکتی ہے جیسا کہ مرد متقی عورت اور مرد کا درجہ یکساں ہے مردوں عورتوں دونوں پر طلب علم فرض ہے مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنے اہل و عیال کے لئے چرواہوں کے مانند ہو اور اس فرض کی ادائیگی کے متعلق تم سے ضرور بازپرس کی جائیگی۔

ماں باپ کو بیٹیوں کے متعلق فرمایا کہ جس کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی تعلیم و تربیت پر اسی طرح خرچ کرے جس طرح بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کرتا ہے تو وہ بڑے اجر کا مستحق ہوگا رسول کریم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کی تعلیم و تربیت کا خود بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تمدنی حقوق میں بھی اسلام نے عورتوں کو بہت نوازا سب سے پہلی مرتبہ انھیں وراثت کا حصہ دار قرار دیا اور اپنے باپ بیٹے خاوند کے ترکہ کا حقدار بنایا عورت کو اپنے مال کا حقدار قرار دیا اور اجازت دی کہ وہ ہر قسم کا معاہدہ بطور خود کرسکتی ہے بیع و شرا کے بیع کی اختیارات عطا کئے جو مردوں کو حاصل تھے انتہا یہ ہے کہ انھیں اپنے مال کی عاقبت اور بذریعہ تجارت اسے بڑھانے کا اختیار بھی دیدیا۔

معاشری امور میں بھی اس کا درجہ بہت بلند کردیا اور حکم دیا کہ جس طرح تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں اسی طرح تمہاری عورتوں کے حقوق تم پر ہیں ان کی پوری پوری نگہداشت کرو ان کے مصارف کے کفیل رہو ان کی جائز خواہشات پوری کرتے رہو جب باہر جاؤ تو ان کے لئے تحفے لاؤ جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ تم شرافت و نجابت کا کتنا ہی ادعا کرو لیکن حقیقت میں شریف وہی ہے جس کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ شریفانہ ہو۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو حکم دیا اس کے لئے خود کو بطور ایک نمونہ بناکر دوسروں کے سامنے پیش کیا آپ کی یہ حالت تھی کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد بھی ان کی سہیلیوں اور عزیزوں کو برابر تحائف بھیجتے رہے اور ان کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آتے رہے ماؤں کے بارہ میں فرمادیا کہ تمہاری بہشت تمہاری ماں کے ہاتھ میں ہے مردوں کو عورتوں کے ساتھ مختلف صورتوں، رشتوں میں رہنا اور سلوک ہونا پڑتا ہے عورت

... ہیں ہیں جو ہیں ہی ہے اور غیر ہی سب سلوک کے متعلق تفصیلی احکام نا دامر موجود ہیں لیکن سب سے بڑا اور سب سے اہم رشتہ زوجیت کا ہے۔

جس طرح انسان کے اندر کھانے پینے اور پہننے کی خواہشات ودیعت کی گئی ہیں اسی طرح بقائے نسل اور تسکین جذبات کی فطری خواہش بھی اسے تفویض کی گئی ہے اور جس طرح کھانا اور پہننا فطری خواہشات ہیں اسی طرح ایک عورت کے ساتھ مل کر یہاں زندگی بسر کرنا ایک فطری جذبہ ہے اس سے قدرت کے پیش نظر دو مقصد تھے اول یہ کہ انسانی نسل کا سلسلہ قائم رہے اور دوسرے دونوں مل کر ایک پر رونق اور مسرور زندگی بسر کریں قدرت چاہتی تو اس کا کوئی اور انتظام بھی کر سکتی تھی لیکن نہیں اس نے وہی صورت اختیار کی جو بہترین صورت تھی ایک کو مرد بنایا اور دوسرے کو مادہ! دونوں کی تخلیق ایک ہی مادے کی دونوں میں ایک قدرتی کشش اور دونوں کے قلوب میں ایک دوسرے کے لئے ایک جذبہ پیدا کر دیا تاکہ دونوں محبت واخلاص سے مل کر رہیں کوئی اپنی تنہائی سے نہ گھبرائے اور ایک کی امداد کے لئے دوسرا موجود رہے۔

اگر جنس کا یہ امتیاز نہ ہوتا تو دنیا ویران نظر آتی اکیلا اور تنہا انسان جہاں چاہتا پڑ رہتا نہ کوئی گھر بناتا نہ یہ آبادیاں اور نہ شہر قائم ہوتے ایک کو دوسرے سے کوئی سروکار نہ ہوتا اور تنہائی میں طبیعت گھبرا جاتی دیکھئے حضرت آدم کو بہشت میں ہر نعمت اور ہر ممکن آسائش میسر تھی لیکن ان کی طبیعت گھبرا اٹھی اور ایک ساتھی اور ایک رفیق عمل کی ضرورت لاحق ہوئی جس وقت حضرت بی بی حوا پیدا ہو گئیں اس وقت ان کی طبیعت کو سکون ہوا اور جنت بہشت معلوم ہوئی انسان کے پاس خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت کتنی ہی دولت ہو اسے کتنی ہی آسائش میسر ہو لیکن اگر وہ تنہا ہے تو اسے کوئی راحت نہیں اور یہ تمام آسائشیں اور راحتیں اس کے لئے بیکار ہیں دنیا تو دنیا آباد ہے اس محبت و اتحاد کے دوام و استحکام کے لئے دونوں میں جذبات کی رنگینی اور ان سے استلذاذ کا مادہ بھی پیدا کیا تاکہ ایک طرف تو سلسلہ نسل قائم رہے اور دوسری طرف دونوں حظ ونشاط بھی حاصل کرتے اور ایک دوسرے کی ضرورت بھی محسوس کرتے رہیں۔

دیکھئے قدرت نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور بقائے نسل کے لئے کیسے کیسے اہتمام کئے اور کس طرح یہ سعی کی کہ یہ نر و مادہ اور یہ مرد و عورت دونوں محبت و اخلاص کے ساتھ رہیں ان کی مسرت اور اس کی دنیا کی رونق و آبادی ترقی کرے یہ بھی خوش رہیں اور دنیا بھی معمور رہے جانوروں میں عقل نہیں نہ دماغ کی قوتوں سے محروم ہیں لیکن اس بے عقلی اور بے دماغی پر بھی آپ نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ شیر شیرنی پر سانپ سانپنی پر اور بھیڑیا اپنی مادہ پر غرا رہا ہے شاذ و نادر اگر ایسا کبھی ہو بھی جائے تو چند منٹ نہیں چند سکنڈ کے اندر معاملہ ختم ہو جائے گا اور پھر دونوں میں سے کسی کو یاد بھی نہ ہوگا کہ کس نے کس کے ساتھ کیا زیادتی کی تھی اور دونوں اسی طرح مل جل کر مخلصانہ زندگی بسر کرتے نظر آئیں گے۔ شیر اپنے ترتیب جنگل میں کسی اور شیر کو نہ رہنے دیگا لیکن شیرنی ہر وقت اس کے ساتھ رہے گی اور دونوں ہر وقت مل کر زندگی بسر کرتے اور جنگل کی ہوائیں پیتے نظر آئیں گے شیرنی بچوں کو بیٹھی دودھ پلا رہی ہوگی یا ان کی نگہبانی کر رہی ہوگی اور شیر شکار و رزق کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہا ہوگا اور جب اسے کچھ مل جائے گا تو دونوں اسے مل کر کھالیں گے

اور آرام سے لیٹ کر سو جائیں گے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ لوگ ساتھ ساتھ ہی شکار کو نکل بیٹھتے ہیں اور ہر حالت میں ایک دوسرے کا ہمدرد معاون بنا رہتا ہے چونکہ قدرت نے انھیں ان کی ضروریات کے مطابق ناپ تول کر عقل عطا کر دی ہے اس لئے انھیں اپنے فرائض میں کسی کی رہنمائی اور کسی کے سکھانے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی لیکن انسان کی حالت ان سے جداگانہ ہے اس میں عقل اور ترقی کا مادہ موجود ہے نہ اچھی تعلیم سے اچھا انسان اور بری تعلیم سے برا انسان بنجاتا ہے اس لئے اس کی رہنمائی کے لئے خالق اکبر نے آئین اور امر و منا ہی کے دستور مرتب کر کے بھیجے اور اس کے رسولوں اور اس کے مقبول فرزانہ بندوں نے بھی نوع انسان کی بہتری و بہبود کے لئے نصائح و پند کے دفتر سیاہ کر ڈالے۔

لیکن ظاہر ہے کہ خدائی تعلیم ہی انسان کے لئے بہترین تعلیم ہو سکتی ہے اور اس تعلیم کی مکمل صورت اسلام اور تعلیمات اسلام ہیں دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے ان دونوں کی زندگی کی رہنمائی کے لئے کیا تدابیر عمل واضح کیں اور کونسی ہدایات اس نے بندوں کو دیں خدائے برتر و توانا نے عقد و نکاح کا مقصد ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمه اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں اس لئے کہ تمہیں ان سے سکون اور راحت نصیب ہو ساتھ ہی تم دونوں کے خمیر میں اخلاص اور پیار بھی پیدا کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے من استطاع الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج کے الفاظ میں اس کی تشریح کی یعنی تم میں جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح کرنے سے شرمگاہ کی حفاظت بھی رہتی ہے اور نگاہیں بھی منتشر نہیں ہوتیں بلکہ نیچی رہتی ہیں۔

اس سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں کا ضمیر مایہ ایک ہی ہے اور شاہراہ زندگی کا مقصد اولین سکون و راحت کی زندگی بسر کرنا ہے اس سے انسان خواہش سے بھی بچا رہتا ہے اور دفور جذبات سے اس کی نگاہیں بھی ادھر ادھر نہیں بھٹکتیں بلکہ وہ جھکی ہوئی رہتی ہیں اور فتنے اٹھنے کا امکان معدوم ہو جاتا ہے آگے چل کر یہیں عورت و مرد کا درجہ بھی بتا دیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن عورت و مرد دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کا درجہ رکھتے ہیں مرد عورت کا لباس ہے اور عورت مرد کا۔ یعنی ایک کے لئے دوسرے کی وہی اہمیت ہے جو جسم کے لئے لباس کی ہے لباس کی عدم موجودگی سے یہی نہیں کہ انسان بالکل برہنہ اور وحشی معلوم ہوتا ہے بلکہ اسی سے اس کی زینت و آرائش اور آرام و آسائش بھی عبارت ہے لباس نہ ہو تو انسان سردی گرمی دونوں کی تکلیف بھی اٹھائے گا۔ وحشی بھی کہلائے گا اور بے عیش بھی ہوگا۔

آپ خود سوچئے کہ اس نص قرآنی میں عورت و مرد کی کوئی ذرہ برابر بھی تخصیص نظر آتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں دونوں کو ایک دوسرے کے مساوی قرار دیا ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ دونوں کی راحت دونوں پر منحصر ہے اور ایک دوسرے کے بغیر کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انسان کی تحقیر کا باعث اس کی ملی کمزوری اور دوسروں کی دست نگری ہی ہے اس لئے اسلام نے عورت کی اقتصادی پوزیشن کو اس طرح منضبط کیا کہ ایک طرف تو شادی کے وقت بطور مہر ایک معقول رقم دلوائی اور دوسری طرف ہر مرد رشتہ دار کے ترکہ میں اس کا حصہ مقرر کیا۔ اگر

عورتوں کو الرجال قوامون علی النساء (مرد عورتوں کے نگراں اور سردار ہیں) کا حکم سنایا جاتا ہے تو دوسری طرف مردوں کو وعاشروھن بالمعروف یعنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو حکم دیا جاتا ہے گویا دونوں پر دونوں کے حقوق قائم کر دیئے اور کسی کو اس شکوہ کا موقعہ نہ دیا کہ ہمیں ہی دبا دیا گیا ہے۔

یہودیوں، یونانیوں، ہندیوں اور ایرانیوں میں تو عورت کا کوئی حق ہی نہ تھا نہ مہر نہ ورثہ اور حسن سلوک کا سکہ یہ اسلام ہی ہے جس نے قدم قدم پر عورت کے حقوق کا بھی خیال کیا اور مردوں نے بھی اٹھایا ہے کہ جس کے حقوق ہی نہ ہوں اس کی عزت ہی کیا ہو سکتی ہے جب مرد سمجھے گا کہ عورت گو کمزور ہے لیکن وہ ہندو دستور کے خلاف سخت ظلم کی صورت میں علیحدگی بھی اختیار کر سکتی ہے اور مغربی آئین کے مطابق وہ وراثت میں بھی شریک ہو سکتی اور ایرانی طریق کے خلاف مہر کی بھی حقدار ہے تو یقیناً وہ اس کے جذبات کا احترام کرے گا وہ اسے کنیز نہ سمجھے گا جس کے کوئی حقوق ہی نہ ہوں بلکہ وہ اسے انسانیت کا ایک ایسا عنصر خیال کرے گا جو اسی جیسے حقوق کی سرمایہ دار ہے۔

جہاں عورتوں پر واضح کیا گیا ہے کہ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ یعنی جو ان مردوں کا کہنا مانتی ہیں اور ان کے پس غیبت میں ان کے مال و اسباب کی حفاظت کرتی ہیں وہاں مردوں کے لئے بھی یہ سخت تاکیدی حکم نافذ ہوا کہ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین تم پر جو عورتیں حرام کر دی گئی ہیں ان کے سوا اور تمام عورتیں تم پر حلال ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تمہارا مقصد ان سے محض ہوس رانی اور جذبات نفسانی کی غیر ضروری تکمیل نہ ہو بلکہ تم اسلئے انھیں بعوض مہر اپنے عقد میں لاکر جائز طریق پر ان کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ لوگوں کا طریق عمل تھا کہ محض ہوس رانی کے لئے شادیاں پر شادیاں کرتے چلے جاتے تھے اور جب چاہتے انھیں چھوڑ دیتے تھے اور یہ اُف نہ کر سکتیں تھیں اس سے انھیں اشتباہ کے ساتھ روک دیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ مہر دو اور نکاح کرو مگر ہوس رانی کیلئے نہیں بلکہ رفاقت اور ضرورت کے لئے

ضرور عورتوں کے متعلق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم ہے کہ خدا کسی اور کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو وہ حکم عورتوں کو ہوتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدے کیا کریں لیکن دوسری طرف مردوں کو بھی یہ کہہ کر ان کی اہمیت جتا دی کہ نماز اور خوشبو کی طرح مجھے عورت بھی محبوب ہے جو چیز کائنات انسانی کی اس سب سے بزرگ ہستی کو محبوب ہو کون مسلمان ہے جو اس سے بیزاری اور اس کی تحقیر کا ارتکاب کر سکے ابھی کہا ہے سنتے جائیے یہ عیسائیت ہندویت اور یہودیت کے احکام نہیں جو بہت بڑی حد تک یکطرفہ ہوں ایک طرف منزلت نسائی کے علو و ارتقا کے لئے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں اور دو بہنوں کی پرورش کی اور انھیں پڑھا لکھا کر سلیقہ سکھایا اور ان کے ساتھ سلوک بھی اچھا کرتا رہا اور خود ہی ان کی شادی کر دی تو وہ جنتی ہو گیا دوسری طرف مرد کو عورت کے نزدیک اہم و رفیع بنانے کے لئے حکم دیا گیا کہ جو عورت اس حالت میں مر گئی کہ اس کا شوہر اس سے ناخوش تھا تو وہ یقیناً دوزخ میں جائے گی اور اگر خاوند کو خوش چھوڑا تو اسے جنت ملنی یقینی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ بیشک تمہارا حق عورتوں پر ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے عورتوں پر تو تمہارا حق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں اور عورتوں کو گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ فرش پر بیٹھنے دیں جن کا آنا اور عورتوں سے باتیں کرنا تمہیں ناگوار گذرتا ہے اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ انھیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ نسائی کی ایک حدیث ہے کہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسہا ولا فی مالہا بما یکرہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب سے اچھی عورت کونسی ہے فرمایا وہ کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش اور مسرور کرے اور مرد کوئی حکم دے تو وہ اسے بجا لائے اور اپنی جان اور مال میں کسی ایسی بات کے متعلق اس کی مخالفت نہ کیا کرے جو اسے ناگوار ہو۔

غور کیجئے کہ یہ حدیث اور یہ ارشاد کتنا بلیغ ہے ذرا تصور کی آنکھیں بند کر کے سوچئے کہ وہ واقعی ایک خوش مزاج خوش خلق اور فرمانبردار عورت سے بہتر بھی کوئی عورت ہو سکتی ہے۔ اگر خوش قسمتی سے ایسی بیوی نصیب ہو جائے جس کی سلیقہ مندی اور بشاش چہرہ دیکھتے ہی تم مسرور ہو جاؤ اور وہ کسی امر میں تمہاری مخالفت بھی نہ کرے اور تمہارا پوری طرح حکم مانے اور جو کہو وہی کرے تو تمہیں کس درجہ خوشی نصیب ہو گی اور تم اسے اپنی سب سے بہتر اور برترین دولت نہ سمجھو گے یہ ایک حقیقت ہے کہ گھر میں سکون اسی حالت میں قائم رہ سکتا ہے جبکہ بیوی خوش مزاج اور فرمانبردار ہو مرد سخت اور بد مزاج ہو جب کسی بات میں اس کی مخالفت ہی دیکھے گا اور وہ جو کہے گا وہ کیا جاتا رہے گا تو پھر جنگ و جدال اور لڑائی کی وجہ کیا پیدا ہو گی گھر کے فسادات کی وجہ ہی یہ ہے کہ مرد جو کچھ چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا یا اس کی مخالفت ہوتی ہے یا اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے مرد کی فطرت یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنا حکم چلانا اور منوانا چاہتا ہے نہ صرف عورت سے بلکہ اپنے ماتحت مردوں سے بھی عقلمند عورت اس کی فطرت کے اس مخفی اور پوشیدہ رجحان کو سمجھتی ہے اس لئے وہ اسے خوش بھی رکھتی ہے اور اس کا کہنا بھی مانتی ہے رفتہ رفتہ مرد کے جذبات سکون پذیر ہو جاتے ہیں اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اُسے پھر اپنا حکم منوانے میں کوئی لذت باقی نہیں رہتی اس پر اتنا اعتماد ہو جاتا ہے کہ وہ سب کچھ اسی پر چھوڑ دیتا ہے اور ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ مرد خود اس کا حکم ماننے اور اس کے اشاروں پر چلنے لگتا ہے چونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے اس لئے ایسی عقیل اور مرد کی فطرت کے راز کو پہنچ جانے والی عورت کے لئے یہ کہہ دیا گیا کہ یہ عورت بہترین عورت ہے۔

یہ تو رہی گھر کے سکون کی کیفیت آج دنیا کا سکون اس کا بھی یہ حالت رہی ہے کہ عورت ہی کی خاطر قبائل کے قبائل قومیں کی قومیں اور سلطنتیں کی سلطنتیں لڑتی اور آگ اور خون کی کھیل کھیلتی رہتی ہیں اور خاندانوں میں تو جنگ و جدال کا سبب اولیں عورت ہی ہوتی ہے۔

زن، زر، زمین باعث فساد عالم مشہور ہیں اس آگ کی پہلی چنگاری ایک گھر یا ایک کمرے ہی میں روشن ہوتی ہے یا عورت مرد کا کہنا نہیں مانتی یا از خود یا مرد کی سختی پر وہ مقابل پر آجاتی ہے۔ بیوقوف اور غیر مآل اندیش اعزاء و اقارب اس کی حمایت کرتے ہیں نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ تعلقات ناخوشگوار ہو جاتے ہیں عورت میکے میں آجاتی ہے اور دونوں کے تکدر بڑھتے اور بڑھتے چلے جاتے ہیں یہی صورت رجواڑوں اور نوابوں میں پیش آتی ہے۔ کبھی عورت پر جبراً قبضہ کی خواہش بھی باعث شر و فساد اور وجہ جنگ و جدل بن جاتی ہے۔

اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ عورت ماہ پیکر اور برق جمال ہو اس پر کسی خاندان سے باہر کے خاندان والے کی نگاہ پڑ گئی اس کے حصول کی ہر جائز و ناجائز سعی شروع ہو گئی اور اس نے خطرناک نہیں بلکہ ہولناک صورت اختیار کر لی اور شعلے بھڑک اٹھے ازمنہ قدیم میں تو حکومتیں ہی الجھ پڑتی تھیں وجہ حسن و جمال کی محض شہرت ملک کے امن و امان کو غارت بنا کر رکھ دیتی تھیں وہ سلسلہ تو بڑی حد تک ختم ہو چکا لیکن قبیلوں اور خاندانوں کے جھگڑوں اور تنازعوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور ہر ملک میں کئی دن ایسے المناک واقعات برابر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

اسلام اگر اس بنائے فساد کو نہ روکتا اور اس جھگڑے اور فساد کے سرچشمہ پر بند نہ باندھتا تو واقعی تمدنی حیثیت سے ایک بڑی خامی باقی رہ جاتی لیکن اسلام چونکہ اسلام ہے اس نے انسانی فطرت کے اس رجحان کو بھانپ لیا گھر کے اسباب فساد پر تو دونوں کو دونوں کے حقوق کا احساس کرا کر اور دونوں کے جداگانہ حقوق قائم کر کے اس نقص اور اس سبب کا خاتمہ کیا اور باہر کے فسادات کے سد یہ کیا کہ عورت کو پردہ میں رکھنے اور مردوں کی سوسائٹی سے بالکل علیحدہ رہنے کا حکم دیا اور صاف حکم دیدیا کہ دونوں کا خلا ملا تو ایک طرف ایک کا دوسرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ اور معصیت قرار دیا کیونکہ نہ ان کی نگاہ پڑے گی اور نہ دل میں کوئی تحریک پیدا ہو گی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ راستے میں ادھر ادھر نگاہیں ڈالتی نہ چلا کریں نہ اپنی زینت کسی کو دکھائیں اور مردوں کو یہ حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور تنہائی میں کسی عورت کے ساتھ ہرگز بات نہ کرو۔

مرد و عورت ایک دوسرے کی طرف قدرۃً کھنچتے ہیں اور اس لئے کھنچتے ہیں کہ دونوں کا خمیر مایہ ایک ہے اور دونوں ایک ہی جسم کے دو ٹکڑے ہیں ایسی صورت میں دو ہی صورتیں ہیں یا تو عورت باعث جنگ و نزاع بنے گی یا اسکی حیا و عصمت کا جوہر نذر خزاں ہو کر رہ جائے گا کہنے کو تو دنیا کہہ دیتی ہے کہ عورت کو پردہ میں رکھنا ظلم ہے لیکن ذرا حقیقت پر نظر ڈالئے اور مرد و عورت کے فرائض پر نظر ڈالئے عورت فطرتاً نازک ہے اور نازک کاموں ہی کے لئے مخلوق کی گئی ہے اس کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ دفتروں میں نوکری کرتی پھرے اور ہوائی جہازوں میں اڑتی سینماؤں میں تفریح کرتی اور شاہراہوں پر ٹہلتی پھرے اگر وہ ایسا کرے تو حمل کے ایام میں اسکی تکالیف بڑھ جائیں گی بچوں کی نگہداشت نہ کر سکے گی اگر امیر ہے تو گھر کا کاروبار محض نوکروں پر چھوڑنا پڑے گا اور اگر وہ غریب ہے تو گھر کا کام کرنے کے لئے ملازم کہاں سے آئیگا۔

مرد و عورت دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں اور ان دونوں ہی سے گھر بنتا ہے باہر کے کام مرد کے سپرد ہیں اور گھر کے عورت کے جس طرح مرد دفتر دکان یا کارخانے سے علیحدہ رہکر فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح عورت گھر سے جدا رہکر کوئی نفع خیز کام نہیں کر سکتی مرد باہر رہے اور کما کر لائے عورت گھر میں خرچ کا انتظام کرے گھر کے کام انجام دے اور بچوں کی نگہداشت کرتی رہے اس کے یہ وظائف حیات اور قدرتی مدارج اسے اجازت ہی کب دیتے ہیں کہ وہ باہر نکلے نکلیگی تو اولاد بگڑے گی خانہ داری کے کام میں فرق پڑے گا اور اس کی صحت خراب ہو کر رہ جائیگی یورپ نے پردہ کا مذاق اڑایا اور اسے ٹھکرایا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خانگی مسرتوں سے محروم ہو گئی ہوٹلوں کی افسردہ زندگی بسر کرنی شروع کی اور تاہل کی زندگی خطرہ میں پڑ گئی اس کے علاوہ حیا و عصمت میں بھی کسی نہ کسی نوع سے رخنے پڑ گئے وہ مرد بننے کی سعی میں نسائیت کو بھی کھو بیٹھی ضبط

تولید کی مساعی شروع ہوئی مقابلہ کا حوصلہ پیدا ہوا اور بات بات پر طلاق دیجانے لگی اگر وہ فطرت کے راز کو سمجھتا تو اس کی زندگی کہیں زیادہ مسرت بخش اور عیش آلود ہوتی جو شخص دونوں کی فطرت پر غور کرے گا وہ ہرگز عورت کی بے پردگی اور علانیہ باہر گھومنے کو استحسان کی نظر سے نہ دیکھیگا اسلام نے جو پردہ جائز رکھا ہے وہ صرف اتنا ہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی علیحدہ رہے اور ایک دوسرے کی کشش اور جذب حسن کسی کو متاثر نہ کرنے پائے دوسرے عورت سکون کے ساتھ گھر میں بیٹھی انتظام خانہ داری میں مصروف رہے۔

تیرہ صدیوں سے اسلام پر شد و مد کے ساتھ یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ اس نے طلاق و تعدد ازدواج کی اجازت دیکر عورتوں پر ظلم کیا ہے لیکن اب یورپ کے بعد ہندو ریاستیں بھی طلاق کا قانون منظور کرتی جا رہی ہیں اور عورتوں کے خلع کے متعلق بھی تحریکات شروع ہو گئی ہیں انسان بہرحال انسان ہے اگر نباہ کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہے یا مرد حد سے زیادہ ظلم پر آمادہ ہو تو دونوں ایک دوسرے سے قطع تعلق کر سکتے ہیں ہندوؤں اور عیسائیوں میں مرد عورت پر کتنا ہی ظلم کرے لیکن عورت کے لئے کوئی صورت مفر اور راہ نجات نہیں سوائے اس کے کہ وہ صبر کر کے اپنی قسمت کو روتی رہے کثرت کو روکنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو عام حالت میں بحد مبغوض ہی قرار دیا؟ لیکن نباہ کی کوئی صورت ہی نہ ہو تو فضول مبتلائے مصائب رہنا کسی طرح درست نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر جنگ و جدال میں مرد کٹ جائیں یا عورت دائم المرض ہو یا فطرت داعیات نے اس کی خواہشات کو بڑھا دیا ہو یا بالخصوص فرائض نسوانی کے زمانہ میں صبر غیر ممکن نظر آتا ہو تو ایسی صورت میں بجائے اس کے کہ مرد تسکین جذبات کے ناجائز طریقے اختیار کرے اسے اجازت دیدی گئی ہے کہ وہ چار تک شادیاں کر کے اپنی خواہش کی تکمیل کا سامان فراہم کر سکتا ہے اگر اسلام ایسی مخصوص صورتوں میں یہ رعایت روا نہ رکھتا تو دنیا میں فواحش کی گرم بازاری ہو جاتی پھر بھی مرد کے ساتھ یہ رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا اور حکم دیدیا گیا کہ اگر بیویوں کے درمیان جملہ امور میں پورا عدل کر سکو تو مزید شادیاں کرو ورنہ ہرگز نہیں، سچ ہی کیا ہے محض اتنی سی رعایت سے مرد کو ناجائز استفادہ اور صریحاً قانون شکنی کی بلا روک دیا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ اسلام نے زندگی کے اس سب سے بڑے اور اہم رشتہ میں انسانی فطرت کو آخری حد تک محفوظ رکھا ہے اور کوئی موقعہ ایسا نہیں دیا کہ انسان معاصی و مناہی یا قانون شکنی پر آمادہ ہو سکے اور معاشرتی اور تمدنی حدبندیوں سے تجاوز کر سکے یورپ میں مرد و عورت کی جو جنگ وقوع پذیر ہے وہ فطرت کے اصول سے انحراف ہی کا نتیجہ ہے وہاں عورت کے حقوق پر بھی دست درازیاں ہوئیں اور اسے انتہا سے زیادہ آزاد اور بے لگام بھی بنا دیا گیا نتیجہ جو ہونا چاہیے وہی ہو رہا ہے اور وہاں کی گھریلو زندگی اور خانگی مسرت برباد ہو کر رہ گئی ہے اسلام کا مقصد یہ ہے کہ عورت مرد کو خوش رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور مرد عورت کو زیادہ سے زیادہ محبوب رکھے دونوں کے حقوق اور دونوں کے مفاد اور دونوں کی راہیں معین بھی ہیں اور مشترک بھی ان کی رہنمائی کے لئے خدائی قانون موجود ہے جہاں اور جس منزل پر کوئی مانع کار رونما ہوا اور کوئی پتھر سامنے آ جائے اس کی تدبیر واضح صورت میں مل جائیگی ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آج دنیا اسلام کے قانون کو اپنا رفیق عمل بنائے تو اس کی زندگی کے گلشن میں بہار آ جائے اور یورپ کی طرح کسی کو پریشان ہونے اور کسی ایک فریق کو بھی غیر ضروری تکلیف اٹھانے کی ذرہ برابر امکان نہ رہے۔

# تاریخ اسلام

(خاص مولوی کے لئے بسلسلہ گذشتہ)

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب پلوری)

## قومی ہمدردی

عرب قبائل کی اصلاح و ترقی کا خیال آپکو بچپن ہی سے تھا اور آپ عرب کو اوج کمال پر دیکھنے کے دامشمند رہتے تھے مگر جب ان کی بری عادتوں اور خصلتوں کو دیکھتے تو آپ کو بہت بڑا صدمہ ہوتا علاوہ دیگر حرکتوں کے جب وہ حج کے لئے جمع ہوتے تو بالکل ننگے ہوجاتے تھے دیوانوں کی طرح اچکتے سیٹیاں بجاتے بتوں کے سامنے باجے بجاتے اور عورتیں بتوں کے سامنے ناچتیں آپ یہ اخلاق سوز رسمیں، بیہودہ حرکتیں اور حیوانی افعال دیکھکر اندر ہی اندر کڑھتے اور ان کے افعال شنیعہ سے سخت نفرت پیدا ہوتی ایکدن آپکو اتنا صدمہ پیدا ہوا کہ غلاف کعبہ پکڑ کر یہ دعا مانگی کہ "اے اللہ میری قوم کو عقل و سمجھ دے کہ وہ یہ سب بری عادتیں چھوڑ دیں اور مجکو ہمت و توفیق دے کہ میں ان کی اصلاح کر سکوں"

بعض اوقات آپ کو ان کی حیوانی حرکتیں دیکھکر اتنا صدمہ ہوتا کہ اپنی بے بسی دیکھکر رونا آجاتا تھا۔ ایکدن آپ بازار سے گھر گئے تو رو رہے تھے حضرت خدیجہؓ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ عرب کی المناک حالت دیکھکر مجھے رونا آتا ہے اور اس پر قیصر و کسریٰ کی حرص حکومت ان کو غلام بنانے کی رغبت اور غیروں کی نفرت و ملامت اور بھی میرا دل پاش پاش کئے دیتی ہے

عرب کے سوداگر تجارتی اغراض کے لئے روم و ایران میں جاتے تھے قیصر و کسریٰ کے رعب و داب اور ان کے طرز تمدن کو دیکھ دیکھ کر اثر پذیر ہوتے رہتے تھے وہ جب آپس میں جمع ہوتے تو ان کی ترقی کی داستانوں سے دل بہلاتے اور ان کے حالات مزے لے لیکر دوسروں کو سنایا کرتے تھے جیسا کہ آجکل یورپ کی ترقی یافتہ قوموں کی ترقیات کو دیکھکر مسلمانوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور ان کی ترقی کی داستانوں کو سنایا جاتا ہے ایکمرتبہ چند سوداگروں میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی حضورؐ بھی تشریف لے گئے یہ ذلت آمیز اور غلامانہ گفتگو سنکر آپ نے فرمایا "وہ دولت کی چیز جو ہمارے سامنے ہو ہمیں خوش نہیں کرسکتی تم اپنی قوم کا حال دیکھو"

سبحان اللہ کیسی اعلےٰ تعلیم اور کیسا نفیس تخیل ہے ان مختصر جملوں میں حضورؐ نے جذبات اور ترقی و اصلاح کی وہ روح بھردی ہے جس کو کوئی مقرر لمبی چوڑی تقریر سے نہیں سمجھا سکتا۔

کاش مسلمان حضورؐ کے ان ارشادات عالیہ سے سبق حاصل کریں دوسروں کی ترقیات سے خوش ہونا یا حسد کرنا چھوڑ دیں بلکہ اپنی قوم کی ترقی و اصلاح کی طرف تمام توجہ مبذول کردیں۔

اسی طرح ایک روز کچھ لوگ روم و ایران کے خزانوں اور سونے چاندی و جواہرات کا ذکر کررہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوسروں کے روپے کا ذکر فضول ہے تم اپنی قوم کی مفلسی کا حال بیان کرو تاکہ قوم کی مفلسی اور تکلیف دور ہو کیونکہ اپنی اصلاح بڑا خزانہ ہے" حضورؐ کا یہ آخری جملہ اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اس کو آویزۂ گوش بنالے۔

یا اللہ کیا تیرے پیارے حبیب کی امت جسکو تو نے خیر الامم قرار دیا ہے وہ اپنے نبی کی ایسی اعلیٰ تعلیم کی موجودگی میں اور اپنی اصلاح و ترقی کا ایسا [illegible] محرک رکھتے ہوئے بھی یونہی ذلیل اور خوار اور غیروں کی ٹھوکروں سے پامال ہوتی رہیگی ان کو آنکھ کان دل اور عقل دے کہ وہ تیرے حبیب پاک کی حیات طیبہ کو دیکھیں، سنیں، دل میں جگہ دیں اور عقل و سمجھ سے کام لیکر اس پر عمل پیرا ہوں اور کما حقہ استفادہ حاصل کریں۔

## حضورؐ کا رحم و شفقت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے حکیم بن حزام کہیں سے ایک غلام خرید لائے تھے جس کا نام زید بن حارثہ تھا یہ ایک عیسائی خاندان کا لڑکا تھا اس غلام کو انہوں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی نذر کر دیا تھا اور انھوں نے سرور دو جہان صلعم کو دیدیا اور آپ کی خدمت کرنے لگے اور بڑا مرتبہ پایا جب زید کے والد حارثؓ اور چچا کعب کو معلوم ہوا کہ زید مکہ میں بطور غلام کے زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ دونوں مکہ میں آئے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ زید کو آزاد کرکے ہمارے ساتھ کر دیجئے حضورؐ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا اور زید سے کہا کہ تمہارے والد ماجد اور چچا تمہیں لیجانا چاہتے ہیں میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ ان کے ہمراہ چلے جاؤ مگر چونکہ زید آپ کے غلام ہی نہیں بلکہ عاشق بن چکے تھے اور آپکے قدموں سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے اس لئے انہوں نے یہ بات منظور نہ کی کہ اپنے والد کے ہمراہ چلے جائیں اور کہا کہ میں آپ کی غلامی کو بادشاہی پر ترجیح دیتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ آپ سے جدا ہوں غرض اس طرح اپنے والد اور کنبہ کی مفارقت وجدائی منظور کرلی مگر آپ کی مفارقت گوارا نہ کی۔

آنحضرت صلعم نے جب زیدؓ کا یہ جاں نثارانہ اور وفادارانہ جواب سنا تو زید کا ہاتھ لیکر خانۂ کعبہ میں پہنچے اور باواز بلند فرمایا کہ لوگو گواہ رہو کہ آج سے میں زید کو آزاد کرکے اپنا بیٹا بناتا ہوں یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ خلق و مروت کا یہ سحر کن منظر دیکھکر زید کے والد اور چچا بہت خوش ہوئے اور بخوشی زید کو آپ کے پاس چھوڑ گئے اسی روز سے بجائے زید بن حارثہ کے زید بن محمد پکارے جانے لگے مگر قرآن کریم میں جب یہ حکم نازل ہوا کہ منہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں تو پھر زید بن حارثہ کے نام سے پکارے جانے لگے۔

آپ ایک دفعہ بازار میں سے گذر رہے تھے اتفاقاً ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی اور بازار کے لوگ ہنسنے لگے مگر آپ اس کی یہ قابل رحم حالت دیکھکر دوڑے اس کو اٹھایا اور ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک پہنچا آئے پھر روز اس کو کھانا پہنچایا کرتے تھے ایک روز آپ نے دیکھا کہ ایک مزدور عورت لکڑیاں سر پر رکھے ہوئے بازار میں جارہی ہے اور بازار کے لوگ اسے چھیڑ رہے ہیں آپ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ بجائے اس کی مدد کرنے کے اسے ستا رہے ہو۔ لونڈی غلاموں سے آپ کو بہت ہمدردی تھی ان کے ساتھ حقیقی اولاد کا سا برتاؤ کرتے اور دوسروں کو بھی یہی نصیحت اور تاکید کرتے تھے اگر کسی لونڈی غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو اس کے آقا کو نہایت نرمی سے دلنشیں پیرایہ میں اور کہتے

[illegible] لونڈی غلاموں کی مدد کرتے۔

ایک غلام کو آپ نے دیکھا چکی پیس رہا ہے اور روتا جاتا ہے یہ دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے مگر ظالم آقا کا حکم ہے مجبوری کہ وہ ہر حال اس کے حکم کی تعمیل کرے پیسنے کو اور بھی زیادہ رقت طاری ہو گئی آپ نے اس کو اٹھا کر خود اس کی جگہ چکی پیسنے لگے اور سارا آٹا پیس دیا صرف یہی نہیں بلکہ فرمایا کہ جب کبھی ضرورت ہوا کرے مجھے بلا لیا کرو میں آ کر پیس جایا کروں گا۔

ابو سفیان کا غلام بیمار تھا جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس کا تیمار دار اور خبر گیراں کوئی نہیں تو آپ اُس کے پاس پہنچے تمام رات اس کی خدمت کرتے رہے اور فرماتے رہے گھبرا مت محمد تیرے پاس ہے۔

بنی امیہ کا ایک امیر اپنی لونڈی کو مار رہا تھا آپ نے اس امیر کو اس ظلم سے منع کیا تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو میری لونڈی کے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہر انسان کا فرض ہو کہ وہ مظلوموں اور بیکسوں کی دست گیری اور امداد کرے

اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں صرف مذکورہ بالا واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے غرض نبوت ملنے سے پہلے کی زندگی جو اخلاقی عظمت و فضیلت پیش کرتی ہے اور انسانی ہمدردی کے جو اعلیٰ نمونے آپ کی زندگی میں ملتے ہیں ان کی مثال تاریخ عالم میں ڈھونڈنا ایک خیال خام ہے۔ مختصر یہ کہ آپ کسی یتیم بچہ کو دیکھتے تو گود میں اٹھا لیتے اور پیار کرتے کسی مزدور کو سر پر بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھتے تو خود اس کا بوجھ منزل مقصود پر پہنچا آتے۔ بیماروں کی عیادت میں رات رات بھر جاگتے اور ہر طرح کی خدمت کرتے کسی عورت۔ بچے۔ لونڈی اور غلام پر کوئی ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو لوگوں کو حسن سلوک اور ہمدردی کی تعلیم دیتے غرض آپ کی ذات اقدس غریبوں۔ بیکسوں مظلوموں یتیموں اور بیواؤں کے لئے ایک رحمت عام تھی علامہ حالی مرحوم فرماتے ہیں ؎

| | |
|---|---|
| وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا | مرادیں غریبوں کی بر لانے والا |
| مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا | وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا |

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

یہ تھی فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کی زندگی جو اتنی پاکیزہ بلند مرتبہ اور عالی منزلت تھی کہ جس پر نہ کبھی کسی قسم کی نکتہ چینی ہوئی اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتی ہے آپ کی زندگی کا آئینہ اس قدر مجلی اور مصفیٰ ہے کہ مخالف کو تاب نظارہ نہیں ہو سکتی نقش حیرت بنا دیتا ہے یوں اعتراض اور نکتہ چینی کرنے کو تو خدا کی ذات بھی نہیں بچی کفار کہ جنہوں نے آئندہ چل کر بانئے اسلام کی مخالفت میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا شدید سے شدید نکتہ چینیاں کیں مگر آپ کی نبوت سے پہلے کی زندگی پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہ کر سکے اور پاکیزگی و پارسائی کے آفتاب پر خاک نہ ڈال سکے اگر آپ کی زندگی میں کوئی اخلاقی نقص ہوتا تو مخالفین جو دن رات آپ کی تاک میں رہتے تھے ضرور ظاہر کرتے مگر اسلام کی آیتوں اور غیروں کی لکھی ہوئی تاریخیں دیکھ جاؤ مگر مخالفین کا آپ کی زندگی پر کوئی اخلاقی اعتراض نظر نہیں آتا ہے اگر کوئی بصارت و بصیرت سے بے بہرہ انسان آپ کی ذات کو مورد الزام ٹھیرائے تو وہ بھک مارتا ہے اپنے دماغی گند کو باہر پھینکتا ہے حقیقت کا منہ چڑاتا ہے اور اپنے تعصب و عناد کو ظاہر کرتا ہے۔

## توجہ الی اللہ اور خلوت گزینی

جس وقت آپ کی عمر مبارک ۳۰ سال کی ہوئی اور زمانہ نبوت قریب آنے لگا تو عبادت و ریاضت اور خلوت گزینی شروع کر دی مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے ہیں مہینوں آپ اسی میں قیام فرماتے اور مراقبہ فرماتے کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر آتے اور لیجاتے۔ تنہائی میں قدرت الٰہیہ پر غور و فکر کیا کرتے تھے ان سوالوں پر غور فرمایا کرتے کہ میں کیا ہوں یہ غیر متناہی عالم کیا ہے اور میں کن کن چیزوں کا اعتقاد کروں اکثر وقت تحمید و تقدیس خداوندی میں بسر کرتے اور اسی دوران میں آپ کو ایک روشنی اور چمک سی نظر آیا کرتی تھی جسکو دیکھکر آپ نہایت مسرور اور خوش ہوتے۔

نبوت کا دیباچہ اور وحی الٰہی کی ابتدا یہ تھی کہ آپ جو خواب دیکھتے وہ سچا ثابت ہوتا سچے خواب کثرت سے آپ کو آتے اور طرح طرح کے اسرار منکشف ہوتے۔

## آفتاب نبوت کا طلوع

ایک دن آپ غار حرا میں مراقبہ میں مصروف تھے کہ ناگاہ فرشتہ غیب نظر آیا اور آپ سے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ یعنی پڑھ اس خدا کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ تیرا خدا کریم ہے وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

یہ کہکر فرشتہ تو غائب ہو گیا آپ پر خوف طاری ہو گیا اور آپ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو حضرت خدیجہ یہ خوف و ہراس کی حالت دیکھکر گھبرا گئیں جب آپ کو کچھ سکون ہوا تو حضرت خدیجہ سے غار حرا کی تمام کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں آپ کو خوش ہونا چاہیے۔ واللہ خدا آپ کو کبھی ضائع اور رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں اوروں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں آپ میں وہ تمام اخلاقی خوبیاں موجود ہیں جو دوسرے لوگوں میں نہیں آپ مہمان نواز ہیں اور حق باتوں و نیک کاموں کے سبب اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے تو آپ اس کے مددگار بنجاتے ہیں۔

اس تسلی و تشفی کے بعد حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئیں جو عبرانی زبان جانتے تھے توراۃ و انجیل کے ماہر تھے اور کتب الہامیہ میں آپ کی پیشگوئیاں بطور پڑھ چکے تھے ورقہ نے آپ کو دیکھتے ہی نبوت کی تصدیق کی اور واقعہ حرا کی کیفیت سنکر کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔

## آپ کا تردد

واقعہ حرا سے آپ پر جو خوف و ہراس طاری ہوا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے اس کی وجہ آپ کی فطری کمزوری اور اوہام پرستی نہ تھی بلکہ یہ اس جلال الٰہی اور انوار نبوت کا تاثر تھا جسکو دیکھکر حضرت موسیٰ کلیم اللہ بے ہوش ہو گئے تھے اور نبوت کی بارگراں کی عظمت و جبروت کا تخیل تھا!

(+)

# شعبان المعظم کی فضیلت

(از حضرت مولانا سید نذیر الحق صاحب فاضل پوری)

**مسلمانوں کا اجتماعی حافظہ** شریعت اسلامیہ کا کون حکم اور کون واقعہ ہے جو ہماری یادداشت سے دور اور ہمارے دل کی عبرت اندوزیوں اور اثر پذیریوں سے مہجور نہیں ہو گیا اور ہمارے قوانین عملیات اور بیکار ہو کر نہیں رہ گئے حالانکہ کبھی مسلمان سراپا عمل و مجسمہ ایثار و فداکاری تھے انہوں نے اسلام کی پہلی آواز پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا تھا خدا اور اس کے رسول کے احکام پر ہنس ہنس کر جانیں فدا کرنا ان کا وہ طرۂ امتیاز تھا جس نے انہیں دین و دنیا میں سربلند و سرفراز اور فائز المرام کیا وہ کلی طور پر خدا کے ہو گئے تھے ان کی جملہ علمی و عملی طاقتیں صرف خدا کے لئے تھیں اور خدا کے احکام کی تعمیل سے جان چرانے اور حیل و حجت کرنے کو وہ منافی اسلام سمجھتے تھے یہی تو ہمارے اسلاف کا جذبۂ عمل اور جذبۂ صداقت تھا جس نے قیصر و کسریٰ کے تختے الٹ دیئے تھے اور وہ ہماری طرح احکام اسلام کی پابندی سے گریز کرتے اور ان کے اعمال و افعال اسوۂ حسنہ کے مطابق نہ ہوتے شاید اسلام عرب سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھتا ایک تو وہ تھے اور ایک ہم ہیں کہ ادائے حق پر جانیں تو کیا خاک۔ خدا کے ارکان خمسہ اسلامی اور دیگر فرائض و واجبات کی بھی پوری طرح پابندی اور تعمیل نہیں کر سکتے جن کی پابندی اور تعمیل سے کوئی بالغ عاقل اور تندرست مسلمان کسی حالت میں بھی مستثنیٰ اور معذور نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جب ہم نے بڑے بڑے اسلامی احکام کو فراموش کر رکھا ہے اور ان کو پس پشت ڈال رکھا ہے تو ہم شعبان المعظم کے مسنون اعمال و عبادات کو کیسے یاد رکھتے اور کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ احکام الٰہی سے نفور اور شریعت حقہ سے مہجور مسلمان اس ماہ مبارک کی فضیلتوں سے بہرہ ور اور اثر پذیر ہوں گے۔

کتنے مسلمان ہیں جو پنجوقتہ نماز با جماعت التزام کے ساتھ ادا کرتے ہیں کتنے مومن ہیں جو پورے ماہ رمضان المبارک کو صائم رہ کر گزارتے ہیں اور کتنے خدا کے بندے ہیں جو اس کے دیئے ہوئے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور حج کے فرض سے سبکدوش ہوتے ہیں حقیقی ایمان اور سچی عبدیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ عالم اسلام میں ایک بھی بے نمازی مسلمان نہ ہوتا۔ رمضان کے مہینہ میں ایک بھی بے روزہ مسلمان نظر نہ آتا اور ایک مالدار مسلمان بھی تارک حج و زکوٰۃ نہ ہوتا ہماری مسجدیں ویران ہیں نمازی نہ رہے۔ ماہ رمضان ہر سال مسلمانوں کی بے عملی بے بصیرتی اور غفلت و تساہل پر ماتم کرتے ہوئے گزر جاتا ہے کہ اس کا ادب و احترام کرنے والے مسلمان دنیا میں تھوڑے رہ گئے باقی سب پیٹ کے کتے اور ایسے نافرمان و ناہنجار مسلمان رہ گئے جو ایک چائے کی پیالی پر رمضان المبارک کی حرمت کو قربان کر دینے سے دریغ نہیں کرتے اور جو احکم الحاکمین خدا سے منہ موڑ کر نام نہاد آقاؤں کی رضامندی کا پروانہ حاصل کر لیتے ہیں۔

قومی تنظیم و اتحاد کے بجائے گروہی انتشار و افتراق نے ہماری اساسی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا اور ہم مالی کمزوری کی وجہ سے دین حقہ کی حفاظت کا بھی کماحقہ حق نہیں ادا کر سکتے۔ ملک کے زکوٰۃ دینے والے اور حج کرنے والے تھوڑے رہ گئے

غرضیکہ مسلمانوں کی اکثریت نے احکام اسلامی کو اٹھا کر طاق نسیاں پر رکھ دیا صرف لفظ اسلام کی ہمیشی اور رسمی پوجا باقی رہ گئی ہے۔

اگر مسلمان شریعت حقہ اور اسوۂ حسنہ سے روگردانی نہ کرتے اور ہر مسلمان احکام اسلامی پر عامل ہوتا تو ان کی پستی اور ذلت و خواری کی یہ حالت نہ ہوتی جو اب ہے اگر ہم صحیح معنوں میں خدا کے عبادت گزار اور فرماں بردار بندے ہوتے ہماری گردنوں میں صرف خدا کی غلامی کا طوق "عبودیت" ہوتا تو ہم غیروں اور بندوں کے غلام نہ بنتے اور ان کی نظروں میں ذلیل و خوار نہ ہوتے ہم عبدیت کے دائرہ سے نہ نکلتے تو کونین کی دولتیں اور سرفرازیاں ہمارے حصہ میں آتیں کیونکہ اللہ پاک نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اپنے پیارے رسول کی معرفت ہمیں کہہ دیا تھا کہ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اس بے عملی اور شریعت اسلامیہ سے دوری کی حالت میں کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ شعبان المعظم کی خیر و برکت اور سعادت و فضیلت سے بہرہ ور ہوں گے اس مبارک و مسعود موقعہ پر اپنے دامن عمل کو عبادت و استغفار سے بھر لیں گے اور ہلال شعبان سے اکتساب نور کریں گے۔

ماہ شعبان میں علمائے کرام اور رہبران ملت بذریعہ تجاویز و تقاریر مسلمانوں کے سامنے اسوۂ حسنہ نبوی رکھتے ہیں اور ان کو ہر طرح اعمال صالحہ کی بجا آوری کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں مگر ایسے نیکیوں پر حریص اور سعادت مند مسلمان کہاں ہیں جو ان کی آوازوں پر کان دھریں نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ہوتا ہے ان کی عملی حالت اور اثر پذیری میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا اگر کچھ اثر ہوتا ہے تو یہ کہ ماہ شعبان اسی طرح بدمستیوں اور سیاہ کاریوں میں گزر جاتا ہے اور اس کی پندرھویں رات کو جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر اور افضل ہے نا عاقبت اندیش لہو و لعب اور گھر پھونک تماشے میں کھو دیتے ہیں۔

اس غفلت اور جمود اور بے اثری کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا حافظہ اور دماغ ہی بگڑ گیا ہے ان کے حافظہ میں کسی کار آمد مفید اور نیک بات یاد رکھنے کی جگہ ہی باقی نہیں رہی اور وہ کسی نیک صلاح اور آواز کو پکڑتا ہی نہیں اور ان کے دماغ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی کیونکہ ان کے اندر حصول سعادت کا جذبہ اور عمل کی آمادگی ہی سرے سے نہیں جو منکرات کی تلاش ہو کسی نیک مشورہ پر دھیان دیں اور کام کی بات پر کان لگائیں یہ قوم کے ادبار و تنزل اور جمود آمائیوں کی سب سے بڑی اور ہلاکت انگیز نشانی ہے۔

جب کسی قوم کے ذلیل ہونے اور مٹنے کا وقت آتا ہے تو یہی خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس کا دماغ بیکار ہو جاتا ہے اور حافظہ کا مزاج الٹ جاتا ہے جو باتیں یاد رکھنی چاہئیں وہ بھلا دی جاتی ہیں کہ بار بار یاد دلانے پر یاد نہیں آتیں اور جو باتیں بھلا دینی چاہئیں وہ یاد رکھی جاتی ہیں بلکہ ان کی یاد آوری کا اہتمام کیا جاتا ہے غرض جو باتیں سمجھ میں آنی چاہئیں وہ دماغ میں نہیں گھستیں

[illegible] باتیں بحث سمجھ میں آ جاتی ہیں

[illegible] ماتم کرنے اور سر پھوڑنے کا مقام ہے کہ جو چیزیں قومی زندگی کے لئے اور [illegible] کے واسطے عبرت و موعظت کی ہیں وہ ہمہ وقت ہماری نہیں گزریں [illegible] سے سرور لطافت و اعراض ہے اور جو مسخرہ آمیز اعمال اور رسائل بد افعالیاں ہیں اخلاقی و روحانی حیثیت سے معیار سلامت گراتی ہیں اسلامی شان کو بٹہ لگاتی ہیں اور قوم کو ہلاکت و تباہی کی طرف لیجاتی ہیں ان کے لئے ہر طرح کی آمادگی اور مستعدی ہے اسلامی تہوار من تفریح یا بگاڑ اور ان مہینوں کے محاسن و فضائل اور اعمال حسنہ پر مطلق نظر اور عمل نہیں بلکہ اندیشی اسلامی تعلیم سے دوری اور گمراہی سے ان کی حسنات پر پردہ ڈال کر ان کو فواحشات و شبہات کا منظر بنا لیا ہے اور اس طرح صدر اول کا دل و دماغ اور عمل کو کر اپنے انسانیت نواز پاکیزہ اور فطری مذہب کو مجموعہ [illegible] و اوہام بنا لیا۔

اس مایوس کن جمود و تعطل کو دیکھتے ہوئے اور ایک حقیقت [illegible] مرتبہ حالی کا بعد گزشتہ ہو سکے اور مذہب و رکوش مسلمانوں کے سامنے کچھ علمی اور خیر و برکت [illegible] پیش کرنے کی بھی تو ضرور چاہتے ہیں جہاں اور صلائے آواز بہت ہیں [illegible] ثابت ہوتی ہے۔ حال سمجھ خواتین [illegible] تعامل ہو گی مگر فرض منصبی مجبور ہی کرتا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو مولوی، حسب معمول اتمام حجت کر ہی دے اور بار بار انھیں احکام شرعیہ سے روشناس کرتا رہے۔ وما علینا الا البلاغ

## ہلال شعبان کا پیغام

[illegible] سے کے متوالو! اور روح عمل کھوئے ہوئے مسلمانو! جاتے ہی ہو کہ کون سا خیر و مسرت کا پیغام لیکر ہلال ضیا ریز ہوا ہے اس کی روشنی کون کونسی لعابیوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے تمھیں اس سے کس طرح انتساب نور کرنا ہے تمھیں کیا کیا کرنا ہے اور اس کا خیر مقدم کس طرح ادا کرنا ہے وہ دیکھو ہلال شعبان تمہارے لئے پیغام مغفرت اور مژدہ نجات لایا ہے اور ساتھ ہی کچھ کہہ بھی رہا ہے لو سنو اور بغور سنو وہ کہتا ہے۔

گناہگارانہ زندگی سے انسان ننگا ہو جاتا ہے اس کی روح غلاظت سے لبریز ہوتی ہے اور بدکاری کی خاک و دھول سے دل آئینہ قلب مکدر ہو جاتا ہے جسے ایمان و عرفان کے جلوے نظر آتے ہیں پس اے معصیت شعارو اور گناہوں میں لتھڑے ہوئے [illegible] تو تیار ہو جاؤ کہ مجھ میں ایک ایسی انوار و تجلیات اور خیر و برکت سے بھری ہوئی رات ہے جس میں حسن کائنات بے نقاب ہوگا جس کا رشتہ تمام مخلوقات پر رحمانی بارش کرے گا اور خدائے رحمان و رحیم کی رحمت [illegible] العیوب غفار الذنوب اور شفقت و مہربانی گنہگاروں کو اپنی چادر مغفرت میں ڈھانپ لیگی لہٰذا اسکی اور سعادت کی طرف دوڑو شب بہرہ کہنا ہیں خبر نہ ہوئی ہمہ تن معصیت میں غرق گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکنے والو اپنی عمر عزیز کو بد مستیوں و سیاہ کاریوں میں کھو دینے والو اگر تمہارے سینہ میں دل اور دل میں نور ایمان ہے تو اٹھو اور اس ماہ مبارک کا کما حقہ ادب و احترام بجا لاؤ اگر تم نے اس سنہرے موقع کو بھی ناعاقبت اندیشیوں اور بد اعمالیوں میں کھو دیا اس کی ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر و افضل چند ہوں رات کو بھی [illegible] انگیز کیفیتوں اور خمار آلود انگڑائیوں میں ضایع کر دیا اور اس ماہ میں حسب دستور رنگ [illegible] نورانی رونقوں کو اپنی سیاہ مستیوں سے سنسان کر گئے اور راتوں کی [illegible] و جبیب نواز سکون اور خاموشیوں کو سیال آتش کی جلوہ ریزیوں اور [illegible] شہوت انگیز سیلابوں میں بہاتے رہے تو شیطان تمہاری آنکھوں کا نور اچک لیجائے گا

تمہاری دل کی بصیرت چھین لیگا تمہارے قوائے عملیہ پر بدی کا شیطان قبضہ کر لیگا اور پھر تم اس طرح قیامت کی نیند سوتے رہو گے کہ صور اسرافیل کی جگر شگاف اور ہولناک آواز ہی تمہیں بیدار کرے گی۔

## فضائل شعبان

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شعبان شھری و رمضان شھر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا جس کے معنے یہ ہوئے کہ رمضان کے بعد سب سے زیادہ بابرکت اور فضیلت والا مہینہ شعبان المعظم ہے مومنین قانتین کے لئے یہی یہ فضیلت بہت بڑی اور جذبات عملیہ برانگیختہ کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے کیونکہ جب حضور نے اس مہینہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے تو اب جن مسلمان کے دل میں محبت رسول کا ادنیٰ سا بھی جذبہ ہوگا وہ اسکی عزت و تکریم اور اسوۂ نبوی کی تعمیل کو اپنا دین و ایمان سمجھے گا محبوب کا تو کتا بھی پیارا ہوتا ہے پھر محبان رسول کو یہ مہینہ کیوں نہ پیارا ہو۔

رسول خدا صلعم کا ارشاد ہے کہ شعبان رجب اور رمضان کے مابین ایک مبارک مہینہ ہے جس کی فضیلت اور عظمت سے لوگ غافل اور بے خبر ہیں اور وہ خاص بندگی و عظمت اس مہینہ کو یہ ہے کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال حضرت حق جل علی شانہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں سو میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال بارگاہ رب العزت میں ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔

## شعبان المعظم اور حضور کا اسوۂ حسنہ

اس مہینہ کی فضیلت و بزرگی مذکورہ بالا دو حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگئی اب یہ امر باقی رہ جاتا ہے کہ اس مہینہ کے متعلق کیا روش اختیار کرنی چاہئے اور حضور کا اسوۂ حسنہ کیا تھا سو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو روزوں کے لئے مخصوص فرمایا تھا اور اس لئے کہ اس میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ قریب قریب تمام شعبان روزوں میں گذارتے تھے اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کرتے تھے خذوا من العمل ما یطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی اس مہینہ میں حسب استطاعت عمل کرو اور اپنی طاقت سے زیادہ عمل نہ کرو کہ نباہ نہ سکو اور تھک جاؤ مگر اللہ پاک تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کی عادت یہ تھی کہ آپ بکثرت نفلی روزے رکھا کرتے تھے جب آپ روزے رکھنے شروع کر دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب آپ زندگی بھر روزے رکھیں گے اور جب آپ چھوڑ دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ اب شاید بالکل ہی ترک کر دئیے گئے غرض رمضان میں پورے مہینہ کے روزے اور شعبان میں بکثرت رکھا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے ابی داؤد قالت کان احب الشہور الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک روزے رکھنے کے لئے محبوب ترین مہینہ شعبان کا تھا یہاں تک کہ آپ شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکار فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان یا اللہ رجب اور شعبان میں برکت

عطا فرما اور ان کو عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے نیز حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور کو سوائے شعبان اور رمضان کے کسی اور مہینے میں متواتر اور پے در پے روزے رکھتے نہیں دیکھا (ابو داؤد) روایت میں ہے کہ تمام سال کے صرف دو مہینے شعبان اور رمضان ایسے تھے جس میں حضور پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے۔

## شعبان میں روزے رکھنے کی وجہ

حضرت اسامہ نے حضور سے شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا ذالک شھر یغفل الناس عنه بین رجب ورمضان وھو شھر یرفع فیه الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم یعنی یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے لوگ اس سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینہ میں بندوں کے اعمال درگاہ خداوندی میں پیش کیے جاتے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں بکثرت اس وجہ سے روزے رکھا کرتے تھے کہ اس میں سال بھر کے اندر مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں سو حضور اس امر کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی موت روزہ داروں میں شمار ہو اب ہم مسلمانوں کا بھی فرض ہونا چاہیے کہ جو بات حضور پسند فرماتے تھے وہی ہم بھی پسند کریں جب حضور باوجود باعث ایجاد عالم محبوب رب العالمین گناہوں سے سلامت ہونے کے اعمال پر اس درجہ حریص تھے تو کیا ہم گناہگاروں کا فرض نہیں کہ اس مہینہ میں نیک اعمال بجا لائیں۔

## شعبان کی پندرہویں شب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ینزل اللہ تعالیٰ الی سماء الدنیا لیلة النصف من شعبان فیغفر لکل شیء الا رجل مشرک او فی قلبه شحناء یعنی شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور مشرک و کینہ ور کے علاوہ سب گناہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد اس رات کا مرتبہ تمام راتوں سے افضل ہے۔

اس رات میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور تمام گناہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک کینہ ور کے اور قاطع رحم کے۔ حضرت علی کی مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے اور اپنے بندوں کو اس طرح خطاب کرتا ہے الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلی فاعافیه الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر ہے کوئی استغفار مانگنے والا بندہ کہ میں اس کے گناہ بخش دوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا بندہ کہ میں اس کو رزق عطا کروں اور ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ کہ میں اسکو صحت وعافیت مرحمت کروں اللہ پاک صبح صادق تک اپنے بندوں کو یونہی خطاب فرماتے رہتے ہیں۔

## اس رات کے متعلق حضور کا اسوہ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ شعبان کی پندرہویں شب کو رسول اللہ صلعم میرے پاس تھے قریباً نصف شب کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے آپ کو حجرہ میں موجود نہ پا کر میرا خیال ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں سو میں تمام بیویوں کے حجروں میں آپ کو تلاش کرتی رہی مگر کہیں نہ پایا جب سب جگہ سے پھر پھرا کر واپس آئی تو حضور کو سجدہ کی حالت میں موجود پایا اور آپ یہ کلمات عرض کر رہے تھے سَجَدَ لَکَ خَیَالِیْ وَسَوَادِیْ وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ ھٰذِہٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ یہ فرمانے کے بعد آپ نے سر مبارک اٹھایا اور دوسرے سجدے میں حسب ذیل کلمات پڑھے اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاؤدُ اَغْفِرُ وَجْھِیْ فِی التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ وَحَقَّ لَهٗ اَنْ یَّسْجُدَ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھا کر یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا مِنَ الشِّرْکِ نَقِیًّا لَا فَاجِرًا وَّلَا شَقِیًّا ان دعاؤں سے فارغ ہو کر حضور میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا میرا سانس پھولا ہوا تھا آپ آہستہ آہستہ میرے گھٹنے دبانے لگے اور فرمایا اے عائشہ یہ کیا حال ہے میں نے تمام واقعہ سنایا اور کہا حضور آپ خدا کے کام میں مشغول تھے اور میں اپنے نفس کے قصہ میں مبتلا تھی آپ نے فرمایا ہائے یہ دونوں گھٹنے کس کام میں تھک گئے اے عائشہ یہ رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اس رات اللہ پاک آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور تمام گنہگاروں کو سوائے مشرک اور کینہ ور کے بخش دیتا ہے۔

## اس رات کے محرومین مغفرت

محرومین مغفرت کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن صحیح تعداد ۱۴ ہے جو اس رات میں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رہتے ہیں۔

(۱) مشرک (۲) کینہ ور جس نے بغض وعناد کی وجہ سے کسی مسلمان سے ملاقات اور سلام علیک بند کر دی ہو (۳) جادوگر (۴) نجومی (۵) بخیل (۶) ماں باپ کو تکلیف دینے والا (۷) شرابی (۸) قاطع رحم متعلقین اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق نہ ادا کرنے والا (۹) فاعل و مفعول فعل لوطی کرنے والا (۱۰) اخبار عشر وصول کرنے میں سختی کرنے والا (۱۱) جلاد (۱۲) بادشاہوں کا نقیب یعنی چپراسی جو لوگوں پر ظلم کرتا ہو اور ان سے رشوت لیتا ہو (۱۳) شطرنج اور تاش وغیرہ کھیل کھیلنے والے (۱۴) ڈھولک اور طبلہ بجانے والے۔

ہمیں ان محرومین مغفرت کے افعال شنیعہ پر غور کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے ... ... کہ کہیں ہمارے اندر تو وہ خرابی پیدا نہیں ہو گئی جو ہمیں خدا کی رحمت ومغفرت سے محروم رکھے اگر خدانخواستہ اپنے اندر ان خرابیوں اور گناہوں میں سے کوئی گناہ پائیں تو فوراً تائب ہو جائیں اور اس مبارک رات میں استغفار کریں۔

## ماہ مبارک میں ہمیں کیا کرنا چاہیے

مذکورہ بالا تمام احادیث کا مطلب اور مفاد یہ ہوا کہ ہمیں اس مہینہ میں حسب ذیل پروگرام پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

(۱) جہاں تک ہو سکے روزے رکھنا چاہییں کہ اگر پندرہویں تاریخ کو تو ضرور ہی

حصہ رکھنا چاہیئے۔ (۲) اپنی اپنی زندگیوں کا احتساب کرنا چاہیئے اور حتی الامکان عبادات و طاعات میں مشغول رہنا چاہیئے (۳) اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنا چاہیئے (۴) پندرہویں شب کو عبادت میں گذاریں اور خدا سے دعا اور مغفرت مانگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ بس یہی باتیں مسنون اور مشروع ہیں ان کے علاوہ جو امور کئے جاتے ہیں وہ سب بے اصل اور شیطانی افعال ہیں کتنے مسلمان ہیں جو اس ماہ مبارک میں اس پروگرام پر عمل کرتے ہیں۔

**شعبان میں ہم کیا کرتے ہیں**

مسلمانوں کی خدا اور اس کے رسول کے ساتھ غداری، ضد، ہٹ دھرمی اور شوخ چشمی ملاحظہ ہو کہ ماہ شعبان میں جو باتیں کرنی تھیں ان کا وہم و گمان تک نہیں اور جو باتیں جہنم میں لیجانے والی اور ان کو رسوا کرنے والی ہیں ان پر عمل ہوتا ہے اگر مسلمان تاجدار مدینہ کے سچے امتی ہوتے اور ان کے دل میں محبت و اطاعت رسول کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو وہ وہی کرتے جو اس مہینہ کے متعلق حضور کا طرز عمل تھا مگر یہ کیا غضب اور شریعت اسلامیہ کے ساتھ تمسخر ہے کہ اس مہینہ کو خواب غفلت اور بدعت و خرافات میں لہو دیتے ہیں اور اس کی مسعود و مبارک رات کو لہو و لعب اور حلوا خوری میں گذار دیتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آتشبازی اور حلوا خوری کو شب برات سے کیا تعلق ہے اور کن بدنام کنندہ اسلام نے ان فضولیات و لغویات کو مسلمانوں میں رائج کر کے شب برات کے حسنات کو سیئات میں تبدیل کر دیا اور اتنا نہ سمجھا کہ کسی مہینہ کا ادب و احترام عبادت و ذکر الٰہی اور عبرت و نصیحت سے ہوتا ہے نہ کہ خرافات و لغویات کی وجہ سے مسلمانوں کا دین کے پردہ میں لہو و لعب اس قدر ترقی کر گیا ہے اور وہ بدعت نوازی اور خرافات پسندی سے اس درجہ مدہوش و غافل ہو گئے ہیں کہ اس سے قبولیت حق اور اثر پذیری کا مادہ ہی جاتا جاتا ہے ان کو اگر کسی بات سے روکا جائے اور احکام شریعت پر پابند رہنے کی تاکید کی جائے تو جھٹ اس کو لا مذہب اور خدا جانے کیا کیا کہہ ڈالتے ہیں مسلمانوں کو صرف خدا کی مرضی کا تابع اور مطیع ہونا چاہیئے اور اسے خالق کے حکم کے سامنے اپنی مرضی اور خواہش کو بھاڑ میں جھونک دینا چاہیئے مگر یہ بدعتی عہد کے مسلمان ہیں کہ اپنے نفس کے بندے بن گئے جو جی میں آیا بیدھڑک کر ڈالا اور جس اسلامی حکم کو چاہا بے دھڑک گمراہ کن تاویل کر ڈالی اگر مقدس مذہب ان پر شاق گذرتی ہے اگر وہ عبدیت الٰہی کے دائرے میں نہیں رہ سکتے اور اگر وہ صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور تابعدار نہیں بن سکتے تو کیا ضرور ہے کہ وہ خواہ مخواہ رسمی مسلمان بنے رہیں اور ایک پاکیزہ فطری مذہب کی رسوائی کا باعث بنے رہیں وہ شوق سے آریہ یا عیسائی ہو جائیں خدا کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ان یشاء یذہبکم و یات بخلق جدید اگر وہ چاہے تم کو فنا کر کے دوسری مخلوق لے آئے جو اس کے احکام کی تعمیل بسر و چشم کرے۔

**شب برات کا جہنمی فعل آتشبازی**

سوچنے کی بات ہے کہ آتشبازی کے خطرناک اور ہلاکت آفریں فعل میں کون دینی یا دنیوی فائدہ ہے اگر مسلمان بلا سوچے سمجھے ہر سال اپنی دولت کو آگ لگا کر گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں تو ان کو اپنی عقل و ہوش پر ماتم کرنا چاہیئے کیونکہ اگر انسان سے افعال فہم و دانش کے ماتحت سرزد نہ ہوں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ بے عقل انسان انسانیت کے درجے سے گر کر حیوانیت میں آگیا ہے۔ کیا مسلمانوں میں اتنی بھی سمجھ نہیں رہی کہ وہ تھوڑی دیر کے خطرناک آتشی کھیل کے لئے اپنی دولت برباد کر کے مسلمان ہو کر آگ سے دل بہلانا اور انار پٹاخوں کی شوں شوں پر آہا ہا کرنا دوزخ کے انگاروں اور سانپوں سے کھیلنا ہے شعبان کے مہینہ میں آگ اچھال کر آتش پرستوں کو گمراہ بتاتے ہوئے تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی کہ تم خود آتش پرست نہیں تو کیا ہو خدا اور اس کے رسول کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اسلام دشمنی کا ہر سال مظاہرہ کرتے ہو۔

تمہیں آتشبازی پر اصرار کیوں ہے اگر تمہارے پاس اس کے جواز کی کوئی عقلی یا شرعی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ اپنے اس جہنمی فعل سے باز آجاؤ خدارا ہوش کرو تم میں اتنی سکت ہی کہاں ہے کہ ہر سال ہزاروں لاکھوں روپے انار پٹاخوں کی نذر کر دو تم سود در سود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو سودی قرض نے تمہارا کچومر نکال دیا ہے اور تمہیں ہندو ساہوکاروں کے رحم پر چھوڑ دیا ہے یہ پیسہ جو تم آتشبازی میں خرچ کرتے ہو اگر یہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو کتنا فائدہ ہو مگر تم تو عقل کے ایسے دشمن ہو کہ اپنا فائدہ اور نقصان سوچتے ہی نہیں۔ اگر تبلیغ اسلام قومی مدارس اور انجمنوں کے لئے تم سے چندہ مانگا جاتا ہے تو جھٹ ناداری اور مفلسی کا عذر کر دیتے ہو مگر دوزخ میں گھر بنانے اور دولت پھونکنے کے لئے روپیہ کہاں سے نکل آتا ہے یاد رکھو آتشبازی فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کی ممانعت اس طرح کی گئی ہے ولا تبذر تبذیرا فضول خرچی نہ کرو اس لئے کہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں پس شب برات میں آتشبازی کا کھیل کھیل کر شیطان کے بھائی نہ بنو اور عبادت و ذکر الٰہی کر کے رحمان کے بندے۔

**شب برات کی بدعت کا باعث پیشہ ور جاہل واعظ اور ملا ہیں۔**

آج مسلمانوں میں جس قدر بھی بدعات و رسومات ہیں اور جاہل مسلمانوں نے ان کو مذہب کا جزو سمجھ رکھا ہے وہ سب پیشہ ور جاہل نا عاقبت اندیش ملاؤں اور واعظوں کے گھڑے ہوئے ہیں ملاؤں کا تو کام ہی یہ ہے کیونکہ بدعات و رسومات سے ان کے پیٹ کا دھندا چلتا رہتا ہے ورنہ اگر مسلمان صراط مستقیم پر آجائیں تو سب انکی دکانیں بند اگر وہ جہلاء کی ہمت افزائی اور تبلیغ اسلام میں سکوت اختیار نہ کریں تو آج مسلمانوں کی اصلاح ہو سکتی ہے ضرورت ہے کہ پہلے ملاؤں اور واعظوں کی اصلاح کی جائے اور ان کو کسی کیلی یا اہالی پنجرے میں بند کیا جائے اگر ان کی اصلاح ہو گئی تو سب مسلمانوں کی اصلاح ہو گئی ورنہ جب یہ آزاد اور اونٹ بے مہار رہیں گے احکام شرع میں یونہی گمراہ کن تاویلات و تحریفات کرتے رہیں گے تو مسلمان قیامت تک بھی نہیں سدھر سکتے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس طرح بیباک و جری کر دیا ہے کہ علمائے راسخین کی آواز سے تو کیا خدائی آواز سے بھی مرعوب نہیں ہوتے

**علمائے راسخین کا فرض**

اگر علمائے کرام کا مقدس گروہ دین حق کے سرچشمہ کو بدعات و رسومات کے خس و خاشاک سے پاک کرنیکا تہیہ کر لے اور ان کو مٹانے کی جد و جہد ہو جائے تو خدا کے فضل و کرم سے بہت جلد ماہ شعبان کو اسلامی دنیا اپنے اصلی رنگ میں دیکھ لے اور عوام الناس کا جاہل و غافل ملاؤں سے پیچھا چھوٹ جائے۔ اگر حضرات علمائے کرام نے اپنے فرض منصبی کو سمجھا ہوتا اور اس کی بجا آوری کی کما حقہ تعمیل کرتے تو آج مسلمانوں کی گمراہی و جہالت کا یہ عالم ہرگز نہ ہوتا اور نہ شکم پرست علماء و ریاکار مشائخ ان پر بری طرح مسلط ہو کر ان کی اصلاح و ترقی میں روڑے اٹکاتے خدائے قدوس و کارساز علمائے کرام کو ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ وہ دین حقہ کی حمایت و حفاظت میں کمربستہ ہو جائیں تاکہ شریعت اسلامیہ سے دور و مہجور مسلمانوں کے سامنے حقیقت اسلام آجائے اور وہ صحیح معنوں میں مسلمان [illegible]

# شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

(از حضرت مولانا عبد الماجد صاحب قبلہ ناظم جمعیۃ علمائے دہلی و صدر جمعیت احرار صوبہ دہلی مولف کتاب الاسلام)

رمضان ماہ مبارک عنقریب آنے کو ہے — دردِ عصیاں کیلئے اپنے طبیب آنے کو ہے
اے گنہگاران امت شکر حق لاؤ بجا — اب تمہاری تربیت کو اک ادیب آنے کو ہے

سعادت کے بعد میں رحمت بے حد کا مالک — مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا
فرشتوں نے جگایا فطرت آدم کو سونے سے — جیا تب جاودان کا ابن آدم کو پیام آیا
مبارک ہیں وہ انساں جنکی خاطر اس مہینہ میں — کلام اللہ لیکر دولت صلح و سلام آیا
مسلمانو یہ سوچو رسول رحمن کے آنے کو
عرب کا اور عجم کا خسرو عالی مقام آیا

الحمد للہ رب العالمین احمدہ و استعینہ و نسئالہ الکرامۃ فیما بعد الموت فانہ قد دنا اجلی و اجلکم و اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیرا و نذیرا ۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے جا چکے ہیں تاکہ تم پرہیزگار بنجاؤ اور وہ بھی صرف چند روز یعنی سال میں ایک مہینہ پھر اس میں بھی یہ سہولت ہے کہ جو کوئی تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو روزے معاف بعد میں جب چاہے رکھ لے اور جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ فدیہ دیدے اگر روزہ رکھ لے تو اچھا ہے اگر تم جانتے ہو۔

برادران اسلام! ان آیات بینات میں اللہ پاک نے روزے کی فرضیت کا بیان فرمایا ہے کہ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے یہ اسلئے فرمایا کہ چونکہ روزے رکھنا بظاہر ایک سخت عبادت ہے جو نفس پرست پر بہت شاق گذرتی ہے کیونکہ اس کو خواہشات سے رکنا پڑتا ہے اس لئے عابدوں کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا کہ یہ محنت شاقہ صرف تم پر ہی عائد نہیں کی گئی بلکہ کوئی امت بھی اس عبادت سے آزاد نہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اور انبیاء کی امتیں تو اس نعمت عظمیٰ اور روحانی تربیت سے بہرہ ور ہوں اور تم خیر الامم ہو کر بھی اس سے محروم رہو یعنی جبکہ آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزماں تک کوئی امت ایسی نہیں گذری جو اس عبادت سے مستثنیٰ رکھی گئی ہو تو تم پر تو خیر الامم ہونے کے لحاظ سے رمضان کے روزے بدرجہ اولیٰ فرض ہیں تمہیں اس حکم کی تکمیل کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے اور اس فرض کو ذوق شوق سے بجالانا چاہیئے اور غفلت و اعراض سے ہرگز ہرگز کام نہیں لینا چاہیئے۔

مزید تسلی و تشفی اور حرص و رغبت دلانے کے لئے فرمایا کہ روزے رکھنے کا حکم بھی بلا وجہ اور زبردستی نہیں دیا ہے اور نہ ہی اس سے ہمارا کوئی ذاتی نفع ہے بلکہ اس کی اصلی اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ تم متقی بنجاؤ یہ صرف تمہارے متقی بنانے اور جنت میں داخل کرنے کی ایک تجویز ہے پس اس سے گریز کرنا ایسا ہے جیسے متقی بننے اور جنت میں داخل ہونے سے انکار کرنا کیا تم مومن ہو کر یہ گوارا کرو گے ہرگز نہیں بلکہ تمہیں تو چاہیئے کہ جنت کے حصول کی بیش از بیش جد و جہد اور کوشش کرو۔

نیز فرمایا روزوں کی عبادت سے جہاں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے وہاں تمہاری استعداد و استطاعت کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے تمہاری طاقت سے زیادہ نہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا جس کو تم نباہ نہ سکو یہ تو گنتی کے چند ایام ہیں یعنی سال بھر میں ایک مہینہ گیارہ مہینہ تک ہماری دی ہوئی نعمتیں کھاتے رہنا اور صرف ایک مہینہ ذرا نفس کو روک کر اور اس کے سنہ میں لگام دیکر اس کو شکر گذار بنانا کچھ بھی بڑی بات نہیں اور پھر یہ بھی تو دیکھو کہ ہم نے تمہاری مجبوری و معذوری کا کتنا لحاظ رکھا ہے کہ مریض اور مسافر کو رخصت دیدی کہ وہ روزہ نہ رکھے بلکہ عذر اور مجبوری زائل ہونے کے بعد پھر رکھ لے پس باوجود اتنی سہولتوں اور آسانیوں کے اب بھی روزے رکھنے سے جی چراؤ گے اور خدا کے نافرمان بنو گے اگر تم علم و عقل رکھتے ہو شکم پرست اور حیوان نہیں ہو تو ہرگز ایسا نہ کرو گے

ان آیات میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں جو ذرا تفصیل طلب ہیں اول یہ کہ رمضان کے روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے دوسرے یہ کہ روزوں کا منشا تمہیں متقی بنانا ہے ان دونوں امور کو میں ذرا تصریح سے بیان کرتا ہوں۔

## روزوں کی ابتدا

حضرت آدمؑ سے لیکر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی امت روزوں کی فرضیت سے مستثنیٰ نہیں رہی چنانچہ حضرت آدم ایام ابیض یعنی ہر ماہ کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے یہودیوں کے لئے یوم عاشورا ہفتہ کا دن اور بعض دوسرے ایام مخصوص تھے اور نصاریٰ یعنی عیسائیوں پر ہماری ہی طرح رمضان کے روزے فرض تھے لیکن نصاریٰ کے علماء نے جہاں دین الٰہی کے احکام میں حسب منشا تغیر و تبدل کیا وہاں روزوں کو بھی چھوڑا دقال جماعۃ من اھل العلم ان صیام رمضان کان واجبا علی النصاریٰ کما فرض علینا فربما کان یقع فی الحر الشدید فیشق علیھم الاجل العطش او فی البرد الشدید فیشق علیھم الاجل الجوع فاجتمع علماؤھم فجعلوہ فی الربیع وزادوا فیہ عشرۃ ایام کفارۃ لما صنعوا فصار اربعین ثم اشتکی ملکھم فجعل اللہ علیہ ان بریٔ من مریضہ ان یزید فی صومھم اسبوعا فبری فزاد فیہ اسبوعا الخ (تفسیر مظہری)

یعنی نصاریٰ پر ہماری طرح رمضان کے روزے فرض تھے مگر کبھی تو روزے سخت گرمی میں پڑتے اور پیاس کی وجہ سے ان پر سخت اور شاق گذرتے اور کبھی سخت جاڑوں میں آتے تو بھوک کی وجہ سے دوبھر ہو جاتے تو ان کے علماء جمع ہوئے اور انہوں نے

کی سہولت اور آسانی کے لئے روزوں کو معتدل اور بہار کے دنوں میں تبدیل کیا پھر اس نافرمانی پر کفارہ کے طور پر دس روزے اپنی طرف سے بڑھا لئے تو روزے چالیس ہوگئے کچھ مدت کے بعد ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انھوں نے منت مانی کہ اگر یہ اچھا ہوگیا تو ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دیئے جائینگے وہ تندرست ہوگیا اور ایک ہفتہ اور زائد کرلیا۔

ہندو بھی برت رکھتے ہیں آتش پرستوں کے یہاں بھی روزہ تھا قریب قریب تمام قوموں میں روزے کی عبادت پائی جاتی ہے اور اس کی ہمہ گیری سے کوئی قوم و ملت محروم نہیں البتہ یہ دوسری بات ہے کہ وہ روزے کی تعریف و حقیقت سے دور اور اس کے فائدہ سے محروم اور ناواقف ہوں۔

## تقویٰ نیکی اور دارین کی بھلائیوں کا خزانہ ہے

مہتمم باشان تقویٰ ایک ایسی اور جامع خصلت ہے جس نے اس کو حاصل کرلیا گویا دنیا جہان کی خوبیاں اور بھلائیاں جمع کرلیں۔ تقویٰ اعمال صالحہ کا خزانہ اور روحانی تربیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور اس کی تعریف و توصیف سے قرآن و حدیث مملو ہیں صرف وہ بارہ باتیں جو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں اور جو حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سراج السالکین میں بیان کی ہیں وہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ط یعنی اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً وہ بڑے کاموں میں سے ہے یعنی تقویٰ ایسے کاموں سے ہے جس کا ارادہ کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ اس آیت میں صبر اور تقویٰ دونوں کی مدح کی گئی ہے اور اس کے حصول کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔

(۲) وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ط اگر تم صبر اور تقویٰ حاصل کرو تو دشمنان اسلام کا مکر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یعنی اگر مسلمانوں نہیں دشمنان اسلام پر فتح پانی ہے ان کی ایذارسانی اور مکر و فریب سے محفوظ رہنا ہے اور ان کے ارادوں کو ملیامیٹ کرنا ہے تو صبر و تقویٰ اختیار کرو۔ یہ باتیں حاصل ہوجائینگی اور تم دشمنوں سے ہرطرح مامون و مصئون ہوجاؤگے کاش اگر مسلمان اس فرمودہ خداوندی پر عمل کریں تو ان کے مصائب و آلام آج ختم ہوجائیں معلوم ہوا کہ تقویٰ دشمنوں سے حفاظت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۳) خدا تعالیٰ کی طرف سے متقی کو مدد ملتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ط اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اور نیک کام کریں۔ اس آیت میں ساتھ ہونا بمعنی امداد و اعانت کے ہے۔

(۴) سختیوں سے نجات ملتی ہے اور رزق حلال ہوتا ہے قولہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط جو تقویٰ کرے اللہ تعالیٰ اس کو سب سختیوں سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ جہاں گمان بھی نہ ہو۔

(۵) پانچویں عمل کی درستی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور سچی بات کہو تاکہ خدا تعالیٰ تمہارے عملوں کو درست کردے۔ اسی آیت میں آگے فرمایا کہ اصلاح عمل کے علاوہ تقویٰ کا یہ بھی فائدہ ہے کہ تمہارے گناہ بخش دیئے جائینگے۔

(۶) خدائے قدوس کی محبت حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ اللہ پاک متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۷) ساتویں عبادت قبول ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اللہ تعالیٰ متقیوں کے علاوہ کسی کی عبادت قبول نہیں کرتا یعنی اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں ظاہری بڑائیوں خاندانی بزرگیوں اور مال و نسب وغیرہ کی ان بڑائیوں کی مطلق قدر اور پوچھ نہیں بلکہ وہ تو صرف تقویٰ قبول کرتا ہے اسی کی پوچھ ہوگی اور متقی ہی کو خدا کے ہاں بزرگی اور بڑائی حاصل ہے۔

(۸) خدا کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ خدا کے نزدیک تم میں سے بزرگ وہ ہے جو متقی ہو۔

(۹) دونوں جہان کی خوشخبری ملتی ہے قولہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ط جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں خوشخبری ملتی ہے دنیا کی خوشخبری سے مراد آرام و آسائش عزت و حشمت اور دولت و حکومت ہے آج مسلمان دنیا میں اسی وجہ سے ذلیل و رسوا ہیں کہ انہوں نے شعار تقویٰ کو خیرباد کہدیا ہے۔

(۱۰) دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا دوزخ پر جب سب لوگ گذریں گے ہم متقیوں کو بچا لیویں گے۔

(۱۱) ہمیشہ بہشت میں رہیں گے قولہ تعالیٰ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ اور جنت صرف متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے۔

(۱۲) خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تقویٰ کی وصیت کی ہے قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ "ہم نے ان لوگوں کو بھی وصیت کی تھی جن کو تم سے پہلے کتاب دیگئی تھی اور تم کو بھی وصیت کی جاتی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو"

ظاہر ہے کہ خدائے قدوس سب سے زیادہ اپنے بندوں کی بہتری جانتے ہیں اور سب سے زیادہ خیرخواہ اور مہربان ہیں تو اگر تقویٰ سے زیادہ کوئی عمل محبوب اللہ جامع جمیع کمالات اور خیر و برکت والا ہوتا تو ضرور اس کی وصیت فرماتے پس اپنے بندوں کو تقویٰ کی وصیت فرمانا ثابت کرتا ہے کہ یہ صفت دنیا اور آخرت کی تمام خوبیوں کو جامع اور عبادت کے بلند مرتبوں پر پہنچانے والی ہے اور مدار کار عبادت کی قبولیت کا تقویٰ پر ہے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہ آتی تھی جیسا کہ متقی آدمی خوش معلوم ہوتا تھا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم تقویٰ کر اور جس جگہ چاہے سورہ۔ یعنی تقویٰ ایسی چیز ہے جس نے اس کو حاصل کرلیا گویا اس نے تمام خوبیاں جمع کرلیں سب تردد رفع ہوگیا اور فلاح و نجاح حاصل کرلی اب وہ جہاں چاہے آرام سے سورہے

حضرت علاء بن قیس رات دن میں ہزار رکعتیں نماز کی ادا فرمایا کرتے تھے جس وقت بستر پر آتے تو اپنے نفس سے کہتے کہ اے سب برائیوں کے گھر خدا کی قسم

میں ایک پل میں بھی تجھ سے راضی نہیں ہوتا جب تک تو تقوی نہ کرے جب ان کا وقت اخیر ہوا تو رونے لگے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ فرمان مجھے رلاتا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنے متقیوں کے سوا کسی کا عمل قبول نہ ہوگا۔

## تقوے کے معنے

قرآن شریف میں تقوی کے تین معنے آئے ہیں خدا تعالیٰ کا خوف اور ہیبت جیسا کہ ارشاد ہے قول تعالیٰ وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ یعنی مجھ ہی سے ڈرو (۲) اطاعت اور عبادت کے معنوں میں قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ یعنی اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے (۳) دل کا گناہوں سے پاک کرنا یہی تقوی کے حقیقی اور اصلی معنے ہیں قول تعالیٰ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ جس نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی خدا تعالیٰ سے ڈرا کیا وہی چھٹکارا پانے والا ہے۔

## تقوی کے درجے

تقوی کے تین درجے ہیں شرک سے بچنا یعنی خدا کی ذات و صفات مخصوصہ میں کسی کو شریک کرنا دوسرے بدعت سے بچنا یعنی ایسی بات جو رسول اللہ صلعم کے بعد دین میں اپنی طرف سے کرلی بات پڑ گئی۔ اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچنا ان تینوں درجوں کو تینوں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت میں بیان کر دیا ہے قول تعالیٰ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ یعنی ان لوگوں کو کوئی ڈر نہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان چیزوں میں کہ کھاتے ہیں جبکہ تقوی کریں اور ایمان لائے ہیں اور نیک کام کئے ہیں تقوی کیا اور ایمان لائے تقوی کیا اور نیکی کی اور خدا تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں پہلی جگہ تقوی شرک سے ہے اور ایمان کو جو اس کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے مراد سنت اور جماعت کے اقرار سے ہے۔ تیسری جگہ تقوی فرعی گناہوں سے ہے چونکہ اس پر اقامت دشوار تھی اس لئے اس کو احسان کے مقابل کہا اور احسان کے معنے طاعت کرنا اور تقوی پر ٹھہرنا ہیں یعنی اس آیت میں تین مرتبہ بیان ہوئے ہیں مرتبہ ایمان، مرتبہ سنت اور مرتبہ استقامت۔

خلاصہ کلام یہ کہ روزہ انسان کو متقی بناتا ہے اور تقوی دنیا اور عقبیٰ کی سعادتوں کا ذریعہ ہے پس نتیجہ نکل آیا کہ روزہ ایک نہایت ہی عظیم الشان عبادت ہے اور اس سے جی چرانا ایسا ہے کہ جیسا اپنے آپ کو جہنم کا کندہ بنانا۔

## فلسفۂ صیام

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی رفعت و عظمت کے سامنے جن و ملک سرنگوں اور خس بدنداں ہیں لیکن یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف و اعزاز کا معیار کیا ہے اسی معیار کی تعیین اور سمجھ انسان کا مقدم فرض ہے جس سے کمال انسانیت کا ظہور ہوتا ہے جس انسان نے اس معیار کو نہیں جانا اور اس پر پورا اترنے کی کوشش نہیں کی تو اس میں اور حیوان مطلق میں کوئی فرق و امتیاز نہیں بلکہ ایسی حالت میں تو وحوش و طیور ہی بعض باتوں میں حضرت انسان سے بڑھ چڑھ کر نکلیں گے سو حقیقت یہ ہے کہ صرف اسلام نے دنیا میں انسانیت اور اس کے شرف و اعزاز کا معیار قائم کیا اور بنی نوع انسان کو اخلاق و روحانیت کے اعلیٰ سبق پڑھائے ورنہ اسلام سے پہلے "انسانیت" حیوانوں اور پتھروں کے سامنے ذلیل و خوار ہو رہی تھی اسلام نے بتلایا قول تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ہم نے جن اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے نیز معیار کمال احسن عمل کو قرار دیا فرمایا قول تعالیٰ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا یعنی اے انسانو ہم نے تمہیں اس دنیا دار العمل میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم تمہیں آزمائش میں ڈالیں اور دیکھیں کہ تم میں سے کون نیک عمل کرتا ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور مرتبہ والا انسان وہ ہے جو فرض عبادت بجا لائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرے۔ عبد و معبود کے درمیان امتیاز حاصل کر کے تقرب الٰہی و رضائے خداوندی کی تلاش و جستجو کرے مزرعۂ آخرت کو سرسبز و شاداب کرے آخرت میں معبود حقیقی کے سامنے سرخرو ہونے کا کام کرے اور احکام الٰہی کی تعمیل و تکمیل میں اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دے بس انسانیت کا یہی معیار کمال ہے جو انسان کو جمیع مخلوقات پر فضیلت و بزرگی دیتا ہے

## اسلام اور معرفت و تقرب الٰہی کے وسائل

اسلام نے جو نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ احکام کی تعمیل مسلمانوں پر فرض قرار دی ہے اور حد سے زیادہ زور دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب تحصیل معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع اور مختلف اقسام ہیں کوئی بدنی عبادت ہے کوئی روحانی اور کوئی مالی عبادت ہے غرض کہ جو اسلام نے جو عبادت و عبودیت کے اعلیٰ طریقے اور نرالے ڈھنگ بتلائے ہیں وہ اپنے لطافت کے لحاظ سے ایک عجیب و دلکش منظر پیش کرتے ہیں کبھی تو ایک مسلمان نماز کی حالت میں فرش زمین پر گر کر انتہائی تذلل و انکسار کا اظہار کرتا ہے اور اپنی پیشانی پر تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا کا آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ و خجل کرنے والا روشن داغ لے کر اٹھتا ہے اور کبھی فقیرانہ لباس میں مستانہ وار مکہ کی وادیوں میں لبیک اللہم لبیک کے نعرے بلند کر کے محبوب حقیقی سے اظہار تعشق کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

سرمایہ داری کی حالت میں جب دیکھتا ہے کہ دولت کی اندھی محبت اور اس کو زیادہ نیکی کرنے کی حرص مجھے معرفت و عبادت الٰہی کے راستوں سے روکتی ہے اور محبوب حقیقی کی محبت و اطاعت میں مخل ہوتی ہے تو اس ناپاک مال کی محبت کم کرنے اور اس کا اثر زائل کرنے کے لئے اس کا چالیسواں حصہ دیکر تزکیۂ نفس کرتا ہے غرض اسی طرح تمام احکام اسلام اظہار عبودیت کی مختلف دلکش اور دلربا صورتیں ہیں

اسلام جہاں اپنی نوعیت اور بے شمار خوبیوں کے لحاظ سے جملہ مذاہب عالم سے فائق تر ہے وہاں اس کے احکام و فرائض اور طریقۂ عبادت دریافت بھی تمام ادیان و ملل کی پوجا اور پرستش سے فائق و اعلیٰ ہے مذہب اسلام کی عبادت ہی دنیا میں سلامتی کا باعث اور آخرت میں نجات کا واحد ذریعہ ہے بس ؎

سرمایۂ سعادت دنیا عبادت است ۔۔۔ پیرایۂ کرامت عقبیٰ عبادت است

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے اور اس کی زندگی کا اصلی مدعا یہی ہو کہ اس کے دل میں صرف خدا ہی کی محبت رہے اب وہ بہی سن لیجئے جو چیز معرفت و محبت الٰہی

میں رکاوٹ بنتی ہے اور جو اس راہ کا قوی تر دشمن اور رہزن ہے۔

## راہِ عبادت و معرفت کا رہزن

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ نے دو متناقض اور متضاد قوتیں رکھی ہیں قوت خیر اور قوت شر یعنی نیکی اور بدی کا مادہ جن کو اصطلاح شرع میں داعی الی الخیر (نیکی کی طرف لیجانے والا جذبہ) اور داعی الی الشر (بدی کی طرف لیجانے والی قوت) کہتے ہیں یہ دو متناقض قوتیں انسانی تخمیر میں اسلئے رکھی گئی ہیں کہ ان دونوں کے تصادم و تقابل سے کمال انسانیت کا ظہور ہو کیونکہ کل شئی یعرف باضدادھا ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے جس طرح دن کی قدر رات سے ہے ظلمت کی روشنی سے صحت کی مرض سے سفیدی کی سیاہ سے اور مٹھاس کی کھٹے اور ترش و تلخ سے اسی طرح نیکی کی قدر بدی سے ہے اگر نیکی کے مقابلہ میں بدی کی قوت نہ رکھی جاتی تو فرشتوں کی موجودگی میں بنی آدم کو پیدا کرنا بھی فضول اور بیکار تھا پھر اگر انسان اپنے خدا کی عبادت بلا روک ٹوک کئے اور محبوب حقیقی تک بلا رکاوٹ ہی پہنچ جائے تو کونسا بڑا کمال ہے کمال اور خوبی تو یہی ہے کہ انسان باوجود خیالات کے تزاحم و تصادم مخالف جذبات و خواہشات اور نفس کی کشمکش کے جذبات و خواہشات کو پامال اور نفس سرکش کو رام کر کے پھر خدا کی طرف جھکے یہ بات فرشتوں میں نہیں وہ خیر محض ہیں اور نفس و عقل کی کشمکش ان میں نہیں اس لئے انسان کو ان پر بھی فضیلت دی گئی ورنہ کجا وہ نوری مخلوق جس کی شان لا یعصون ما امرہم اللہ ہے اور کجا یہ خاکی انسان جس کی کلاہ افتخار کا ایک پر اگر "احسن تقویم" ہے تو دوسرا "اسفل سافلین" یہی ہے کہ بیچارہ شیطان کا بھی استاد بنانے والا انسان ان کے مقابلہ میں کیونکر بازی لیجا سکتا۔

علاوہ ازیں اگر انسان کو یہ دو مختلف قوتیں نہ دیجاتیں تو قدرت قاہرہ جلیلہ کی شان تخلیق کی ایک شق ہی ناتمام رہ جاتی تھی یعنی خیر محض کے مظاہر فرشتے موجود تھے اور شر محض کے مظاہر جن تھے اب خیر محض اور شر محض کی موجودگی میں اگر ضرورت تھی تو خیر و شر کے مجموعہ کی ہر چیز کے جوہر افراط اور تفریط کی حد سے نکل کر حد اعتدال میں آنے سے کھلتے ہیں سو یہ شق حضرت انسان کی پیدائش سے پوری ہوگئی اور ساتھ ہی اس کے اعتدال میں آنے کے جوہر بھی کھل گئے اس تفصیل سے شیطان کی پیدائش کا اعتراض سراسر باطل ہوگیا۔

اب ہم آزادی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تقرب الٰہی اور عبادت خداوندی سے روکنے والا رہزن اور ڈاکو شیطان ہے جو کسی صورت میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی خدا کا بندہ خدا کو پہچانے اور اس کا بنے وہ نیکی کے راستے سے الگ ہٹا کر بدی کی راہیں سجھاتا ہے عبادت اور یاد حق سے دور رکھتا ہے اور انسان کو دوزخ کی طرف لیجاتا ہے مگر شیطان یہ کام بذات خود نہیں کرتا اور نہ ہی اسے گمراہی کا کوئی اختیار حاصل ہے بلکہ وہ نفس کے ذریعہ قوائے عملیہ پر اپنا اثر ڈالتا ہے یعنے شیطان انجن ہے اور نفس بمنزلہ موٹر شیطان انسان کو شہوانیت و حیوانیت کا مظہر اتم بناتا ہے اور عبد کو معبود سے جدا کرتا ہے۔

## نفس سرکش سے بچنا لازم ہے

انسان کی گمراہی کا باعث اول تو شیطان ہے اور دوسرے نمبر پر نفس سرکش پس طالب عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہے جو ہر وقت انسان کو گمراہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اس کی شرارت اور دشمنی شیطان سے بھی زیادہ سخت اور گہری ہے کیونکہ یہ دشمن اپنے اندر کا ہے اور گھر کے چور سے ہوشیار رہنا اور بچنا ذرا دشوار ہے دوسرے یہ کہ یہ دشمن انسان کا محبوب ہے اور محبوب کے عیب معلوم نہیں ہوا کرتا اپنے نفس کی سب خرابیاں اور گمراہیاں سب بہتر اور اچھی معلوم ہوتی ہیں تیسرے یہ کہ نفس آدمی سے بہت نزدیک ہے اس سبب سے اس کا عیب معلوم نہیں ہوتا اپنی آنکھ کی چیز نظر نہیں آتی غرض اگر غور کیا جائے تو یہی نفس امارہ سب فتنوں کی اصل ہے اگر نفس قابو میں ہو تو شیطان کا اثر بھی کالعدم ہے چوری کا سبب اور کامل وہی ہوتی ہے جو جس میں گھر کا بھیدی بھی شریک ہو سو شیطان ایمان و عرفان کا چور ہے اور نفس گھر کا بھیدی پس انسان کی بہتری اور دارین کی سعادت اسی میں ہے کہ نفس کو تقویٰ کی لگام لگا دے۔

نفس نافرمان کو تابع اور رام بنانے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روک رکھے کیونکہ جب سرکش نفس کو دانہ گھاس نہ ملے تو وہ تابع ہوجاتا ہے دوسرے یہ کہ اس پر عبادت کا بہت سا بوجھ لاد دے جس جانور کو دانہ گھاس کم ملے اور اس پر بوجھ بھی ہو وہ نرم ہوجاتا ہے تیسرے یہ کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد چاہے اور یہی تین باتیں روزے سے متعلق ہیں لہذا نفس کی قوت توڑنے کیلئے روزہ رکھنے کا حکم ہوا تو جو مدارج روزہ سے شہوات و متعلق خواہشات ہیں روزہ دار صاحب تقویٰ ہوجاتا ہے۔

انسان صبح کو جب سو کر اٹھتا ہے تو تر و تازہ ہوتا ہے اور اس کے حواس و خواہشات پہلے سے تیز ہوتے ہیں اور پھر مجالس میں اختلاط اور دنیاوی کاروبار سے دل لہو و لعب کی طرف فوراً راغب ہوجاتا ہے اس وجہ سے دن کو روزہ رکھنے کا حکم ہوا اور کھانے پینے اور جماع سے ممانعت کی گئی کیونکہ یہ چیزیں نفس کو بہت مرغوب ہیں غرض دن کو اس ممانعت سے نفس کی قوت ٹوٹ جاتی اور رات کو خواہشات سے حظ اور کچھ کا موقع دیا گیا علاوہ ازیں اس مبارک مہینہ میں یہ فرما کر اس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے مسلمانوں کو عبادت کی ترغیب و تحریص دلا کر نفس پر عبادت کا بوجھ بھی لاد دیا گیا مذکورہ بالا تفصیلات سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ روزہ سے شیطان کی تعدی و طغیان نفس کی شرارت دونوں کم ہو جاتی ہے اور انسان رفتہ رفتہ معاصی و گناہوں سے الگ و صاف ہو کر فرشتہ خصلت بنجاتا ہے غرض اکتساب فضائل کی بہترین مہینہ رمضان اور نفس و شیطان کو مغلوب کرنیکا روزہ بہترین ذریعہ ہے۔ باقی


## بغیر استاد کے فارسی سکھلانیوالی کتاب

# فارسی بول چال

جس کی مدد سے آپ چند ہی دن میں فارسی زبان کی پوری مہارت اور لیاقت پیدا کرسکیں گے ہر قسم کی بول چال کے فقرے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور کاروباری اسناد جات کے نمونے گفتگو کے طریقے ہزاروں اور لاکھوں ایسے الفاظ جو ہر ایک فارسی میں غیر زبانوں کے شامل ہوگئے ہیں ان سب کی تشریح اور ساتھ ہی ایک ڈھنگ غرضکہ فارسی خواں طلبا کے لئے بہتر اور عمدہ کتاب ہے

**قیمت صرف ایک روپیہ** محصول ڈاک ۶ر

**مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے** کل عہ

# عالم اسلام کی دو متضاد ذہنیتیں

(نوشتہ علامہ شیخ العزیز الحق قادری)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَرسَلَ الاَنبِیَاءَ وَالمُرسَلِینَ مُبَشِّرِینَ وَ منذرین وارشدھم لما سبیل المومنین المخلصین وطریق الضالین الضالین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین وجعلہ خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد۔ موجودہ دور ترقی سے زیادہ انسانی نشو و ارتقا میں کوئی ایسا دور نہیں گزرا جس میں ہمارے دور سے زیادہ تغیرات و انقلابات واقع ہوئے ہوں موجودہ زمانہ کے علمی و صنعتی انکشافات نے نئے حالات پیدا کر دیئے ہیں جن سے تمام دینی سیاسی اور اجتماعی معتقدات ہل گئے ہیں قومی خیالات افکار اور اعتقادات میں ایک عظیم الشان تغیر اور اضطراب برپا ہے تمام رسیدہ خیالات اور آبائی افکار رفتہ رفتہ زائل ہو رہے ہیں اور اقوام عالم میں ایک عام ہیجان و اضطراب رونما ہے۔

ایسے اضطراب افزا زمانہ میں ناممکن تھا کہ مسلمان تغیرات و انقلابات سے محفوظ رہتے بالآخر حیرت انگیز علمی انکشافات اور مادی علوم کے تصادم و احتکاک نے ان کو چونکا دیا اور جدید افکار و آرا کا بازار ان میں بھی گرم ہو گیا دنیائے اسلام کا کوئی خطہ اور گوشہ ایسا نہیں جہاں عقل و نقل کی باہمی کشمکش نزاع و پیکار اور جنگ و جدل جاری نہ ہو "تجدد و تقدم" کا طوفان نزاع ہر طرف برپا ہے جہاں دیکھو اہل شرع اور اہل عقل کا جھگڑا اور رد و قدح درپیش ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں گروہ افراط و تفریط میں پڑ کر حقیقت حال اور اپنی حد سے دور جا پڑے ہیں اعتدال و توازن مفقود ہو گیا ہے اور اس طرح یہ "تجدد و تقدم" کی ترقی خیز تعمیری و تخریبی قوتیں بجائے اصلاح و ترقی کے مزید سامان تباہی پیدا کر رہی ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کیوں ایک عرصہ تک خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کا جولانگاہ بنی رہی اور ترک موجودہ دور تمدن میں جہد للحیات اور اصلاح و انقلاب کی شاہکار و دفائز المرامیوں سے محروم رہے صرف اسلئے کہ مدعیان علم و عقل اور مقتدایان مذہب کی باہمی کشمکش اور تصادم نے عوام الناس کے دماغوں میں خانہ جنگی اور بغاوت کا مواد بھر دیا تھا جس نے مشتعل ہو کر عرصہ تک ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف رکھا اور وہ اپنے مستقبل کو شاندار بنانے کے فکر و اہتمام سے مجبور رہے ایران میں بھی یہی خوفناک نزاع عرصہ تک قائم رہی اور آج بھی قائم ہے مصر کے تعلیم یافتہ طبقہ اور قدامت پسندوں میں بھی یہی کشمکش جاری ہے اور سلطنت افغانستان کی تباہی و بربادی کا باعث بھی یہی "تجدد و تقدم" کی جنگ ہی ہوئی اور قدامت پسند دل دین کے اندھے مقلدوں کے ہاتھوں ایک ہی بنائی سلطنت جہل و اوہام کی نظر ہو گئی۔

عقل و نقل کا یہ جھگڑا آج سے نہیں بلکہ قدیم سے چلا آ رہا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں یہ دونوں طرح کے خیالات والے لوگ نہ پائے جاتے ہوں بعض لوگ اپنی عقل کے ایسے پابند اور خیالات کے ایسے محکوم ہوئے ہیں اور ہیں کہ جو چیز ان کی عقل و ادراک سے خارج نظر آئی اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا اپنی عقل نارسا پر اتنا اعتماد اور بھروسہ کیا کہ دین و مذہب کے معاملہ میں خود ہی قانون ساز بن گئے اور انبیائے کرام کی تعلیمات کا مضحکہ اڑاتے رہے یہ گستاخ اور بے ادب اور عقل کے پرستار اتنا نہ سمجھے کہ دین کا معاملہ تمام تر عقل پر ہی ہوتا تو الہامی کتب اور پیغمبروں کے سلسلہ کی ضرورت ہی کیا تھی یہ لوگ ہمیشہ اہل نقل کو سادہ لوح، کم عقل اور بے وقوف سمجھتے رہے برخلاف اس کے بعضوں کی یہ عادت رہی ہے اور ہے کہ جب وہ اپنے کسی بزرگ اور مذہبی مقتدا سے کوئی بات سن لیں خواہ وہ کتنی ہی بے سرو پا اور خلاف عقل ہو گمان کے حکم پر بے چون و چرا مان کر غیر شعور کو جواب دے دیتے ہیں۔ یہ لوگ مدعیان عقل کو بے ادب معذور۔ نافرمان ملحد اور بے دین قرار دیتے رہے اور اس طرح دونوں فریق میں قدیم سے ہی یہ نزاع اور اختلاف چلا آ رہا ہے۔

اگر مدعیان عقل کو اقتدار حاصل ہوا تو مقتدایان مذہب کا تمسخر اڑایا۔ دار پر کھینچا اور ہر طرح استیصال کیا اور اگر اہل نقل کا بس چلا تو اہل عقل پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور ان کے خون سے ہولی کھیلی۔

عہد عباسیہ میں عقل پرستوں کا پلہ بھاری ہوا اور پھر آہستہ آہستہ متشرعین نے ان پر غلبہ پایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد کی تباہی پر یہ باہمی چپقلش منتج ہوئی اور بغداد کی تباہی کے ساتھ بتدریج اسلام کا سیاسی نظام بھی درہم برہم ہو گیا۔

صرف اہل اسلام کو ہی اس کشمکش اور باہمی جنگ و جدل کا سامنا نہیں ہوا اور یہ نقصان و فتنہ صرف مسلمانوں کی تاریخ سے ہی مخصوص نہیں بلکہ قدیم سے قدیم روایات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزاع اور خانہ جنگی کسی ایک قوم ایک ملک اور ایک ملت کے ساتھ مخصوص نہیں رہی۔ انسانی آبادی کے ہر حصہ اور ہر طبقہ میں دونوں قسم کی طبیعتیں مصروف پیکار اور سرگرم عمل رہیں کیونکہ عالم و جاہل اور ذکی و غبی ہر ملک و قوم اور ہر زمانہ میں رہے ہیں اور رہیں گے۔

## کیا فی الحقیقت علم اور دین کی طبائع باہم متضاد ہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو علمی دنیا اور قدامت پسندوں کے حلقے میں شور برپا ہے کہ دین اور علم میں نزاع قائم ہے دونوں ایکدوسرے کی ضد ہیں اور دونوں میں عداوت و تنافر کی بنیادیں مخفی ہیں کیا واقعی ایسا ہی ہے سو اس سوال کے حل کرنے کیلئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں صرف اتنی ہی بات ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ اگر علم و دین میں کوئی نزاع اور مخالفت ہوتی تو چاہیے تھا کہ اب تک دونوں فریق میں سے کسی فریق کے حق میں فیصلہ ہو جاتا اور ایک دنیا کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جاتی مگر ایسا نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا صدیوں سے یہ دونوں نام نہاد حریف پہلو بہ پہلو چلے آ رہے ہیں اور انسانیت کی پوری تاریخ اس کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔

جہاں مادی علوم کا دھارا نہایت شدت و قوت کے ساتھ بہ رہا ہے اور انسانی فکر و عمل کا ہاتھ آسمان تک پہنچ رہا ہے وہاں ساتھ ہی دینی روح بھی پوری مضبوطی

…ساتھ قائم ہے اور مذہب کا آفتاب پوری درخشانی کے ساتھ ضو فشاں ہے اگرچہ جہاں دوں "مادیت" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں یقین و ایمان کا طائر منزل بہ منزل قلوب میں زیادہ راسخ اور استوار ہو رہا ہے اور روح میں دین کی آواز خواہ کتنی ہی پست کیوں نہ ہو جائے اور مادیت کے شور و غوغے میں نقار خانے میں طوطی کی صدا "کا مصداق ہو لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ روح انسانی کے اندر اسکی بنیادیں استوار اور جاگزیں ہیں اور جب مادیت کا دباؤ اٹھ جاتا ہے تو فوراً دینی روح پوری قوت اور روشنی کے ساتھ چمک اٹھتی ہے لطف یہ ہے کہ خود مادیت کے حلقہ سے بھی "روحانیت کی صدائیں" وقتاً فوقتاً بلند ہو کر اس دعویٰ کی تائید و توثیق کرتی رہتی ہیں بس علم و دین کا صدیوں سے پہلو بہ پہلو چلتے رہنا کوئی فیصلہ نہ ہونا اور دونوں متضاد قوتوں کا قائم و برقرار رہنا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ علم و دین میں شروع سے کوئی جنگ ہی نہیں حقیقت یہ ہے کہ انسانی ذہن و عمل میں دونوں اپنے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ الگ الگ میدان رکھتے ہیں اور فکر انسانی کے دو جدا جدا مظہر ہیں اس لئے عقل سلیم اور مذہب حقہ میں نہ کبھی تصادم ہوا اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا بلکہ ایک دوسرے کے لئے باہم ممد و معاون ہیں جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔

جب یہ بات ہے تو پھر علم و دین کی جنگ کا شور و غوغا کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو تصادم و اصطکاک ہوا ہے اور ہوتا ہے وہ اس دین و علم میں ہے جو نام نہاد خود غرض اور کور چشم دینی پیشواؤں کا دین ہے اور دعویداران عقل کا کج اندیش اور غلط بیں علم ہے جسکے تصادم کے ہولناک اور تباہ کن واقعات و مشاہدات آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

## کیا مسلمانوں کو مکمل خدائی دستور العمل چھوڑ کر کسی اور چیز کی ضرورت ہے

چونکہ مقدس مذہب اسلام کے تمام احکام "فطرت سلیم اور عقل کامل کے مطابق ہیں اور اسلام علم و تمدن کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اس لئے مسلمانوں میں تو عقل و نقل کا تصادم کبھی ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ان کو ضرورت ہے کہ وہ قرآن مجید کی رہنمائی اور پیروی کو چھوڑ کر عقل انسانی اور کسی اور تمدن و معاشرت کی تقلید اور پیروی کریں جبکہ موجودہ علمی و تمدنی ترقی ابھی کے مذہب کی روشنی میں پیدا ہی ہو اور اگر وہ اپنے علم و تمدن کو پس پشت ڈال کر زمانہ کا ساتھ دینا اور ترقی کرنا چاہیں گے تو قیامت تک ترقی نہیں کر سکتے اور اسی طرح ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوتے رہیں گے کیونکہ ان کا قانون حیات اور ضابطہ نشوو ارتقاء وہ نہیں جو دنیا کی دیگر اقوام متمدنہ کا ہے بلکہ ان کی جد و جہد اور زندگی و ترقی کا معیار ہی اور ہے پس اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ اسلام کیا چیز ہے جو یورپ کی تقلید کی ضرورت پیش آئے اور عقل و نقل کی جنگ کا میدان کارزار گرم کر دیا جائے۔

## اسلام دین و دنیا دونوں کی ترقی چاہتا ہے

موجودہ دور ترقی میں دولت و حکومت اور علوم و فنون کو معیار ترقی سمجھا جاتا ہے یعنی جو حکمران قوم سب سے زیادہ دولت و سرمایہ رکھتی ہے جس کے افراد میں علمی بحث اور تحقیق و تدقیق کا مادہ ہے اور اس کا فکر و عمل اسرار کائنات دریافت کر لینے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے وہی قوم آج مہذب اور ترقی یافتہ خیال کی جاتی ہے بدقسمتی سے مسلمان اس معیار پر پورے نہیں اترتے اس لئے حقیقت اسلام سے بے بہرہ لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ قصور مذہب کا ہے اور اسلامی تعلیمات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ زمانہ کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چلیں ان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مذہب اور پیروان مذہب دو مختلف چیزیں ہیں اور اسلام کی تعلیم حقیقت کی جستجو اور تلاش ہے تو وہ صرف اپنے حقیقی سرچشمہ اور تعلیمی مصادر قرآن و احادیث میں ہی تلاش کی جا سکتی ہے نہ کہ پیروان مذہب کے علم و عمل میں یعنی اسلام کی تعلیم کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اسلام کے تعلیمی مصادر کا کما حقہ مطالعہ لازمی ہے لیکن یہی بنیادی اور اصولی غلطی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی عقل و نقل کی جنگ کی نوبت آئی ورنہ اسلام نے ہرگز ہرگز کسی ایسی چیز سے نہیں روکا کہ اس پر قیام دولت و حکومت ہو اور شریعت اسلام اسکو ناجائز و ممنوع قرار دیتی ہو لیکن ضروری ہے کہ عروج و ارتقاء کے متعلق اسلام کی تعلیم پیش کر دی جائے تاکہ ہر شخص اندازہ لگا لے کہ واقعی اسلام ترقیات زمانہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے یا نہیں۔

## اسلام اور مال وزر

واضح ہو کہ دنیا تہذیب و تمدن کے مختلف ادوار سے گذرتی رہی اور اقوام عالم ہر دور میں ایک مخصوص معیار قابلیت مانتی رہیں جو رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا بالآخر اب سرمایہ داری کا دور دورہ ہوا تو مستقل طور پر دولت کو معیار ترقی مان لیا گیا اور اب اسی معیار کے ماتحت تمام ترقیات کا سلسلہ جاری ہے جو قوم اس معیار سے گر جائے وہ دن بدن قعر ذلت میں گرتی ہی جائے گی اور جو قوم اس معیار پر پوری اترے گی وہی عزت کی زندگی بسر کر سکے گی قرآن کریم نے تو مال و زر کو اس سے بھی زیادہ اہمیت دی ہے اور اپنے متبعین کو حصول دولت کی طرف خاص توجہ دلائی ہے مگر کچھ عرصے سے مسلمانوں کا فہم و عقل قرآنی معیار سے گر گیا ہے ان کے فہم و استعداد پر تغیرات و حوادث کی صدیاں گذر چکی ہیں اور تعلیمی حقائق پر غلط استدلال اور اوہام و خیالات اور غلط بینی و کج اندیشی کے موٹے موٹے پردے ڈال دیئے گئے ہیں اس لئے ترقی کی دوسری چیزوں کی طرح مال و زر کو بھی برا کہا جانے لگا ورنہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔

قرآن کریم کی بیسیوں آیات ہیں جن میں اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں سے جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کا مطالبہ کیا ہے اور اس کو حصول سعادت اور دینی و دنیوی ترقی کا باعث بتلایا ہے سب جانتے ہیں کہ جہاد اسلام کی روح افضل العبادت ہے اب اگر اللہ پاک ہم کو حصول دولت سے روکتے ہیں تو پھر ہم سے جہاد بالمال کا مطالبہ ہی کیوں کرتے ہیں۔

اسلام کے پانچ ارکان میں سے دو رکن حج اور زکوٰۃ ایسے رکن ہیں جن کی ادائیگی صرف مالدار ہی کر سکتے ہیں ورنہ اگر مال و دولت بری چیز ہے تو پھر زکوٰۃ کس کی دی جائے اور حج کیسے کیا جائے۔

علاوہ ازیں اسلامی عبادات و طاعات کا بیشتر حصہ مثلاً صدقات و خیرات ہدی و قربانی۔ یتیموں بیواؤں مسکینوں مسافروں۔ عام غریب انسانوں اور درویشوں کی امداد و دستگیری جو اخلاق اسلامی اور اخوت انسانی کا منتہائے کمال ہے اور اعمال صالح ہیں یہ فضائل اور مکارم اخلاق صرف مالدار ہی حاصل کر سکتے ہیں جن کی صفت و ثنا میں قرآن کریم میں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

ٹھکرا دیا ہے اور جن کی شان میں حضور علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں الید العلیا خیر من الید السفلی یعنی صاحب سخاوت وعطا کا ہاتھ دست فقیر سوال کنندہ سے بہتر اور افضل ہے غرض خویش واقارب اور عام محتاجین اور درماندہ انسانوں کی امداد واعانت اور حق اسی کا تقاضا ہے کہ اسلامی زندگی کے لئے مال وزر لازمی چیز ہے اور یہ سب فضائل سرمایہ داری سے متعلق ہیں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

توانگراں را وقف است ونذر ومہمانی — زکوٰۃ وفطرہ واعتاق وہدی وقربانی
تو کے بدولت ایشاں رسی کہ نتوانی — جز ایں دو رکعت وآنہم بصد پریشانی

نیز انسان کا مقصد پیدائش ازروئے قرآن عبادت ہے اور نوت، سجود وعبادت وطاعت تونگروں ہی کو میسر آسکتی ہے کیونکہ مال، مزکی، جامۂ پاک، متاع مصروف اور دل فارغ یا اداریہ بیٹھتے ہیں جو عبادت کے اہم رکن وشرائط ہیں پس قوت سجود عبادت تونگروں کے ساتھ ہی مخصوص ہے نہ کہ فقیروں اور مفلسوں کے ساتھ کیونکہ خالی معدہ عبادت تو کیا زندگی ہی قائم نہیں رہ سکتی بہترین اور خالص ترین عبادت وہی ہے جو لقمۂ حلال اور جامۂ پاک کی حالت میں ہو ظاہر ہے کہ یہ چیزیں بغیر مال کے فقیروں کو میسر نہیں آسکتیں کیونکہ

شب چو عقد نماز بر بندم — چہ خورد بامداد فرزندم

خدا وند روزی بحق مشتغل — پراگندہ روزی پراگندہ دل

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقیری اور مفلسی دونوں جہان کی روسیاہی ہے یہ اس لئے کہ بغیر مال وزر کے دین ودنیا کا کوئی کام سرانجام نہیں پا سکتا مفلسی کی حالت میں حضور رحمان کی اور پچھتاؤں میں سوائے شرمندگی اور ندامت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

## جملہ معائب کی جڑ افلاس ہے

مالی اور اقتصادی تنزل اور افلاس جس میں آج مسلمان مبتلا ہیں بناہ بخدا ایک ایسی بلائے عظیم ہے جو جملہ مصائب ومعائب کی جڑ ہے اس کا بڑا اثر ہر شعبہ زندگی پر پڑتا ہے روحانیت جاتی رہتی ہے اخلاق فنا ہو جاتے ہیں تمدن ومعاشرت کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں دماغی اور جسمانی نشوونما میں خلل پڑ جاتا ہے ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں حوصلے پست ہو جاتے ہیں غیرت وحمیت اور امانت ودیانت میں فرق آجاتا ہے اور قوم کی اساسی بنیادوں کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتا ہے۔

سورہ نساء کی ایک آیت مال وزر کی حقیقت اور مذکورہ بالا اہمیت کو خوب واضح کرتی ہے ولا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما بیوقوفوں کے مال ان کے قبضہ میں نہ دیا کرو مال ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے کھڑے ہونے کا ذریعہ بنایا ہے یعنی مال وزر سے قومیں کھڑی رہ سکتی ہیں چونکہ مال وزر قوم کی زندگی ہے اس لئے اس کی حفاظت کا بھی ساتھ ہی اہتمام فرمایا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

## ترقی دولت کے ذرائع اور قرآن

وسائل معاش اور ترقی دولت کے ذرائع عموماً تین ہیں تجارت زراعت اور صنعت وحرفت سرمایہ دار قومیں انہی ذرائع پر عمل کرنے کی بدولت دنیا میں پھل پھول رہی ہیں خصوصاً تجارت کو اس وقت اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں امریکہ جرمنی اور برطانیہ تجارت کے بل بوتے پر قائم ہیں خود ہندوستان میں برادران وطن تجارت کی وجہ سے سونے چاندی میں کھیل رہے ہیں۔ اگر مسلمان قرآن پاک پر غور کریں تو انہیں معلوم ہو کہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے فضل اور خیر کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے فرمایا جب جمعہ کی نماز کا وقت ہو جائے تو اپنے اپنے کاروبار چھوڑ کر مسجدوں کی طرف آجاؤ اور جب نماز پڑھ چکو تو فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ پھر منتشر ہو جاؤ اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو کر مال وزر کماؤ بحری تجارت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا قولہ تعالیٰ وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا وتری الفلک مواخر فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون ٥

(ترجمہ) اللہ وہ بڑی ذات ہے جس نے تمہارے لئے بحر کو تابعدار کر دیا ہے کہ تم اس سے تر وتازہ گوشت کھاؤ اس سے زینت کی چیزیں مثلاً موتی وغیرہ نکالو اور ان کو پہنو اور تم دیکھتے ہو کشتیاں کس طرح دریا کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں گویا مست ہاتھی اپنے جوش میں دوڑا جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ تم تجارت کے ذریعہ سے رزق طلب کرو۔ اللہ کا احسان جانو اور شکر کرو۔

ایک دوسری جگہ فرمایا قولہ تعالیٰ
اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون ٥

(ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو تابع کر دیا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ تم ان کی بدولت رزق اور مال وزر کماؤ اور اللہ کا شکر کرو۔

مذکورہ بالا آیات بینات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح اللہ پاک نے ہمیں بری اور بحری تجارت کی طرف رغبت دلائی ہے اگر مسلمان پھر بھی تجارت کے ذریعہ مال وزر حاصل نہ کریں اور محض گدایانہ حیثیت سے ملازمت ہی کو اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھتے رہیں تو پھر سے اپنی تقدیر کو پھوڑیں حیرانی ہے کہ ایسی صاف وصریح تعلیم کے ہوتے ہوئے انہوں نے کیوں تجارت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا اگر قرآن سے نہ دور تھے اور اس کے معانی ومطالب پر غور کرنے کو گناہ سمجھتے تھے تو کم از کم یہ تو ہر مسلمان کو معلوم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تجارت ہی کو اپنی معاش کا ذریعہ بنایا تھا اسی سے سبق حاصل کرتے اور اپنے نبی کی سنت پر عمل پیرا ہوتے مگر یہ تو جب ہوتا کہ ان کے "مولود" سے "مولویوں" نے انہیں میلاد کی مٹھائیوں نفسو لحر چیوں اور قیام میلاد پر لڑنے جھگڑنے سے فرصت دی ہوتی آہ ان کم بختوں نے تو اپنے نبی کے ذکر کو بھی ایک رسمی چیز بنا لیا اور یوں اپنی دین اور دنیا دونوں تباہ کر لیں جہاں دین کی اور چیزوں کو فراموش کیا وہاں محبوب ومرغوب عند اللہ شغل تجارت کو بھی بھلا دیا اس پر اندھیر اور ظلم یہ ہے کہ اگر کوئی خیر خواہ ہمدرد ملت مسلمانوں کو یہ مشورہ دے کہ تجارت اپنے ہاتھ میں لو تو کہا جاتا ہے "او جی ہم یہ بنیوں والا کام اختیار کریں؟" سبحان اللہ کیا ذہنیت ہے خدا ہی حافظ ہے اس قوم کا جس کی سمجھ اور ذہنیت کا یہ عالم ہے جو اپنے عروج کے وسائل کو اختیار کرنے میں اپنی ذلت ورسوائی سمجھتی ہو۔ اور چند ٹکوں کی ملازمت اور غلامی کو باعث عزت سمجھتی ہو۔ مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ جو کام تمہارے رسول نے کیا ہو وہ تمہارے لئے کس طرح باعث ذلت ہو سکتا ہے بلکہ اس کی پیروی تو تمہارے لئے دارین کی فلاح وبہبودی کی کھلی ضمانت ہے۔ (باقی)

# فلسفۂ صلوٰۃ

(از جناب خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

کوئی قوم جب انحطاط کی طرف جاتی ہے تو وہ حقائق سے منہ موڑ کر لفظ پرست ہو جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ لفظ پرستی بھی چھٹ جاتی ہے اور اس طرح وہ اصل حقیقت بالکل خاک میں مل کر رہ جاتی ہے یہی حالت درود شریف پڑھنے کی ہے اصول کے لحاظ سے تو یہ مقدس عمل میرے نزدیک نماز سے کچھ ہی کم درجے پر ہے لیکن لوگوں نے جو صورت سے صرف کمال لفظی پر اکتفا کر رکھی تھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے لوگ نہ صرف ان الفاظ ہی کو چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے ہیں بلکہ ان پر معترض بھی ہیں کہا جاتا ہے کہ جب درود شریف ایک دعا ہے جس میں ہم خدا تعالیٰ سے آنحضرت صلعم کی ازدیاد ترقی چاہتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے درجات کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ ضرور آنحضرت سے زیادہ ہوگا کیونکہ جس ترقی کی درخواست سرور کائنات کے لئے کی جاتی ہے وہ ترقی بطور مثال حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے

اس اعتراض کا کسی آریہ کی زبان سے سن لینا تو ایک معمولی بات تھی لیکن آج اچھے طبقہ کے مسلم بھی درود شریف کے متعلق اگر معترض نہیں تو متامل ضرور ہیں یہ ساری مصیبتیں لفظ پرستی کا نتیجہ ہیں کوئی بھی تھوڑی دیر کے لئے تکلیف تحقیق کو گوارا نہیں کرتا۔

## صلوٰۃ کے معنی

یوں تو ہر زبان میں لفظوں کے معنے کئی کئی ہوتے ہیں لیکن عربی الفاظ حقائق و معارف کا خزانہ ہیں اس کا ایک ایک لفظ مختلف معانی کا حامل ہوتا ہے۔ لفظ کا محل و موقع ہی بتلا سکتا ہے کہ کسی خاص مقام پر کسی لفظ کے کیا معنے ہونے چاہئیں یہ حقیقت مسلم ہے:

لفظ صلوٰۃ کا مادہ "صلی" ہے اس کے ایک معنے ہیں خدا تعالیٰ سے رحمت و ترقی کی دعا مانگنا' اور دوسرے معنے ہیں بذات خود ترقی کا میابی' رغبت اور مقصد کا پورا ہونا' اور تیسرے معنے ہیں ایسے افعال و اسباب کا جمع کرنا جن کے ذریعہ سے ہم سرسبز اور کامیاب ہوتے ہیں' یہ تینوں معانی مختلف کتب لغت میں موجود ہیں صاحب تاج العروس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ لفظ آنحضرت صلعم کے متعلق استعمال ہو تو اس کے مخصوص معنے آپ کے فرض زندگی یعنی اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیابی کے ہوتے ہیں۔

## صلوٰۃ الٰہی کی تفسیر

یہ چاروں معانی مسلم ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس لفظ کے معنے کسی خاص مقام پر کیا ہوتے ہیں؛ یہ امر ظاہر ہے کہ درود شریف پڑھنے کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما. بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اے مومنین تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو آپ فرض کیجئے کہ "صلی" کے معنے دعا کے ہیں اس صورت میں یہ صحیح ہوگا کہ انسان اور فرشتے دعا مانگ سکتے ہیں لیکن آیت تو بتلاتی ہے کہ خدا تعالیٰ بھی صلوٰۃ بھیجتا ہے اب اگر صلوٰۃ کے معنے صرف دعا کے لئے جائیں تو سوال پیدا ہوگا کہ خدا جو قادر مطلق ہے کس طرح دعا مانگتا ہے لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس لفظ کے معنے اس موقع پر دعا کے نہیں تھے اب اگر دوسرے معنوں کی طرف توجہ کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ بالکل صاف ہیں آیت شریف کے معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ اس قسم کے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں جس سے آنحضرت صلعم کا مقصد زندگی تکمیل کو پہنچے اور آپ کا نام بلند اور آپ کے مشن کی ترقی ہو اور اس موقع پر یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے یہ عمل کر رہے ہیں تو اے مسلمانو تم بھی یہی عمل کرو تم بھی ان کاموں میں مصروف ہو جاؤ جن سے حسب تشریح صاحب تاج العروس اشاعت اسلام کی ترقی و تکمیل ہو۔

## صلوٰۃ الٰہی کا علمی نتیجہ

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ اول تو اسلام روز افزوں ترقی کرتا رہا لیکن وہ باتیں جنھیں ہم خدا اور اس کے فرشتوں کی طرف منسوب کر سکتے ہیں وہ خود بخود دیگروں کا ان اصولوں کی طرف رجوع کرنا ہے جو نہ صرف اسلام ہی کی روح رواں ہیں بلکہ وہ معرکۃ الآرا باتیں ہیں جنہوں نے مذاہب دیگرہ کو اسلام سے جدا کیا اس امر کے ثبوت میں تاریخ کی اوراق گردانی کرنا نہیں چاہتا جو آج ہمارے سامنے ہو رہا ہے وہ اس آیت شریف کی ایک کامل تشریح ہے یعنی آج دنیا نہ صرف بظاہر اسلام سے منہ موڑ رہی ہے بلکہ مذہب کو بھی جواب دے رہی ہے لوگ نہ صرف علی الاعلان اپنے مذہب سے علیحدہ ہو رہے ہیں بلکہ ضرورت مذہب ہی کے منکر ہیں ہاں تعلیم مذہب کی جگہ انہوں نے چند اصول زندگی اختیار کر رکھے ہیں جن پر وہ بطور مذہب چلنا چاہتے ہیں اب اگر ان اصولوں کو غور سے دیکھا جائے تو وہ سب کے سب اسلام کے بنیادی اصول ہیں ہمارا زمانہ کچھ اس قسم کا مبارک زمانہ واقع ہوا ہے کہ ہمیں تبلیغ واشاعت میں صرف اسی قدر کہہ دینا ہے کہ جن امور کی خاطر دوسرے مذہب والوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ رکھا ہے وہ خالصۃً اسلامی نہیں اور ہمیں ان دوستوں کو صرف اسی قدر بتلانا ہے کہ جن اصولوں کے تم اس قدر دلدادہ ہو رہے ہو قرآن نے ان کا نام اسلام رکھا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قلبی کیفیت اور مذہبی ذہنیت کس نے پیدا کی ہماری حالت جمود تو ظاہر ہے اور جس طرح ہم اس فریضہ حسنہ سے الگ ہو چکے ہیں وہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے پھر کس نے امور سلطنت میں دنیا کو جمہوریت کا دلدادہ کر دیا ہے؟ کس نے مساوات انسانی کی روح پھونک دی ہے؟ کس نے ذات پات اور دیگر تعزز کو ملیامیٹ کر دیا ہے؛ وہ کون سے اسباب ہیں جنہوں نے ہندوستان جیسی قدامت پسند اور چار دیواری میں رہنے والی قوم کو شدھی سنگٹھن جیسے مفید اصول پر عامل کرا دیا ہے؟ کیا اہل ہنود؟ احباب آج ورثہ نسواں پر زور دے رہے ہیں ازدیاد قبیل از دواج بیوگان، طلاق وغیرہ کے مسائل بھی ہیں دوسری طرف فلسفہ حیات کے لئے اگر کل دنیا مغرب کو دیکھتی ہے تو مغرب میں ذیل کے مضبوط اصول کس سلطان نے جا کر شائع کئے ہیں؛ توحید مساوات انسانی عالمگیر اخوت انسان کی سرشت کا مکمل اور بے عیب ہونا دنیا میں ادراک کا مادہ پر غالب رہنا وغیرہ وغیرہ یہ اصول اور مسیحوں اور مسائل کل کے کل اسلامی ہیں لیکن اگر آج جو دب ان کو

فریفتہ ہے تو یہ انقلاب ہماری کوششوں کا تو نتیجہ نہیں ہے یہ تو آیت زیر بحث کی ایک لفظی اور عملی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتے ہیں کہ میں اور میرے فرشتے تو انسانی قلوب میں اصول اسلام کی طرف رغبت پیدا کر رہے ہیں ہم (صلوا) تو ماندن (یصلون علی النبی) کر رہے ہیں لیکن مسلمانو تم بھی کچھ کام کرو۔ ہم تو دنیا کے لوگوں کو قرآنی اصول کی طرف لا چکے ہیں لیکن تم جلد انھیں اطلاع دو کہ ان اصولوں کا نام اسلام

**محض لفظی درود ناکافی ہے** معترض اب غور کرے کہ آیت کے یہ معنے کسی تکلف کے محتاج نہیں ایک طرف ان معانی کی موید لغت عرب ہے اور دوسری طرف واقعات عالم اس کی تصدیق کر رہے ہیں ہاں اگر کوئی جماعت ان امور کی منکر ہے تو وہ یہی اہل حق کا نام مسلمان ہے جس کو بھی آنحضرت کے اس ارشاد کی تعریف جو تھوڑی سی ہے کہ تم مجھ پر درود بھیجو ہم نے تعمیل ارشاد میں تو حد کر دی جو نہی کسی کی زبان پر آنحضرت کا مبارک نام آیا چاروں طرف سے اللھم صل علی محمد کا شور پڑ گیا لیکن کسی ایک نے بھی اس پر غور نہیں کیا کہ آنحضرت کا مقصد یہ ہرگز نہ تھا غرض تو یہ تھی کہ جس وقت آپ کا نام زبان پر آئے اسی وقت ہمیں آپ کے مشن کی اشاعت کا خیال ہو۔

درود شریف کے اگر معنے دعا کے ہی لئے جائیں تو پھر دعا کی حقیقت تو قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ جو بات خدا سے مانگی جائے پہلے خود اس کے پیدا کرنے کے اسباب پیدا کئے جائیں یعنی ہم کوشش میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہ چھوڑیں اور تکمیل کے لئے خدا کی طرف دیکھیں کس قدر افسوسناک بات ہے کہ درود شریف میں تو ہم خدا سے ملتجی ہوں کہ آنحضرت صلعم کا نام بلند ہو مگر ہمارے روزمرہ کے افعال معاذ اللہ آپ کے لئے باعث ننگ ہوں یہ دعا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے مضحکہ اور مذاق کرنا ہے اشاعت اسلام کے سوال کو چھوڑ دیا جائے درود شریف تو اس لحاظ سے اصلاح اخلاق کا بہترین ذریعہ تھا اگر دولت اپنے پہل سے پیدا ہوتا ہے اور کسی شخص کی تسلیم کی کامیابی کا بڑا بھاری ثبوت یہ ہے کہ اس کے عمل کے پیرو اس کی تعلیم پر عامل ہوں تو محمد عربی کی رفعت اور آپ کی کامیابی کا ثبوت اس زمانہ میں ہمارے افعال سے ہونا چاہیئے تو پھر درود شریف پڑھنے سے پہلے ہمیں اصلاح اعمال کی فکر کرنی چاہیئے اور گویا ہم یہ کہنے کے قابل ہو جائیں کہ ہمارے نیک اعمال اعمال میں ہم سے جو کچھ ہوتا تھا وہ تو ہم کر گذرے اور آگے خدا کا کام ہے اسی طرح لفظ درود صلی کے با معانی پر غور کرنے سے اور نکات بھی ہو سکتے ہیں۔

**دوسرے اعتراض کا جواب** خدا تعالیٰ نے درود شریف میں کامیابی کا ایک نمونہ جناب ابراہیم کو پیش کیا ہے اور ہمیں اسے نصب العین بنانے کے لئے توجہ کیا ہے درحقیقت اس سے مراد تو وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں جناب ابراہیم سے جو برکت و رحمت کا وعدہ تھا وہ اس کی اولاد کے ذریعہ ہونا تھا اگر جناب اسمٰعیل بھی آپ کی اولاد میں سے ہیں اور آنحضرت صلعم اسی باغ کے ایک گل سرسبز ہیں تو جس قدر اسلام کی اشاعت ہوگی وہ اسی برکت کی افزائش ہے جو جناب ابراہیم کو عطا ہوئی جناب ابراہیم اپنی اولاد کے لئے برکت کی دعا مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس دعا کو منظور فرماتے ہیں اور حضرت نبی کریم اپنے آپ کو ابراہیم کی دعا ظاہر کرتے ہیں ہم درود شریف میں خدا تعالیٰ کو اس وعدہ یاد دلاتے ہیں کہ تو نے جس طرح جناب ابراہیم سے برکت کا وعدہ کیا تھا اسکی وجہ جناب اسمٰعیل کی اولاد سے ہوتی ہے اس برکت کے آج ہم وارث ہیں لہذا ہمیں وہ توفیق پیدا کر دے جس کے ذریعہ ہم اس برکت کے وارث ہو جائیں جو تو نے جناب ابراہیم کو عطا فرمائی آپ کی اسرائیلی نسل تو باغ روحانیت سے کٹ چکی ہے ہاں دوسری شاخ کے ذریعہ وہ وعدہ کردہ برکت جاری ہے اس کا ظہور آنحضرت کی ذات پاک سے ہوا جس کے نام لیوا آج ہم ہیں۔


# محبت وہ بلا ہے جس کو سنکر جی دہل جائے

## سرکش محبوب کو سرنگوں کرنیکے عمل

**عمل ۱** سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں **عمل ۲** علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل جس سال کا تجربہ کبھی سرمو خطا نہیں گئے جب تلاش میں ہزاروں روپے برباد کئے اب ہمیں خدا کو حاظر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں ان بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتلائیں گے طلب فرمائیں

**عمل ۱** اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں جس کا عامل ایک سال اسپر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد انشاءاللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جاسکتا ہے ہدیہ رعایتی تین روپے **عمل ۲** یہ ایک آیت قرآنی با موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاءاللہ مطلوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ دو روپے

**عمل ۳ برائے ترقی روزگار** یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں کوئی گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نذرانہ ہے ہم میں دس کو ملی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطر نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہ کسی قسم کا پرہیز جو صاحب عمل نمبر ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائیں گے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اگر ہدیہ منی آرڈر روپیہ ادا کریں تو محصولڈاک معاف لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔

**عمل عداوت** یہ عمل دو شخصوں کے درمیان عداوت ڈلوانے کے لئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے نذرانہ **عمل تباہی دشمن** یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ مدت کی پڑھائی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیجائے ہدیہ ایک روپیہ چار آنے

سب عملوں کے ملنے کا پتہ:- **مہر فضل شاہ عامل پوسٹ بکس نمبر ۵۴ دہلی**

# مکافات عمل

(نوشتہ حضرت مولانا مولوی نیاز الحق صاحب قریشی)

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مسلمان جب واقعی اور سچے مسلمان تھے تو دنیا کی تمام قوموں سے زندگی کے ہر شعبہ میں اعلیٰ اور ارفع تھے اور عروج و ارتقا کی ایک بلند سطح پر تھے نہ صرف یہ کہ وہ خود سر بلند و سرفراز تھے بلکہ دنیا کی دیگر پست اور ذلیل اقوام کے لئے سرچ لائٹ کا کام دیتے تھے۔

وہ دنیا کی قوموں میں ایسے تھے جیسے محفل انجم میں ماہتاب یا جیسے کنکروں میں جواہر ریزے وہ دیگر اقوام میں ایسے ممتاز تھے جیسے عام ہرنوں میں نافہ مشک رکھنے والا ہرن۔ ان کے عطر اخلاق کی نکہت سے تمام عالم معطر تھا اور وہ دنیا کی آنکھ کا تارا تھے۔

مگر آہ آج وہی مسلمان ہر جگہ ذلیل و خوار اور گری ہوئی حالت میں ہیں اب یقین بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو چند صدیوں پہلے تھے اب تو ہمارے لئے اسلاف کرام کی بزرگی اور عظمت و اقتدار کے گیت گانا اور ان کی عظمت پارینہ سے تھوڑی دیر کے لئے دل بہلا لینا بھی باعث شرم و ندامت ہے۔

مسلمانوں کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا موازنہ کرنا میرے نزدیک ایک شاعرانہ طرز بیان ہے مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے جتنے بلند تھے اب اتنے ہی پست ہیں جو حالت سے ظاہر ہے کسی اور توجہ دلانے کی ضرورت نہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ انقلاب اور افسوسناک تغیر کیوں ہوا۔ اس سوال کا جواب اور اس کا صحیح حل آج سے نہیں بلکہ نصف صدی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام بلاد اسلام میں یکساں طور پر زیر غور ہے مگر اس کا صحیح حل آج تک لاینحل ہے اور ہنوز دلی دور است والا مضمون ہے۔

ہر مسلمان پر یہ امر اچھی طرح واضح ہے کہ مسلمان ایک عرصہ دراز سے انحطاط پذیر ہیں اور یہ بھی کہ ان کے علاج معالجہ کی کثرت کے ساتھ جد و جہد جاری ہے مگر نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے اور کچھ عرصہ اور یہی کشمکش باقی رہی اور یہ سوال یونہی لاینحل رہا تو آئندہ کے لئے بھی بہتری کی کوئی ضمانت نہیں پس جب حال یہ ہے تو اس چیز کی تلاش کرنی چاہئے جس کی وجہ سے یہ روز بد دیکھا پایا ہے۔

اس سوال کے مختلف النوع اور متعدد جواب دیئے جا چکے ہیں لیکن اگر میرا قیاس غلطی پر مبنی نہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اب تک کوئی تسلی بخش اور واقعی جواب نہیں دیا گیا نمونۃً چند جوابات نقل کئے دیتا ہوں ناظرین ان کی واقعیت کی نسبت خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بعض مدبرین ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی عیش پسندی ان کے زوال کا باعث ہوئی اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف نظر آتی ہے اور صداقت کی کسوٹی پر غلط اترتی ہے کیونکہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ عیش پسندی جو لازمۂ دولت ہے قومی ترقیات اور جد و جہد حیات کی ضد تو ہے مگر باعث زوال نہیں اگر یہ بات صحیح ہوتی تو سب سے پہلے یورپ کو تخت رفعت سے خاک مذلت پر گر جانا چاہئے تھا کیونکہ جس قدر عیش پسند یورپ ہے اس کا عشر عشیر نہ مسلمان بادشاہوں اور امراء میں تھا اور نہ اب ہے۔ لندن، فرانس اور پیرس وغیرہ کے ایک انگریز کی موجودہ عیش پسندی اور سامان تعیش و فراغت کو ایک پلڑے میں اور محمد شاہ رنگیلے اور واجد علی شاہ کے سامان عشرت کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو یقیناً یورپ کا پلڑا بھاری ہوگا سو اب اگر عیش پسندی مسلمانوں کے زوال کا باعث مانی جائے تو چاہئے تھا کہ یورپ بر سر تنزل ہوتا حالانکہ وہ بتدریج بام ترقی پر چڑھا چلا جا رہا ہے۔

البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کی عیش پسندی اور مسلمان بادشاہوں اور امراء کی عیش پسندیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یورپ باوجود عیش پسندی کے غافل نہیں بلکہ جد و جہد حیات میں اقوام عالم سے بڑھا ہوا ہے اور محمد شاہ رنگیلے اور نواب واجد علیشاہ وغیرہ دشمن کے سر پر آ پہنچنے تک بھی مشغول عیش و نشاط رہے مگر یہ دوسری بات ہے اس کو نفس عیش پسندی سے کوئی تعلق نہیں اس میں یورپ اور مسلمان برابر کے شریک ہیں صرف چند خصوصیات کا فرق ہے پس یہ جواب بھی مسلمانوں کی تباہی اور ان کے زوال کا باعث نہیں ہو سکتا۔

## مفلسی اور مسلمان

بعض مبصرین کا خیال ہے کہ مسلمان نادار اور قلاش ہیں اس لئے تباہ حال ہیں مگر یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ مفلسی بذات خود کوئی چیز نہیں یورپ کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان کے بیشتر افراد مفلس اور نادار تھے مگر دولتمندی میں بادشاہوں سے بازی لے گئے اور مفلسی ان کو ترقی کرنے سے نہیں روک سکی۔

اگر ہندوستان کے مسلمان مفلسی کی وجہ سے تنزل پذیر ہیں تو جو ممالک اسلامیہ آزاد ہیں اور ترقی دولت کے ذرائع رکھتے ہیں وہ کیوں گری ہوئی حالت میں ہیں پس یہ چیز بھی قابل اعتماد نہیں۔

## اخلاق حسنہ اور مسلمان

کہا جاتا ہے کہ مسلمان اخلاق حسنہ سے محروم ہیں اور حرکات شنیعہ میں دوسری قوموں سے بازی لے گئے ہیں بجائے حسنات و فضائل کے سیئات و رذائل ان کا ذریعہ امتیاز ہے تو چونکہ وہ اخلاقی قوت اپنے پاس نہیں رکھتے اس لئے اخلاق مذمومہ کی کمزوری انہیں خاک مذلت سے اٹھنے نہیں دیتی مگر یہ جواب بھی صحیح نہیں کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یورپ باوجود دعائے تہذیب و تمدن کے حیوانی زندگی بسر کر رہا ہے وہ افعال شیطانی جن کا وجود انسانی تہذیب و شرافت کے لئے زہر ہلاہل ہے ان کو تہذیب نو کے ملمع سے خوب چمکا دیا ہے اور ان کو فرحت و انبساط کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا ہے لہٰذا یہ بات بھی قرین صواب معلوم نہیں ہوتی۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمان غفلت شعار اور آرام طلب ہیں اس لئے ذلیل اور پست ہیں یہ بات بھی قابل قبول نہیں کیونکہ آج جس قدر بھی محنت اور جفاکشی کے کام ہیں ان میں مسلمان کاریگروں اور مزدوروں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے برخلاف دیگر اقوام کے کہ وہ ایسے ذرائع معاش رکھتے ہیں جن سے غفلت شعاری اور تن آسانی

پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان جسمی طاقت میں دوسری قوموں سے ممتاز ہیں لیکن معلوم ہوا کہ یہ بات بھی غلط ہے۔

## خانہ جنگی اور قومی زوال

بعض ہمدردان ملت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو نااتفاقیوں اور خانہ جنگیوں نے اس حالت تک پہنچایا مسلمان فرقہ بند ہو گئے رشتہ اخوت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور قومی اتفاق و اتحاد کو نفاق و نشقاق سے تار تار کر دیا یہ بات بھی اطمینان بخش اور مبنی بر حقیقت نظر نہیں آتی۔

اس میں کلام نہیں کہ نااتفاقی اور خانہ جنگی حیات اجتماعیہ کے لئے جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے سم الموت اور زہر قاتل ہے اور مسلمانوں کی تباہی میں ایک حد تک نااتفاقیوں اور خانہ جنگیوں کا ہاتھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے مگر صرف نفاق ہی کسی قوم کی تباہی اور زوال کا باعث نہیں ٹھیرایا جا سکتا دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی تھی کہ حضرت عثمان غنی باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائینگے ان کا مقدس خون آیت فسیکفیکهم اللہ پر گرے گا اور ان کی شہادت سے باب فتنہ وا ہو جائے گا اس پیشنگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا اور واقعی اس وقت سے فتنہ نفاق کا دروازہ کچھ ایسا کھلا کہ اب تک بند نہ ہوا اور مسلم کی تیغ بیدریغ گلوئے مسلم پر اب تک برابر چل رہی ہے

حضرت عثمان غنی کی شہادت سے نفاق اور خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے بیشمار اور بے اندازہ قومی نقصانات پہنچے مگر اسی وقت سے مسلمانوں کا عروج و کمال بھی شروع ہوا ان کا رعب و داب اور تسلط و اقتدار برابر قائم رہا اور ان کا شیرازہ پراگندہ نہ ہونے پایا، جنگ جمل اور صفین نے اگرچہ مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچایا مگر ان کی جمعیت اور قومی آن بان میں ذرا فرق نہ آیا ایک نمونہ ملاحظہ

## صحابۂ کرام کا اختلاف اور قومی وقار

جس وقت حضرت امیر معاویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے برسر پیکار تھے اور حضرت امیر معاویہ کی صحبت و تربیت رسول سے دوری رنگ لا رہی تھی تو اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیصر نے ارادہ کیا کہ میں آگے بڑھکر سرحد پر قبضہ کر لوں اس کوتاہ اندیش نے ان کو قومی عزو وقار سے غافل تصور کر لیا اور سمجھ بیٹھا کہ یہ بھی خدا کی تیرہویں صدی کے مسلمان ہیں کہ قومیت متعدہ کے جہاز کو گرداب فنا میں پھنسا دیں گے مگر ذرا ٹس سے مس نہ ہوں گے۔

جس وقت اس پیش قدمی کا علم حضرت امیر معاویہ کو ہوا تو آپ نے ایک زبردست اور زلزلہ انگیز عتاب نامہ روانہ کیا اور اسے تنبیہ کی کہ اے قیصر ہم سنا ہے کہ تو اسلامی سرحد پر پیشقدمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو کان کھول کر سن لے اور یاد رکھ کہ اگر تو نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو سب سے پہلا شخص جو حضرت علی کے دست حق پرست پر بیعت کر کے تیرا سر کچلنے کے لئے تیرا مقابل ہوگا وہ امیر معاویہ ہوگا۔ اس جذبہ خودداری اور حفاظت اسلام کے جوش کو دیکھکر اس کے ارادوں پر اوس پڑ گئی اور پیش قدمی کی جرأت نہ کر سکا۔

اس حیات افزا اور ولولہ انگیز واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ باوجود شدید اختلاف اور خانہ جنگی کے ان کا قومی عزو وقار بحال رہا باوجود اختلاف آراء کے وہ مائل بہ پستی نہ ہوئے اور دشمنوں کو برابر نیچا دکھاتے رہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص جذبہ اور اسپرٹ ان میں ایسی تھی جس نے ان کو گرنے سے روکا اور وہ برسر اقتدار رہے جو ہم میں نہیں۔

یہ چند اسباب اور خرابات بطور نمونہ تحریر کر دیئے گئے ہیں اسی طرح اور بہت سے اسباب قرار دیئے جاتے ہیں مگر سب کے سب واقعیت سے کوسوں دور ہیں اور کوئی بھی اطمینان بخش نہیں ہے۔

خواہ مسلمانوں کے تنزل کا کوئی سبب قرار دیا جائے اس کے متعلق یہی سوال ہو سکتا ہے کہ ایسا کیوں ہے یعنی جب تک ان کے زوال کی کوئی علت العلل نہ معلوم کی جائے اس وقت تک تشفی بخش جواب نہیں ہو سکتا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسی جامع اور مانع چیز جاتی رہی جس کی کمی سے تمام خرابیاں اور کمزوریاں ٹوٹ پڑیں ان کے امراض کا کوئی منبع ہے جس سے سیکڑوں امراض پیدا ہو گئے ہیں وہ کسی ایسے رہنما کی تربیت اور رہنمائی سے محروم ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے وہ برسر عروج تھے۔

بیشک یہ صحیح ہے کہ مذکورہ بالا کمزوریاں اور خرابیاں مسلمانوں میں حد سے زیادہ ہیں اور ذلت و پستی کی علامتیں ہیں مگر تنہا مسلمان ہی ان خرابیوں میں مبتلا نہیں بلکہ دنیا کی تمام متمدن و غیر متمدن قومیں کم و بیش اپنے اندر یہ خرابیاں رکھتی ہیں۔

تو چونکہ مسلمانوں کے مرض کی ابھی تک صحیح تشخیص نہیں ہوئی اسی وجہ سے علاج معالجہ کا نتیجہ برعکس برآمد ہو رہا ہے بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ تمام دوڑ دھوپ بیکار، جدوجہد لاحاصل اور چیخ پکار بے نتیجہ ہے اور یہ حوصلہ شکن مایوسی کا سامنا اس لئے ہوا کہ ہمدردان قوم اور نبض شناسان ملت نے اپنی اپنی معلومات اور خود ساختہ معیاروں پر ان کی تشخیص و تعیین کی اور قومی تنزل و ترقی کے معیار خود مقرر کر لئے حالانکہ وہ اپنے پاس ایک ایسا قانونی دستور العمل رکھتے تھے جس کی شان "تفصیلا لکل شیء" ہے۔

پس جب مسلمانوں کے زوال کے صحیح حل میں دنیا کے تمام بہترین دماغ مختلف ہیں اور اس گتھی کو سلجھانے سے انسانی عقلیں قاصر ہیں کسی ایک حقیقت پر فضلائے امت اور مدبرین ملت متفق نہیں تو آئیے اب خدا کی مقدس کتاب قرآن مجید کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں کہ یہ کتاب ہمیں ہماری پستی و ذلت کی کیا وجہ قرار دیتی ہے جو یقیناً اطمینان بخش ہوگی اور اس لائق کہ تمام تر توجہ اس کی اصلاح پر مرکوز کر دی جائے۔ (باقی آئندہ)


شرطیہ ڈھائی مہینہ میں انگریزی آ جائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجھکر پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو ۲ سال میں تیس ہزار فروخت ہو گئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۳۲۴ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۷؍ کل ۱؍۷

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# یقین

(از جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب بگرامی)

تاریخ اسلام کے اُس زمانہ پر نگاہ ڈالنے سے جو نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخ عالم میں اپنی پاکیزگی کے لئے کوئی نظیر نہیں رکھتا اور جسے ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے خیر القرون کا لقب دیا گیا ہے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے چند بندے جو تعداد میں تھوڑے سر و سامان کے لحاظ سے بالکل بے حیثیت اُٹھتے ہیں اور ایک عالم کی کایا پلٹ دیتے ہیں صرف سلطنتوں ہی کو نہیں بلکہ مخلوق کے دلوں اور روحوں تک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں برائی مٹ کر بھلائی آجاتی ہے اور ظلم کی جگہ انصاف قائم ہوتا ہے اس زمانہ کا کوئی دانشمند اس پاک گروہ کے حالات پر جب غور کرے گا ان کی لڑائیوں کے سر و سامان کی فہرست تاریخ کے دفتروں میں دیکھیگا ان کے جنگ کے اطوار دعوت اور تبلیغ کے طریقے معلوم کرے گا تو یقیناً اسے اچنبا ہوگا کوئی بڑا علم النفس کا ماہر اپنے فن کے اعتبار سے کچھ باتیں نکال کر ان کی کامیابی کے اسباب گنانا شروع کرے گا لیکن حقیقت کچھ اور ہے اور ان کی کامیابی کا راز اور انکی تاثیر کے اس قدر جلد اور مضبوطی کے ساتھ پھیلنے کا بھید نہ تو قوت امادی کی باضابطہ اور باقاعدہ مشق میں اور نہ سر و سامان کی بہتات اور زیادتی میں یہ چیزیں وہاں کہاں اور کیسی تھیں ایک ہی چیز تھی جس نے ان سب مادی چیزوں کی قائم مقامی کی تھی اور اسی کے جوش کے یہ سب کرشمے تھے وہ خدا اور اس کے پاک رسول کی باتوں کا یقین تھا۔ یقین انسان میں طاقت پیدا کر دیتا ہے اسی سے ہمتیں بندھتی ہیں حوصلے بڑھتے ہیں ارادے پورے ہوتے ہیں کسی کام کو شروع کرنے سے پیشتر اگر اس کے انجام کی کامیابی کا پوری گہرائی کے ساتھ یقین ہے تو پھر اس کام کے پورا کرنے میں کوئی چیز بیچ میں روک نہیں بن سکتی یقین رکھنے والا آدمی ہر مشکل پر غالب آسکتا ہے اور ہر دشواری کو اپنے راستہ سے ہٹا سکتا ہے۔ یقین ہی کا پھل تھا کہ نبی کے پاک ساتھی اسلام کی راہ میں کانٹوں کو بھول جاتے تھے ثواب آخرت کی امید اُن کو ہر قسم کی قربانی کے لئے آگے بڑھاتی تھی اور وہ بے جھجک اپنے جان و مال کو نچھاور کرتے تھے عذاب کا خوف حساب کتاب کا ڈر ان کی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو نیکی اور بھلائی میں صرف کراتا تھا۔ مایوسیوں کے بادل اور نا امیدیوں کی گھنگھور گھٹائیں ان کے یقین کی روشنی سے چھٹ جاتی تھیں اور بالآخر کامیابی کی صورت ان کے سامنے ہوتی غربت اُن کو روک نہ سکتی بے زری مانع نہ ہوتی، کسی کا ڈر دبدبہ حائل نہ ہوتا کیونکہ انھیں اپنے مالک کے وعدوں کا یقین تھا آج بھی خدا کا وعدہ موجود ہے اس کا فرمان ہمارے پاس ہے اور کہنے کو ہم اسی کے بندے اور فرمانبردار ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس کی باتوں کا یقین نہیں۔ یقین کا نہ ہونا ہی تمام مصیبتوں کی جڑ اور ساری بیماریوں کی بنیاد ہے ہم کو اقرار سب باتوں کا ہے اس کی خدائی کا بھی اسکی یکتائی کا بھی مسبب الاسباب ہونے کا بھی حشر و نشر کا بھی حساب کتاب کا بھی لیکن کیا یقین، پختگی اور مضبوطی ان باتوں پر ہے؟ اس کا جواب ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری دلی حالت کے ٹٹولنے کے بعد دینا چاہیے۔

ہم اس کی راہ میں اپنی پونجی نہیں خرچ کر سکتے کیونکہ مستقبل کا کھٹکا لگا ہوا ہے، جان نہیں دے سکتے اس لئے کہ جان پیاری ہے، عیش و آرام ترک نہیں کر سکتے کہ وہ محبوب ہے ان تمام چیزوں کے بدلہ میں جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے اس کی طرف ایک ہلکا سا خیال تو ضرور جاتا ہے لیکن ان کے ملنے نہ ملنے پر دل کو دُبدھا ضرور ہے اور جب تک یہ دُبدھا مٹ کر یقین سے نہ بدل جائے خدا کے وہ وعدے بھی ہم پر پورے نہیں ہو سکتے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ایک پرانی وضع کا ہندوستانی شریف اپنے پہناوے اپنے اٹھنے بیٹھنے کے ہر لمحہ میں محفل کے آداب اور مجلس کے آئین کا کیا لحاظ رکھتا ہے کیونکہ لوگوں کی انگشت نمائی کا خطرہ ہے اور اسی طرح ایک جنٹلمین کوئی بات اٹیکیٹ کے خلاف نہیں کر سکتا اس لئے کہ اسے ہر دم سوسائٹی کی گرفت کا اندیشہ ہے دونوں اپنی اپنی جگہ محض اندیشہ اور خطرہ کی بنا پر بندھے بندھائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں لیکن ہم مدعی اسلام و ایمان جنھیں اپنی زندگی کے ہر لمحہ کا حساب دینا ہے اور وہ بھی ایسے مالک کے روبرو جو ہر کھلی چھپی بات سے آگاہ پھر بھی ہم برائیوں کے کرنے میں شیر اور گناہگاریوں میں دلیر ہیں ہم اسلام کی عزت کو ابھارنے اور کلمۃ اللہ کو اونچا کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں مصیبتیں ہمارا آگا روک لیتی ہیں اور مشکلیں ہمیں پیچھے ہٹا دیتی ہیں ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں ان اللہ لا یخلف المیعاد خدا اپنے وعدہ کو پیچھے نہیں کرتا لیکن دل اس پر یقین نہیں کرتا اس لئے قدم آگے بڑھ کے رک جاتے ہیں ہندوستان میں آزادی کی تحریک الٰہی ہزاروں آدمی اس جنگ میں آگے بڑھے اور پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ اپنی کامیابی کے یقین سے خالی تھے یقین رکھنے والی تھوڑی سی فوج ان بھیڑ کے مقابلہ میں کامیاب ہوگی جو خود اپنی طرف سے اپنے اندر شبہ رکھتی ہے یقین کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور شک ناکامی و نامرادی کی نشانی کامیابی چاہتے ہو تو یقین پیدا کرو وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اگر یقین رکھتے ہو تو تم ہی سرفراز ہو۔

# حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا ہوا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام عیسائیوں کو نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کتاب کو پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی و نامرادی کی وہ سین آپ کی آنکھوں میں آئینگے کہ جن سے آپ کا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فوراً کھول کر گرم ہو جائیگا اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائیگا کتاب کے شروع میں سلطان کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے قیمت صرف دو روپے محصولڈاک، رکل عہ

(منیجر حمید یہ پریس دہلی سے منگائیے)

# قلت و کثرت

(از مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگرامی)

اس وقت ہندوستان کی آب و ہوا میں جو فاسد جراثیم پیدا ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ سے طرح طرح کے جو امراض ہمارے قومی جسم میں سرایت کر گئے ہیں ان میں سے ایک مسلمانوں کی تعداد اور گنتی کی کمی زیادتی کا سوال بھی ہے، یہ سوال آجکل ہمارے اچھے اچھے دماغ رکھنے والوں کو پریشان کئے ہوئے ہے اور اسی خیال اور ڈر نے ہمارے بڑے بڑے کاموں اور خصوصاً ملکی آزادی کے کام میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے بظاہر یہ خطرہ معلوم بھی سخت ہوتا ہے اس لئے کہ ساتھ اور اکیس کے جھگڑے میں کون نہ کہیگا کہ جیت اکیس کی ہونی چاہیئے اپنے جیتے کیڑا ہونے کے دنیا میں سب ہی خواہشمند ہوتے ہیں البتہ اس خواہش کے پیچھے جو ڈر اور خوف چھپا ہوا ہے اس سے تو ہر ایمان رکھنے والا اور قرآن کی تعلیموں کو جاننے والا انکار اور سخت انکار کرے گا میدان جیتنے کے لئے گنتی کہاں کام آتی ہے۔ گنتی اس لئے بڑھاؤ کہ پروردگار کے حکم ماننے والی جماعت بڑھے اس لئے نہیں کہ تم اس سے کوئی لڑائی فتح کر لوگے تاریخ موجود ہے دیکھ لو کہ تھوڑے آدمیوں نے جو کام کئے وہ بہتوں سے نہ بن سکے خدا کے چند بندوں نے جو تبدیلی پیدا کی وہ بعد کو پھر تو ہزاروں سے نہ ہو سکی بلکہ کبھی کبھی تو کثرت نے نقصان بھی پہنچایا ہے کثرت کا خیال غرور اور لاپرواہی پیدا کر دیتا ہے حنین کی لڑائی میں جو ہوا قرآن کریم نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اذا اعجبتکم کثرتکم کہ جب تمہاری تعداد کی زیادتی نے تم میں گھمنڈ پیدا کر دیا پھر پروردگار نے پہلے شکست دی کہ اس گھمنڈ کا بدلہ ہو اور تب اس کی مہربانی نے فتح دلائی حوصلہ اونچا ہو، ہمت بلند ہو، ایمان موجود ہو، اور خدا کی تائید اور امداد کا ایسا بھروسہ ہو جو کسی طرح بھی توڑے نہ ٹوٹے تو پھر شمار اور گنتی کی کوئی پوچھ نہیں ہم جب اخباروں میں پڑھتے یا کبھی اپنے کانوں سے سنتے ہیں کہ کثرت تعداد رکھنے والی ہماری ہمسایہ قوم کے بہت سے نامی اور مشہور رہنما کیسے خوف اور ڈر کا اظہار کرتے ہیں اور طرح طرح کی تدبیریں بتا کر اپنی قوم کو بہادری کی دعوت دیتے ہیں تو ایک طرف ہمیں اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ بزدلی کی اصل جڑ غلامی کو کھودے ہوئے تو بیٹھے ہیں پھر ان کی یہ پکار کیسے کامیاب ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف ان کی حالت دیکھکر قلت کا رونا رونے والوں پر ترس آتا ہے کہ وہ کثرت کے اس چلتے پھرتے سبق کو کیوں نہیں دیکھتے اور یہ دیکھکر کیوں عبرت نہیں حاصل کرتے۔ کیا تماشا ہے کہ قلت کثرت سے خوف کھائے اور کثرت قلت سے سہمی ہوئی ہے دونوں کے دل کمزوری اور بزدلی سے بھرے ہوئے ہیں نہیں تو ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے مطمئن ہو کر تیسری طاقت سے جو صرف ان کے جسموں پر نہیں بلکہ روحوں پر مسلط ہے چھٹکارا حاصل کرتے ہندو بھائی بھی ہماری بات پر کان دھریں اور مسلمانوں کو تو پورے زور سے ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ ڈر اور خوف ہمارے ایمان پر ایک دھبہ ہے ہم سب کو کمزوری کی اصل بنیاد تک پہنچنا چاہیئے ایک تو یہی غلامی ہے اور دوسرے اپنے اندر کا اضمحلال اور خود اپنی طاقت پر اعتماد کا نہ ہونا اور مذہبی حیثیت سے دیکھا جائے تو ایمان کا صحیح نہ پایا جانا ہے ہم مسلمانوں کو

ان لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیئے جو ان کے خلاف اپنے کو بھولے کو اکساتے رہتے ہیں تم کو اپنا کام اور وقت کا سب سے مقدم کام کرنا چاہیئے اگر کوئی قوم اپنی ترقی کی فکر دل میں لگی ہے اپنے کو بڑھا کر سچائی کے ساتھ نوع انسانی کی خدمت کرنا چاہتی ہے تو ہمارے لئے اس میں کوئی رنج کی بات نہیں اور اگر کچھ لوگ ناعقلمندی سے اپنی قومی بھلائی ہماری برائی میں جانتے ہیں تو ہم بڑی خوشی سے انھیں ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں کیونکہ اول تو ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کے دیس میں کوئی قوم ہمارا برا چاہکر اپنی بھلائی نہیں پا سکتی دوسری بات یہ ہے کہ ہم اپنی جگہ اگر اچھے اور مضبوط کام کرنے والے ہیں تو پھر مشکل سے ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکے گا ہم یہ بات صاف دیکھ رہے ہیں کہ قلت قلت کی پکار ہمارے دلوں میں کیسا برا اثر کر رہی ہے اور واقعتاً یہ احساس دن پر دن ہمارے دلوں میں اس طرح گھر کرتا جاتا ہے کہ اس سے ہماری قوتوں کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہوا ہے ایک بزرگ مولانا مسعود علی ندوی کی یہ بات ہم کو بہت پسند آئی کہ لوگ اس لئے روتے ہیں کہ ہم ہندوستان میں صرف سات کروڑ ہیں اور میں غم کرتا ہوں کہ افسوس مسلمان سات کروڑ ہیں اگر وہ ساتھ لاکھ ہوتے تو اچھے ہوتے کہ یہ منتشر ہوتے ان کا جوش ضائع نہ ہوتا اور ان کی قوت عملی برباد نہ ہوتی یہ ایک بڑی تاریخی حقیقت ہے اور اسلامی شان و حوصلہ کی بات ہے تو پھر گھر اس ناسمجھی کی گھونٹ تا جیسے بہتر ہے عالم کے واقعات نے بارہا اس کا ثبوت دیا ہے مسلمانوں کا ماضی اس پر گواہ ہے اور مستقبل اس کی گواہی کے لئے تیار ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ہمارے حال کی درستی مقدم ہے اور حال کی درستی کا موقعہ کے بندہوں کو توڑے بغیر کیا امکان ہے احکام الٰہی کی واقفی اور سچی تعلیم کے ماتحت اضافہ کی خواہش بالکل دوسری چیز اور خوف کھا کر اپنے کو دو گنا چوگنا کرنے کی آرزو بالکل الگ ہے۔ افسوس ہے کہ جماعت علما جس کو اس خطرہ سے سب کے مقابلہ میں کم اثر لینا چاہیئے تھا وہی اس سے زیادہ متاثر نظر آتی ہے اور یہ بھی ہماری بدبختیوں میں سے ایک بدبختی ہے۔

## سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں یہ چار سادہ کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نے حال ہی میں عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں بچوں اور لڑکیوں کو صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتابیں ہیں

قیمت عہ محصول ڈاک ۵ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# زبردست مقابلہ

(از جناب مولانا عبد الماجد صاحب بی۔اے)

کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں پر عرصۂ زندگی تنگ کر رکھا ہے بری طرح وہ انہیں پامال کر رہے ہیں اور مسلمان بالکل مجبور ہوگئے ہیں کہ اپنی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں اتریں اور پورے شور کے ساتھ اپنی اس ہمسایہ قوم کے ساتھ مصروف پیکار ہو جائیں۔

صورت حال بے شبہ ایسی ہوگئی ہے کہ مقابلہ، پورا مقابلہ اور پوری ہمت و قوت کے ساتھ مقابلہ ہونا چاہیئے مسلمانوں کو اپنی جوانمردی برتنا ہے وقت آگیا ہے کہ اس کا ثبوت عمل سے دیا جائے طبل جنگ پر چوٹ پڑ چکی مہلت کی آخری گھڑی ختم ہو چکی، فرصت و انتظار کے آخری لمحے گزر چکے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ مقابلہ ہو کس صورت سے؟ کیا ہمیں اس کے لئے فوج کشی کی ضرورت پڑے گی؟ کیا اس کے لئے ہمیں توپوں اور طیاروں کو فراہم کرنا ہوگا؟ کیا اس کے لئے ہمیں سیاسی چالوں کا ماہر ہونا چاہیئے؟ ظاہر ہے کہ جنگ میں ہمیں کامیاب ہونے کے لئے ضرورت صرف ان اسلحہ کی ہے جن کی بنا پر حریف کو قوت حاصل ہے اگر ٹھیک اسی قسم کے آلات و اسلحہ جو حریف کو حاصل ہیں ہم اس سے زائد قوت کے تیار کر سکیں، تو ہماری فتح یقینی ہے غنیم کے پاس اگر کوئی توپ دس میل کی مار کی ہے تو ہمارے پاس بیس میل کی مار کی توپ ہونا چاہیئے۔

تجربہ بتاتا ہے کہ حریف کے پاس سب سے بڑی توپ لوہے اور فولاد کی نہیں بلکہ اس کے اندرونی انتظام، اس کی باہمی تنظیم اس کی آپس کی شیرازہ بندی، اس کی جماعتی ڈسپلن کی ہی اور صرف یہی وہ شئے ہے جو ہندو قوم کا اقبال ہے اور جو ہندو قوم کی زندگی ہے ٹھیک اسی کے مقابل اسی شے کے فقدان یا کمی نے مسلمانوں کو کمزور و ناتواں بنا دیا ہے مغلوب و ذلیل کر رکھا ہے اور ان کی قومی زندگی پر موت کی غشی طاری کر رکھی ہے۔

ہندو قوم صحیح معنوں میں "قوم" کہی ہی نہیں جاسکتی اصلاً "قوام" و شیرازہ بندی کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں۔ وید مقدس کا الہامی ماننا ہر ہندو کے لئے لازمی نہیں۔ گیتا پر ایمان رکھنا ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں پرانوں کے انکار کے بعد بھی بآسانی ہندو رہنا ممکن ہے کسی ایک اوتار پر سب ہندوؤں کا اتفاق نہیں کوئی ایک طریقہ عبادت سب ہندوؤں میں مشترک نہیں کوئی ایک عقیدہ سب ہندوؤں کے لئے لازمی نہیں

کسی ایک تیرتھ یا بارگاہ کا تقدس سب ہندوؤں کے نزدیک مسلم نہیں حد یہ ہے کہ شاید خدا کا قائل ہونا بھی ہندو ہونے کے لئے ضروری نہیں۔

لیکن بلحاظ عمل حالت یہ ہے کہ اپنے فرقہ وارانہ اختلاف کے باوجود اہم قومی و جماعتی مسائل میں تمام ہندو ایک مرکزی نقطہ پر آکر جمع ہو جاتے ہیں کل ہندوؤں کی آواز ایک ہو جاتی ہے اور کثرت وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کے عقائد ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا فاصلہ رکھتے ہیں لیکن ہندو قوم کی فلاح و بہبود میں مالوی جی اور سوامی شردھانند ایک پلیٹ فارم پر خلوص و یگانگت کے ساتھ مل کر کام کرتے نظر آتے ہیں سیاسی اختلافات ہر بڑی جماعت کے درمیان پیدا ہونے لازمی ہیں ان کے درمیان بھی ہیں با ایں ہمہ ہر پارٹی کے اخبارات، رسالے ہیں اور دوسرے نظامات کافی ترقی کے ساتھ اپنی اپنی زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں سب سے بڑھ کر گائے کی حفاظت کا ایک ایسا مرکزی نقطہ انہوں نے پیدا کر لیا ہے جس پر کم و بیش ہر طبقہ و عقیدہ کے ہندو متحد ہو جاتے ہیں۔

خدا نے اسی نعمت کا سب سے بڑا حصہ دار مسلمانوں کو بنایا تھا کوئی مسلمان کسی فرقہ اور کسی ملک کا ہو تمام عالم کے مسلمانوں کے ساتھ ایک بڑی حد تک اپنی مشترک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے تمام عالم کے مسلمانوں کے لئے عقیدۂ توحید لازمی ہے تمام مسلمانوں کے لئے رسول خدا صلعم کے ساتھ نسبت لازمی ہے، تمام مسلمانوں کو قرآن پاک پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔ تمام مسلمانوں پر کعبہ کو اپنا قبلہ عبادت ماننا لازمی ہے تمام مسلمانوں کا طریق عبادت ایک ہے تمام مسلمان بحکم مذہب ایک دوسرے کو بھائی سمجھنے پر مجبور ہیں غرض اس طرح تمام عالم کے مسلمانوں میں رشتۂ اتحاد و اشتراک پیدا کرنے والی ایک نہیں متعدد چیزیں موجود ہیں۔

یہ تعلیم تھی لیکن عمل کیا ہے؟ عمل یہ ہے کہ شیعہ و سنی، صوفی و عالم، مقلد و غیر مقلد، اہل حدیث و اہل قرآن لاہوری و قادیانی، دیوبندی و بدایونی، فرنگی محلی و بریلوی شاید ایک دوسرے سے دست بگریبان رہنا ہی اپنی سب سے بڑی عبادت خیال کرتے ہیں اور اسلامی اخبارات کے نزدیک شاید اپنے کسی مسلمان معاصر کو بدنام و رسوا کر دینا ہی سب سے بڑی قومی خدمت ہے روشن خیال و تعلیم یافتہ گروہ کی ساری کوشش یہ ہے کہ علماء کو ہر میدان میں زبردست شکست دے اور علمائے کرام اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ انگریزی خوانوں کے وجود سے تمام قومی مجلسوں کو پاک کر کے خود ان پر قبضہ کر لیا جائے ہر بڑی انجمن، ہر مشہور مجلس گویا اس امر کو اپنا ایک مقصد بنائے ہوئے ہے کہ دوسری اسلامی انجمنوں اور مجلسوں کو زیادہ سے زیادہ نقصان کرتے کرتے مٹی میں ملا دیا جائے۔

یہ ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کی کیفیت اور اس پر ہماری شکایت فلک کج رفتار سے ہے کہ اس کی گردش ہمیں کچلے ڈالتی ہے۔ الزام خالق کون و مکان پر ہے کہ اس نے اپنوں اور بیگانوں کو چھوڑ کر بیگانوں کو سرافراز کرنا شروع کر دیا ہے۔ فریاد اپنے رسول برحق سے ہے کہ امت کی دستگیری ترک فرما دی گئی ہے کیا ہمارے بزرگوں اور عزیزوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہماری اس حرمان و بدنصیبی اس ذلت و خواری میں خود ہمارے قصوروں کا بھی کچھ دخل شامل ہے؟ غصہ ہم ہندوؤں پر کرتے ہیں کیا ہمارے نفوس خود اس غصہ کے مستحق نہیں؟ بدلہ ہم ہندوؤں سے لینا چاہتے ہیں کیا زیادہ قرین انصاف نہ ہوگا کہ اس کی ابتدا ہم خود اپنی جانوں سے کریں؟

ہم چند مسلمان جہاں ایک ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں تو قومی و اجتماعی زندگی سے متعلق ہمارا سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ فلاں فلاں لیڈر

روپیہ کہا گئے فلاں فلاں الخواص بے ایمان اور غدار ثابت ہوئے فلاں فلاں شخص سے اتنی غلطیاں صادر ہوئیں وغیرہ وغیرہ۔ نتیجہ یہ لازمی طور پر نکلا کہ اس وقت مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ ایثار، اور جرأت سے بڑی خدمت کرنے والا کوئی فرد بھی ایسا نہیں جو انتہائی بدگمانیوں کا شکار نہ ہو اور جس کی شہرت و نیک نامی کو صدمہ پہنچانے والے بدتر سے بدتر قصے و افسانے عام طور پر مشہور نہ ہوں۔ یہ اس قوم کا طرز عمل ہے جس کو بدگمانی سے بچنے، غلط افواہوں کے باور کرنے اور غیبت و بدگوئی سے الگ رہنے کی خاص طور پر تاکید ہوئی تھی کیا ہندو قوم کا بھی برتاؤ علی العموم اپنے خادموں اور کارکنوں کے ساتھ ایسا ہی دلشکن و دلخراش ہے؟

اخبارات روزانہ و ہفتہ وار، انگریزی و اردو دونوں اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں اچھی قسم کے موجود ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی حالت قابل اطمینان ہے؟ علمی و ادبی رسائل مسلمانوں کے ہاتھ میں متعدد ہیں کتنوں کی اشاعت معقول ہے؟ تصانیف اردو زبان میں جسے مسلمان اپنی زبان کہتے اور سمجھتے ہیں، ہر سال مفید و بلند پایہ نکلتی رہتی ہیں ان کی طرف مسلمان قوم کو کس حد تک توجہ ہے؟ کیا یہی برتاؤ ہندوؤں کا اپنے اخبارات، اپنے رسائل اور ہندی زبان کی تصانیف کے ساتھ بھی ہے؟

اسلامی انجمنیں، اسلامی درسگاہیں کس کثرت سے اس وقت موجود ہیں اور سب ایک ہی طرز و نمونے کی نہیں بلکہ بالکل مختلف مقاصد کے ساتھ بالکل مختلف کارکنوں کے ہاتھ میں ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسی ہے جو سرکاری امداد بغیر کسی رئیس کی سرپرستی کے محض قوم کی توجہ و ہمدردی کے سہارے پر چل رہی ہو؟ تعلیم، تبلیغ، خلافت، تنظیم کتنے کاموں کا اعلان کیا مگر کسی شعبے کے متعلق بھی کچھ اپنی سرگرمی کو قائم رکھ سکے؟ کسی شعبے کو ہم اندرونی نزاعات سے محفوظ رکھ سکے؟ علیگڑھ، دیوبند، ندوہ، جامعہ، ان میں سے کسی کو خارجی اعانت سے قطع نظر کرکے محض اپنی توجہ و ہمدردی سے زندہ رکھ سکے ہیں؟

پھر کیا ہندوؤں کا بھی یہی برتاؤ اپنی درسگاہوں اپنی انجمنوں، اپنی سبھاؤں اور اپنے گئوشالاؤں کے ساتھ ہے!

کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ جس قوم کو سب سے پہلا سبق انما المومنون اخوۃ کا ملا تھا جو امت دنیا کو اتفاق و یکجہتی کا درس دینے آئی تھی جس ملت کا طغرائے امتیاز رحماء بینہم تھا وہی آج تفریق و انتشار کی انتہائی گہرائی میں پڑی ہوئی ہے اور اس حد تک مسخ ہو چکی ہے کہ اپنی اس پستی کا بھی احساس نہیں کرتی اور بجائے اپنے تئیں ملزم قرار دینے کے دوسروں پر الزامات رکھنے میں ذرا نہیں شرماتی ایک شور برپا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو مٹائے ڈالتے ہیں کوئی ان غیرتمند بھائیوں کو سمجھائے کہ محض ہندو کیا معنی اگر ساری دنیا بھی متحد ہو کر انہیں مٹانا چاہے تو نہیں مٹا سکتی جو شئے ان کی مٹانے والی ہے وہ خود ان کی نفسانیت و خودغرضی اور باہمی رشک و حسد ہے جس روز اپنے اس بڑے اندرونی دشمن کو انہوں نے زیر کر لیا دنیا کی کوئی قوت ان پر فتح نہیں پا سکتی۔


## رسالہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد و ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال ظاہر کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہونگی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ اکتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے بہار بنگال۔ یوپی۔ پنجاب۔ گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسالوں کی گجراتی۔ بنگالی۔ برہمی۔ اور مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید۔ کتب آسمانی ملائکہ جنت و دوزخ عذاب و ثواب معجزات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان معہ تشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذکر اور اس کا ثبوت۔ قیامت کے متعلق علامات و معلومات کا ذخیرہ اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن میں جلد آ سکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

**کامل سٹ پانچ حصے عہ/ مجلد عہ/ علاوہ محصولڈاک**

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# ترکی جمہوریہ میں چند روز

(ایک سیاح کے قلم سے)

ترکی بالکل بدل گئی لیکن قسطنطنیہ کی ظاہری شکل و صورت میں کوئی فرق نہیں جب میرا جہاز حسب معمول باسفورس میں داخل ہوا تو قسطنطنیہ ویسا ہی دلفریب نظر آتا تھا جیسا سلطان عبدالحمید خان ثانی کے عہد میں وہی شاندار محلات تھے وہی خوشنما عمارتیں تھیں اور وہی مساجد کے دلکش گنبد جب میں قسطنطنیہ کی سڑکوں پر سے گذرا تو مجھ کو انقلاب کی جھلک نظر آئی مصطفےٰ کمال پاشا نے قسطنطنیہ یا استانبول کو مستقر حکومت ہونے کے شرف سے محروم کر دیا ہے لیکن وہ قسطنطنیہ کی جاذبیت میں کوئی کمی نہ کرسکے قسطنطنیہ کا منظر آج بھی ویسا ہی پرکیف ہے اور اس میں مشرقی شان امارت کے دلکش نظارے اب بھی اسی طرح نظر آتے ہیں۔

ترک صدیوں سے یورپ میں رہتے ہیں یوروپین معاشرت ان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے اور چونکہ قسطنطنیہ تہذیب و تمدن کا مرکز رہا ہے اس لئے یہاں پوشاک کی تبدیلی کچھ زیادہ نمایاں نظر نہیں آتی ہے سیاحوں کو فرق صرف یہ نظر آتا ہے کہ پہلے مردوں کے سر پر خوشنما لال ٹوپی ہوتی تھی اب وہ نمائشی لیکن قسم کی چھجہ دار مغربی ٹوپی پہنتے ہیں ہاں ترکی عورتوں میں زیادہ انقلاب نظر آتا ہے ترکی عورتیں آزادی کے ساتھ باہر تو پہلے ہی نکلتی تھیں لیکن ان کے چہروں پر آنکھوں کے نیچے ایک باریک نقاب ہوتا تھا لیکن اب اس نقاب نے جو پہلے آنکھوں کے نیچے رہتا تھا اب چہرے سے بھی نیچے سرک کر شانوں پر ایک لوازم فیشن کی حیثیت اختیار کرلی ہے عورتوں کی پوشاک میں اب مغربی انداز زیادہ نمایاں ہے لیکن وہ میموں کی طرح مغربی ٹوپی اب بھی استعمال نہیں کرتی ہیں ان کے سروں پر ایک خوشنما لیس دار ٹوپی ہوتی ہے۔

ترکوں کے الحاد کی داستانیں بالکل فرضی ہیں یوروپین ممالک نے جو صدیوں سے ترکی قوم کے دشمن رہے ہیں انھیں اسلامی ہمدردی سے محروم کرنے کے لئے یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا ہے جس طرح ہمارے ہندوستان میں بعض دولتمند اور والیان ریاست مسلمان مذہبی فرائض کی پابندی نہیں کرتے اور منہیات شرعی میں مبتلا رہتے ہیں یہی ترک ارباب ثروت کا بھی حال ہے انھیں بھی ہمارے ہندوستانی رئیسوں کی طرح شاہد پرستی و بادہ گساری سے فرصت نہیں ملتی باقی ترک عوام اسی طرح پابند مذہب اور پکے مسلمان ہیں جس طرح ہمارے ہندوستان کے وہ مسلمان جو ترکوں کو محض اس الزام میں برا کرتے ہیں کہ انھوں نے برائے نام خلافت کا مرکز توڑ دیا ہاں یہ ضرور ہے کہ چونکہ ترکوں میں تعلیم مقابلتاً زیادہ ہے اور ان کی رگوں میں غلامی کے جراثیم پیوست نہیں ہوئے اس لئے وہ عام ہندوستانی مسلمانوں کی طرح تنگ خیال متعصب اور کوتاہ نظر نہیں اگر اسلام کی اصل روشنی میں دیکھا جائے تو ایک ترک ایک ہندوستانی سے زیادہ سچا اور مخلص مسلمان ہے اوقات نماز میں مسجدیں آج بھی اسی طرح بھری نظر آتی ہیں جیسی کہ سلطان عبدالحمید خان کے عہد میں بھر ترکی قوم سوٹ پوش ہے ہمارے ہندوستان میں بھلا کتنے سوٹ پوش نوجوان اذان کی آواز سنکر مسجدوں میں جاتے ہیں صرف اسی ایک بات سے اندازہ کرنا چاہئے کہ ترک زیادہ مخلص مسلمان ہیں یا وہ جو محض شیخی بگھارنے والے ہندوستانی۔

میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نماز مغرب کے وقت قسطنطنیہ کی سڑکیں سونی ہو جاتی ہیں ہر سوٹ پوش اور ہیٹ لوازم ترک مسجد کی طرف بھاگتا ہے تعلیم یافتہ فیشن ایبل خواتین اپنا لباس سنبھالتی ہوئی فریضہ مغرب ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں مغربی پوشاک میں ملبوس ان عورتوں اور مردوں کو خدائے واحد قہار کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے دیکھکر جو دل پر گہرا اثر پڑتا ہے وہ ہندوستان کی مساجد میں چند لمبی داڑھی والے مولویوں اور چند غربا اہل حرفہ کو دیکھکر نہیں پڑسکتا۔ افسوس ہے کہ ان تنگ خیال مسلمانوں کی نگاہ میں جو اپنے آپ کو اسلام کا واحد ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ترک پھر بھی ملحد بے دین اور کافر ہیں۔

قسطنطنیہ سے جب میں انگورا کی جانب روانہ ہوا تو مجھے انقلاب کی جھلک زیادہ گہری نظر آئی شہروں میں تو ترک پہلے ہی سوائے ہیٹ کے مغربی پوشاک پہنتے تھے لیکن دیہاتوں میں پتلون نما شلوار یا شلوار نما پتلون کا زیادہ رواج اور ترک کاشتکاروں کے لباس میں مشرقیت غالب تھی لیکن اب دیہاتوں میں بھی مغربی پوشاک کا رواج بڑھ رہا ہے ترکی ٹوپی تو بہت ہی کم نظر آتی ہے اندرونی علاقوں میں وائرلیس۔ ٹیلیگرافی ریلوے لائن اور مشینریوں کے رواج سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایشیائی حصہ کے قالب میں مغربی روح کس طرح حلول کر رہی ہے دس بارہ سال پیشتر کون خیال کرسکتا تھا کہ قونیہ جیسی شہر یا انگورہ میں مغربی تمدن کے آثار نظر آئیں گے۔

ترکی جمہوریہ کا پایہ تخت انگورہ مغربی انداز کا خوشنما شہر ہے صرف چند برسوں ہی کے اندر اس کی از سر نو تعمیر ہوئی ہے انگورہ کی آبادی بڑھتی جارہی ہے دفاتر حکومت کے علاوہ دیگر ملکی سفارتخانوں کی عمارتیں بھی خوشنما ہیں۔

انگورہ میں سب سے زیادہ شاندار سڑک "شارع غازی" ہے اسی سڑک پر ترکی قوم کے مایہ ناز ہیرو مصطفےٰ کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے شام کے وقت شارع غازی پر بہت چہل پہل رہتی ہے یہ سڑک اپنی صفائی اور نفاست میں لندن اور پیرس کے مشہور صاف ستھرے بازاروں کا مقابلہ کرتی ہے ٹریفک بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن گوڑا تو درکنار کہیں گرد و غبار کا بھی نام نہیں ہوتا۔ ترک سگرٹ نوشی کے بہت عادی ہوتے ہیں سگریٹ کے بچے ہوئے حصوں کو پھینکنے کے لئے جابجا رنگین ٹب ہوتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی موٹر سے سگریٹ پھینکدے تو صاف کرنے والے فوراً اس کو اٹھا لیتے ہیں شارع غازی کے کنارے پر ایک خوشنما نو تعمیر مسجد ہے جس کے چاروں طرف بہت پر رونق میدان ہے یہاں لوگ جمع ہوکر قہوہ نوشی کرتے ہیں ان دکانوں پر اعلیٰ درجہ کی بسکٹیاں دستیاب ہوتی ہیں۔

سرکاری ملازمین کے لئے انگورہ کی موجودہ آبادی سے باہر خوشنما کوارٹر بنے ہوئے ہیں اور اس حصہ کو نئی شہر یا نیا شہر کہتے ہیں شام کو

پانچ بجے سرکاری ملازمین دفتروں سے فرصت پاکر اپنے گھروں کو جاتے ہیں اور "شارع غازی" پر ان کی موٹروں کا ہجوم ہوتا ہے۔

انگورہ میں پہاڑی کے اوپر غازی مصطفے کمال پاشا صدر جمہوریہ کی سرکاری قیام گاہ ہے عمارت بہت سادہ مگر دلکش ہے میں ایک دن اس پہاڑی کے اوپر بھی گیا پھاٹک پر مسلح سنتریوں کا پہرہ تھا دفعتاً سنتریوں نے رائفلیں سنبھالیں اور مؤدبانہ فوجی انداز میں کھڑے رہ گئے میں نے اوپر نگاہ اٹھائی غازی مصطفے کمال پاشا اوپر چھجے پر کھڑے ہوئے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ترکی قوم کے اس نجات دہندہ کو دیکھتا رہا غازی موصوف چند منٹ تک پھاٹک کی جانب دیکھتے رہے ان کی نظر مجھ پر نہیں پڑی اس کے بعد ٹہلنے لگے اتنے میں چند ترک کاشتکار چھکڑوں کی ٹوکریوں میں لئے ہوئے آئے وہ پھاٹک کے اندر داخل ہونا چاہتے تھے لیکن مسلح سپاہیوں نے ان کا راستہ روک دیا تھا کاشتکاروں نے اندر جاکر اپنے غازی کی زیارت کے لئے اصرار کیا لیکن سپاہیوں نے پھاٹک کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اتفاق سے غازی مصطفے کمال پاشا کی نظر ان پر پڑ گئی انہوں نے سپاہیوں کو اشارہ کیا وہ ایک جانب ہٹ گئے ترک کاشتکاروں کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے اور وہ اندر داخل ہوگئے۔

میں نے دیکھا کہ غازی مصطفے اپنی رعایا کو دیکھکر مسکرا رہے تھے کاشتکاروں نے قدیم ترکی انداز پر غازی کو سلام کیا غازی نے بآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ایک ایلچی کا حکم ان کو اوپر لے گیا میرے خیال میں یہ غریب کاشتکار اپنے محبوب غازی کی خدمت میں نذر کرنے کے لئے پھلوں کی ٹوکریاں لائے تھے اس نظارہ سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ ترکی قوم کو اپنے غازی سے محبت ہے اور غازی مصطفے کمال پاشا بھی ان لوگوں پر جو ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں زیادہ پابندیاں عائد نہیں کرتے۔

انگورہ سے قونیہ گیا یہاں اہل انگورہ کے مقابلہ میں مشرقیت زیادہ غالب ہے غازی مصطفے کمال پاشا نے مذہبی پیشواؤں کو مغربی لباس سے مستثنےٰ قرار دیا ہے اور چونکہ قونیہ کو ایک مذہبی مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے یہاں لمبے چوغے اور رنگین عمامے بکثرت نظر آتے ہیں قونیہ کے چاروں طرف انگوروں کے خوشنما باغات ہیں انگور یہاں بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور اس کی تجارت فروغ پذیر ہے قونیہ کے ایک ممتاز بازار میں غازی مصطفے کمال پاشا کا مجسمہ نصب ہے اس شہر کی بھی توسیع ہو رہی ہے جو جدید حصہ آباد ہوا ہے اس میں مغربی جھلک ہے اسی شہر میں اساتذہ ٹریننگ کالج گورنمنٹ ہاؤس اور اٹومن بنک کی شاندار عمارتیں ہیں ایک بہت شاندار مسجد بھی زیر تعمیر ہے شہر کے قدیم حصہ میں جامع عزیز الدین بہت مشہور عمارت ہے اس میں دنیائے اسلام کے مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا جلال الدین رومی کا مزار ہے جس کی زیارت کے لئے ہر حصہ ملک کے زائرین آتے ہیں۔

ترکی آنے سے پیشتر میں نے سنا تھا کہ غازی مصطفے کمال نے اپنے شوق تجدید میں قونیہ کی مشہور خانقاہ کو مکتب بنا کر کے درویشوں کو نکال دیا ہے لیکن یہاں پہنچکر یہ اطلاعات بالکل غلط ثابت ہوئی پچھلے عرصہ میں قونیہ کے چند درویشوں نے حکومت کے خلاف بغاوت میں نمایاں حصہ لیا تھا اسی سلسلہ میں ترکی حکومت نے چند درویشوں کو پھانسیاں دیں اور چند کو خارج البلد کر دیا اس کے علاوہ انہوں نے خانقاہ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا درویشوں کا مستانہ وار رقص آج بھی قونیہ میں ہوتا ہے اور زمانہ قیام میں مجھے خود ایک مرتبہ یہ رقص دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

میں جہاں کہیں بھی گیا میں نے ترکوں کو بدرجہ غایت خلیق اور مہمان نواز پایا ایشیائیوں کے ساتھ بالخصوص محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ترکوں کو غازی مصطفے کمال پاشا سے غیر معمولی محبت و عقیدت ہے ان کے خلاف وہ کوئی بات بھی سننا گوارا نہیں کرتے ملک میں ہر طرف ترقی کے آثار نظر آرہے ہیں تعلیم کا عام رواج بڑھ رہا ہے چونکہ مسلسل جنگ کی وجہ سے ترکی نے شدید نقصانات برداشت کئے ہیں اس لئے ان کی تلافی کے لئے بہت زیادہ روپے کی ضرورت ہے یونانیوں نے حملہ کے وقت تو شہر ویران کر دیئے ان کی از سر نو تعمیر ہو رہی ہے ترکی میں غیر ممالک کا سرمایہ صرف ہو سکتا ہے لیکن مصطفے کمال پاشا حتی الامکان اپنے ملک کو غیر ملکی سرمایہ کے نام اور قرض کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں اس لئے حکومت زیادہ ٹیکس لگانے پر مجبور ہے دوسرے ممالک کے مقابلہ میں ترکی ٹیکس ناقابل برداشت ہیں سڑکوں پر جو لوگ چیزیں فروخت کرتے ہیں حکومت ان سے بھی ٹیکس وصول کر لیتی ہے ٹیکس کی یہ شدت لوگوں کے لئے تکلیف دہ تو ضرور ہے لیکن حکومت کی مجبوری اور خود اپنے مستقل قومی فائدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترک عاشقان وطن اس گرانباری کو بخوشی برداشت کرتے ہیں

ترکوں کو آزادی سے جس قدر محبت ہے وہ کسی مزید صراحت کی محتاج نہیں اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے صدیوں اپنا خون پانی کی طرح بہایا ہے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ترکوں کو چند سال بھی کبھی امن و عافیت کے ساتھ بیٹھنا نصیب نہ ہوا ان پر دشمنوں کی ہمیشہ یورش رہی مخالفوں نے ان کی آزادی کو پامال کرنا چاہا لیکن انہوں نے اس بیش قیمت چیز کو بچانے کے لئے ایک ایک انچ زمین پر جنگ کی جنگ یورپ کے اختتام پر قدیم سلطنت عثمانیہ پارہ پارہ ہو چکی تھی کون کہہ سکتا تھا کہ ایسی حالت میں جبکہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں جنگ سے تھک کر بیدم ہو چکی ہیں شکست خوردہ اور مغلوب ترک پھر ایک تلوار نیام سے نکالیں گے لیکن حریت پرستی کے جذبہ نے ترکوں کے تھکے ہوئے قالب میں ایک نئی روح پھونکی اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ان کی آزادی کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو رہا ہے تو انہوں نے غلامی کی ابدی زندگی پر آزادی کے چند لمحوں کو ترجیح دی اور سر سے کفن باندھ کر پھر شاہد حریت کا ناموس بچانے کے لئے پھر میدان جنگ میں آگئے جو قومیں خوش تھیں کہ ہم نے ترکوں کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ان کی نگاہیں ترکوں کی یورش سے پھر خیرہ ہو گئیں یہی ترکوں کا جذبۂ حریت پرستی تھا جس نے مغلوب ترکوں کو فاتح کی حیثیت سے پھر آزاد قوموں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا۔

جو ترک آزادی کے لئے اپنی جانوں تک کی پرواہ نہ کرتے ہوں ان سے یہ کس طرح امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اس کے تحفظ کے لئے روپیہ خرچ کرنے سے دریغ کرینگے ترک مالدار قوم نہیں ہے مختلف اقتصادی دشواریاں رونما ہیں لیکن چونکہ وہ جانتی ہے کہ آزادی قومی حکومت کے قیام و بقا کے لئے اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے اس لئے وہ گرانبار ٹیکسوں کو بخوشی ادا کرتے ہیں اور اگر ان کی حکومت کو اور بھی زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوئی تو ترکی قوم شاید اپنے جسم کے کپڑے بھی فروخت کر کے آزادی کو بچانے کے

# اپنے آپ پر ایک نظر

(از جناب مولٰینا سید محمد یوسف صاحب قادری، ہوشیار پوری)

موجودہ زمانہ اسلامی ہند کے لئے انتہائی ابتلا کا زمانہ ہے یا یانہ وطن صدہا سال کی غلامی میں رہنے کے باوجود تمام وہ منازل ارتقا طے کر چکے ہیں جن کی طرف مسلمان اب گامزن ہوا ہے انہوں نے اپنی مالی حالت کو مضبوط سے مضبوط تر کرکے اپنی جسمانی مذہبی اور سیاسی قوت کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا ہے کہ ان کا ہر ایک حریف خستہ حال اور ہراساں و پریشان ہے اور ان کی غیر معمولی مجموعی ترقی کو نہایت بدگمانی سے دیکھ رہا ہے۔

### برادران وطن کا ارتقا

برادران وطن نے اپنی ایک ایک کمزوری کو تاڑ لیا اور نہایت تن دہی سے اس کے علاج میں مصروف ہوگئے ان میں مذہبی اختلاف تھا رنجار تھا لیکن صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے آپ کو اس قدر سنبھال لیا ہے کہ مختلف الخیال ہونے کے باوجود وہ ایک خاص نصب العین کے لئے کوشش کر سکتے ہیں انہوں نے اپنے سپاہیوں کو آواز بلند کہہ دیا ہے کہ لڑائی کے میدان میں ہم یہ نہیں پوچھیں گے کہ تمہارے خیالات کیا ہیں بلکہ ہم کو صرف یہی دیکھنا ہے کہ تمہاری بندوقوں کے منہ کس طرف ہیں۔

### تکمیل جسمانیت

برادران وطن کو اپنی بدنی طاقت کا بڑا کھٹکا تھا انہیں اندیشہ تھا کہ ہم سارا کھیل کہیں غیروں کے لئے ہی نہ کھیلتے ہوں اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ اصلاح کی فکر میں پڑ گئے چند سال ہی میں انہوں نے اس قدر جرأت، حوصلہ اور زور بازو پیدا کر لیا ہے اور تمام دعویدار طاقتوں کو زور آزمائی کا کھلا کھلا چیلنج دے رہے ہیں اگر ان کی بات کے متعلق ابھی تک کسی کو شک ہے تو وہ کانپور بنارس، آگرہ، مرزا پور وغیرہ کے واقعات پر نظر ڈال لے۔

### تعداد کا فکر

ملک کے بعض حصوں میں انہیں آبادی کے گھٹ جانے کا اندیشہ تھا لیکن اس کمی کو رفع کرنے کے لئے بھی انہوں نے شدھی کا دروازہ کھول لیا اور دیگر اقوام کو بڑی تیزی سے اپنے بھانگ کے اندر داخل کر رہے ہیں انہوں نے یہ عمل کسی وقتی ہیجان کے ماتحت نہیں کیا بلکہ ایک مستقل پالیسی اور عاقلانہ دور اندیشی کے ماتحت کیا ہے ملک میں انقلابات کی آندھیاں آئیں جھونکے اٹھے لیکن وہ جماعت جو کہ تعمیر عمل کے زریں اصول کے ماتحت ایک اور محض اسی ایک کام کے لئے وقف ہو گئی ہے شہرت و نام آوری یا کسی ہنگامی جذبہ کے ماتحت اپنے مورچہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ہٹے گی اور وہ اپنے کام میں مصروف رہے گی۔

باتن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

### حالت کا امتحان

جب دور اندیش ہندو لیڈروں نے دیکھا کہ ہمسایہ قوموں کی جسمانی قوت کا خدا ان کے ہمقوموں کو بہت خائف کئے ہوئے ہے اور ان کو اپنی صحیح حالت کا اندازہ نہیں کرنے دیتا تو انہوں نے اس مرض کو دور کرنے کے لئے ان کو ان مسلمانوں سے بھڑوا دیا جن سے کہ وہ خائف تھے وہ لوگ جنہوں نے کبھی خون کی ایک بوند بھی نہیں دیکھی تھی خون کی ندیاں بہا دیں اور جب ان ندیوں میں ان تیس مارخانوں کو جن سے وہ اس قدر خائف تھے تیرتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ سمجھ گئے اور خوب سمجھ گئے کہ ہم احمق تھے کہ سامنے سے ہی ڈرتے رہے آج ان کے لئے یہ خونی مناظر کچھ زیادہ بھیانک نہیں رہے وہ انہیں نہایت معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ آج انہیں آڑے وقتوں میں اپنے ہی دست و بازو پر نگاہ ڈالنے کی عادت ہو گئی ہے آج انہیں بڑے سے بڑے حریف کے ساتھ بھی نبرد آزما ہونے کے لئے غیر کی امداد کی حاجت نہیں رہی مبارک ہے وہ قوم اور قابل صد تحسین ہیں وہ لیڈر جنہوں نے دلوں کی بھولی بھٹکی مری مرائی قوم کو نہ صرف راہ راست پر ڈال دیا بلکہ لیلائے مقصود کی صحیح آرام گاہ بھی دکھا دی اور اس کے جمال جہاں آرا کی جھلک دکھا کر راہ طلب کے مجنونوں کی آتش شوق کو اور بھی بھڑکا دیا۔

### مسلمانوں پر نظر

اے مصفیران چمن آؤ ذرا اس چمن کی نوحہ خوانی بھی کر لیں جو کبھی بہلہ کشت دامنوں کا سرچشمہ تھا اور آج سراپا خزاں ہے۔

آؤ آج نہیں عازیان عرب و عجم کے اخلاف کی ایک مختصر سی مگر پر درد داستان سنائیں کہ وہ کس حال میں ہیں اور ابھی امی کی غلامی کا حق کہاں تک بجا لا رہے ہیں؟ دنیا کے انقلابات کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ فلاں ابن فلاں کے حقوق و مطالبات کی جھنجھٹ یا کسی خاندان قدیم کے حق یا خدمت کی بجا آوری میں اپنی قوت ضائع کرے۔

اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یہاں تو عام اعلان ہو چکا ہے کہ قسمتیں رونے سے نہیں بنا کرتیں منزلیں کہنے سے طے نہیں ہوا کرتیں کتوں کی آوازیں بندوق کا سا اثر انداز نہیں ہو سکتیں تنازع للبقا کا میدان موجود ہے، گر دوچگان ہم سے ہو او قسمت آزمائی کر دیکھو۔

### خود اعتمادی کہاں ہے

سلطنت کھو کر مسلمان بڑے عرصہ تک ادھر ادھر بھٹکتے رہے بڑے بڑے دستگیروں کو یاد کیا بڑے بڑے پیچ و تاب کھائے کبھی ہندو کے چرن پکڑے کبھی انگریز کی بارگاہ میں بے نوا ہوا کبھی کانگرسی داتاؤں کے جان و مال کو دعائیں دیں اور اب تک کبھی اس در پر نگاہیں ہیں کبھی اس در پر آہ کہ ایسی حوصلہ مند دلیر اور غیر اللہ کے سامنے کبھی نہ جھکنے والی قوم کچھ ایسی سٹھیا گئی ہے کہ اب اسے وہ اصول بھی یاد نہیں جو اس نے خود دنیا کو سکھائے تھے کیا یہ صحیح نہیں کہ اس سے قبل مسلمانوں نے ساری کائنات محض اپنے اوپر ہی بھروسہ کرکے حاصل کی تھیں اور اقبال کے الفاظ میں ہمیشہ ہر ملک خدا کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھا تھا اور زمین کے ہر گوشے میں ہر دوسرے سہارے سے بے نیاز رہ کر زندگی بسر کی تھی۔؟

اسلام کی فطری نصرت وکی مرانی کی وہ سادہ مگر پر رنگ تصویر جو علامہ اقبال نے طارق اعظم کے الفاظ میں کھینچی ہے، مسلمان کی جانبازی اور خدائے یکتا پر اعتماد کلی کی مکمل تصویر ہے۔

طارق چو برکنارہ اندلس سفینہ سوخت  گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست

دور یم از سواد وطن پر بہانہ بسیم — ترک سبب نمودے شریعت کجا رواست
خندید دوست نوبش با عشیر پر دگفت — ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

## ایک کسوٹی

دنیا کا یہ عام اور اٹل طریقہ ہے کہ وہ کبھی نہ پر نظر نہیں ڈالتی وہ شئے منزہ از حرف رسمی کی قائل ہے کسی تعلیم کے حاملین سے ہی اس تعلیم کے حسن و بطلان کا اندازہ لگایا کرتی ہے آج اگر ایک سکھ یا لیگ ہی کی بلندی و برتری کا ڈنکا دیگر اقوام کے سامنے اپنے کان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس کی یہ منا صدا بصحرا ثابت ہوگی اس لئے کہ ان کے داعی کی قوم اپنا تمدنی وقار بالکل کھو چکی ہے کوئی طاقتور ایک منٹ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ ایک ایسی سوسائٹی میں شریک ہو جہاں جا کر اس کی عزت ذلت سے بدل جائیگی ہر ایک انسان اپنے درجہ کو بلند کرنے کا خواہشمند ہے وہ اپنے سے اچھے کے ساتھ رابطۂ اتحاد پیدا کرنے کا متمنی ہوگا یہاں ہم مسلمانوں کو اس کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرینگے۔

## ہمارے مشترک معائب

پنجاب میں مسلم آبادی مجموعی آبادی کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور یہاں کے مسلمان اسلامی ہند کے نمائندہ خیال کئے جاتے ہیں لیکن چونکہ سب مسلمان ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اور ایک ہی درخت کے پھل ہیں اس لئے محاسن میں گو یکساں نہ ہوں لیکن معائب میں موافقت ضرور ہے۔

عام حالت یہ ہے کہ ہر مسلمان خواہ وہ شریف ہو یا رذیل ایک اعلیٰ تنخواہ دار افسر ہو یا ایک ادنیٰ پیشہ ور ہر ایک قرضہ اور سود کی لعنت میں گرفتار ہے اور اسراف بیجا کا شکار رہے جسے دیکھیں حد سے گزرا ہوا ہے اس کے روزانہ اخراجات اس کی روزانہ آمدنی کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں جس سے کہ وہ بیحد پریشان ناامیدیوں کا پتلا اور حسرت و ارمان کا مجسمہ بنا ہوا ہے نہ صرف یہ کہ وہ جدید ذرائع آمدنی سے ناآشنا ہے بلکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے ترکہ کو بھی باوجود بڑے احساس کے سنبھال نہیں سکتا جس کی وجہ سے مجموعی حالت یہ ہے کہ مسلمان آبادی نہایت مضطرب حالت میں ہے ہمسایہ قوموں کا قلیل عرصہ میں ہی ان سے بڑھ جانا اور اپنی کمزوری کا احساس ان کو بہت پریشان کئے ہوئے ہے لیڈران قوم کی باہمی خانہ جنگی اور کسی باقاعدہ اور بے ریا لیڈر کا فقدان اور اسلامی تحریکوں کی ناکامی ان کے اضطرار میں اضافہ کئے ہوئے ہے مساجد بے رونق ہیں اولیائے کرام کے مزارات جو کہ سرچشمۂ فیوض و برکات تھے عام طور پر فسق و فجور کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔

## تجارت کی حالت

تجارت میں مسلمانوں کا حصہ اس قدر کم ہے کہ اگر کوئی نو وارد کسی شہر کے بازاروں میں گھومتا ہوا مسلمانوں کی مالی معاشرتی و تمدنی حالت کا اندازہ لگانا چاہے تو اس کو سخت مایوسی کا سامنا ہوگا اس کی آنکھیں ہر دکان کے سائن بورڈ پر کسی اسلامی نسبت رکھنے والے نام کی متلاشی ہوں گی لیکن بہت کم اس کی یہ خواہش پوری ہو سکیگی البتہ شہر کے مشہور و معروف چوکوں اور بازاروں کو چھوڑ کر اگر وہ کسی غیر معروف سے حصہ میں داخل ہو جائے تو چند مسلمان نانبائیوں کی غلیظ بدنما اور سڑی ہوئی دکانیں دیکھ لیگا جن کے گرد نحوست و نکبت منڈلاتی ہوئی نظر آئے گی اور دکاندار کی شوربختی اور گاہکوں کی انتہائی زبوں حالی ہویدا ہوگی اس کے بعد بھی اگر مسلمانوں کی مزید تجارتی تگ و دو کا اندازہ کرنے کا شوق ہو تو وہ چند مٹی کے برتن بیچنے والوں تنباکو فروشوں یا اسی قسم کے اور ادنیٰ پیشہ والوں کی دکانیں دیکھ سکیگا خاص شاہراہوں کو چھوڑ کر عام حالت یہی ہے۔

بس اسی پر ہی مسلمانوں کی تجارت کا خاتمہ سمجھئے اور یہی وہ حصہ ہے جو مسلمان دکاندار شہر کی رونق تجارتی فروغ اور قومی مذاق کی نمائش میں لیتے ہیں۔

## اسلامی محلے

اس کے بعد اگر اسلامی محلوں کے اندر جانے کا اتفاق ہو تو وہاں کی حالت اور بھی زبوں نظر آئیگی اسلامی محلوں پر بھی گمان ہوگا کہ شاید اچھوتوں کی آبادی ہے مسلمانوں کے مقبوضہ مکانات میں سے بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا جو کہیں رہن ہوگا یا سرمایہ داروں کے اور کسی بیع میں ہوگا۔

واقف کار لوگوں کا خیال ہے کہ شہر کے اندرونی حصوں میں مسلمانوں کی جائیدادیں بُری طرح اغیار کے ہاتھوں میں جا رہی ہیں اور جوں جوں سرمایہ دار اپنی شاندار عمارات بنا اور بڑھا رہے ہیں مسلمان آبادی کو شہر کے باہر دھکیلا جا رہا ہے۔

شہر میں چکر لگاتے ہوئے اکثر ایسی جگہ مسجدیں کھڑی نظر آتی ہیں جن کے اردگرد آبادی سب غیر قوموں کی ہے یہ کیفیت دیکھ کر اکثر اوقات ایک اجنبی شخص شش و پنج میں پڑ جاتا ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ چند سال قبل یہ اسلامی محلے تھے لیکن آہستہ آہستہ ان کے مکانات ہندوؤں کے ہاتھ میں چلے گئے ہیں اور اب اسلامی تمدن کی یادگار یہ مسجد ہی ہیں جن میں موذن پانچوں وقت اذان کہکر نہایت بانگ لیتا ہے ان مسجدوں سے اذان کی آواز ایسی جگہ بلند ہوتی ہیں کہ حساس آدمی مسلمانوں کی بے کسی اور اسلام کی یتیمی پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

## اسلامی دیہات

پنجاب میں چونکہ اسلامی آبادی قدرے زیادہ ہے اس لئے یوپی اور دیگر صوبجات کے برخلاف یہاں عموماً خالص اسلامی آبادی والے دیہات ملتے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے خواہ ساری آبادی مسلمان کیوں نہ ہو چند گھر ساہوکاروں کے ضرور ملیں گے جو کہ تمام گاؤں کے اصلی منافع کے مالک ہوں گے اور گاؤں میں پختہ مکانات اور آسودہ حالی انہیں کو حاصل ہوگی باقی زمیندار آبادی عموماً پارٹی بازی مقدمہ بازی اور طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا پائی جاتی ہے افلاس اور جہالت کی یہ کیفیت ہے کہ اکثر اوقات تمام گاؤں میں کوئی مسلمان خواندہ نہیں ملے گا اس لئے ہندو وکلاء اور ساہوکاروں کے لئے اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے بہترین موقع حاصل ہے۔

## مخلوط آبادی کے دیہات

چونکہ پنجاب کے مسلمان انہیں اقوام سے ہیں جن کا کچھ حصہ تو نعمت اسلام سے مالا مال ہو گیا اور کچھ اپنے قدیم مذہب پر قائم ہے اس لئے بعض دیہات ایک ہی برادری کی نصف مسلم و نصف غیر مسلم آبادی رکھتے ہیں لیکن مسلمان اپنی غربت جہالت بدنی کمزوری اور زبوں حالی کی وجہ سے نہایت آسانی سے پہچان لئے جائینگے چونکہ ایسے دیہات میں غیر اقوام تعلیم یافتہ اور خوب بیدار ہیں اس لئے مسلمانوں کی جائدادیں ان کے ہاتھ لگ رہی ہیں ایک اور بات یہ ہے کہ اکثر مقامات پر غیر مسلم زمیندار ساہوکارہ کرتے ہیں یہ لوگ ساہوکارہ و لین

سے بہت زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہیں کیونکہ زراعت پیشہ ہونے کے باعث ہیچ وغیرہ میں انھیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

تمدنی لحاظ سے بھی ایسے دیہات کے مسلمان زمیندار اپنے آپ کو غیر مسلم زمینداروں سے گھٹیا سمجھتے ہیں اور کسی قسم کی برابری کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں ان دیہات میں مسلمان عورتوں کی آبرو بھی عموماً خطرے میں ہوتی ہے جو کہ غربت کے باعث اکثر غیر مسلم اوباشوں کے ہتھے چڑھ جاتی ہیں۔

**پنجاب کے کمین** پنجاب میں مسلمانوں کا تناسب آبادی اور اقوام سے زیادہ ہے اور اس میں بڑا حصہ ان لوگوں کا ہے جو کہ زمیندار ہیں اور جن کو دیہات میں کمین کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ لوگ ہر قوم کے دیہات میں تھوڑی بہت تعداد میں آباد ہوتے ہیں اور بڑی دبی ہوئی حالت میں بسر اوقات کرتے ہیں اگرچہ یہ لوگ طرح طرح کے مظالم کے شکار رہیں لیکن پھر بھی ان میں زندگی کے آثار پائے جانے لگے ہیں باوجود ہر قسم کے دباؤ کے یہ لوگ دینی کاموں میں حصہ لیتے ہیں اکثر دیہات میں جہاں پہلے مساجد نہیں تھیں یا زمینداروں کی جہالت کے باعث اذان کی بندش تھی وہاں پہ یہ ہر قسم کا جانی اور مالی ایثار کر رہے ہیں اور اپنے جائز حقوق کے لئے سینہ سپر ہیں کاش ان لوگوں کی تعلیم کا انتظام مسلمان کر سکتے۔

**علاج** اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی آبادی کی زبوں حالی کا باعث صرف دو چیزیں ہیں ایک لاعلمی اور دوسرے مفلسی مفلسی لاعلمی کا ایک لازمی نتیجہ ہے اس وقت بھی مسلمانوں کے لئے جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ تعلیم ہی ہے لیکن یہ دیکھا جا رہا ہے کہ مسلمان ابھی تک بھی تعلیم کی طرف سے غفلت برت رہے ہیں۔ تعلیم خواہ بری ہی ہو وہ جہالت سے بہرحال بہتر ہے اسی ناقص تعلیم نے ہی ہندو قوم میں گاندھی، ملک جواہر لال جیسے بلند انسان پیدا کر دیئے۔ مسلمانوں کو ابھی نہایت بلند آہنگی سے تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اکثر اسلامی مدارس کی حالت نہایت ردی ہے جس سے مسلمانوں کی بے توجہی کا ثبوت ملتا ہے اگر ان مدارس کی اصلاح کی جائے تو مسلمانوں کی آیندہ نسلوں پر نہایت مفید اثر پڑنے کی توقع ہو سکتی ہے جبکہ مسلمان انگریزی علوم کے ساتھ ساتھ اسلامیات سے بھی آگاہ ہو سکیں جائیں اس مقصد کے لئے اسلامیہ کالجوں اور سکولوں میں ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ پر کوئی معلم دینیات رکھ لیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے مفید ہونے کے اس کا نہایت مضر اثر پڑتا ہے مدرس دینیات کی روش زمانہ اور انگریزی تعلیم سے ناآشنا ہونے کے باعث دینیات کا یہ گھنٹہ اچھی خاصی خوش گپیوں میں صرف ہوتا ہے اور طلبہ طرح طرح سے مسائل دینیہ کی تضحیک کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ان اسامیوں پر ایسے اشخاص مقرر کئے جائیں جو کہ انگریزی اور علوم اسلامیہ سے کماحقہ واقف ہوں اور طلبہ کو صحیح اسلامی تعلیم سے آگاہ کر سکیں اگر ایسا کیا جائے تو انشاءاللہ تھوڑی ہی مدت میں نہایت شاندار نتائج نکل سکتے ہیں۔

---

## اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچایئے اور قاعدہ نو ایجاد

# اسہل القرآن

پڑھایئے یہ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی جو پالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں خطوں میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طرح سے تقریباً تین ہزار الفاظ جمع ہو گئے جن میں حروف شناسی کے ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور اردو کی گنتی حروف کے اخراج یعنی قرات کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے

**ضخامت ۴۶ صفحے۔ قیمت صرف چار آنے**

ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ پانچ روپے کی تیس جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پانچ آنے ۵ پانچ جلدوں پر آٹھ آنے ہے۔ اور تیس جلدوں پر ایک روپیہ چار آنے ۱۴ر

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے**

---

## بہترین استاد

# معلم موٹر

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں دیکر مشین کے میکنزم کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا دقت نہایت آسانی سے سمجھ جاتے اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک

# آتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام نقائص کو سمجھ کر ان کے درست کرنیکی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصولڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو ۱ر محصول معاف

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے**

# سلطنت مغلیہ کا عروج و زوال

(جناب مولانا سردار علی صاحب صابری کانپوری)

سلطنت مغلیہ کے عروج و زوال کی داستان کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے نہ چار صفحات میں اس کی تفصیل کیا ہو سکتی ہے ورنہ آغاز کی عظیم الشان کیفیت اور عہد اجید کی ترقی و تنزل کا باضابطہ ذکر دفتر و اسفار میں بھی بمشکل ختم ہوگا۔ اختصار و ایجاز میں جہاں تک جامعیت کا عمل ہو سکتا ہے ضروری ترتیب کو ملحوظ رکھکر بیان کیا جاتا ہے کہ داستان پارینہ کو یاد کرکے داغہائے سینہ کی تازگی کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

مغل حکومت کی داغ بیل کس طرح پڑی اس کے بیان کی تمہید میں ابراہیم لودی کا ذکر کرنا ضروری ہے یعنی دہلی کے لودی خاندان کے اولوالعزم بادشاہ سلطان سکندر لودی نے وفات پائی تو اس کا بیٹا ابراہیم لودی ۱۵۱۷ء میں تخت نشین ہوا ابراہیم کی عادات و خصائل نے سلطنت کی مستحکم بنیادوں کو کمزور کر دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ بنگال اور ریاستیں خود مختاری کی مدعی ہو گئیں امرائے سلطنت میں سے کسی نے تو اپنی جاگیر دل میں بیٹھکر اور امرا و امرا کا ملک دبانا شروع کیا اور کچھ نے سلطنت کو الٹ دینے کی سازشیں کیں لیکن بدقسمت انسان اپنی تباہی کے ساز و سامان سے بے خبر ہوتا ہے اس کو کچھ اطلاع نہیں ہوتی کہ کیا اور کس طرح پردہ تقدیر سے ظاہر ہونے والے واقعات پر رہا ہے کسی کا رہتا جا رہا ہے اور وہ ننہ دیکھتا رہ جائے گا اپنی بے بسی، و بیچارگی پر کف افسوس ملنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی۔ دولت خاں گورنر پنجاب نے بابر کو مدعو کیا جنہی تمام فوقا جانتے ہو سے اس کو مطلع کرکے چاہا کہ ہندوستان کے حالات سے فائدہ اٹھائے اور وہ سب یہاں لاکر اس کی طرفداری آمادہ ہو گئے اور اس زرین موقع سے فائدہ حاصل کریں گے گویا وہ اپنے دل میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ بابر ہندوستان میں آکر لوٹ مار کرکے اس خیر خواہی کے صلہ میں ہندوستان کی حکومت پر اس کو نائب مقرر کرکے خود واپس چلا جائے گا۔

محمد ظہیر الدین بابر جسے ایک زمانہ تک گردش قسمت نے ریگستانوں میں سرگرداں رکھا تھا کبھی فرغانہ کا تاج اس کے سر پر ہے تو کبھی کسی پہاڑی کے دامن میں پناہ گیر جس کی زندگی شروع ہی سے نہایت مصائب کا ایک پیچ در پیچ سلسلہ تھی اور جسکو باری کوششوں کے بعد ابراہیم کی تخت نشینی سے قندھار و خیبر کے درمیان کی سرزمین اطمینان سے تحت تصرف میں لاکر بیٹھنے کو مل گئی تھی ان بدنظمیوں سے موقع کا متلاشی تھا کہ کب آگے بڑھکر ہاتھ مارنے کا وقت آتا ہے

دولت خاں کے بیام پر ۱۵۲۴ء میں قندھاری راستہ سے ہندوستان پہنچا لیکن خوش گوار ایام کے سنگی چار دولت خاں کی غیر دانشمندانہ کارروائی نے اس کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا۔ [illegible] مایوس و مجبور ہوکر دولت خاں نے خود ہی خود مختاری کا اعلان کر دیا [illegible] بدنظمیوں کا سد باب قطعاً نہ ہو سکا تھا بلکہ روز بروز [illegible] جمع کرنے والا اس کے [illegible]

آتی جو پانی پت میں تھی کہ دو سال بعد موقع کا منتظر بابر ۱۵۲۶ء میں پانی پت [illegible] فیصلہ کن [illegible] میں آکر خیمہ زن ہو گیا اور دہلی کے شہنشاہ ابراہیم لودی کو [illegible] مار دی۔

ابراہیم تقریباً ایک لاکھ کی جمعیت سے صف آرا ہوا لیکن مغل [illegible] کی جنگی قابلیت توپوں اور بندوقوں کی اعلیٰ ترتیب سپاہ کا بہتر انتظام [illegible] خاصہ تھیں کہ ابراہیم کو اپنی ہزاروں فوج کے ساتھ میدان جنگ ہی میں کام آنا ہو جانا پڑا اور شکست خوردہ و ہزیمت زدہ لشکر پسپائی پر مجبور ہوا۔

اب بابر دہلی اور آگرہ کا بادشاہ تھا اس نے کسی کو نائب سلطنت بنا کر خود لوٹ مار پر اکتفا کرنا گوارا نہ کیا اس کو ہر جگہ اکثر ریاستوں سے مقابلہ کرنا تھا جو اگرچہ اس کے لئے نہایت صبر آزما تو تھیں لیکن پریشان کن و حوصلہ شکن کبھی ثابت نہ ہوئیں اور وہ مرد منتظم انسان اپنی اولوالعزمی اور صبر و استقلال سے کامل لیکن کثر مظفر و منصور ہوا گوالیار اور قرب و جوار کے کئی راجگان نے بغیر مجادلہ و مقابلہ کے ہی اطاعت قبول کرلی۔ رانا سانگا تمام راجپوتانہ کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرکے آگرہ کی سمت اس نو وارد بادشاہ سے مقابلہ کرنے بڑھا اور ۱۵۲۷ء میں دو لاکھ افواج سے آگرہ کے قریب ان بارہ ہزار مغلوں سے مقابلہ کیا نتیجہ یہی ہوا جو ابراہیم لودی کے مقابلہ کا ہوا تھا یعنی مغل مظفر و منصور ہوئے اور تمام راجپوتانہ بر ان کی دلیری کا سکہ بیٹھ گیا ہمایوں دبا بیٹھے تھے کو بہار میں لودھیوں نے قلعہ چنار میں محصور کر رکھا تھا بابر اس طرف بڑھا اور فتح کے بعد نصرت شاہ والئے بنگال سے صلح کرلی اس طرح مغل سلطنت کا قیام و استحکام عمل میں آگیا۔

یعنی یہ سلطنت مغلیہ کی بنیاد تھی جو بابر کی دلیری اور اولوالعزمی سے قائم ہوئی اور اس کی وفات پر سلطنت مغلیہ پنجاب سے بہار تک اور شمالی پہاڑ (ہمالیہ) سے مالوہ تک پھیل چکی تھی۔

بابر کے بعد ہمایوں ۱۵۳۰ء میں تخت نشین ہوا لیکن یہ دور سلطنت کے لئے بجائے ہمایوں و مبارک ثابت ہونے کے نحس ہی ظاہر ہوا دشمن قوتوں کی کشمکش و زور آزمائی کے ساتھ ساتھ ہمایوں کو اپنے بھائیوں سے سخت اذیتیں پہنچیں ان کی مخالفانہ کارروائیاں اور سازشیں ایک لمحہ کے لئے بھی ختم نہ ہوئیں اور وہ برابر ان کی محبت و شفقت سے مجبور ہوکر درگذر کرتا رہا۔

آخر اس دور کشمکش میں ہمایوں نے ۱۵۵۶ء میں وفات پائی اکبر اس وقت تیرہ سال نو ماہ کا تھا باپ کی بے وقت وفات کی خبر اس کو کلانور میں ملی [illegible] اتالیق اس کے ہمراہ تھا جس نے فوراً اس کی تاج پوشی کا انتظام [illegible] بابر کی وفات پر اس قدر نازک تھی نہ ملک میں اس قدر بد امنی [illegible] نے اس قلیل عرصہ میں بہت کچھ انتظام سنبھال لیا تھا مگر [illegible]

[illegible]

... گئی [illegible] میں اس نے گجرات پر فوج کشی ... مظفر شاہ نے بغیر جنگ کے تاج و تخت بادشاہ کے حوالہ کر دیا۔

بنگالہ پایہ تخت سے دور تھا اس لئے بابر و ہمایوں یہاں تک نہ پہنچ سکے تھے علاوہ ازیں انھیں شمالی ہند کی کشمکش اور انتظامات سے ہی فرصت نہ مل سکی تھی کہ ادھر متوجہ ہو سکتے لیکن اکبر اعظم نے [illegible] میں بنگال پر پوری کوشش و توجہ سے فوج کشی کی سلیمان شاہ [illegible] بنگال عیش پرست حکمران تھا اس حملہ کی تاب کہاں لاتا پہلے تو اس نے مقابلہ سے جان چرائی اور آخر مغل فوج کے تمام بنگال پر قابض ہو جانے پر وہ اڑیسہ کو روانہ ہو گیا بعد ازاں [illegible] میں کشمیر فتح ہوا اور [illegible] میں قندہار و سندھ بھی سلطنت مغلیہ میں شامل ہو گئے۔ جس کے بعد عام طور پر امن بھی قائم ہو گیا۔ اکبر نہایت اولوالعزم اور باوصف شہنشاہ اعظم تھا باوجود اس کے کہ وہ جاہل محض تھا پڑھنے لکھنے سے بالکل ناواقف مگر علم و فضل کا بے انتہا شائق اور قدردان تھا ارباب کمال کی اس کے عہد میں بے انتہا قدر ہوئی اور اس کی آزاد و مرنجان مرنج پالیسی نے بلا امتیاز مذہب و ملت تمام ہندوستانیوں کو مطیع و مخلص بنا لیا تھا اس کے عہد میں بہت سے آئین مالگذاری وغیرہ کے وضع ہوئے پیمائش وغیرہ کی ترتیب اسی وقت ہوئی اور نہایت امن و امان و خوشحالی سے رعایا نے بسر کی اکبر اعظم کا دور سلطنت مغلیہ کا زریں دور کہا جاتا ہے اکبر کو آخری ایام میں ملکی مصائب و کشاکش سے نجات تھی اگرچہ شہزادہ سلیم (بعدہ جہانگیر) کی حرکات و سکنات سے مطمئن ہی نہ تھا جو اکبر کی طویل عہد حکومت سے ہوس تخت گیری سے تنگ آ گیا تھا آخر اکبر اعظم نے سلطنت مغلیہ کی جڑیں مستحکم کر کے عظیم الشان مغلیہ عمارت قائم کرنے کے بعد [illegible] میں نہایت آرام و سکون سے وفات پائی۔

اس کے بعد [illegible] میں نورالدین جہانگیر اس کا جانشین ہوا جہانگیر در اصل برائے نام بادشاہ تھا سلطنت کے کاروبار اس کی محبوب بیگم نورجہاں نے سنبھالے اور اپنی تدبیر و انتظام سے بہت کچھ انجام دیا لیکن شہزادہ خرم جو بعد میں شاہجہاں کے نام سے سریر آرائے سلطنت ہوا شروع ہی سے اپنے باپ جہانگیر کے عہد میں ... اور تخت گیری کے لالچ میں ہر ممکن و مخالف سازش ... مصروف تھا برابر اس دھن میں رہا نورجہاں نے اپنی ذہانت ... بنا اور بادشاہ جہانگیر کی حفاظت کرتی رہی لیکن ... کی بدولت بہت بددل اور پریشان ہو گیا تھا ایک بار ... تھا اور نورجہاں کی حسن تدبیر ... [illegible]

... [illegible] ... اس زمانہ ... کے خاص امراء و خاص افسر تھے اور یہی اکثر مہمات میں پیش پیش رہے۔ یہ دور بھی سلطنت مغلیہ کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے اس دور میں بلخ و بدخشاں کی فتوحات بھی ہوئیں لیکن انجام نہایت دردناک ہوا یعنی وہی خانہ جنگی جو مغلیہ سلطنت کا خاصہ کہنا چاہئے اس دور میں بھی ہوئیں اور نہایت پریشان کن رہیں شہزادہ اورنگزیب نے باپ شاہجہاں کو نظربند کیا اور بھائیوں میں خوب کشت و خون کے بازار گرم رہے آخر شاہجہاں نے عالم اسیری میں زندگی کے بے کیف ایام گزار کر سمن برج آگرہ میں وفات پائی اور اپنی پیاری اور محبوب بیوی کے آغوش میں بمقام تاج محل آرام پایا۔ بھائیوں کی خانہ جنگی کا حشر یہ ہوا کہ اورنگزیب نے فتح پائی اور محمد محی الدین اورنگزیب کے نام سے جولائی [illegible] میں بھائیوں کو قتل و قید کر کے پایہ تخت دہلی میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا یہ عہد سلطنت مغلیہ کیلئے عالمگیری عہد تھا یعنی اکبر اعظم کے زمانہ کے بعد عہد عالمگیری میں بہت زیادہ فتوحات ہوئیں خصوصیت سے دکن کی فتح اس عہد کا زریں کارنامہ تھا اور سلطنت مغلیہ میں کافی توسیع ہوئی اس وقت گویا آفتاب مغلیہ نصف النہار پر پہنچا تھا لیکن اس دور کے بعد ہی زوال کی علامات نہایت ظاہر طور پر شروع ہو گئیں اور کچھ زیادہ مدت صرف نہ ہونے پائی کہ یہ آفتاب غروب ہو گیا

شہنشاہ عالمگیر کی وفات پر مغلیہ سلطنت پر شہزادہ معظم خانہ جنگی کے بعد تخت نشین ہوا جس نے بہادر شاہ اول کا لقب اختیار کیا مگر دوران حکومت میں سوائے ضعف پیدا ہو چکنے کوئی کارنمایاں انجام نہ پا سکا اس کے بعد بہادر شاہ اول کا بیٹا جہاندار شاہ [illegible] میں تخت نشین ہوا اب پہلے سے بہت زیادہ خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں عیش پرستی عام تھی سلطنت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی آخر [illegible] میں جبکہ محمد شاہ برائے نام سریر آرائے سلطنت تھا اور چاروں طرف بدامنی تھی نادر شاہ نے اس بدنظمی کا اندازہ کر کے ایران سے براہ کابل و سندھ حملہ کیا اور وہاں سے فتح پاتا ہوا لاہور پہنچا محمد شاہ غفلت و لاپرواہی سے عیش و عشرت میں مصروف تھا نتیجہ یہ ہوا کہ برہان الملک سعادت خاں صوبہ دار اودھ نے نادر شاہ درانی سے سازش کی اور اس غداری کے ذریعہ محمد شاہ بغیر کسی جنگ و جدال کے نظربند کر لیا گیا نادر شاہ نے خوب دلی کو تاخت و تاراج کیا اور لوٹ مار کے بعد نادر شاہ ایران واپس چلا گیا مگر سلطنت مغلیہ بے جان ہو گئی کچھ عرصہ بعد محمد شاہ نے بھی وفات پائی اور بعد ازاں نادر شاہ کے بعد اس کے جانشین احمد شاہ ابدالی نے سابقہ روایت کا لحاظ کر کے ہند پر حملہ کیا اس وقت سلطنت مغلیہ کا بجھنے والا چراغ ٹمٹما رہا تھا احمد جہاندار شاہ کا بیٹا عالمگیر ثانی برسر حکومت تھا ایک مرتبہ پھر دہلی اجڑی لٹی اور احمد شاہ کے حملوں نے آفتاب لب بام کو ابر زوال سے چھپا دینے کی کوشش کی ادھر انگریزوں کے قدم جمتے جا رہے تھے مرہٹے بھی اسی تگ و دو میں لگے ہوئے تھے عالمگیر ثانی کی وفات پر اس کا بیٹا اکبر شاہ ثانی اور پھر پوتا بہادر شاہ ثانی تخت نشین ہوئے اور برائے نام ان تاجداران مغلیہ نے زحمت تخت نشینی اختیار کر کے ڈوبتے ستارہ کی جھلملاہٹ قائم رکھی اور آخر [illegible] کے غدر کے بعد وہ وظیفہ خواری اور قلعہ کی چار دیواری ... [illegible] ... کیا ... [illegible]

شب برات آگئی۔ گھر گھر ہر مسلمان [illegible]
روپیہ جو بچا نہ قرض لیکر اس کی فکر کر رہے ہوں گے [illegible] شکر و [illegible]
خریداری دل کھول کر ہو رہی ہوگی۔ آتشبازی الگ تیار ہو رہی ہوگی
آتشباز خوش ہو رہے ہوں گے کہ [illegible]
ہوگی۔ یہ تیاریاں کہاں ہو رہی ہوں گی ان کے ہاں جو اپنے تئیں مسلمان کہتے
اور سمجھتے ہیں جو اس دارا کے رسول کا کلمہ پڑھتے ہیں جس نے فضول اسراف کو
حرام قرار دیا ہے جن کے رسول کی زندگی کا دامن اس قسم کی تمام لغویات سے یکسر
پاک ہو اور جن کے عقاید میں شب برات کے یہ تمام مراسم [illegible] کوئی پہلو ہی نہیں رکھتے۔

کتنے مسلمان ہیں جو حج نہ کر سکنے کا عذر اپنی ناداری کو بتاتے ہیں جو زکوٰۃ نہ ادا
کرنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ضروریات زندگی سے اتنی رقم بچتی ہی نہیں باقی
اور جو اپنے عزیزوں میں ترکہ کی شرعی تقسیم [illegible] خوف سے نہیں کرتے کہ خود
مفلس رہ جائیں گے ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کے یتیموں، مسکینوں اور
اپاہجوں کی بسر اوقات کا انتظام کرو تو مفلسی کا عذر پیش کیا جاتا ہے جب کہا جاتا ہے
کہ اپنی قوم کی تعلیم و تنظیم کے لئے سرمایہ جمع کرو تو پھر ناداری ہی کے عذر کو دہرایا
جاتا ہے کہ تحفظ اسلام کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے تو ایک دفعہ پھر عذر افلاس ہی
کو پیش کر کے اپنے تئیں بچایا جاتا ہے لیکن شب برات کے آتے ہی اسی مفلس قوم
کے مفلس اشخاص یک بیک زردار ہو جاتے ہیں۔ ہر گھر میں حلوا تیار ہونے لگتا ہے
ہر گھر میں آتشبازی چھوٹنے لگتی ہے اور ہر گھر میں یہ تہوار پوری چہل پہل اور صورت
جشن پیدا کر دیتا ہے۔

آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ہر سال سارے ہندوستان میں کتنی کثیر دولت
مسلمان گندھک اور شورے پر پھونک کر خدا کے سامنے گنہگار ہوتے ہیں؟ کیا آپ نے
کبھی اس کا اندازہ کیا ہے کہ ہر سال آتشبازی سے کتنی جانیں ضائع ہوتی ہیں؟ آپ نے
کبھی اس کا حساب لگایا ہے کہ ہر سال کتنے اشخاص اس سے زخمی ہوتے ہیں
اور کتنوں کی صحت کو اس کا دھواں نقصان پہنچاتا ہے؟ یہ سب پہلو اس کی تردید
و لغویت کے ظاہر دلائل ہیں لیکن کیا کوئی دلیل عقل و نقل ان مراسم کی تائید میں
بھی پیش کی جا سکتی ہے؟ خدا ہم کو آپ کو سب کو توفیق دے کہ اپنے امکان بھر تمام
مسلمانوں کو عذاب آخرت و نقصان مایہ کے اس سودے سے باز رکھ سکیں۔

بہت سے ناواقف بھائی اس خیال میں ہیں کہ شب برات کی تقریب بھی
کوئی مذہبی رسم ہے اور اس کا تعلق کسی اہم مذہبی واقعہ یا شخصیت سے ہے لیکن
یہ خیال محض ان کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ رسول صلعم کے دندان مبارک کا شہید ہونا
یا حضرت حمزہ کا میدان جنگ میں شہید ہونا وغیرہ جو بعض روایات مشہور ہیں سو
اس قسم کا کوئی واقعہ ۱۴ شعبان کو کیا معنی سرے سے اس مہینہ ہی میں واقع
نہیں ہوا۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس دور آخر میں ایک بڑے
مشہور بزرگ گذرے ہیں جو غیر مقلد نہیں بلکہ پختہ حنفی اور بڑے خوش عقیدہ تھے
انہوں نے اپنے [illegible] رسالہ ماثبت بالسنۃ میں اس تقریب شب برات پر
بڑی [illegible] "بدعت شنیعہ" سے تعبیر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بہت

[illegible] شریک ہوئے [illegible]

مسلمانوں کی جنتری — مہینہ کا نام شعبان

**شعبان کا مہینہ** ہے اسے مبارک اس لئے کہا گیا ہے کہ رسول صلعم
نے اسے ایک خاص عبادت روزہ کے لئے چن لیا تھا۔ صحیح حدیثوں میں اس مہینہ
کے روزوں کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور بعض میں آیا ہے کہ بعد رمضان کے
نفلی روزوں کے رسول صلعم جس ماہ میں سب سے زیادہ روزہ رکھتے تھے وہ یہی ماہ شعبان
ہے اسی ماہ کے وسط میں ایک رات ایسی آتی ہے جس کی بابت یہ روایت آئی ہے
کہ آپ اس رات اٹھ کر قبرستان تشریف لے جاتے اور مردہ مسلمانوں کے حق میں دعائے
مغفرت فرماتے تھے۔

یہ عمل تھا رسول خدا کا، یہ تعلیم تھی ہمارے سب سے بڑے پیشوا کی لیکن آج اس
رسول کی امت کا، اس کے نام کا کلمہ پڑھنے والوں کا، اس کی محبت کے دعویداروں
کا کیا حال ہے؟ کتنے مسلمان ایسے ہیں جو اس ماہ میں خدا کی خوشنودی کے لئے
دن بھر کھانے پینے اور دیگر خواہشات نفس سے اپنے تئیں روکے رہتے ہیں؟ کتنے
ایسے ہیں جو اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر و استغفار کرتے
رہتے ہیں؟ . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . خیر یہ بھی نہ سہی تو کتنے ایسے ہیں جو اپنا روپیہ
آگ میں پھونکنے، آتشبازی دیکھنے اور حلوے وغیرہ میں اسراف کرنے سے باز رہتے
ہیں۔ کیا رسول صلعم ۱۴ شعبان کے دن حلوا نوش فرماتے اور اس کی تقسیم میں صرف
فرماتے؟ کیا صحابہ کرام (نعوذ باللہ) پوری رات آتشبازی کے تماشوں میں بسر کرتے تھے؟
کیا اسلام نے اس نادانی کو، ان فضولیات کو، اس اسراف کو کسی صورت میں
بھی جائز رکھا ہے؟ کیا ائمہ فقہ و اکابر طریقت کی کسی تعلیم سے "شب برات" کی موجودہ
رسموں کی تائید میں کوئی دلیل پیش کی جا سکتی ہے؟

کیا آپ اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں کہ ان فضولیات میں آپ جو کچھ صرف
کر رہے ہیں اس کی بابت آپ سے سوال نہ ہوگا؟ کیا خدا نے آپ کو روپیہ پیسہ
انھیں چیزوں پر صرف کرنے کے لئے عنایت کیا ہے؟ کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ
آپ کی بستی میں کل کتنا روپیہ شب برات کے دو ایک دن کے اندر اڑ جاتا ہے؟ کیا یہی
روپیہ اگر مقامی اسلامی ضروریات کے کام آتا، مسجدوں کی مرمت میں لگایا جاتا،
مسجدوں کی رونق و آبادی میں اس سے مدد لی جاتی، محتاجوں اور ناداروں کے کام
آتا، بھوکوں کے کھانے، پیاسوں کے پانی اور ننگوں کے کپڑے میں صرف ہوتا
تو آپ کو خدا کے ہاں بے حد و حساب اجر نہ ملتا؟ کیا اس مبارک مہینے کی مبارک
تاریخوں میں روپیہ برباد کرنا اور آتشبازی سے تندرستی اور جان اپنی اور دوسروں کی خطرہ
میں ڈالنا کسی پہلو سے بھی کوئی عقل کی بات ہے؟ [illegible]

[illegible] اور جو [illegible] سامنے اس کے [illegible] ہے اسی

[illegible] کے خلاف ہو جائے۔ [illegible] نے کے ذریعہ صرف دو ہی ہیں ایک قرآن پاک کے ارشادات دوسرے رسول کا عمل اپنی زندگی کی ہر بات کو اسی معیار پر پرکھئے اسی میزان پر تولئے اور اسی کسوٹی پر جانچئے۔

یہ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ آپ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن بجائے خدا کے ڈرنے کے انسانی حکومتوں سے ڈرتے ہیں۔ انسان کے بنائے ہوئے قاعدے قانون سے لرزتے ہیں، اپنے بھائی بندوں کی ریت رسم کے خلاف زبان کھولتے ہوئے گھبراتے ہیں اور اپنی ذات برادری کے دباؤ سے اپنے آپ کو بچھڑا ہوا پاتے ہیں! آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ آپ کے خدا کو فضول خرچی ناپسند ہے لیکن پھر بھی آپ لوگوں کی واہ واہ کی خاطر اپنی کتنی دولت بیکار کاموں میں اڑاتے ہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شب برات میں آتش بازی چھوڑنا، محرم میں تعزیہ داری کرنا، شادی بیاہ میں رسوم و رواج کرنا یہ سب چیزیں آپ کے پاک مذہب میں ناجائز اور خدا کی ناخوشی کا باعث ہیں لیکن آپ یہ سب کچھ جاننے پر بھی خاموش رہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو ہوتے دیکھتے ہیں محض اس خوف سے کہ لوگ آپ "وہابی" یا ایسے ہی کسی دوسرے لقب سے نہ یاد کرنے لگیں۔

مسلمانوں کو ڈرنا صرف خدا سے چاہئے انسانوں کی ناخوشی سے اسے بالکل بے پرواہ رہنا چاہئے اس کی ہدایت کے لئے اس کی کتاب تعالیٰ کافی ہے زمانہ سے رسم و رواج کی قید اس کے لئے بالکل بے معنی ہے اگر آپ کو اسلام سے کچھ بھی محبت ہے، آپ کو اپنے اسلام کی اگر کچھ بھی عزت منظور ہے تو برائے خدا مستعد ہو جائیے اور اسی وقت سے عہد کر لیجئے کہ آئندہ بجز خوف خدا کے کوئی شئے آپ کے راہ عمل میں حائل نہ ہو سکے گی تمام دنیا بلکہ سارے ملک کی بھی اصلاح ہرگز آپ کے ذمہ نہیں لیکن خود اپنی ذات اور اپنے زیر اثر حلقہ کی اصلاح اور درستی یقیناً آپ کے ذمہ ہے پہلے خود اپنے تئیں احکام اسلام کا پابند بنا لیجئے اور پھر اپنا نمونہ اپنی بیوی اپنے بچوں اپنے خاندان اور اپنے محلہ کے سامنے پیش کیجئے آپ میں اگر سچائی اور خلوص ہے تو خدا ضرور آپ کی کوششوں میں برکت دے گا اور دنیوی کامیابی کے علاوہ آخرت میں بھی آپ کو اجر بے حساب عطا کرے گا اگر آپ حق کے سپاہی ہیں تو حق ہی آپ کا رفیق اور ساتھی ہے اس کی مدد سے آپ یقیناً فتح و ظفر کے حصہ دار رہیں گے مسلمان دنیا سے مرعوب نہیں رہتا بلکہ اپنی سچائی کی شعاعوں سے گوشہ گوشہ کو درخشاں و پر نور کرتا رہتا ہے۔ (حضرت ماجد)

## عبدیت کامل

سیرت نبوی کے متعلق کوئی سی کتاب اٹھا لیجئے اور اس کے مطالعہ کے بعد یہ سوچئے کہ رسول خدا صلعم کی زندگی [illegible] صرف ایک تھی آپ کی [illegible] آپ [illegible] ذات کو کس ذوق و شوق سے [illegible] کہ آپ نماز و مناجات میں مصروف ہو جاتے تھے ہر سال [illegible] اعتکاف کا التزام کیا کرتے تھے صدقات و خیرات دیتے تھے آپ ہر وقت [illegible] مستعد رہتے تھے، حج و عمرہ کی برکتیں آپ کو کس قدر عزیز تھیں، اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے اور اس طرح کی چھوٹی (بڑی) تمام بشری ضروریات کے شروع و آخر میں آپ کس طرح دعا و ذکر الٰہی کا اہتمام رکھتے تھے، خدمت خلق پر آپ کس درجہ حریص تھے خوف خدا سے آپ کس طرح ہمہ وقت لرزاں و ترساں رہتے تھے [illegible] سے ذات مبارک کیسی لبریز تھی یہ تمام خصوصیات آپ کو سیرت اقدس کے ہر ہر جزئیہ میں نظر آئیں گے۔

یہ تھا کہ آپ کی زندگی، دنیا سے بالکل گوشہ نشینی کی ہو۔ آپ کے سر تو اس قدر کام رہتے تھے کہ بڑے سے بڑے کاروباری شخص کے پاس بھی اس سے زائد کام نہیں ہو سکتے۔ ایک نہیں متعدد بیویاں تھیں، کئی کئی اولادیں تھیں دوستوں اور دشمنوں دونوں کی بہت بڑی تعداد سے ہر وقت سابقہ رہتا تھا۔ فوج کے انتظامات کرنا ہوتے تھے مالی معاملات کا انصرام کرنا ہوتا تھا۔ غیر قوموں اور سلطنتوں کے ہاں سے قاصدوں کی آمد و رفت رہتی تھی بڑے بڑے سفر کرنے ہوتے تھے غرض جو کام بہت سے لوگوں کی ایک جماعت مل کر انجام دے سکتی ہے وہ بنفس نفیس حضور اپنی ذات سے انجام دیتے تھے لیکن با ایں ہمہ عبادات الٰہی میں کبھی فرق نہیں پڑنے پاتا تھا، ذوق و شوق، شغف و انہماک کی شئے وہی یاد الٰہی رہتی تھی بلکہ کہنا یہ چاہئے کہ سفر و حضر خلوت و جلوت کے تمام مشغولیں ساری مصروفیتیں اور کل کاروبار کی اصل کبھی صرف طاعت باری و پیوند الٰہی رہی۔ رسول خدا صلعم کی حیات مبارک اس عبدیت کی کامل ترین مظہر تھی باقی صحابہ کرام اور دیگر بزرگان ملت کی زندگیاں ہر زمانہ میں کم و بیش اسی نمونہ کے مطابق رہی ہیں۔

اس کے بعد آپ اپنی زندگی پر غور فرمائیے آپ کی رغبت دلچسپی، آپ کے ذوق شوق آپ کی توجہ و کوشش کی مرکز کون سی چیزیں ہیں؟ خوشنما کپڑے، لذیذ کھانا آراستہ مکان، بیوی، اولاد، بڑی تنخواہ، نام و نمود، دھوم دھام کے جلسے، نوکر چاکر ساز و سامان بس یہی یا وہ چیزیں جو اسی قبیل سے ہیں۔ ہم میں سے ایک بہت بڑی تعداد تو ایسی ہے جو عبادت کو سرے سے غیر ضروری ہی سمجھے ہوئے ہیں لیکن جو لوگ ظاہراً نماز روزہ کے پابند ہیں وہ بھی اپنی جگہ پر سوچیں کہ آیا ان فرائض کو ادا کرنا اپنے سر سے محض ایک بار کا اتارنا خیال کرتے ہیں یا ان اعمال کو دلی ذوق و شوق سے بھی ادا کرتے ہیں؟ کھانا رسول اللہ بھی نوش فرماتے تھے مگر محض اسلئے اور اس لحاظ سے کہ بغیر غذا کے جسم انسانی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا آپ کی اصلی راحت بستر کی شئے آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک نماز تھی ہم لوگوں نے اس ترتیب کو بالکل الٹ دیا ہم اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو گویا [illegible] جبر کر کے اور اس کی ادائی میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں تلاش کر کے اور ہماری اصلی جی لگنے کی چیزیں دنیوی کاروبار ہیں پھر جب ہم اسلامی زندگی کے صحیح مرکز سے اس قدر دور جا پڑے ہیں جب ہم نے خدا کی بنائی ہوئی ترتیب زندگی کو اس قدر الٹ دیا ہے جب ہمارے عبادت کے بجائے ذات مادی کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیا ہے تو ایسی حالت میں اگر ہم اسلام کی دینی و دنیوی دونوں قسم کی برکتوں سے محروم ہو گئے ہیں تو کیا

تعویذ میں نور
اُٹھکے اندر
نہی نفس
پرکا ننھے لگ
کسی پلنگ آنکھیں پڑی ہوں
میں چیخ اٹھا دونوں ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے
انتہا نہ رہی اس وقت آنکھیں ہی میرے قابو میں نہ رہیں ورنہ آنکھیں بند کرکے اس منظر
سے خلاصی حاصل کرتا

# موت [illegible]

(۱)

گرمی اور سخت گرمی کا موسم تھا آپ دوستوں کی کشش نے مجھے گھر سے نکالا ایک دیہات نشین دوست کے یہاں تھا۔ دیہات کی آبادی شہر کی آبادی سے بالکل مختلف ہوتی ہے آسمان و زمین کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی۔ مطلع صاف۔ فضا کشادہ سطح زمین فراخ لطیف سے لطیف ہوا کی نقل و حرکت حواس کو خود محسوس ہوتی ہے لیکن بدقسمتی سے دھوپ اندھا کا زمانہ ہوتا ہے تو آگ کے ان براہ راست حملوں کا برداشت کرنا بھی آسان نہیں میں صبح کی دلکشانی اور نسیم کی روح افزائی میں وارد ہوا تھا لیکن سورج کے بلند ہوتے ہی محسوس ہوا کہ دنیا آگ کے شعلوں سے بھر گئی میرے دوست کے پاس خس کی ٹٹیاں اور بجلی کے پنکھے نہ تھے تاہم انہوں نے میری راحت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور مجھے ماننا پڑا کہ جو سکھ کچے مکانوں میں ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے وہ شہروں کے سربفلک پختہ محلوں سے ناممکن ہے۔ ایک خام کوٹھری میں شام تک میں بستر پر لیٹا رہا اور دیہاتی طرز ہوسنی پنکھوں سے میرے ملازمت کی تواضع کرتے رہے شام کے بعد مکان میں حبس شدید تھا اور اس لئے میں ایک چارپائی اٹھا کر اس صحن میں جا بیٹھا جو مکان سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع تھا اس صحن میں کھرنی کا ایک بڑا درخت تھا اس کے نیچے ایک پختہ قبر تھی اس درخت اور اس قبر کے چاروں طرف آٹھ آٹھ دس دس گز لمبا چوڑا صاف ستھرا صحن تھا۔

مغرب کے بعد ہوا میں کسی قدر خنکی پیدا ہو گئی تھی اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ مکان کے اندر رہنے کی جگہ اگر رات اسی صحن میں بسر کی جائے تو زیادہ مناسب ہے چنانچہ خورد و نوش کے بعد جب میرے دوست نے ملازم کو اشارہ کیا کہ میرا بستر بچھا دیا جائے تو میں باصرار اپنے ارادہ پر قائم رہا میرے دوست نے چاہا کہ میرے پلنگ کے پاس اپنا پلنگ بچھائے لیکن میں نے اس کی تکلیف اور اس کے متعلقین کی حق تلفی پسند نہیں کی اور آخر کار یہی ہوا کہ میں تنہا اس صحن میں رہا۔

(۲)

میں دس بجے تنہا ہو گیا تھا اور غالباً ایک گھنٹہ کے بعد غافل ہو کر سو گیا چند گھنٹہ کے بعد ایسی شدید خنکی پیدا ہوئی کہ میری آنکھ کھل گئی میں نے چادر اوڑھی کروٹیں بدلیں لیکن پھر نیند نہ آئی چاندنی پھیلی ہوئی تھی فضا پر خاموشی طاری تھی اور ایسا سناٹا تھا کہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس صحن ہی میں تنہا نہیں ہوں بلکہ شاید ساری دنیا میں تنہا ہوں مختلف خیالات دماغ میں پیدا ہو رہے تھے اور رات کی تنہائیوں میں جو وسوسے دل میں گذرتے ہیں ان کا سلسلہ جاری تھا میں نے قبر کی طرف کروٹ لی چاند کی پوری روشنی اس کے تعویذ پر پڑ رہی تھی میرے دل میں خطرہ گذرا کہ سنا جاتا ہے کہ وفات کی خوابگاہ میں سو رہا ہے بات سے بات پیدا ہوتی ہے اس خیال کے ساتھ ہی دنیا کی بے ثباتی اور کائنات کے زوال و فنا کا تصور بندھنے لگا میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب تخیل دماغ کی حدوں سے گذر کر روح تک جا پہنچتا ہے تو ایسے امور پیش آنے لگتے ہیں جو اس مادی دنیا میں بالکل خلاف عقل سمجھے جاتے ہیں اور اس وقت بھی اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا میں قبر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک مجھے اس کے تعویذ میں جنبش نظر آئی اور جس طرح کوئی لحاف میں کروٹیں بدلتا ہے اس طرح سطح

(۳)

میں لرزہ براندام ہو رہا تھا کہ اس نے مسکرا کر کہا کیوں تم مجھے دیکھ کر اس قدر خوف زدہ کیوں ہو تم اس مخلوق سے ڈرتے ہو جس میں تمہیں ایک دن شامل ہونا ہے تم ان باتوں سے ڈرتے ہو جو ناگزیر طور پر تمہیں ایک دن پیش آنی ہیں خوب یاد رکھو کہ موت سے مفر نہیں اور کبھی فراموش نہ کرو کہ میں جس حالت میں ہوں ایک دن تم بھی اس حالت میں ہو گے پس اس چیز سے کیا ڈرنا جس سے مفر کی کوئی صورت نہیں اور اس حالت سے کیا وحشت زدہ ہونا جو ایک دن اپنے اوپر طاری ہونے والی ہے اس مردہ زندہ نما کی یہ تقریر بڑی موثر ثابت ہوئی اور میری وحشت بالکل نہیں تو کسی قدر ضرور کم ہو گئی اب میں نے دیکھا کہ میری ساکن انگلیوں کو بھی جنبش ہوتی تھی اور میں نے اندازہ کیا کہ میری زبان کے عضلات بھی جو ساکن ہو گئے تھے کام دینے لگے تھے بس میں نے دبی زبان سے کہا کہ آپ کون ہیں؟ یہ مختصر سا سوال ایک بڑے افسانہ کا باعث ہو گیا اس مجسمہ برزخی نے میرا سوال سنکر ایک آہ کھینچی اور پھر کہنا شروع کیا

"میں کون ہوں" میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں آدم و حوا کے خاندان کا ایک ممبر ہوں اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ اس گاؤں کے قریب جو شہر ہے اس کا رہنے والا ہوں لیکن یہ چالیس سال پہلے کا قصہ ہے اب تو بہت آدمی بالخصوص نئی نسلیں میرے نام سے بھی واقف نہیں میں جب اس فانی دنیا میں تھا میرا نام عبدالعزیز تھا غدر سے کچھ دنوں بعد میں پیدا ہوا میری عمر ابھی پانچ سال کی تھی کہ والد نے انتقال کیا ایک ماموں کے سوا میرا کوئی سرپرست نہ تھا وہ ایک رئیس کی سرکار میں ملازم تھے خرید و فروخت کی خدمت ان کے سپرد تھی پانچ روپے ماہوار تنخواہ تھی لیکن حالت یہ تھی کہ ہر ماہ فی جان سو سے میں لدی ہوئی تھیں گھر میں دو بھینسیں تھیں ڈیوڑھی میں ایک نوکر تھا جب میں نے ہوش سنبھالا اور ہر مہینہ کی آمد اور اس سے دو چند خرچ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے میں نے یہی ایک جگہ پانچ روپے کا ذکر تھا اور حالت یہ تھی کہ اس قدر میں ہم دونوں ماں بیٹے بڑی تکلیف سے بسر کرتے تھے اور ہمیشہ ماموں جان کے دست نگر رہتے تھے آخر غور و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ میرے ماموں کی آمدنی کے ذرائع تنخواہ کے علاوہ کچھ اور بھی تھے وہ خرید و فروخت میں کئی روپے کی رقم روزانہ کانٹ چھانٹ کر حاصل کر لیتے تھے وہ بڑی صفائی سے چوری کرتے اور ان کے مالکوں کو ان کی دیانت پر بہت کم شبہ کا موقع ملتا تھا۔

کے بعد ... کا جائزہ لیا ایک حادثہ میں اشرفیاں تھیں دبی
تھیں ایک بڑا خانہ روپیوں سے بھرا ہوا تھا میں نے دونوں کو ہاتھ نہیں لگایا لیکن
اشرفیاں نکال کر اور ایک کاغذ میں لپیٹ کر مکان میں کسی مخفی جگہ رکھ دیں اور صندوقچہ
کو بدستور رہنے دیا شام کو جب میرا آقا واپس آیا اور اس نے کسی ضرورت سے صندوقچہ
کھولا تو یہ راز فاش ہوا اور تفتیش شروع ہوئی گھر میں ایک قیامت برپا تھی مجھ سے
بھی کافی باز پرس کی گئی پولیس بلائی گئی سب کچھ ہوا لیکن کچھ سراغ نہ چلا کہ اشرفیاں
کیا ہوئیں آخرکار سات سو کی رقم مجھے ہضم ہو گئی چند روز کے بعد میں نے
موجودہ ملازمت چھوڑ کر ایک بیگم کی ملازمت اختیار کی۔ رفتہ رفتہ بیگم مجھ پر بہت مہربان
ہو گئیں اور مجھے دانشمندانہ چوریوں کے بہت سے مواقع حاصل ہو گئے جن کی بنا پر چند
سال میں ہزاروں روپیہ میرے ہاتھ آگیا کچھ دنوں کے بعد بیگم صاحبہ نے انتقال کیا
ان کو مجھ پر کامل اعتماد رہتا تھا انہوں نے مخفی طور پر بیگم مرحومہ کا ایک صندوقچہ
مجھے دیا کہ میں ان کے میکے پہنچا دوں میں یہ صندوقچہ اپنے گھر لایا اور اس کے تمام زیورات
نکال کر خالی صندوقچہ مقفل کر کے پہنچا دیا صندوقچہ کے زیورات نے مجھے دنیوی فکر و جہد
سے بالکل آزاد کر دیا ان کی قیمت پچاس ہزار سے زیادہ وصول ہوئی میں نے اپنے لئے
ایک خوبصورت مکان تعمیر کرایا اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

(۵)

روپے کی ایک بڑی مقدار ہاتھ آتے ہی میری دماغی حالت بدل گئی اب میں پہلے
سے زیادہ عقلمند ہو گیا اور اب پہلے سے بڑھ کر میری عقل اپنی پرواز دکھانے لگی تھی میں
نے خیال کیا کہ روپے کی بڑی سے بڑی مقدار بھی اگر اسے ترقی دینے کی کوشش نہ کی
جائے تو ایک دن ختم ہو سکتی ہے اس لئے میں نے سودی لین دین شروع کیا میں
زیادہ تر ان لوگوں کو سودی روپے دیتا تھا جن سے روپے کی واپسی کی بہت کم امید
ہوتی تھی اور اس طرح رفتہ رفتہ لوگوں کی جائدادیں جو مکفول ہوتی تھیں میری طرف
منتقل ہونے لگیں آسائش و اطمینان کا اس قدر ... کر لینے کے بعد مجھے شادی
بیاہ کا خیال پیدا ہوا جس کا عمل میں آنا کچھ دشوار نہ تھا ایک اخلاقی بیٹی ایک دولتمند
باپ کی میرے نکاح میں آئی دس سال تک میری بیوی زندہ رہی اور اس سے تین
لڑکے پیدا ہوئے چونکہ میں نے خود تعلیم حاصل نہیں کی تھی یا کسی خاص محنت یا جدوجہد
کے بغیر میں دولتمند بن گیا تھا اس لئے میں نے اپنے بچوں کی تعلیم کا بھی چنداں
خیال نہیں کیا لیکن یہ میری غلطی تھی میں سمجھتا تھا کہ ملازمت اور حصول زر ہی کے
لئے تعلیم کی ضرورت ہے حالانکہ حصول زر سے بڑھ کر دماغ اور کیرکٹر کی اصلاح
کے لئے تعلیم ضروری ہے چنانچہ میری اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچوں کے عادات
و خصائل خراب ہو گئے اور جس حد تک وہ عمر کی منزل میں آگے بڑھتے گئے اسی

بدحالت شگفتہ ہوتی ہو گئی بیوی کے انتقال کے بعد مجھے
... دوسری شادی کروں لیکن اولاد کی نااتفاقی اور شب
و روز ... کی کلفت اور بدنظمی کا سامنا ... دوسری شادی پر مجبور ہوا
دوسری شادی سے پہلی کی طرح خوشگوار نتیجہ برآمد نہیں ہوا شادی سے میں نے یہ فائدہ
سمجھا تھا کہ گھر کی درستی ... رہے گا اس مقصد میں بڑی حد تک کامیابی
ہوئی لیکن مجھ سے جو کچھ بچ سکا وہ دوسری بیوی کے میکے کی طرف منتقل ہو گیا اور
میں نے محسوس کیا کہ جس خیال سے میں نے غریب کنبہ سے رشتہ کیا تھا وہ غلط ثابت
ہوا ہے یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے اپنی خوش نصیبی میں شبہ واقع ہونے لگا۔

(۶)

اب میں کسی قدر ملول رہنے لگا کیونکہ کبھی کبھی اس زمانہ کا تصور میرے دل میں
چٹکیاں لینے لگا جو میرے بعد آنے والا تھا میری جائداد لاکھوں روپے سے متجاوز
تھی اور مجھے اطمینان نہ تھا کہ میری زندگی کے بعد وہ باقی رہے گی بہر حال دولت
بڑھ رہی تھی عمر گھٹ رہی تھی اور میں امید و بیم کی کشمکش میں مبتلا زندگی بسر کر رہا تھا
ایک دن میں کسی ضرورت سے اس گاؤں میں آیا ہوا تھا کھیتوں میں پھر رہا تھا یک
بانس پر ایک چھوٹا سا کیڑا آکر بیٹھا اور ڈنک مار گیا کچھ سوزش سی معلوم ہوئی اور تھوڑی
دیر میں ایک آبلہ نمودار ہوا چند گھنٹے میں پاؤں سوج گیا رفتہ رفتہ سارے بدن میں
زہر پھیل گیا فوراً میرے گھر پر اطلاع دی گئی میں نقل و حرکت کے قابل نہ تھا اس لئے
حکیموں اور ڈاکٹروں کو اسی جگہ جمع کیا گیا غیر معمولی کوشش ہوئی لیکن میری
آنکھیں ایسی بند ہوئی تھیں کہ پھر نہ کھلیں اور میرے حواس ایسے رخصت ہوئے
پھر واپس نہ آئے آخرکار مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی جسے موت سے تعبیر کیا جاتا
ہے اب میری روح اور میرا جسم دو جداگانہ چیزیں تھیں میری روح کو میرے جسم سے
اسی قدر تعلق تھا جس قدر ایک اتارے ہوئے لباس سے ہو سکتا ہے تاہم میری
دلچسپیاں اس مادی قفس سے باقی تھیں جس میں عرصہ دراز تک میں محبوس و مقید
رہا تھا اس حادثہ کے بعد سب کی صلاح ہوئی کہ مجھے اس میدان میں جو میری ذاتی
ملکیت تھا دفن کر کے ایک چمن لگا دیا جائے چنانچہ مجھے اس جگہ سپرد خاک کر دیا گیا
جہاں تم میری قبر دیکھتے ہو اور میرے اہل و عیال تین روز کے بعد گھر کو واپس
ہو گئے ان کا خیال تھا کہ میں اس قبر میں سو رہا ہوں لیکن درحقیقت میری روح جو اب
موج ہوا کی طرح آزاد تھی ان کے ہمراہ تھی دنیا کی کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی
اور جسمانی کثافتوں کی وجہ سے جو حجابات میرے اور غیب کے درمیان حائل تھے
وہ سب اٹھ چکے تھے میں جہاں چاہتا جا سکتا تھا لیکن مجھے سب سے زیادہ اپنے گھر
سے دلچسپی تھی اور میں یہ معلوم کرنے کا بہت شائق تھا کہ میرے بعد میرے متعلقین
اور ان کے ورثہ میں آنے والی دولت کا کیا حشر ہوتا ہے۔

(۷)

میرے بعد سب سے پہلا خطرناک واقعہ یہ پیش آیا کہ میری بیوی اور میرے بچوں
کے درمیان شدید جنگ واقع ہوئی آخرکار بیوی نے مہر کا دعویٰ کیا اور اس کے
بعد حق زوجیت کی درخواست کی اور ان دونوں صورتوں میں تقریباً نصف جائداد
اس کے قبضہ میں آگئی ان جھگڑوں اور مناقشوں کی وجہ سے میرے ایصال ثواب
کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں کی اور اس بے توجہی سے مجھے جن شدید تکالیف میں
مبتلا ہونا پڑا اس کا اندازہ ان لوگوں کے لئے دشوار ہے جو ہنوز آب و گل کے

[illegible]

ات میں ... [illegible]

اللہ کی ... [illegible]

نسیم ... [illegible]

کے ... [illegible]

... ذکر ... [illegible]

ہو گئی تھی۔ افسوس اب نہیں ... ہے کہ میرا

ایک ... ہوں لیکن ... مجھے ایک

آگرہ کے سنٹرل جیل میں ہے ایک شہر میں ایک طوائف کے ... کی ...

پر ... دنیا بدترین الفاظ سے یاد کرتی ہے اگرچہ زمانہ دراز گذر چکا ہے لیکن

میری ... کے افسانے ہنوز تازہ ہیں۔

(۴)

جب میری موت کو ایک سال گذر گیا تو مجھے دنیاوی آزادیوں سے محروم کر دیا گیا

اور اس برزخی زندان میں مقید کیا گیا جو بداعمال روحوں کے لئے بنایا گیا ہے مجھے اس

بلند قید اور عذاب و تکلیف کی چنداں پرواہ نہ تھی لیکن ہاں اس بات سے بیحد ملول رہتا

تھا کہ اپنے گھر کے حالات سے بیخبر تھا آخر میں ان فرشتوں سے جو میری اور ...

[illegible]

... کی طرح

... دنیا میرا خیال صحیح تھا

کہ ... نا ممکن ہوگی ... لیکن کس حالت

ایک تکلف پلنگ پر وہ محو راحت تھی اس کے پہلو میں ایک شخص تھا جس سے اس نے میرے

بعد نکاح کر لیا تھا یہ کون شخص تھا میرا ایک جانی دشمن جس کے باعث مجھے ... اور جس

نے مجھے تمام عمر مصائب و مشکلات میں مبتلا رکھا تھا میں یہ منظر دیکھ کر ... اور ...

بانل برزخی میدان کی طرف روانہ ہوا اور میں اے غافل دوست تم سے سچ کہتا ہوں کہ

اس نظارہ سے مجھے جو تکلیف پہنچی اس کے مقابلہ میں وہ عذاب ہیچ ہے جو ...

# کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے ورنہ ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو خراب نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعہ انبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے ایسے اعلیٰ اور مستند شامل کر دئیے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام **فال نامہ ناصری** ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شائع نہیں ہوئی لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ٹائٹل رنگین قیمت ۸/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگاؤ

# زنانہ بستہ

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جسکو گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بنائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب یہ تیسری مرتبہ بڑی تقطیع پر شائع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) سینے کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اسکو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کام مثلاً کھانا پکانا سینا پرونا اور لکھنے پڑھنے کے متعلق پوری واقفیت حاصل کر لیں۔ قیمت مجموعہ مجلد ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# ساوتری

## ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اجودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کیں اور باوجود دیکھ لینے کے دار پر جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور مبصر معارف اعظم گڑھ و صدر الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں اہل خیر حضرات کے لئے اس افسانہ کو تبلیغ کے مقاصد کیلئے منگانا چاہئے ہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۲۰ جلدیں ... فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنا چاہئے ... کے خریدار کے لئے قیمت ۸/ محصول ڈاک

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

[illegible] ماہرانہ پر چہ ای باشاعت کا ہیرو [illegible]
[illegible] دش، ایک مزدور شخص جس نے برسوں بلیس ر ہائی
[illegible] جب کہ اس کا کوئی نگراں کار بھی نہ تھا، اور جس نے ایام گذاری کے لیے پریس کی اعلیٰ
ترین ملازمت سے اس لائن میں قدم رکھا، جو کوئی بھی اس سلسلے کی مزدوری کا بیسہ نہ تھی
[illegible] سے نکی ہو، خدا واحدی صاحب قبلہ تا حیات فائز المرام رہے کہ جنہوں نے اپنی شفقت
سے میری تربیت کی اور میں پریس سے خوشنویس، اور پھر منتظم پریس، پھر مالک پریس اور
اس کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے پرچے کا منتظم و مالک ہو گیا۔

میں جانتا ہوں کہ بڑے بڑے کام کرنے والے جن کی مستقل شہرت ہے اور جو اپنی
ترقی کے اہل ہیں مجھ سے مشورہ کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ مولوی کی اتنی اشاعت کیونکر
ہوگئی، میں جانتا ہوں تو بتاؤں، جب فقط مولا کا فرازنا ہی ٹھہرا تو اس کے ملنے ذیل کیا۔
جو اسباب کے قائل ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ مولوی کے ناظرین کو خدا نے وہ جوش عمل دیا ہے
کہ وہ سب کچھ کر دیتے ہیں، اور میرا بندہ بنتا ہے خواہ خواہ مجھ جیسے فرومایہ کے سر الزام بعائی
واقعہ تو یہ ہے کہ مولوی کے ناظرین تو پھر اس کے مدد اس کے معاون ہیں اور دیکھ بھی رہے
ہیں کہ جتنا گڑ ڈالتے جاتے ہیں اتنا ہی میٹھا ہوتا جاتا ہے، ان کی اعانت قرآن کے ذوق کے
ساتھ ہے لیکن مولا کی کریمی کا اندازہ ہوتا ہے جب "عدو شود سبب خیر" دیکھتا ہوں
بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

## روداد ماہ گذشتہ

ساری دنیا بے چین ہے، حکومت تک دیوالیہ ہے مولوی بے چارہ قرضدار ہو جائے تو تعجب ہی کیا ہے۔ مگر
گھبرانے کی پریشانی ہے، جانتا ہوں کہ مولوی کے ہزار ہا ناظرین بھی اس عالمگیر ابتلاء سے متاثر
ہونگے، لیکن ضروریات بہرحال پوری کرنی ہی پڑتی ہیں، دنیا کے ساتھ دینی ضرورت بھی
پیش نظر رکھئے، اور عزم صمیم کر لیجئے کہ مولوی اور اپنی حیات تک اس کو اپنے سے وابستہ
رکھیں گے بڑا ہی قلق ہوتا ہے جب کوئی بھائی مولوی سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں، خدا معلوم
ان کو مطالعہ میں جب سلسلہ مضامین منقطع ہوتا ہے تو وہ اسے کیوں محسوس نہیں کرتے،

## جدید خریدار کی فراہمی

کے لیے ضرور اب دشواریاں لاحق ہونگی، کیونکہ موجودہ پریشانیوں کے سلسلہ میں ترغیب خریدار کے لیے زیادہ محنت کرنی پڑے گی، اس لیے زیادہ توجہ سے کام لیجئے اور زیادہ محنت کیجئے
آج کل کچھ یہ شکن طبقہ ملازمت پیشہ بھائیوں کا ہے ان کو خاص طور سے توجہ کرنی چاہئے
اس مہینے میں میں نے تقریباً دوسو بھائیوں کو قلمی خط بہت خصوصیت سے روانہ کئے ہیں
اور بہت ہی توجہ کے ساتھ ان کی کوشش کا خواہاں ہوا ہوں خدا کرے کہ ان کی کامیابی
کی تمام دشواریاں مٹ جائیں، ساڑھے پندرہ ہزار خریدار رہبت ہوتے ہیں، بشرطیکہ
[illegible] مستقل رہ جائیں تو پھر کسی اپیل کی ضرورت نہیں رہے لیکن ہمارے تقریباً نصف بھائی
[illegible] اعانت منقطع کر دیتے ہیں، اور صاحب خیر دیگر بھائی اپنی محنت سے اس

[illegible] ہے کہ ہر [illegible]
[illegible] ایک مہینہ ہے، یہ مہینہ ہجرت و سعادت کا مہینہ ہے اور

## ماہ رسول

شیدایان رسول اس مہینے میں بہت خیرات کرتے ہیں، آپ کی خیرات
اس مہینے میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مولوی کے خریدار فراہم کریں،
کیونکہ تبلیغ اسلام سب سے بڑی خیرات ہے، اور مولوی کا خریدار بنا دینا گویا اوامر و نواہی
اسلام کا ذکر بھائی تک پہنچانا ہے اور یہی تبلیغ دین ہے، اور اس کا اجر خدا کے نزدیک
بہت بلند ہے،

## قرآن شریف

اس مہینے میں لوگ اکثر منگاتے ہیں اس لیے کہ قرآن شریف خصوصاً مترجم قرآن شریف کی تفہیم ہی تبلیغ
اسلام کا اہم جزو ہے بلکہ اصلی تبلیغ ہے اس کا اجر ہی خدا ہی جانتا ہے کہ کتنا عظیم ہے
مولوی کے دفتر میں سب قسم کے قرآن شریف موجود ہیں جیسا کہ اشتہارات سے معلوم
ہوگا، اس لیے مترجم قرآن شریف منگا کر پڑھئے اور لوگوں کو پڑھنے کے لیے دیجئے بلکہ
صرف مولوی کے دفتر سے منگا لیجئے وہ بڑا ثواب ہے اعانت تبلیغ اسلام بھی اور اعانت
تبلیغ قرآن بھی، اور جب قیمت بھی مولوی کے دفتر میں سب سے ارزاں ہو تو پھر کسی اور
طرف توجہ کرنا اور کہیں سے منگانا قطعی غلط ہے۔

## اب ذرا ان بھائیوں سے بھی مل لیجئے

آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں، یہ وہ ہیں جو اسلام کے فدا کار ہیں، یہ وہ ہیں جو ہر صدائے اسلام
پر لبیک کہتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اپنی ضروریات دنیوی کے ساتھ ضروریات دینی کو محسوس
کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو احکام اسلام دوسرے بھائیوں تک پہنچاتے ہیں یہ وہ ہیں جو سرکار
رسالت کا پیام مسلمانوں کو دیتے ہیں، یہ وہ ہیں جو اولیائے کرام کے مقدس مقالات
سے دوسروں کو بہرہ اندوز کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو مسلمانوں کو صحیح ملکی و سیاسی تعلیم دیتے
ہیں، یعنی یہ وہ ہیں جو ہر وقت مولوی کی ترقی و اشاعت میں کوشاں، اور اس کی اعانت
میں مصروف ہیں فجزاهم الله احسن الجزاء۔ اللهم حصل مرادهم
بالخير۔ اللهم نور قلوبهم بنور معرفتك ومحبتك ابدا اللهم
اجرهم من خزي الدنيا وعذاب الآخرة۔ ربنا تقبل منا
انك سميع الدعاء۔

| نام معاونین | تعداد | نام معاونین | تعداد |
|---|---|---|---|
| جناب محمد یعقوب بیگ صاحب بمبئی | ۳ | جناب محمد بشیر صاحب احمد پور | ۲ |
| " شبیر احمد صاحب دلدار نگر | ۳ | " منشی محمد ابراہیم صاحب لشکر | ۲ |
| " محمد عظمت اللہ صاحب نگندہ | ۳ | " منشی ابراہیم صاحب گور چکلہ | ۲ |
| " محمد عبدالغنی صاحب چک منگلور | ۱ | " ابراہیم یوسف بروچہ صاحب بمبئی | ۲ |
| " مظفر الدین احمد صاحب بستی متھو | ۱ | " سید انوار علی صاحب جوالاپور گوالیار | ۱ |
| " محمد نصیر صاحب فتحپور | ۱ | " صدر دفتر اسلامیہ عکی خیل | ۱ |
| " ثناء احمد صاحب حسام پور | ۱ | " الیف بی حکیم صاحب احمد آباد | ۲ |
| " ایم محمد رفیق صاحب خرشاب | ۱ | " محمد یار خان صاحب محمود آباد | ۱ |
| " صوفی تصدق حسین صاحب بلدوائی | ۲ | " رحیم اللہ صاحب حیدرآباد دکن | ۱ |
| " چودہری اشتیاق احمد صاحب دہلی | ۲ | " محمد ابراہیم صاحب بستی پور | ۳ |
| " عبدالمجید صاحب حیدرآباد | ۴ | " محمد شفیع صاحب بمبئی نمبر ۸ | ۲ |

[illegible]

- [illegible] صاحب [illegible] — ۱
- ایم عبدالرحمن ایم صاحب [illegible] — ۳
- عبدالشکور صاحب [illegible] — ۵
- مسلم محمد خلیل صاحب [illegible] — ۲
- محمد اسلم صاحب راولپنڈی — ۱
- انشاء اللہ خان صاحب لکھنؤ — ۱
- جناب مظہر احمد صاحب پورن پور — ۳
- ایم عبدالرحیم صاحب [illegible] — ۱
- شجاع الدین صاحب کوئٹہ اسٹیٹ — ۲
- ابوالبشیر عبدالقیوم صاحب [illegible] — ۳
- مولوی نور حسن صاحب جام پور — ۱
- حکیم عبدالشکور صاحب [illegible] — ۳
- مولوی نذیر الحق صاحب چک نمبر ۳۲ — ۲
- عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب احمد آباد — ۱۰
- عبدالحکیم صاحب اعوان سرگودہ — ۱
- خواجہ حمید اللہ صاحب بنارس — ۵
- محمد فاروق صاحب سیونی — ۱
- محمد سلیم صاحب [illegible] جیل پور — ۲
- منشی غلام رسول صاحب نظام الدین [illegible] — ۲
- عبدالرزاق صاحب تاجر [illegible] ملتان — ۱
- ڈاکٹر ابراہیم خان صاحب دلکشا لکھنؤ — ۲۰
- غلام حسین صاحب پنشنر سیالکوٹ — ۱
- خواجہ عبدالرحمن صاحب سوداگر [illegible] — ۵
- اے ایم ناگ صاحب [illegible] دھارواڑ — ۳
- عبدالرحمن صاحب [illegible] — ۳
- محمد عبداللہ خان صاحب [illegible] — ۲
- محمد بشیر صاحب سب انسپکٹر [illegible] — ۲
- امیر اللہ صاحب [illegible] — ۲
- عبدالعزیز صاحب کورٹ [illegible] — ۲
- عبدالحی صاحب [illegible] — ۲
- کے عبدالرحیم صاحب [illegible] — ۲
- مولوی جمال الدین [illegible] — ۱
- نذیر الدین صاحب تحصیل [illegible] — ۱

[illegible]

- مہر الحسن صاحب گوالیار — ۱
- محمد [illegible] علی صاحب [illegible] — ۳
- عبدالرحمن صاحب ڈیرہ اسماعیل خان — ۲
- عبدالغفار صاحب میاں چنوں — ۱
- مولوی ابو حبیب خان صاحب [illegible] — ۷
- قاضی عبدالمجید صاحب راولپنڈی — ۳
- ایم اقبال حسین صاحب فردوسی — ۱
- سید عزیز احمد صاحب [illegible] — ۳
- عبدالصمد صاحب پونہ — ۳
- ایم آئی سعید صاحب حیدرآباد — ۲
- شاہ عبدالعزیز صاحب سکندرآباد — ۳
- کفایت اللہ صاحب انگول — ۱
- سید امین الدین صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible] — ۷
- شیخ غلام محی الدین صاحب [illegible] — ۸
- عبدالرب صاحب [illegible] — ۲
- رشید الرحمن صاحب کوئٹہ — ۳
- ایم قمر الحق صاحب [illegible] — ۳
- [illegible] الدین صاحب [illegible] — ۲
- حاجی محمد ابراہیم صاحب جونا گڑھ — ۳
- خواجہ خالد [illegible] — ۱
- عبدالکریم صاحب پٹواری [illegible] — ۱
- محمد حسین خان صاحب وکیل [illegible] — ۱
- سید محمود حسن صاحب [illegible] — ۱
- عبدالصمد صاحب بردوان — ۱
- سید عظیم الدین صاحب بڑودہ — ۲
- سید سردار شاہ صاحب [illegible] — ۱
- عبدالعزیز صاحب اکولہ — ۱
- فضل احمد صاحب پنڈ دادنخان — ۱
- مولوی ریاست علی صاحب [illegible] — ۴
- میرزا صدیق بیگ صاحب [illegible] — ۴
- ابراہیم یوسف صاحب [illegible] — ۲
- غلام محی الدین صاحب حیدرآباد — ۲

[illegible]

- [illegible] صاحب [illegible] — ۳
- [illegible] علی صاحب قادری [illegible] — ۲
- محمد رضا صاحب [illegible] پولیس لائن [illegible] — ۲
- غلام حسین صاحب چھاؤنی سیالکوٹ — ۲
- جناب محمد اصغر صاحب قریشی [illegible] — ۸
- شجاعت حسین صاحب اکبرآبادی — ۳
- چودھری سید محمد یاسین صاحب [illegible] — ۲
- خان بہادر شیخ مہدی حسن صاحب فیض آباد — ۴
- مولوی نجم الدین صاحب وکیل [illegible] — ۶
- مسعود الزماں خان صاحب جوناگڑھ — ۴
- حاجی کریم بخش صاحب [illegible] — ۲
- مقبول احمد صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible] — ۳
- برکت علی صاحب شہر سیالکوٹ — ۴
- محمد ابراہیم صاحب [illegible] — ۲
- محمد ذکی صاحب ٹاٹا نگر — ۳
- ایم غلام حسین صاحب [illegible] — ۲
- محمد امین صاحب [illegible] — ۱
- مولوی ضیاء الحق صاحب وکیل [illegible] — ۱۰
- مولوی نعیم حمید صاحب بھوپال — ۲
- محمد اسماعیل خان صاحب [illegible] — ۲
- عبدالکریم صاحب محبوب نگر — ۱
- قاضی محبوب شاہ صاحب [illegible] — ۱
- اے آر نبی صاحب [illegible] — ۱
- محمد خان صاحب [illegible] — ۱
- محمد بشیر صاحب چشتی [illegible] — ۱
- شیخ سعد اللہ صاحب [illegible] — ۱
- محمد اسحاق صاحب انصاری [illegible] — ۱
- محمد سعید خان صاحب [illegible] — ۲
- قیس محمد خان صاحب [illegible] — ۲
- عبدالحلیم صاحب [illegible] — ۱
- عوض علی خان صاحب جون پور — ۳
- [illegible] صاحب [illegible] — ۴

[illegible]

- محمد عزت صاحب [illegible] — ۳
- محمد حسین صاحب [illegible] جالندھر — ۲
- صادق علی صاحب [illegible] — ۱
- محمد [illegible] صاحب اسسٹنٹ [illegible] — ۲
- سید محی الدین صاحب [illegible] — ۳
- شیر دل خان صاحب [illegible] — ۱
- مولوی عبدالاحد صاحب [illegible] — ۱
- محمد حسین صاحب انصاری [illegible] — ۱
- محمد عباس خان صاحب [illegible] — ۲
- محمد حنیف صاحب ٹاٹا نگر — ۴
- [illegible] محمد صاحب پشاور شہر — ۲
- عبدالعزیز صاحب [illegible] — ۲
- ایم ایم عبدالحمید صاحب [illegible] — ۱
- مولوی اکبر حسین صاحب [illegible] — ۱
- شیخ چاند صاحب [illegible] سکندرآباد — ۸
- حافظ رحیم بخش صاحب [illegible] — ۲
- رحیم بخش صاحب [illegible] — ۴
- محمد امیر علی صاحب [illegible] — ۲
- سید محمد حسن صاحب [illegible] — ۲
- ایم عبدالعزیز صاحب کالا باغ — ۳
- عبدالوہاب محمد سلطان صاحب [illegible] — ۴
- محمد اسحاق صاحب [illegible] — ۵
- اللہ داد صاحب [illegible] — ۲
- قاضی سید حفیظ الدین صاحب [illegible] — ۲
- سید عبدالغفور صاحب [illegible] — ۲
- محمد [illegible] صاحب لکھنؤ — ۲
- آل حسن صاحب فتح پور — ۲
- جناب حبیب اللہ صاحب [illegible] — ۳
- شاہ رشید احمد صاحب — ۲

باقی: [illegible] اکتوبر [illegible]



ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی ترجمہ دوم حضرت مولانا اشرف علی صاحب، حاشیہ خلاصہ از بیان القرآن

حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر صفحہ ہذا

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ اس آیت شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو خطاب فرمایا گیا ہے [illegible]

وَمَن يَقْنُتْ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے

اور جو کوئی تم میں اللہ کی

مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

تم میں سے واسطے اللہ کے اور رسول اس کے کے اور عمل کرے اچھے

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی

نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝

دیویں گے ہم ثواب اس کا دوبار اور تیار کیا ہم نے واسطے اس کے رزق اچھا

تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اے بی بیو نبی کی نہیں تم مانند ہر ایک کے عورتوں سے اگر پرہیزگاری کرو تم

اے نبی کی بیویو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو. تو تم

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَ

پس مت نرمی کرو بات میں پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اس کے کے بیماری ہے اور

(نامحرم مرد سے) بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے

قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

اور کہو بات سیدھی اور ٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ

اور قاعدہ عفت کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے

الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَ

جاہلیت پہلی کا اور قائم کیا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور

دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور

أَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ

فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ لے جاوے

اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو، اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ [illegible]

# ہر شخص حسرت میں ہے کہ عمدہ مترجم اور مجلد چرمی قرآن کیونکر ملتا ہو

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی، کاغذ بھی سفید اور گلیز ڈ اور ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو

## دیکھا نہ سنا

پیش بہا حمیدیہ پریس دہلی کا مفید کارنامہ بھی

اس عالمگیر کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بھائی قوت لا یموت کے ساتھ دین کا دامن بھی تھامے ہوئے ہیں، مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی ہی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا بھی، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن مولوی اشرف علی صاحب سے ماخوذ، تقطیع بھی کلاں ہو، غرضکہ تمام وہ سامان ہوں جن کا ایک مسلمان دل دادہ خواہاں ہو سکتا ہے، اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف سے متعلق مزید ضروریات کا حل ہو، اور مجلد بھی چمڑے کا ہو،

## تیار ہے۔ اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا نیز یوں کا مترجم قرآن ہے صد ہا نسخہ جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد سورہ ہائے قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت عمدہ طریقہ کی ترغیب (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبرئیل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے، احادیث صحیحہ سے اقتباس ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ، مثلاً نماز میں تراویح میں، مسجد میں، یعنی رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت و دیگر کتب سماوی میں (۹) آعوذ باللہ کے فضائل اور ان کے اعمال (۱۰) بیان فضائل سورۂ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورۂ بقر (۱۲) فضائل سورۂ انعام مع تبلیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل و اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورۂ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورۂ فتح اور اس کے اعمال (۱۸) فضیلت سورۂ ملک اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورۂ اخلاص مع اعمال (۲۰) فضائل سورۂ واقعہ مع اعمال۔ رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورۂ عم و تبارک کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقات (۲۶) سوانح عمری رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۸) دعائے ختم القرآن مع فضائل **ضخامت ۴۰۰ صفحے** مع مقدمہ

**کاغذ** سفید دبیز، ولایتی ساخت (**چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی **شستہ کتابت** وغیرہ کا ایک سرسری اندازہ اس نمونہ سے کر لیجئے **ہدیہ مجلد ڈیڑھ روپیہ** محصول ڈاک اب بڑھ گیا ہے اس لئے ۱۵ ار کل ۲ میں جہاں چاہے منگا لیجئے، **ایک منگائیے یا سو** رعایت مطلق نہیں، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا، ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر اس پارسل پر جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ر تو بیان ہی خرچ ہو جاتے ہیں، اب کی مرتبہ ملا ہیں بہت ہی اعلیٰ درجہ کی خاص طور سے بنوائی ہیں۔ **منیجر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی** سے ہی طلب فرمائیے، کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے۔

| سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ |
|---|
| وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد |
| الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ |
| اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں، بیشک اللہ تعالیٰ بڑے |
| وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا |
| سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت |
| مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا |
| قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا۔ بے شک وہ |

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ

# خوشنا معری حمائل کا رہنماز

## بالکل ابھی چھپ کر پہلی مرتبہ پریس سے آئی ہے

میں تو دیکھتے ہی لوٹ گیا، سبحان اللہ کیا کتابت ہے، اور کیا چھپائی ہے، واللہ العظیم اتنی اچھی چھپی اور لکھی ہوئی حمائل میں نے تو آج تک دیکھی نہیں، اس لئے فی الفور خریداران مولوی کے لئے میں نے ایک ہزار خرید لی ہیں، اب اس نمونہ سے ہی اس کی کتابت اور خوشنمائی کا اندازہ کر لیجئے، حالانکہ اصل اور نقل میں جس قدر فرق ہوتا ہے وہی اس اشتہار اور اصل حمائل میں فرق ہے، اس کی کتابت کی کشادگی اور اعراب کی برجائی ایسی عجیب و غریب ہے کہ باوجود قلم خفی ہونے کے ذرا بھی اس کے پڑھنے میں تکلف نہیں ہوتا، یہ حمائل بھی منشی صلاح الدین صاحب کی لکھی ہوئی ہے جو اپنی خوبی کتابت میں یگانہ ہندوستان ہیں، اس حمائل کا پارہ پارہ جدا ہے، اور ہر پارہ کا اول و آخر بہت خوشنما گلکاری سے مزین ہے، چونکہ یہ جیبی حمائل ہے اس لئے اس کے لئے خاص طور سے بنک پیپر خریدا گیا ہے تاکہ پتلا اور مضبوط رہے اور حمائل شریف زیادہ موٹی نہ ہو جائے جو جیب میں تکلیف دے، جلدیں بھی خاص طور سے جزبندی کی بنوائی گئی ہیں، جو بہت کافی مضبوط ہیں، خدا کاتب صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے ایسی نایاب چیز بنائی کہ فی الحقیقت اگر آپ کے پاس یہ حمائل نہیں ہے تو بہت بڑی کمی ہے، پندرہ ہزار خریداروں میں ایک ہزار حمائل کیا معلوم ہوگی

ہدیہ ایک جلد مجلد چرمی پائدار سوا روپیہ ۱۲؍ پانچ جلد ۶؍ دس جلد دس روپے

محصول ڈاک ایک جلد ۵؍ جلد ۱۲؍ اور دس جلد ۴؍ بہت جلدی منگائیے

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# اس رمضان
## کا سب سے محبوب تحفہ
جو حمیدیہ پریس دہلی کی طرف سے شائع ہوا
وہ
# اعجاز نما مترجم حمائل شریف

جس کے ایک پورے صفحہ کا نمونہ زیر ملاحظہ ہے، اس میں فقط حاشیہ کی تفسیر، ترجمہ کی سلاست اور قلم کا انداز کر لیجئے کا غذ اصل حمائل کا ایسا ہے جیسا مولوی کا ٹائیل خابت صاف ہے چھپائی بہت اعلیٰ ہے، ابھی چھپ رہی ہے، جب تک یہ اشتہار آپ کے زیر مطالعہ ہوگا اس وقت انشاء اللہ تیار ہوگی، یا شاید آپ کی فرمائش کی تعمیل میں دو چار روز کی دیر ہو جائے بہرحال تاجران جن کو نمونہ روانہ کیا گیا ہے بہت ہی ذوق و کثرت سے آرڈر دے رہے ہیں، افسوس کہ قلت روپیہ کی وجہ سے صرف ایک ہزار چھپ سکا ہے اب یہ ہدیہ ہونے کے بعد دوسرا اڈیشن انشاء اللہ بہت زیادہ ہوگا۔ اس لئے فی الفور طلب فرمائیے

حمیدیہ پریس دہلی کی خصوصیت آپ ہی جانتے ہیں اور ہدیہ کے اعتبار سے بہت ہی ارزاں ہے میرا خیال ہے کہ اتنی خوبیوں والی حمائل اس قیمت میں اور کہیں نہ مل سکے گی۔

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار صرف ڈھائی روپے، پانچ جلدیں بارہ روپے دس جلدیں ۲۲ روپے

## اس میں ذیل کی خوبیاں اور دیکھیے

(۱) کتابت دہلی کے قدیم ترین کاتب مولوی محمد یحییٰ صاحب کی ہے (۲) ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا آخری نظر ثانی شدہ ہے، اور چونکہ متن سے ترجمہ کی سطر بڑی ہے اس لئے ترجمہ صاف اور واضح ہے (۳) تفسیر موضح القرآن، بیان القرآن، تفسیر حسینی اور چند عربی کتابوں سے ماخوذ ہے اور کئی مستند مولویوں کی ضمانت ہے (۴) صحت کے لحاظ سے آخر صفحہ کی عبارت سے اندازہ ہو سکتا ہے (۵) ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جو مولوی عاشق الٰہی صاحب محدث میرٹھی کا لکھا ہوا ہے، اور اس کے چند مضامین کے عنوان یہ ہیں۔ دیباچہ، آداب تلاوت قرآن، کلام اللہ شریف میں ۲۵ انبیاء کا مختصراً ذکر ہے ان کا نام بنام حال، (۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبسوط تبلیغی حیات (۷) ان تمام فرشتوں کا حال جن کا قرآن میں ذکر ہے (۸) وہ کفار جن کا قرآن میں ذکر ہے فرداً فرداً حال (۹) وہ قبائل جن کا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۰) وہ مقامات جن کا قرآن میں ذکر ہے بالتفصیل (۱۱) آخرت کے مکان جن کا قرآن میں ذکر ہے (۱۲) سیارے جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۳) رموز اوقاف قرآن شریف، غرضیکہ اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ ایسے ترجمہ، اور ایسی تفسیر کی حمائل نہ آج تک ملی اور نہ آئندہ مل سکتی ہے، اس کی خصوصیات بہت طویل ہو سکتی ہیں لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مجبوری ہے، سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس بھیج دیجئے اور بغیر ایک منٹ کی تاخیر کے اپنا روپیہ واپس لے لیجئے،

**ھدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈھائی روپے محصول ۱۲ / منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے**

---

لعلکم تتقون ○ واذ اخذ ربك من بنی
ادم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم
علی انفسهم الست بربکم قالوا بلی شهدنا
ان تقولوا یوم القیمة انا کنا عن هذا
غفلین ○ او تقولوا انما اشرك اباؤنا من
قبل وکنا ذریة من بعدهم افتهلکنا بما
فعل المبطلون ○ وکذلك نفصل الایت
ولعلهم یرجعون ○ واتل علیهم نبا الذی
اتینه ایتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطن
فکان من الغوین ○ ولو شئنا لرفعنه بها
ولکنه اخلد الی الارض واتبع هوىه

منزل ۲

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا
شَجَرَهَا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ
قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ أَمَّنْ
يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ
الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمَّنْ يَّهْدِيكُمْ فِي
ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ
ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيدُهُ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ
يُبْعَثُونَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ
بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا

# حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر القرآن میں پہلی مرتبہ رعایت

یہ وہی تفسیر ہے جو ہزارہا ہدیہ ہوگئی ہے اور اس کا ہر پارہ علیحدہ ہے۔ الغرض ایسی کوئی تفسیر نہیں چھپی۔ جو ہندوستان کے ہر طبقہ میں آسانی سے پڑھی اور سمجھی جاسکے، ہر وہ مرد یا عورت جو ذراسی اردو سمجھ سکتے ہیں اس تفسیر کے ذریعہ پورے قرآن شریف کا مطلب باسانی سمجھ لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پنجاب اور یوپی سے زیادہ بنگال، مدراس، برما، بمبئی، سندھ وغیرہ میں رائج ہے۔ یہ ہر پارہ علیحدہ ہی فروخت ہوتی ہے لیکن ہر پارہ کی قیمت مرتب ہی تفسیر منگانے والوں کو دس روپے میں ملتی ہے، حمیدیہ پریس دہلی نے رمضان کے آخر تک یہ رعایت رکھی ہے کہ کامل تفسیر منگانے والوں کو تین جلد میں مجلد چرمی تقسیم دی جائے گی۔ گویا مجلد کی قیمت نہیں لی جائے گی، اور مجلد چرمی کامل دس روپے میں ملے گی، محصولڈاک عہ اس کے علاوہ ہے، نمونہ کے لئے ۳ کا ٹکٹ روانہ کیجئے پارہ عم منگا کر دیکھئے، لیکن یہ پارہ تفسیر کامل منگانے والوں کے لئے نہ دیا جائیگا یہ پہلا رعایتی اعلان ہے اس سے پہلے اس تفسیر پر کبھی ایک پیسہ بھی رعایت نہیں کی

ملنے کا پتہ، منیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی۔ کوچہ چیلان

## دو یادگار قرآن شریف دیکھیے تو خوشنما پڑھیئے تو شفاف اور رکھیے تو تاریخی تحفہ

## جرمنی قرآن شریف

دیکھنے دکھانے کے قابل ایسا نایاب صاف چھپا ہوا ہے کہ دیکھ کر جی خوش ہو جاتا ہے، ایک ایک حروف موتی کی طرح خوشنما، کاغذ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور اس قدر کرارہ اور مضبوط کہ شکن سے بھی نہیں پھٹتا ہے، یہ وہی قرآن شریف ہے، جو افریقہ، سماٹرا، جاوا، سمالی لینڈ، اور ایران میں بالکلیہ رائج ہے، ہندوستان میں سوائے حمیدیہ پریس دہلی کے اور کہیں نہیں ملتا ہے اور جس قدر موجود ہے بس وہی ہے اب نہ جرمنی سے منگانے کی ہمت ہے اور نہ ان داموں یہاں پہنچ سکتا ہے،

پچھلے سال پانچ پیٹیاں بمشکل تمام آسکی تھیں ان میں سے جس قدر باقی ہیں، ان پر رمضان مبارک کے سلسلہ میں بڑی رعایت دی جارہی ہے یہ حمائل صرف ہے ترجمہ نہیں ہے مولوی کے صفحہ سے نصف تقطیع ہے، جلد جرمنی کی ہی بنی ہوئی ہے جو یہاں نہیں بن سکتی، ہدیہ مجلد تین روپے رعایتی بشرط موجودگی صرف ۲؎ محصولڈاک ۱۲ کل ڈھائی روپے

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

## عکسی قرآن شریف

### نوشتہ غازی اورنگ زیب شہنشاہ عالمگیر نور اللہ مرقدہ

یہ قرآن شریف ریاست ٹانڈا دوار میں خاص غازی عالمگیر کا لکھا ہوا اور انہی کا دیا ہوا موجود ہے، حضرت خواجہ صاحب سات ہزار روپے لگا کر اس کے فوٹو بلاک بنوائے اور اب یہ تاریخی نعمت عام ہوگئی ہے، کہاں غازی شہنشاہ اور کہاں ہم لوگ، زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یادگاریں آنکھوں سے لگاتی ہیں، بڑی سے بڑی قیمت دے کر حاصل کرتی ہیں، اور ان کو ورثہ میں چھوڑنا اپنا قومی فخر خیال کرتی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان جیسی غیور قوم اس یادگار عالم تحفہ کی کہاں تک پذیرائی کرتی ہے

اس کا کاغذ وہی ہے جو فوٹو میں لگتا ہے، یعنی آرٹ پیپر چھپائی ویسی ہے جیسی فوٹو کی تصاویر کی ہوتی ہے، جلد ولایتی طرز کی مینی کی بجائے ریشمی فیتہ ہزارہا روپے میں بھی یہ چیز میسر نہیں آسکتی تھی؛ ہدیہ اصلی پانچ روپے رعایتی نعال صرف ڈھائی روپے، تقطیع مولوی کے صفحہ سے نصف محصولڈاک ۱۲ کل ۲؎

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

## ختم القواعد کا دوسرا ایڈیشن پھر چھپ کر آگیا اب بچوں کی پڑھائی کا انشاء اللہ حرج نہ ہوگا۔

یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ جس میں الف اب، تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ بچے کے ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں، اور آگے بچہ خود بخود پڑھنے لگتا ہے۔ مولف نے کچھ ایسی سمجھانے اور پڑھانے کی کنجی ایسی رکھی ہے، اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں، کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو، اب شاید ہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسے پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدے میں پڑھنا گوارا کرے اس لئے خدارا اپنے بچوں کی ابتدائی دماغی نشوونما کو برباد نہ کیجے اور بجائے رٹائی کے بوجھ ڈالنے کے ہلکی سی سمجھ اور آسان سے غور کیا تھا پڑھنے کا عادی بنائیے، مولف بیس سالہ تجربہ کے بعد بچوں کی ذہنیت سے متعارف ہوکر اس میدان میں آئے، اور آج یہ قاعدہ مقبول عام ہوگیا۔ چھپ کے بھی ۲۰۰۰۰ ہزار چھپا ہے، ایک روپیہ کے ۱۶ اور پانچ روپیہ کے سولہ ہیں، ایک روپیہ کے قاعدے پر محصول ۵ اکچھ ہوتا ہے، ایک روپیہ کے منگانے ہوں تو اور کتابوں کے ساتھ منگائیے، ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ماہ شعبان المعظم سے یہ رعایتی سلسلہ جاری ہوتا ہے تاکہ خریدار مناسب قیمت میں گھڑیاں منگا کر شروع رمضان المبارک سے کام میں لاسکیں

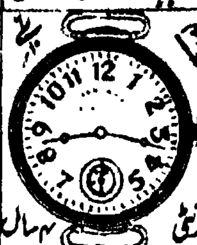
# رعایت کا مبارک مہینہ

شاذ و نادر موقعہ

## جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھایئے

گیارہ ماہ گذرنے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے پھر ہم کو اور آپ کو رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹائم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کردیگئی ہے جس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمائش بھیجئے ورنہ یہ زریں موقعہ پھر ایک سال بعد آئیگا۔ راقم منیجر

### خوشنما چھوٹی سائز کی رسٹ واچ



گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی خوبصورت شیپ سلنڈر مشین قبضہ دار کنڈے والی ہے۔ پرزوں کی مضبوط اور ٹائم بتانے کی سچی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے دس آنہ

### اسکوائر گولڈن رسٹ واچ

گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما مختلف شکلوں میں سنہری کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے اسکے پختہ و پالشدار ہیں وقت سچا بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے پانچ آنہ

### اصلی ریلوے ریگولیٹر واچ

گارنٹی ۵ سال

شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی اصلی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو اسکی تعریف لکھنا فضول ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے نو آنہ

### نکل سلور کیس فینسی رسٹ واچ

گارنٹی ۴ سال

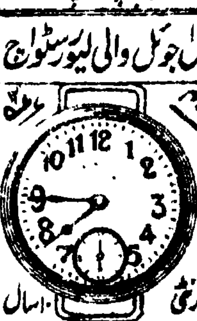
اس گھڑی کا کیس سفید اور ڈیزائن مختلف خوبصورت و خوشنما ہیں اور ٹائم صحیح بتاتی ہے پرزے پختہ و پالشدار ہیں رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے سات آنہ

### خوشنما و پائیدار رسٹ واچ

گارنٹی ۵ سال

یہ گھڑی نہایت خوشنما اور پائیدار بنی ہوئی ہے اکثر جنٹلمین و دیگر شائقین اس گھڑی کو پسند کرتے ہیں وقت بتانے کی سچی پرزوں کی مضبوط ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پانچ روپے

### دس جول والی لیور رسٹ واچ



گارنٹی ۱۰ سال

اس گھڑی کی مشین لیور اور دس جول دار ایسی مضبوط ہے کہ دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی اور ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے اس پر گلاس ڈبل بیضہ موٹا لگا ہوا ہے اور دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ بارہ روپے

### رولڈ گولڈ کیس فینسی رسٹ واچ

گارنٹی ۱۰ سال

یہ گھڑی رولڈ گولڈ کیس کی نہایت خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسکی مشین میں پندرہ جول یاقوت لگے ہوئے ہیں جنکے باعث دوڑ بھاگ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ پندرہ روپے آٹھ آنہ

### سونیکو جگانیوالا الارم ٹائم پیس

گارنٹی ۵ سال

نکل سلور کیس خوشنما پائیدار ٹائم نہایت سچا بتاتی ہیں اس میں الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا شب کو جس ٹائم پر آپ جاگنا چاہیں اسی ٹائم پر زوردار الارم بجا کر آپ کو جگادے گا رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنہ

### نیو فیشن گولڈن رسٹ واچ

گارنٹی ۵ سال

یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی نہایت خوشنما وضع کی بنی ہوئی ہے اس کا کیس سنہری چمکدار بنا ہوا ہے پرزے پختہ و پالشدار ہیں۔ ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ نو روپے چار آنہ

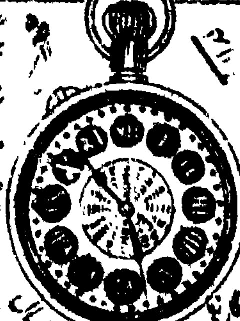
### خوبصورت کیس والی رسٹ واچ

گارنٹی ۵ سال

اس گھڑی کے ہندسے و سوئیاں ریڈیم والی ہیں جن سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہوتا ہے اسکا کیس نکل سلور کا ہے پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں۔ ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے بارہ آنہ

ملنے کا پتہ [illegible]

## خوشنما فینسی ڈائل کی بیور یاکٹ واچ



یہ گھڑی سنہری کیس کی نہایت خوبصورت رنگین مضبوط بیور مشین کی ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے گیارہ آنہ

## اصل سلور کیس کی لیلیس ہنٹنگ پاکٹ واچ



اس گھڑی کے ٹائم کیطرف شیشے کی حفاظت کیلئے بھی ڈھکنا لگا ہوا ہے ٹائم کی پکی اور بیحد مضبوط ہے رعایتی قیمت سات روپے نو آنے

## کارآمد عجیب [illegible]



یہ گھڑی [illegible] ٹائم بتاتی [illegible] مضبوط اور ٹائم کی پکی ہے رعایتی قیمت پانچ روپے تیرہ آنے

## موٹے گلاس کی پائیدار سٹواچ



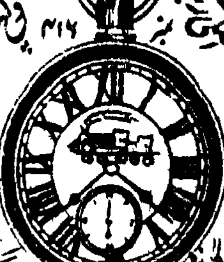
یہ گھڑی سنہری کیس کی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسپر گلاس ڈبل بہت دبیز لگا ہوا ہے پرزے بھی پختہ و پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے چودہ آنہ

## قابل دید گولڈن سٹواچ



یہ سٹواچ نہایت خوبصورت سنہری کیس کی مختلف شکل و فینسی ڈائل کی بنی ہوئی ہے پرزے پختہ و پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے اور سوئس میڈ ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چھ روپے نو آنہ

## روسکوف پاٹنٹ



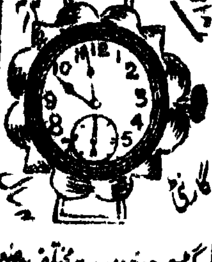
اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے یہ پائیدار اور درستی ٹائم کے باعث تمام دنیا میں مشہور و مقبول ہے رعایتی قیمت چار روپے پانچ آنہ

## رولڈ گولڈ کیس کی سٹواچ



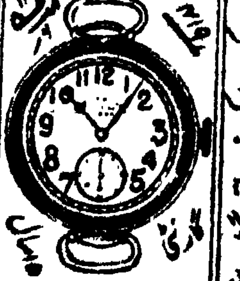
اسکے طلائی رنگ قائم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر کندہ ہے مشین میں پندرہ جوڑ یاقوت لگے ہیں بیحد مضبوط اور ٹائم سچا بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سترہ روپے چودہ آنہ

## شاندار سنہری کیس کی سٹواچ



یہ گھڑی بیحد خوبصورت مختلف وضع کی ہے اکثر شادیوں اور تحفہ جات میں دیجاتی ہے پرزے اسکے پختہ و پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے تین آنہ

## اعلیٰ ڈبل رولڈ گولڈ سٹواچ



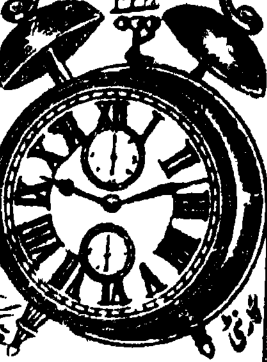
اسکے طلائی رنگ قائم رہنے کی گارنٹی دس سال کی اسکے کیس پر [illegible] مشین میں پندرہ جوڑ یاقوت لگے ہوئے ہیں پرزے پختہ و پائیدار ہیں ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی [illegible]

## کارآمد ریڈیم رسٹ واچ



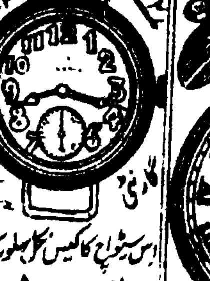
اس گھڑی کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم کی ہیں جو اندھیرے میں مثل ستاروں کے چمکتی ہیں جس سے اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے [illegible] مضبوط اور ٹائم بتانے میں سچی ہے کیس نکل سلور کا ہے رعایتی قیمت [illegible] روپے بارہ آنہ

## ڈبل بیل الارم ٹائم پیس



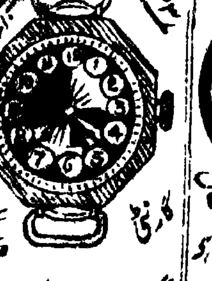
یہ ٹائم پیس نکل کیس کا خوشنما پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانے کا سچا ہے دو گھنٹی کے باعث الارم بلند آواز سے بجا کر آپ کو بیدار کر دیگا [illegible] رعایتی قیمت چار روپے ایک آنہ

## کیس والی کارآمد خوشنما سٹواچ



اس سٹواچ کا کیس نکل سلور کا ہے اسکا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں جو شب کو بھی مثل دن کے اندھیرے میں وقت معلوم ہو جاتا ہے اور پرزے اس گھڑی کے پختہ و پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ سات روپے دو آنہ

## رولڈ گولڈ کیس کی فینسی سٹواچ



یہ گھڑی بیحد خوبصورت اور پائیدار بنی ہوئی ہے اس کا کیس اصلی رولڈ گولڈ [illegible] سالہ گارنٹی کا ہے مشین میں پندرہ جوڑ یاقوت آویزاں ہیں ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ اٹھارہ روپے دس آنہ

# [illegible]

... آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب زیادہ ضروری ... ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے واقف ہوں آپ نماز کے ... اور مستحبات و سنتیں یاد ہوں نیز یہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگا لیجئے انشاءاللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے کی جرات نہ کرینگے کتابیں حسب ذیل ہیں۔

## نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ بیخود ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

## ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہو گا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۲ر

## نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائیگا اور خدا کی وعید دل سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھایئے بیوی کو پڑھایئے بڑوں کو سمجھایئے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے قیمت ۳ر

## اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اسکا سب سے پہلے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل لکھدیئے ہیں کہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

## نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اسکے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں انکی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی بہترین فائدہ اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھایئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ/

سب کتابیں جمعیۃ پریس دہلی سے منگایئے

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بے نظیر تازہ کتاب

# بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال میں جمعیۃ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں ان میں خاص طور پر بہیر دہجات کے وعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں آسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصہ اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظی "آمنا باللہ" ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہو کر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہی بحث اسلام کا لا الٰہ الا اللہ ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے اور تین دیوتا یعنی باپ بیٹا روح القدس اور تیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس شمع توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور روح اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیامبر رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر یہی ہے۔

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہدایت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات بھی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی عجب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مومن کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات۔ اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق۔ دوسری تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت تحقیق کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سامنے واقعات آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا۔

جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب ۲۰۰ صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف معہ محصول ڈاک ۱۲ عہ/

منیجر جمعیۃ پریس دہلی سے منگایئے

## تفسیر سورہ فاتحہ

یوں تو اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ ہستی باری پر قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلامی عقائد کی تائید میں، ملائکہ اور جنات انسان قادر ہی ہے اور عبودیت انبیاء کرام کی فطری تعلیم، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے، اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر، خدا پر ایمان، زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ اسلام اور وحدت، جبار کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورۂ فاتحہ، قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف، وحدت و محبت کی تعلیم، بجلی کے مسئلوں کا تماشہ، اسلامی شعار، اسلام کا مقصد اولین، تشاؤل کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم، گمراہی کے اسباب، باقی اصل کتاب میں دیکھئے۔ قیمت دس آنے محصول ۵ کل ۱۵

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ ظلمات و طغیان کا زور ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے جاتے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر علامہ جوہری مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آئے۔ صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم اور مفید ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کے ساتھ اس کتاب میں تصوف و رسالت پر بہت پر لطف بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے ابتک نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ر ہے محصولڈاک ۵ر کل (۱۳ر)

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

## تفسیر حقانی اردو

### آٹھ جلدوں میں کامل و مکمل

از شمس المحدثین بدر العلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی۔ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث پچاس روپے اور پچاس روپیہ تک بھی مہنگی اب بنا اڈیشن چھپ کر طیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتا ہے باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصولڈاک چار روپے ۵ر ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی رعایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔

پتہ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

## نماز کے پورے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور رکھی ہے کہ تمام مسائل سوال و جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگا لیجئے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال ہزاروں چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصل صرف ۔۔ ۱۰ر محصولڈاک ۶ر کل ایک روپیہ صرف

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

## بہشتی زیور کامل اصلی

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے جس کا مختصر حال حسب ذیل ہے۔

حصہ اول۔ الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم۔ وضو طہارت حیض و نفاس کے احکام نماز مسائل

حصہ سوم۔ روزہ حج زکوٰۃ قربانی وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم۔ طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے مسائل

حصہ پنجم۔ معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد نحویہ

حصہ ششم۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت و جنت

حصہ ہفتم۔ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی ...

حصہ ہشتم۔ نیک بیویوں کی حکایتیں سیرت اخلاق ...

حصہ نہم۔ طب یونانی اور مفید علاج و مسالے اور نسخے بچوں ...

حصہ دہم۔ دنیا کی باتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم۔ بہشتی گوہر یعنی مردوں کے خاص مسائل ... مردوں کے لئے مسائل ... نسخوں کا ہے ہر حصہ کی قیمت ۵ر جلد بندی پر ہر حصہ کی ... کامل سٹ کا ... یہ نصف ... مجلد صرف ... محصول ۱۲ر کل ...

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

## معجز نما پنج سورہ مجلد

جدید اڈیشن معہ ہفت احزاب چشت

نیا اڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۹۶ صفحہ کا تھا لیکن اب ۲۴۴ صفحہ کا ہے اس میں پنجسورہ، مناجات نماز چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں۔ ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول در بیان آیات و تفسیر کامل از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے نصف ہے چھپائی کاغذ بہت اعلیٰ اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں۔

سورہ یاسین، سورہ رحمٰن، سورہ فتح، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورۂ مزمل، سورۂ نبأ، سورہ کہف، سورہ فلق، سورہ ناس، اس کے علاوہ ہفت ہیکل، معہ اسناد، معہ دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنیٰ و اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ ... از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام عاشق ... مجموعہ کے لئے ضروری ہیں قیمت اب ۱۲ر محصولڈاک کل ...

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

## قرآنی دعائیں

آپ کی اکثر دعا قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ اب تک آپکی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اور اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائینگے اور آپکی ہر پریشانی رفع ہو جائے گی غرض کہ آپکی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرآنی عامل کے تجویز طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے لکھائی چھپائی بہت اعلی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## دعائے مقبول

دعائے مقبول کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے پس توجہ خدا سے مانگو گے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیثوں میں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل ۵ حصے ہیں **صلوۃ الرسول** اس کے قریب پنجاہ زائد دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ و تفسیر مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے **مناجات مقبول** یہ بھی مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے بہت ہی مؤثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے **ہفت احزاب** از حضرت مولانا اشرفعلی صاحب اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں ہے جس کیلئے دعا نہ ہو اور مولانا نے **تتمہ دعائے مقبول** اس کے مانگنے کا طریقہ بتلایا ہے ہفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت مؤثر مناجاتیں ہیں۔ **حزب البحر** دعائے مترجم مع اعمال از حضرت مولوی اشرفعلی صاحب کامل پانچوں جز مجلد حناشدہ قیمت عمر محصولڈاک ۶ر کل ۱عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پر اثر دعائیں لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک پیدا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالی نے اپنے رسول اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں حق تعالی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پہنچے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان کے خاص وظائف اپنے اندر اثر جتنا ہی رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فضیلت دعا۔ آداب دعا۔ حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا ابوبکر صدیق بریدہ سلمہ حفصہ ابو درداء ابراہیم خلیل اللہ عیسی خضر معروف کرخی عتبہ آدم علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۸۰ صفحات قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

(منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۲۶ دہلی)

## تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں خواہ وہ کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو شہر کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا دشمن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتلایا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اورادکا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

## صحیفہ قدسی

**اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا**

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل **جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے** یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں کی مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے بگڑے ہوئے معاملات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت ظالموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں لاعلاج مریضوں کا علاج کیا۔ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے۔ اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا ہے یہ سورۃ آیت الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

## زیارت رسول

ماہ مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو مشتاق نہ ہوگا بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو زیارت حبیب اللہ سے بہرہ مند ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وخوش طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر فاضل عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول رسول کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے ساتھ اولیائے عظام کے مقالات درج کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی ہے صحیح حضرت کا یہ بہت ہی بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی اب بھی کوئی محروم رہے تو اللہ کی مرضی۔ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

حمیدیہ پریس۔ دہلی

# اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے اور دنیا کے سب سہارے ٹوٹ جاتے ہیں انسانی کوششیں بے سود ہو کر مشکلات و مصائب کی گھڑیاں مقصود ہو جاتی ہیں تو بے بس انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہ دنیا کی نعمتوں کا آخری زینہ ہے جس سے وہ خدا ہوا طلق ہے جس میں بھول انسان و شبہات مذہاں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو جنہوں نے آپ نے ایک عالم کو چکر لگا کر یہ خزانہ اپنا کیا یہ خزانہ کس سلسلے سے ملا اس کا مجموعہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صحابہ کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں جو شخص بھی ان اوراد سے مستفید ہوگا ہمیشہ آرام میں رہے گا انسانی میں انسانی ضرورت ایک بھی ایسی نہیں جس کے لئے تیر بہدف عمل یا نقش نہ ہو وہ حاضر ہیں مستند اور مجرب اوراد و وظائف کی ایک کتاب چھاپی ہے قیمت دو روپیہ محصول ۴ر کل ۲عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابر حضرات نے پسند فرمایا ہے ملک بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی ان کو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

اعمال سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بوعلی حلبی قشا ذلی کے مجرب ہیں مع زکوٰۃ و موکل ۳ر

اعمال آیۃ الکرسی مع اسناد خواص اعمال آیۃ الکرسی کے مجرب اعمال اس میں درج ہیں مع موکل و زکوٰۃ ۳ر

اعمال سورہ مزمل مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں قیمت ۶ر

اعمال سورہ یاسین مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ فقرا کے لئے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے بہت مجرب ہے قیمت ۸ر

اعمال سورہ اخلاص بالکل و طریقہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت عبد القادر جیلانی ہر عمل مجرب اور سب کا خاص عمل ہے ۳ر

اعمال سورہ والشمس با موکل مع طریقہ زکوٰۃ حب و بغض کے اعمال زحالی لحرمل اور اوراد و وظائف مجرب ۴ر

ہر کتاب پر علیحدہ علیحدہ پانچ آنے محصول خرچ ہوتا ہے اگر سب ہی منگائیں ۲ر خرچ ہوں گے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر پوری طرح ظاہر نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی سمجھنا چاہیے کہ آپ بیری کا جو تعویذ کرتا ہے بتا دیں لیکن بغیر تربیت ہر تعویذ بیکار رہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط بیرونی کے عمل پر ہو کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو ماہر فن کی طرف سے تیار کردہ ہیں اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہوئی تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے تو منشا اور ضرور ہی فائدہ ہوگا ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقین سے دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ آزمودہ ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوا سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا دعا سے نہ ہوگا نقوش سے ہوگا یا سب کو ملا کر ہوگا۔ قیمت کامل ۱ر محصول ۵ر کل ۱عہ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# تعزیرات دوزخ

مرنا ضرور ہے مر کر سے گا اور مرنے کے بعد جو ہائے گا حساب دینا ہوگا اس کا یقین ہو تو تعزیرات دوزخ پڑھو تا کہ ہر گناہ کرتے ہوئے ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس جرم میں یہ سزا ملے گی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علما ہند کو خدا بے حساب جنت عطا فرمائے اور یہاں بھی ان کی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال بد کی فہرست بنا دی جو ہر گناہ کی پاداش بھی بتلا دی جو تعزیرات دوزخ میں سب ذیل گناہوں کی تفصیلی سزائیں بتلائی گئی ہیں شرک دریا سود ظلم تکبر غضب کینہ حسد بخل چغل خوری غیبت بہتان بے عمل تقدیر کا انکار والدین کی عدم اطاعت اور عجاب سے بغض بدعہدی اور امانت میں خیانت محض اور غلط کلامی قرآن و حدیث سے استہزا اور نماز سے غفلت وضو غسل جمعہ کی فروگذاشتیں نماز بے جماعت اور جمعہ بے پرواہ سفر اور بد فعلی ہمیشہ حرمی زنا شریعت کے نام نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام زکوٰۃ صدقہ نفقہ سوال اور نیکی روزہ کی فرو گذاشتیں حج اور اسکے متعلقات مال ادا نہ ہونے وغیرہ اس طرح سے مضامین ہیں آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت ۵ر محصول ۲ر کل ۳ر

پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

# دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے اجتناب کرے اور اپنی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابھی تک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے ہی نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں:۔ توبہ کے معنے از روئے لغت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سود و عاملہ کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ مکافات توبہ ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی لبریز بنجاتے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں ملائکہ بندہ نواز یہ ہر ہو استغفار عبادت میں اسید و بیم عبد و معبود میں مانند بہار گناہوں سے نیکیوں کی بربادی خوری کا قاعدہ سب فکری گناہوں سے نقصانات منفرد و دافع مرض گناہ اس کے علاوہ بہت مضامین ہیں۔

قیمت ۱۰ر محصول ۴ر کل ۱عہ

ملنے کا پتہ

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

# مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کیلئے ہر ایک انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہیں اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی روح کا وجود عہد میثاق روح حیوانی روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عجائبات سکرات موت انقطاع جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان دکفر نیک روحیں علیین ابرار شریر بد خاتمہ بری روحیں سجین کفار کی ارواح سوال وجواب نکیرین عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ قبر کا تنگ ہونا تجہیز و تکفین نماز جنازہ جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ درود و تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت تسلی کھانا کھلانا نجات اخروی مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام اولیائے عظام کے دیگر صادقہ کے احوال ہیں جنہوں نے بعد مرنے کے اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے قیمت ۱۲ر

پتہ:۔ حمیدیہ پریس، دہلی

## خواب نامہ صدیقی
### آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

معلوم کرنے کے لئے آپ کس قدر مشتاق رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اگر لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر دے سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہیں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مؤلف نے تفسیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو خواب تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم کا نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ عہ محصول ۷ رکل

حمیدیہ پریس - دہلی

## گھر کا مولوی

مسلمانوں کو بجز اس ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ پر اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے **حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب** نے **آثار سعید** کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں مواعظ حسنہ کے لئے ایسی ترتیب دی گئی ہے تاکہ انہیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کر لینے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے ۲۰۰ صفحات دوسری جلد کے ۲۴۸ صفحات قیمت ہر دو جلد محصول ڈاک ۹ ر کل ۱۰ ؁

حمیدیہ پریس - دہلی

## شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بیمار بکری جانوروں کی طرح گھسیٹے جا رہے تھے اگر ان حالات الم ناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک **شہید کربلا** منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا محاصرہ مومنوں کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے بھی دئے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے شہکار مرثیے اس قدر الم ناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے مؤثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں۔ قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## میاں بیوی کے فرائض

آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گزار ہو آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے احسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر اخلاق میں اپنا تفوق جتانے والی یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھ کر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شائع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انہیں کس طرح مرد کی اطاعت کرنی چاہیے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلجوئی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے فرمان رسالت ہے خیر کم خیرکم لاہلہ یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کی شاہراہ پر لگا دیگی یہ کتاب اردو ادب میں ... دونوں کو ہمکنار کر دے گی

قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھئے تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں۔

نزول قرآن، قرآن کی تاریخی حیثیت، وحی کی قسمیں (۴) آیات (۵) منسوخات قرآنی (۶) جمع و ترتیب قرآنی (۷) سورۃ اور آیات کی ترتیب (۸) صحابہ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹) رسم الخط قرآنی (۱۰) علامات قرآنی (۱۱) اوقاف قرآن (۱۲) وقف اور وصل کی علامتیں (۱۳) اختلاف قرأت (۱۴) قراء کا بیان (۱۵) سات قرأت کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۹) سورتوں کے فضائل (۲۰) فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ سے (۲۱) آداب تلاوت (۲۲) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ۔

یہ وہ کتاب ہے جو تقریباً ہر قرآن شریف کے ساتھ ہونی چاہئے ۱۰۰ صفحہ کی ضخامت۔ قیمت ۸ ر محصول ڈاک ۵ ر کل ۱۳ ر

پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

## شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل

آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لئے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی گھر کی درستی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ سب باتیں احسن وجوہ آپ کو کتاب

**دہلی کا باورچی خانہ**

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں اس کتاب میں گھرداری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور صاف ستھرا گھر رکھنے کے علاوہ ہر ایک قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ہر چیز کے لئے ایسے مناسب اجزا تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے صرفہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا ہو سکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے گھر والے کو موہ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہو سکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو مرد کی کمائی کو بہتر طریقہ پر صرف کرنا سکھاتی ہے ضخامت ۱۲۰ صفحات ردی بھی

قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

## عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے محبت ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جانا چاہیئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین منطقی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو معلوم نہ ہو سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو رنگین فوٹو بلاک ہیں اور عکسی تصویریں بھی ہیں تقریباً ایک سو کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت دو روپے محصول ۸ / کل ( ۲/۸ )

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو محض قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس حد تک تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت مواصلت کے اس درجہ پر پہنچاتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کی جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد نقلی نقشے اندرونی اعضائے نہانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت عہ محصول ۶ / کل ۱۲/

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## شاہی کوک شاستر

شاہان اودھ و ترکی نے جہانبانی کے سب سے اعلیٰ مشاغل کو ترک کر کے جب تعیش ذاتی کی دلدل میں پاؤں رکھا تو ارباب ہنر کو اس کی فکر ہوئی کہ سر چشمہ عورت کا ایسے لطیف انداز میں پیش کیا کہ سوائے غرض کے اور خوبیاں ہیں جو ایک جوان آدمی عورت کے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ انہی کے بانگ ہی نہ ملے جوان ارباب تفتیش نے عورت کے اوزمیں اور جسم تلاش کیں اسی طرح مرد کی قوت جوانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہو جو ذرا سی ترکیب و ورزش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک جو نہیں صد ہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے جیسے کہ ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتضیں اور ارباب کمال نے اپنی عمریں وہ وہ نکات بیان کی ہیں کہ صد ہا جوبن ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا مزا ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلوپیڈیا ہے ۲۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۸ / کل ۱۰/

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

## شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور راز دروں کو نہایت وضاحت اور شائستگی کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بد نصیب لڑکیاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب بعد از مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نو عمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی علمی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۲۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶ / کل ۱۲/

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے کتنے اقسام ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہئے گا بہار شباب کس طرح خزاں ہوتا ہے شباب کی مدہوشی جوانی کس طرح ختم ہوتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرتے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں ان شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے نامور ان بنگال اودھ اور راجپوتانہ کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں مجرب صدری مجربات ہیں جو شائقین کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاوداں کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً پونے دو سو صفحات آٹھ نہایت بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ فہرست مضامین اصل کتاب سے معلوم کیجئے محصول ۶ / کل ۱۲/

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

## طلوع شباب

پیکر حسن کا جب شباب طلوع ہوتا ہے وہ کیفیات ایسی کیسی ستم آفریں ہوتی ہیں کہ مرد ان کے خیال ہی سے متوالا ہو جاتا ہے اور جب کبھی یہ شباب بھر اجڑ کے ایک ہو جاتا ہے تو فطرت کی رنگینیاں دماغ و دل میں نہ وہ بہار گلکاریاں کرتی ہے کہ عمر آئندہ ان لذتوں کو یاد کرتی اور روتی ہے

یہاں اس کی ضرورت ہے کہ سیاح گلستان بہار آئیں تو پہلے سے واقف ہوں یہ کیفیت شادی سے قبل یا بعد ہی رہتی ہے طلوع شباب مستان شباب کی وہ داستان ہے طلوع شباب مواصلت کا آئین ہے طلوع شباب گلچینی باغ نسوانیت کی کلید ہے طلوع شباب فطرت کی اس مجسمہ عریانی کی کنہ ہے طلوع شباب مستانی ہے مشاطہ ہے دلالہ ہے طبیب ہے دایہ ہے اور آخر بچوں کی آیا بھی ہے غرضکہ طلوع شباب میں وہ سب کچھ ہے جو ایسی کتاب میں ہونا چاہئے

قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ۶ / کل عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

# منہ میں سانپ

اگر تمہارے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے تو تمہارے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے ہیں بلکہ تم نے اپنے منہ میں سانپ پال رکھے ہیں مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کے زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے اور تم نے جاہل وہیا تیوں تک سے سنا ہوگا کہ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ مگر با خبر لوگ جانتے ہیں کہ دانتوں کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوا کرتا ہے۔

## واحدی صاحب کا منجن

# اکسیر دنداں

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ منجن دانتوں کی ہر ہر خرابی کو دور کر دیتا ہے۔ مسوڑھوں سے پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت ہلنے بھی لگے ہوں تو انشاء اللہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں انہیں جوڑ دیگا۔ منجن اکسیر دنداں کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم **محمد اجمل خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔

جو لوگ پائریا یعنی دانتوں سے پیپ نکلنے کے مریض ہوں وہ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں تھوڑا سا ہر وقت پاس رکھیں اور جب کھانا یا پھل وغیرہ کھانے لگیں تو پہلے اسے ملکر دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کر لیں۔ اس طرح شاید پانچ چھ دفعہ انہیں منجن استعمال کرنے کی زحمت اٹھانی پڑیگی۔ لیکن یہ زحمت ان کی اپنی بے پرواہی کا نتیجہ ہے اور اسے انہیں برداشت کرنا چاہیئے۔ اس برداشت کا فائدہ وہ فوراً محسوس کریں گے۔ ورنہ مزید بے پرواہی انہیں بہت بڑی بڑی زحمتوں میں مبتلا کر دیگی۔ کھانے کے بعد منجن ملنا ضروری نہیں ہے ویسے ہی انگلی اور پانی سے صفائی کر لینی کافی ہوگی۔ جن لوگوں کو ابھی پائریا نہیں ہوا ہے۔ یعنی جن کے دانتوں سے پیپ نہیں نکلتی البتہ خون نکلتا ہے تو ان کے لئے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں صرف صبح بیدار ہوکر اور شام کو سوتے وقت ملنا ضروری ہے۔ باقاعدہ دو وقت وہ منجن نہیں ملیں گے تو پھر پانچ چھ وقت ملنے پر مجبور ہو جائیں گے جنہیں اتفاقیہ کوئی شکایت ہو جاتی ہے۔ مثلاً بادی سے مسوڑھے پھول گئے ہوں دانتوں میں درد ہونے لگا ہو تو وہ حسب ضرورت جتنی دفعہ چاہیں اس منجن کو استعمال کر سکتے ہیں اور جنہیں ابھی کوئی خفیف سی تکلیف بھی دانتوں کی نہیں ہے وہ ایک دفعہ صبح بس اس منجن کو مل لیا کریں اللہ سے امید ہے کہ کبھی انہیں دانتوں کی کوئی تکلیف ہوگی ہی نہیں۔ ایک احتیاط واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں استعمال کرنے والے لازمی طور سے کریں۔ خواہ وہ مریض ہوں یا تندرست کہ پان یا پھل کھا کر بھی ہمیشہ پانی اور انگلی سے دانتوں اور مسوڑھوں کو صاف کرتے رہیں جس طرح کھانا کھا کر کرتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو غلاظت کسی قسم کی زیادہ دیر تک لگی رہنی اچھی نہیں۔ پان کو ڈاکٹر مضر بتایا کرتے ہیں۔ حقیقتاً تمباکو کے سوا پان کا کوئی جز بھی مضر نہیں ہے۔ ہاں پان ہر وقت چبانے سے لعاب دہن ضائع ہوتا ہے۔ یہ بڑی نقصان رساں بات ہے۔ دوسرے پان کھا کر لوگ دانت صاف نہ کرتے اور ہر وقت کے پان کھانیوالے بھلا کیسے دانت صاف کر سکتے ہیں تو پان کی کثرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مفصل ترکیب استعمال منجن کے ساتھ عرض کی جائیگی۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں شیشی میں بھیجا جاتا ہے قیمت فی شیشی صرف ۸ (آٹھ آنے) علاوہ محصولڈاک۔ محصول ایک شیشی پر ۵ لگتا ہے اور دو شیشیوں پر ۔

**ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷۰ کوچہ چیلان دہلی**

# جو فقط بادشاہوں کے لئے تھا

## وہ اب

# غریبوں

## کے لئے ہے

طبی کمپنی دہلی نے خلیفہ ہارون رشید عباسی کے پینے کی **نبیذ** کا جو اصلی نسخہ حاصل کرکے نبیذ تیار کی ہے وہ ایسا شربت ہے جو صرف بادشاہوں کیلئے مخصوص تھا مگر فقط دو روپے خرچ کرسکنے والے غریب بھی اس کو روزمرہ استعمال کرسکتے ہیں نبیذ مقوی اعصاب ہے۔ مقوی دماغ ہے۔ مفرح قلب ہے۔ نیند لانیوالی ہے اسکے اثر سے انسان چوگنا کام کرنے لگتا ہے۔ امتحاناً صرف ایک بوتل آپ خریدیئے اور استعمال کیجئے آپکو معلوم ہوجائیگا کہ اشتہار میں مبالغہ ہے یا سچائی نبیذ کے نسخہ کے اجزا حسب ذیل ہیں :- فولاد۔ کشتۂ طلا۔ فاسفورس۔ مشک۔ عنبر۔ عرق انگور۔ انار۔ بہی۔ بالک۔ لیموں۔

**قیمت دو روپے** محصول ایک روپیہ

**طبی کمپنی دہلی سے خریدیئے**

# پانچ ترجمۃ القرآن معہ تفسیر کامل احسن التفاسیر مجلد چرمی

[illegible] نے [illegible] قیمہ دہلی [illegible] صرف پسند فرمایا بلکہ [illegible] کی تفسیر حضرت علامہ شاہ محمود حسن [illegible] اور کتابی صورت میں ایک [illegible] قرآن شریف [illegible]

# چھوٹی سے بہترین مفید کارآمد نیا اڈیشن چھپا ہے

[illegible]

[illegible] شائع شدہ اعلیٰ مجلد قرآن شریف [illegible]

[illegible] صرف ساڑھے بارہ روپے [illegible] قرآن شریف [illegible]

[illegible] قرآن شریف کی [illegible]

# [illegible] ترجمۃ القرآن [illegible] قرآن کو یہ قرآن شریف

[illegible] اور حاکم کی خوش [illegible]

[illegible] قرآن شریف کی [illegible] آپ فائز المرام [illegible]

[illegible] سعدی شیرازی [illegible] شاہ ولی اللہ دہلوی [illegible] ترجمہ لفظی [illegible]

[illegible] شاہ عبد القادر دہلوی [illegible] پانچواں ترجمہ [illegible] خصوصیات [illegible] جن کا تذکرہ اس [illegible] احسن التفاسیر [illegible] تفسیروں میں سب سے بہتر [illegible]

[illegible] الفرقان [illegible] اور پورے تیس روپے کی تفسیر والا [illegible] کے برابر ہو اور جس کی جلد بھی اعلیٰ [illegible] صرف ساڑھے بارہ روپے [illegible] کوئی ایسا مسلمان ہے جو [illegible]

پتہ:- [illegible] مولوی [illegible] مدرسہ [illegible] دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

# مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۵ ہجری | نمبر ۶

## خطبہ

سبحان اللہ الجلیل الاکبر من قال والبدن جعلناها لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر کذلک سخرناہا لکم لعلکم تشکرون وقال اللہ تعالیٰ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ما ھداکم وبشر المومنین اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی مبعوث الی الاسود والاحمر اما بعد - ایہا الناس

خدائے ابراہیم ومحمد صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو اور اس کی تسبیح وتہلیل اور شکر وامتنان کے لئے اپنی زبانوں کو وقف کردو جس نے تمہیں سال بھر کے بعد پھر یہ مبارک ومسعود دن دکھایا جسے عید الضحیٰ کہتے ہیں جس کو خداوند رحیم وقیوم نے اپنے دو برگزیدہ رسولوں کی یادگار سے منظم فرمایا وفدیناہ بذبح عظیم کے شرف سے مشرف فرماکر ہم کو حکم دیا ہے وترکنا علیہ فی الاخرین کہ ہم بھی ان برگزیدہ اور مقدس ومحترم ہستیوں کے نقش قدم کو دلیل راہ ہدایت بنائیں جنہوں نے اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی آمادگی ظاہر فرمائی اور اسے راستہ میں ایثار وقربانی کا بھی وہ پاک وقابل پرستش جذبہ صادق تھا جس نے سیدنا ابراہیم کو دربار الٰہی سے خلیل اللہ کا خطاب دلایا اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ کے لقب سے مشرف ہوئے اور ان کے اعمال کی تقلید کو قیامت تک کے لئے ہم پر واجب کر دیا تاکہ ہم بھی ان کے فوائد اخروی وبرکات سماوی سے بہرہ اندوز ہو سکیں جن سے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے دامان بوقت بصد ایثار واخلاص فی سبیل اللہ بھر دیئے گئے۔

برادران اسلام۔ خداوند رحیم وقیوم کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ایثار پیشگی کس قدر پسند تھی اس کا اندازہ ان آیات مقدسہ سے ہو سکتا ہے جن میں سیدنا ابراہیم کے اس قصہ کو بیان فرمایا گیا ہے حضرت ابراہیم بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں رب ھب لی من الصالحین ایک نیک کار فرزند عطا کر فبشرناہ بغلام حلیم پس ہم نے ان کو ایک حلیم وبردبار فرزند کی بشارت دی فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری جب وہ بڑے ہو گئے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تمہاری کیا رائے ہے قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین حضرت اسمٰعیل نے اپنے بزرگ باپ سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار جو حکم آپ کو ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے یعنی مجھے ذبح کر ڈالئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے فلما اسلما وتلہ للجبین پس حضرت ابراہیم نے اپنے لخت جگر کو راہ خداوندی میں پیش کرنے کے لئے پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا اور قریب تھا کہ چھری پھیر دیں وناديناہ ان یا ابراھیم تب خدائے رحمن ورحیم نے ندا دی کہ اے ابراہیم قد صدقت الرؤیا تم نے اپنے خواب کو پورا کر دکھایا اور جو امتحان ہم نے تمہارا لیا تھا تم اس میں پورے اترے اس امتحان میں پورے اترتے ہی نعائم غیب کے دروازے خدا نے آپ پر کھول دیئے چنانچہ اسی جزائے بے پایاں کی طرف اشارہ کرکے ارشاد ہوتا ہے انا کذلک نجزی المحسنین یعنی ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش تھی ان ھذا لھو البلاء المبین اور چونکہ ابراہیم علیہ السلام ابتلاء وآزمائش کی منزل میں پورے اترے اس لئے خدا نے حضرت ابراہیم کی اس قربانی کو قبول فرماکر اس کو ذبح عظیم فرمایا اور یہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے اس ذبح عظیم کو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی یادگار کے طور پر ملت ابراہیمی کے لئے واجب ٹھہرا دیا چنانچہ ارشاد ہوا کہ وترکنا علیہ فی الاخرین اور صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ رضائے الٰہی کی سند حضرت ابراہیم پر درود وسلام بھیج کر عطا کی اور فرمایا سلام علی ابراھیم کذلک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین۔

برادران اسلام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خداوند رؤف ورحیم نے کیسے ایمان پرور الفاظ میں سیدنا ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام کے اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے جس کی یادگار عید قربان قرار دی گئی ہے اور ہر سال ہم اس کو مناتے ہیں مگر ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس مبارک یادگار اور اس مقدس یوم ذبح عظیم کو ہم میں سے کتنے ہیں جو اس طرح مناتے ہوں کہ ان کے قلوب وارواح پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہو جو راہ خداوندی میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا ابراہیم ذبیح اللہ پر طاری ہوئی تھی اور جس کیفیت سے متاثر ہوکر ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا ہو اور ایک بیٹا راہ الٰہی میں ذبح ہونے کے لئے رضامند ہو گیا ہو اگر دائم بھر وہ کیفیت نہیں رہتی تو کیا اس یوم عظیم میں کوئی ایسا لمحہ ہمارے قلوب وارواح پر گذرتا ہے کہ اس کیفیت ابراہیمی وذوق اسمٰعیلی کا ایک شمہ پیدا ہوتا ہو اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ جس طرح اس یوم ذبح عظیم میں بھی ہمارے دلوں کی بستی اسی طرح اجاڑ اور

[illegible] قلب و روح میں کوئی للہیت و خلوص اور کوئی جذبۂ خدمت قربانی پیدا نہیں ہوتا تو ہم اپنا جائزہ لیں کہ اس روز سعید اور یوم مقدس کی حقیقی برکات سے ہم محروم ہیں اور اس دن کی جو عظمت خدائے ذوالجلال نے اس سے ہم بالکل ناآشنا اور ناواقف ہیں۔

برادران ملت عید قربان کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ ہم قرض وام کر کے لباس فاخرہ زیب تن کریں اور عیش و عشرت میں اس دن کو گزار دیں یا بہت سے بہت بطور ایک رسم کے محض نمائش و نام آوری کے لئے کسی جانور کو ذبح کر دیں قربانی کرنا بے شک اللہ کی پسند ہے اور اس کے متعلق خدائے ذوالجلال کا ارشاد ہے والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر قربانی ہم نے خدائی شعائر میں سے بنایا ہے اور [illegible] تمہارے واسطے بہتری ہے لیکن اگرچہ قربانی شعائر اللہ میں سے ہے مگر [illegible] کو خواہش نہ کرنا چاہیے کہ قربانی کا گوشت پوست اللہ تک نہیں [illegible] اور وہ قربانی کے گوشت کا محتاج ہے بلکہ قربانی کی اصل [illegible] ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی [illegible] ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خواب حضرت اسمٰعیل کے [illegible] کا دکھایا گیا تھا اس کے معنے ہی یہ نہ تھے کہ حضرت ابراہیم اپنے فرزند [illegible] کو ذبح کر ڈالیں کیونکہ فرزند کشی کیا اسلام جائز ہی نہیں ٹھہراتا پھر بھلا خدا کے [illegible] ابراہیم جو انا اول المسلمین کا نعرہ لگا چکے تھے ان کو فرزند کشی کا حکم کیونکر دے سکتا تھا اصل یہ ہے کہ مقصد اس خواب کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل دونوں کے قلب منقی ہو جائیں اور امتحان لے کہ خلت و محبت کے جس مرتبہ بلند و رفیع پر سرفراز فرمایا ہے محبت ایزدی میں ملے ہوا ہے اس کی پوری صلاحیت پیدا ہو گئی ہے یا نہیں اور اب کوئی ایسی چیز تو باقی نہیں رہی جس کو ہمارے راستہ میں قربان کرنے سے ابراہیم دریغ کریں چنانچہ دنیا میں اولاد سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتی ہے اور پھر اولاد بھی حضرت ابراہیم کی سی عمر [illegible] ایسے زمانے اس سب سے زیادہ محبوب و عزیز بیٹے کے متعلق حضرت ابراہیم کو امتحان [illegible] اور نہ صرف باپ اس امتحان میں پورا اترا بلکہ اس کا فرزند حلیم و بردبار بھی اس آتش امتحان سے صحیح و سلامت نکلا یہ امتحان تھا دل اور روح کا کہ وہ کس قدر تقویٰ شعار ہیں اور مقصود تقاء و پرہیزگاری کی جانچ تھی اسی طرح قربانی جو ہمارے لئے شعائر اللہ میں سے قرار دی گئی ہے اور "لکم فیھا خیر" کے ذریعہ ہمیں بتلایا گیا ہے کہ اس میں ہمارے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے تو اس کا مقصود بھی جانور کشی نہیں ہے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ ہماری روح اور عمل کی بستیاں اتقا و پرہیزگاری سے آباد ہوں اور تقویٰ کی روشنی دل اور روح کی اس تاریکی کو دور کرے جو غیر متقیانہ اعمال سے ہمارے ارواح و قلوب پر چھائی ہوتی ہے پس اے برادران ملت عید قربان کے آنے سے پہلے اپنے دلوں کو ٹٹولو اور اس کے ایک ایک گوشہ کی جستجو اور تلاش کر کے دیکھو کہ اس للہیت و اخلاص اور راہ خدا میں اس ایثار و قربانی کا کتنا حصہ موجود ہے جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ میں موجود تھا اگر اس کی ایک رمق بھی موجود ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو اور کوشش کرو کہ اس میں ترقی ہو اور اگر اپنے دل کی بستی کو بالکل سونی پاؤ اور تمہاری روح کی اقلیم اس جنس گراں سے بالکل محروم ہو تو اپنی اس بدبختی کو نا لائے پشیمانی کی بہتی میں جلا ڈالو اور گریہ ہائے سحری سے اس کی سلیاں کو

وجہ اس کی کوشش کرو کہ عید قربان میں کم از کم اس ملک کے اندر تو خلیل اللہیت پیدا ہو جائے جب تم جانور کے گلے پر چھری پھیرتے ہو اور اس تقویٰ سے تمہارا دل معمور ہو جائے جو اس قربانی اور ذبح عظیم کے شعار سے مقصود ہے اگر آپ کے دل میں اس یوم مبین و عظیم کی یہ اہمیت ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ محض زیب و زینت عیش و راحت اور اسی قسم کی دوسری تعیشات کے لئے یہ مبارک دن نہیں اور نہ محض جانوروں کو ذبح کرنے اور ان کا خون بہانے کے لئے ہے اور اگر خدا کے اس ارشاد پر آپ کا ایمان ہے کہ قربانی کے جانور کا گوشت و پوست اللہ تعالیٰ کے حضور میں نہیں پہنچتا کیونکہ وہ گوشت و پوست کا محتاج نہیں ہے بلکہ صرف تمہارے دل کا تقویٰ اور تمہاری روح کی طہارت و پاکیزگی اور تمہارے قلب کی پرہیزگاری پہنچتی ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اصل مقصود کے حصول کی کوشش کرو۔

برادران ملت اصل مقصود کے حصول کا پہلا ذریعہ یہ ہے کہ خلاف تقویٰ امور سے پرہیز کیا جائے اس لئے عید قربان کے دن صبح سے لیکر ایام تشریق کے خاتمہ تک اپنے تمام اعمال کی نگرانی اپنے تمام حرکات کا جائزہ اور اپنی نیت کا کڑا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے خصوصاً نیت کا محاسبہ نہایت چوکسی کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ نیت کا ذرا سا کھوٹ اعمال کے حسن کو اس طرح غارت کر دیتا ہے جس طرح بارش اور ژالہ خود روؤں کی کچی فصل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں یا جس طرح آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے قیمتی سے قیمتی کاغذ کو جس میں کروڑوں روپیہ کا حساب ہو آناً فاناً جلا کر خاک سیاہ کر دیتے ہیں اس لئے ملت براہیمی کے ہر ایک فرد کا اولین فرض ہے کہ اپنی نیت کو ہر قسم کے کھوٹ سے بچائے۔

برادران اسلام! آپ دریافت کریں گے کہ قربانی میں نیت کے کھوٹ کے کیا معنی ہیں اور یہ کیونکر پیدا ہو جاتا ہے سو یاد رکھئے کہ نام و نمود ریاء و نمائش ضد اور کسی کی دل آزاری کا خیال حسن نیت کے رخ زیبا کا کھوٹ ہے اس لئے اپنے دل کے ایک ایک گوشہ کو دیکھیں کہیں تم اس جذبہ سے متاثر ہو کر تو قربانی نہیں کر رہے کہ برادری اور خاندان میں نام ہو اور لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے اسم والے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر یہ دیکھو کہ تمہاری غرض کسی کی دل آزاری تو نہیں کیونکہ تم جانور کی جان نہیں لے رہے ان میں سے ہر ایک صورت غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے کے مترادف ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا کھلا ہوا شرک ہے۔

برادران اسلام! ہندوستان کی سرزمین فتنہ و فساد کا مرکز بن گئی ہے اور یہاں کی بسنے والی دو بڑی قوموں میں کشیدگی و عناد کے جذبات موجود ہیں اور بغض و عداوت نے دلوں کی اس طہارت کو غارت کر کے رکھ دیا ہے جو اللہ کے اس گھر کی خصوصیت ہونی چاہیے اس میں شک نہیں کہ مذہبی عقائد کی بنا پر ان کو گاؤ کشی سے تکلیف ہوتی ہے لیکن سال کے تین سو ساٹھ دن برابر بوچڑ خانوں میں گائیں ذبح ہوتی رہتی ہیں اور صرف انگریزوں کے لئے چالیس لاکھ کے لگ بھگ سال بہ سال گائیں ذبح کر دی جاتی ہیں مگر اس عظیم پیمانہ پر گاؤکشی سے ہندوؤں کو تکلیف نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو اس سے مشتعل ہو کر آمادۂ فساد نہیں ہوتے صرف بقرعید کے دن کی قربانی کا ذکر ان کو آمادۂ فساد کر دیتی ہے وہ گائے کے بدلے انسانوں کو قتل کرتے ہیں اس صورت میں ہندو کی ضد اور ان کی دل آزاری کا جذبہ دل میں پیدا ہو جاتا ناممکن نہیں ہے اس لئے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے دل کو ایسے جذبات سے بچانے کی پوری سعی کرنی چاہیے

اے فرزندان اسلام۔ اپنی قربانیوں کے ثواب کو برباد ہونے سے بچانے اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ ضد اور دل آزاری کے جذبہ سے اپنے قلوب کو متاثر نہ ہونے دو اور محض اسکی خوشنودی اور رضائے الٰہی کے لئے اس طرح قربانی کرو کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور فتنہ و فساد کا کسی کو موقع نہ ملے قربانی کی گائے اگر مذبح لیجاؤ تو اسے ہار پھول سے آراستہ کرکے یا جلوس بنا کر مت لیجاؤ تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ محض ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے کیا جا رہا ہے مذبح سے گوشت واپس لاؤ تو اسے بھی ڈھک کر تاکہ کسی ہندو کی نظر نہ پڑے اور اگر گھر پر قربانی کرو تب بھی اس امر کا لحاظ رکھو کہ تمہارے ہمسایہ ہندوؤں کو اذیت و تکلیف نہ پہنچنے پائے۔

برادران اسلام! اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ بہ نسبت گائے کی قربانی کے بھیڑ بکری کی قربانی زیادہ افضل ہے اگر تم کو خدا نے مقدرت دی ہو اور تم آسانی کے ساتھ بھیڑ بکری کی قربانی کر سکتے ہو تو گائے کی قربانی سے پرہیز کرنا تحصیل ثواب کا زیادہ مستحق بنا دیگا لیکن اگر بھیڑ بکری کی قربانی کی مقدرت نہ ہو تو پھر گائے کی قربانی اس طرح احتیاط سے کرو کہ ہندوؤں کو تکلیف نہ ہو اور اشتعال انگیز طریقوں سے بالکل بچے رہو تاکہ غیر اللہ کی شرکت سے قربانی کا ثواب بھی برباد نہ ہو اور فتنہ و فساد کا امکان بھی نہ رہے۔ اگر تم لن تنالوا البر سے بچ سکے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلوب کو نور اتقا سے معمور کر دیگا اور اس ذبح عظیم کا اصلی اور حقیقی مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

برادران اسلام! قربانی کے سلسلہ میں دو باتوں کا اور لحاظ رکھنا ضروری ہے اول یہ کہ بعض لوگ گوشت غرباء میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے غیر مستحق اعزہ اور احباب میں تقسیم کر دینا کافی سمجھتے ہیں اور مستحق غرباء کو محروم کر دیتے ہیں۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ گوشت کا کم سے کم ایک تہائی حصہ غرباء کو تقسیم کرنا واجب ہے بقیہ دو حصوں میں سے ایک حصہ خود اپنے صرف میں لا سکتے ہو اور دوسرا حصہ اعزا و احباب میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ قربانی کے گوشت سے غرباء کو محروم کر دینے کے معنے یہ ہیں کہ ہم قربانی کے اصل مقصد تک پہنچنے ہی کی پروا نہیں کرتے اس لئے ایک تہائی گوشت غرباء میں ضرور تقسیم کر دینا چاہیئے۔

دوسری چیز چرم قربانی کا مصرف ہے چرم قربانی کی قیمت بڑے بے ڈھنگے پن سے خرچ کی جاتی ہے بہتر طریقہ یہ ہے کہ قیمت چرم کے بھی تین حصے کر لیئے جائیں ایک حصہ غرباء میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ کسی مقامی مدرسہ یا رفاہ عام کے مقصد میں دیدیا جائے اور ایک حصہ کسی اجتماعی مقصد کے لے بھیج یا جائے اگر ان سب امور کا لحاظ رکھا جائے تو خدائے رحمٰن و رحیم ہمارے دلوں کو ابراہیمی للہیت و تقوی شعاری کے لئے کھول دیگا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

# خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ و صلی اللہ تعالیٰ علی محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد

برادران اسلام درود و سلام بھیجو اس نبی برحق پر رسول مکرم پر جن کے صدقہ میں ملت ابراہیمی میں ہمارا شمار ہوا اور سنت ابراہیمی کی پیروی ہم میں سے ذی استطاعت پر تا حبکہ کے ہمارے لئے بھی ابراہیمی نعائم و فضل الٰہی برکات کے دروازے کھول دیئے اور درود و سلام بھیجو خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت مولا علی اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر جو سنت خلیلی کے سچے اور مخلص پیرو تھے اور جن کے قلوب بھی اسی طرح اسی کیفیت ایثار و اخلاص سے معمور تھے جس کی کثرت نے حضرت ابراہیم کو راہ الٰہی میں اپنے فرزند دلبند کی قربانی پر آمادہ کر دیا تھا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آنحضرت کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ پر اور آنحضرت کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن و امام حسین پر اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر کہ یہ سب کے سب راہ خدا میں ایثار و اخلاص کی اسی مقدس کیفیت کے حامل تھے جس کے سرمایہ دار حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تھے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ رح امام مالک رح امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رح پر جنہوں نے حضرت ابراہیم کی اس سنت اور عید قربان کے اس شعار الٰہی یعنی قربانی کے تمام مسائل قرآن و حدیث سے مستنبط کرکے مرتب کر دیئے اور ہم بلا دقت ان سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرات غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور خواجہ معین الدین چشتی پر جو بلند مراتب دینی پر اس وجہ سے فائز ہوئے کہ ان کے قلوب بھی اسی طرح ابراہیمی اخلاص فی سبیل اللہ سے [illegible]

اور اے اللہ رحمت نازل کر محمد بن قاسم فاتح سندھ۔ سلطان محمود غزنوی سلطان شہاب الدین۔ سلطان عالمگیر غازی پر جن کے ساتھ نصرت الٰہی کی فوج اسلئے تھی اور فتح و فیروزمندی اسی لئے ان کے ہم کاب تھی کہ اللہ کے حضور میں ان کو کامل اخلاص تھا اور حضرت ابراہیم کی طرح ایثار فی سبیل اللہ کی دولت سے کافی حصہ ان کو بھی ملا تھا۔

اور اے اللہ امیر غازی نادر خاں کی تمام دینی و دنیاوی تمناؤں [illegible] فرما جو ملت ابراہیمی کے تبع کتاب و سنت امراء میں [illegible] اور اے اللہ تمام امرائے اسلام اور جملہ مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرما کہ وہ سیدنا ابراہیم و سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر دین خلوص و للہیت اور خدا پرستی۔ قوم سے وہی عشق و شیفتگی اور قربانی و ایثار بخیلی حاصل کریں۔ عباد اللہ اتقوا اللہ فان التقوی شعار المسلمین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

# شذرات

## قرآن حکیم اور مسلمان

"قرآن حکیم اور مسلمان" ایک نہایت مفید اور بہترین معلومات کتاب ہے جو خاص اہتمام اور جدت کے ساتھ لکھائی اور مرتب کرائی گئی ہے اس کا سلسلہ اشاعت آئندہ ماہ سے مولوی میں شروع کر دیا جائے گا اور باقاعدہ شائع ہوتی رہے گی یہ آخری غور کرتا ہے کہ اس کا سلسلہ اشاعت سال ڈیڑھ سال میں جا کر ختم ہوگا اور اس کی قیمت ڈھائی روپے فی جلد رکھی جائے گی، اسے پڑھ کر نہ صرف یہ کہ آپ کی دینی و ملی معلومات میں گرانقدر اضافہ ہوگا بلکہ آپکا ایمان یقیناً مضبوط اور استوار اور قلب میں ایک نور پیدا ہو جائے گا اور آپ محسوس کریں گے کہ قرآن کریم کی عظمتیں کتنی بلند اور اس کی برکات کتنی وسیع ہیں اس کتاب آسمانی نے اس خاکدان ارضی میں نازل ہو کر کیسے کیسے عظیم الشان اور حیرت انگیز انقلاب پیدا کئے اور کس طرح ایک قلیل وقفہ مدت میں اس نے زمانہ کی جلتی اور طوفان بپا کرتی ہوئی ہواؤں کا رخ ادھر سے ادھر پھیر دیا یہ کتاب آج بھی اگر اس کے احکام و اوامر پر عمل انسان کو فرمانروائی و سرفرازی کا اہل اور مقبولیت کی کامرانیوں کا مستحق بنا دیتا ہے۔

قرون اولیٰ کے مسلمان جو جب لے اپنے ہاتھ میں صرف ایک ہی ربانی دستور العمل لیکر دنیا میں نمودار ہوئے اور اسی کے احکام پر پابندی کے باعث سے ارض عالم کے مالک بن گئے غور کیجئے عرب کی حالت نزول قرآن کے وقت کس درجہ زار و ابتر تھی کوئی بھی قیاس کر سکتا تھا کہ شبانہ روز شراب نوشی اور فواحش و فتن میں مبتلا رہنے والے بے علم اور جہالت و ضلالت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے افراد بھی کبھی مستقبل قریب نہ سہی کسی مستقبل بعید ہی میں مراحل تقدم و ارتقا طے کر سکیں گے یورپ میں ہزار بخت و جہالت کے دور میں گزر رہے ہوں پھر بھی یہاں کوئی نظام تو تھا ایک نسل اور ایک مذہب کے افراد تو آباد تھے لیکن عرب کو تو یہ چیز بھی حاصل نہ تھی ہوائیں تیز و تند موسم گرم و خشک ابر و بارش کے فقدان سے سبزی و شادابی معدوم متعدد مذاہب اور متفرق نسل کے انسانوں کی آبادیاں اس پر جہل و فساد کا جوش و جنون تخیل کا طائر بھی تو اپنی پرواز اس فضا میں بھول جاتا تھا اور پوری دنیا اس کی ترقی اور اس کی رستگاری و نجات کے خیال سے مایوس تھی لیکن نزول قرآن کا ابر رحمت برسنے پر آیا تو اس نے اپنے سینے کے بند کھول دیئے اور خشک اور چٹیل میدان اور تپتے اور جھلستے ہوئے ریگستان کو رشک گلزار و چمن بنا دیا یہاں کے گدا دنیا کے شاہ یہاں کے فقیر دنیا کے امیر یہاں کے جہلا دنیا کے معلم اور یہاں کے مفسد و شریر دنیا کے فرشتے بنکر دنیا ہی کے اسٹیج پر ضوفگن ہوئے اور کچھ ایسی شان اعتماد کے ساتھ ضوفگن ہوئے کہ دنیا کو اپنی روشنیوں سے منور کر دیا۔

تقریباً ایک صدی تک کی تاریخ اسلام کا ہی درخشاں سب سے ممتاز اور سب سے نمایاں ہے مسلمانوں کی رہبر و رہنما صرف یہی ایک ربانی کتاب تھی اسی سے انہوں نے کشور کشائی و جہانبانی سیکھی اور اس کے بتائے قواعد و ضوابط کے متعلق انہوں نے اپنا نظام اخلاق نظام تمدن نظام معاشرت اور نظام حیات مرتب کیا اور وہ بڑھتے ہوئے اور بڑھ کے شان ایک صحیفہ ربانی کی بدولت ہے جب تک مسلمان اس مبارک حبل المتین کو تھامے رہے جہانداری ان کے پہلو میں رہی اور اقبال ان کا حلقہ بگوش بنا رہا اور جب انہوں نے اسے چھوڑا اقبال و دولت و عزت اور سطوت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ کون سے مجرب کارآمد اور انقلاب انگیز اصول تھے اور وہ کون سی ایسی نادر اور نگارین ہدایات تھیں جنہوں نے آن کی آن میں ذرہ کو آفتاب اور کاہ کو کوہ بنا دیا قرآن حکیم کے متعلق جتنی معلومات دستیاب و فراہم ہو سکتی تھیں ان سب کو اجمالی طور پر اس میں مرکوز کر دیا گیا ہے اور قرآنی اعجاز قرآنی مدرس قرآنی ہدایات قرآنی برکات قرآنی کمالات قرآنی معجزات قرآنی اسرار، قرآنی اثرات قرآنی خوف الٰہی قرآنی آداب قرآنی دستور العمل قرآنی احترام قرآنی تعظیم قرآنی بشارت قرآنی دستور العمل قرآنی تلاوت قرآنی پیشنگوئیاں قرآنی اعلانات، قرآنی بشارت، قرآنی نصائح قرآنی تلقین قرآنی کیف و سرور قرآنی فصاحت و بلاغت قرآنی تمثیلات قرآنی معارف قرآنی فضائل قرآنی ترتیب قرآنی الفاظ قرآنی پیرایہ بیان قرآنی توحید قرآنی جہاد قرآنی اصطلاحات، قرآنی عفو و درگزر قرآنی فلسفہ احسان قرآنی فلسفہ تقدیر و تدبیر قرآنی تعزیرات قرآنی مکارم قرآنی محاسن، قرآنی صداقت، قرآنی شہادت، قرآنی مفاہیم قرآنی اختیار قرآنی احکام قرآنی مواعید قرآنی ایمان قرآنی حیات قرآنی قرأت قرآنی اخلاق، قرآنی توحید قرآنی رسالت قرآنی نیکیاں، قرآنی فلسفہ عروج قرآنی علوم قرآنی پیغام اور قرآنی اشاعت وغیرہ کے متعلق نہایت مفید اور نہایت دلربا تفاصیل دی گئی ہیں اور قرآن و حدیث کے حوالہ اور سند سے سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔

قرآن معمولی کتاب نہیں ایک خزانہ کا معدن اور ایک گنجینہ اسرار ہے یہ اسی کلام پاک کی برکات و معجزہ کاری تھی کہ اس ایک کتاب میں یہ معلومات فراہم ہو گئیں اور ہم اس میں وہ سب کچھ دے اور بتا سکے جو دینا اور بتانا ضروری تھا عہد حاضر میں بہت سے مسلمان قرآن اور قرآنی فضائل و محاسن کو بھولے ہوئے ہیں مگر اس کتاب کے مطالعہ سے اس کی عظمت و شان اور اس کا حسن و کمال آپ کی لوح قلب پر مرتسم ہو جائے گا اور پھر آپ کو احساس ہوگا کہ دنیا کی سب سے ارفع سب سے بلند سب سے اعلیٰ اور سب سے محمود اگر کوئی چیز ہے تو وہ قرآن اور محض قرآن ہے اور اگر اب مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو صرف قرآن ہی کی بتائی ہوئی راہ پر چل کر اور ان کے ابھرنے اور بیدار ہونے کا اگر کوئی امکان ہے تو وہ اسی طرح کہ یہ قرآن کو ہاتھ میں لیں ہم نے اس میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ عہد حاضر میں جو اقوام عالم عروج و ارتقا کی بلندیوں پر فائز ہیں وہ دانستہ یا غیر دانستہ قرآنی اصول ہی کی پابند بنکر اس کے ثمرات و سعادت سے بہرہ مند ہو رہی ہیں اس دعوی کو تفصیل سے مغربی علماء مفکرین اور مشاہیر کی شہادت سے مدلل بنایا گیا ہے۔ جابجا توراتی، انجیلی، زبوری، زرتشتی اور شاستری احکام بھی مقابلہ پر مختصر رکھ دیئے گئے ہیں اور بتایا ہے کہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں اپنے مذہب کے کن کن اصول کے ترک پر مجبور ہیں اور وہ کون سے اصول تھے جو انہوں نے قرآن حکیم سے اخذ کر کے بڑھنے اور قدم اٹھانے کے لئے اختیار کر کے اپنا راستہ تیار کیا اور ہمارا کے قول کے مطابق کس طرح دنیا قرآن اور اسلام کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہے برنارڈ شا نے تو ہمیشہ اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے لیکن قرآن تو

پیشتر اس صراط مستقیم کو دین فطرت بتا کر کہہ چکا تھا کہ تمہیں چار و ناچار یہی راہ اختیار کرنی پڑے گی۔

قرآنی علوم اور قرآنی بصائر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور یورپین مبصرین و محققین کی آراء بھی قرآن کے متعلق ترجمہ کر کے درج کر دی گئی ہیں اور ہندو مشاہیر کے اقوال بھی دئے گئے ہیں اس مختصر شذرہ میں ہم اس کتاب کے محاسن اور خوبیوں کو پوری طرح نمایاں نہیں کر سکتے اس کی برتری اور سود مندی کا احساس تو آپ کو اس کے مطالعہ ہی کے بعد ہو گا اس کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے آپ کی روح میں بالیدگی، ایمان کی تازگی عمل میں تیزی اور قلب میں سرور پیدا ہو گا اور اس کا ہر باب دوسرے باب سے بڑھ کر اور مفید تر نظر آئیگا ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام اس کتاب کو پوری دلچسپی اور غور کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سلسلہ کا بالاستیعاب مطالعہ کر لینا ہی اس مقصد ہے۔

## مسلم کانفرنس کا ڈھونگ

چشم بد دور مسلم کانفرنس کا اجلاس بھی اس ماہ میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس کے نام سے بڑے طمطراق ... ... اور بڑے شکوہ و جلال کے قلب پنجاب اقبالی امن لاہور میں منعقد ہوا ارض ہند کے مختلف گوشوں کے عافیت پسند اپنی آرام کرسیوں اور لوایان عظام اور طالبیان فتح اپنے اپنے عشرتکدے سے اٹھکر اس محفل خاص، اور مجلس آسائش طلب میں آ بیٹھے تھے یہی وجہ تو تھی کہ یہاں کانگریسی سادگی اور قومی بے تکلفی کا نام و نشان نہ تھا بلکہ ہر طرف کوٹ، سوٹ بوٹ اور ہیٹ کی نمائش عام ہو رہی تھی بالحضور چند خود فریب اور خود ساختہ رہنماؤں نے اپنی حریت نوابی کا رعب جمانے اور دنیا کو یہ دکھانے کے لئے کہ ہمارا شمار بھی پانچویں سواروں میں ہے اور ہم بھی نام نہاد حکومت کے بندی خانوں اور آقایان فرنگ کے زندانوں کی سیر کا داعیہ رکھتے ہیں دستوری کمیٹیوں سے بے تعلق رہنے اور حکومت کے سفید فام نظام حکومت کے خلاف زبانی کے ساتھ عدم تعاون کا اظہار کیا اور اپنی رستمی و سنگ دلی کا زبانی و لسانی مظاہرہ کرنے میں دنیا کے نزدیک تو کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور کیوں اٹھا رکھتے جانتے تھے کہ یہ تو ایک مسلم کانفرنس کی مردہ لاش کے جنازہ بردار ہیں نہ اس میں کوئی حرکت و حرارت پیدا ہو گی اور نہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے اور مولانا کفایت اللہ یا ڈاکٹر انصاری کی طرح جیل کی کڑیاں آہنی بڑیں گی پھر رعب ہی نہ کیوں گانٹھ لیں اور خون کی ایک بوند جبین نیاز پر چپکا کر "شہید بے شہادت" کیوں کہلائیں۔

ادھر سے ادعا اور دوسری طرف سے رد قدح شروع ہوا نمائشی طور پر خوب کشاکش اور تناتنی رہی اور آخر ہوا وہی جو ہونا تھا اور جسے اہل بصیرت پہلے سے سمجھتے اور جانتے تھے کجا بلبلان چمن اور کجا کنج کنج خانہ! "عدم تعاون" لفظ ایک آہ بنکر رہ گیا اس کے بجائے "براہ راست" کی بضرورت ترکیب استعمال کی گئی اور پھر یہ براہ راست عمل بھی ادا آخر جولائی تک کی طویل دسعتوں میں ڈوب کر رہ گیا دستوری کمیٹیوں سے تعلق ٹوٹا بھی ہو اور نامناسب بھی اور حکومت التوا پر التوا بھی کر رہی ہے انتظار اعلان میں آنکھیں بھی پتھرا گئی ہیں لیکن جب اتنا انتظار کیا ہے تین چار ماہ کا اور سہی آخر اس مرتبہ اعلان امید ہوا ہی تو ملک معظم کی طرف سے نرالی وزیر اعظم ہوا تھا جنہیں انقلاب ہمیشہ راجی مکتہ امل کہا کرتے ہیں پھر کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہوتی کہ اس کا احترام نہ کیا جاتا اور دینے کا شانہ اے ارمان و آرزو کو امید و تمنا کے رنگا رنگ قمقموں سے آراستہ نہ کر لیا جاتا اب ان کی بلا جانے کہ اس مدت میں نہ بانس رہے گا نہ بانسری بجے گی۔ نہ کمیٹیاں موجود رہیں گی اور نہ عدم تعاون ہو سکیگا کوئی پوچھے کہ اے قوم کے سردارو اور اس مجلس جہد و نشاط کے نیتاؤ یہ تم نے کونسا تیر مارا کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ ایک کمیٹی کا خاتمہ تو اپریل ہی میں ہو رہا ہے دو تین ہی میں سدھار جائینگی چوتھی کا کام جون میں تمام ہو جائے گا پھر عدم تعاون یا براہ راست کارروائی کس سے کی جائیگی اور کس کے سرہانے کھڑے ہو کر بین و ماتم میں مصروف ہو گے۔

عقل و بصیرت سے بعد اور افتراق کا اگر کوئی المناک مظاہرہ دیکھنا ہو تو مسلم کانفرنس کی اس مغایبانہ تجہیز پر نظر ڈال لیجئے یہ ضرور ہے کہ اپنی کبھی کبھی قائم رکھنے اور اپنی طفلانہ طلبانہ سرگرمیوں کا سکہ بٹھانے کے لئے تقسیم سرحد بلوچستان سرکاری ملازمتوں میں مناسبی حفظ شخصیت یادگار اور تعلیمی پستی کے متعلق ہی چلتے چلاتے چند تجاویز منظور کر دیں لیکن ان سے ہوتا کیا ہے اور اس خالی ڈھول کی آواز سے کون پرندا ایسے ہیں جو اڑ جائیں ضرورت ہے مستعدانہ عمل اور مجاہدانہ سرفروشی کی وہی درحقیقت نایاب ہو اگر ان قائدین کے شیروں کے قلوب میں واقعی ملت کا درد ہوتا اور حقوق مسلمین کے لئے کوئی تڑپ نظر آتی تو یہ اس التوا کے ضغطے میں نہ پڑتے اور فوراً میدان عمل میں اکھاڑے ہوتے جس میں جرات و حوصلہ ہوتا ہے وہ کہا نہیں کرتے کیا کرتے ہیں جو کرنے والے تھے وہ منزل زندان میں فروکش ہو کر قوم و ملت کے لئے کڑیاں سہ رہے ہیں اور یہ باتیں بنانے والے محفل آرائیوں میں مصروف ہیں۔

## عید الضحیٰ اور فریضہ قربانی

عید الضحیٰ کی تقریب سعید ہے بلاشبہ ملت اسلامیہ کا یہ ایک عظیم و جلیل تہوار ہے اور مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اس پر جس قدر چاہیں جائز مسرت کا اظہار کریں اور قربانی کر کے اپنے دینی و مذہبی فریضہ سے سبکدوش ہوں سب سے بڑی اور اہم مصیبت یہ ہے کہ عہد حاضر کے مسلمان ظواہر اعمال پر تو بہت توجہ کرتے ہیں لیکن لطافت احوال و آلات تک ان کی نظریں نہیں پہنچتیں بلاشبہ قربانی ہر صاحب نصاب پر فرض اور باعث اجر عظیم ہے اور جس حد تک ممکن ہوتا ہے مسلمان قربانی کرتے اور اس فریضہ عمل کو ادا کر کے کامیابی کرتے ہیں مگر قربانی کے اندر جو روح اور جو سبق موجود ہے اس کی طرف توجہ بہت ہی کم بلکہ شاذ و نادر ہی مبذول ہوتی ہے قربانی کا مقصود وحید یہ نہ تھا کہ مسلمان عید الاضحیٰ اور اس تقریب جلیل اور موقعہ مسرت پر ایک ایک دو دو اور تین جانوروں کے گلے پر چھری پھیر دینا یہ تو محض ایک ظاہری صورت تھی حقیقت یہ تھی کہ مسلمانوں میں اس فعل و عمل اور فرض کی ادائیگی کے جوش میں سدھ انقلاب پیدا ہو اور وہ اس کے بعد اصلاح اعمال اور اصلاح حالت کی پرشکوہ مساعی شروع کر دیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میرے بندو جوش و فداکاری کے ساتھ میرے مقرر کردہ فرض کو ادا کرنے والو تم قربانی تو کرتے ہو بکریاں اور بھیڑیں تو میری خوشنودی اور میری راہ میں میرے نام پر ذبح کرتے ہو لیکن خوب سمجھ لو جان لو اور ذہن نشین کر لو کہ ان جانوروں اور قربان ہونے والی بھیڑ بکریوں کا گوشت و پوست اور خون مجھ تک نہیں پہنچتا بلکہ مجھ تک اگر پہنچتا ہے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تقویٰ ایک قرآنی اصطلاح ہے جس کے معنے اعلیٰ کیریکٹر کے ہیں ... خدا ترسی معاصی و معائب سے اجتناب کلی بے ریا عمل، خالص نیت

احکام قرآنی میں تمام مفہوم شامل ہیں اجمالی طور پر بتلانا یہ ہے جو قرآنی معیار کے مطابق سچا اور پکا مسلمان ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا نے قادر اس امر قربانیوں میں تمہاری نیت کا خلوص اور تمہارے اعمال کی بے لوثی دیکھتا ہے اگر تم نے خلوص نیت اور صداقت عمل کے ساتھ عمل کر کے قربانی کی وہ ضرور مقبول ہوگی اور تم اجر عظیم کے مستحق ہوگے اگر محض ریا یا از خود نمود و امارت قربانی کر دی تو یہ محض تضیع زر ہوگا اور ثواب کے بجائے ایک اور گناہ تمہارے سروں پر مسلط ہو جائے گا اس دور میں نمود و ریا کی ایک وبا ہے جو مسلم اعمال کی دنیا میں بری طرح پھیلی ہوئی ہے اور کیفیت بڑا عمل کچھ اس طرح مسلمانوں کی رگ رگ میں تک میں ساری ہو چکی ہے کہ فرائض دینا ہی نہیں ہر حالت میں اور ہر وقت خلوص کا جو ہر دکھائی ہونا چاہیے تھا وہ بھی اس کی زد اور اس کی گرفت سے محفوظ نہیں ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ اور قربانی کتنے اہم کتنے عظیم اور کتنے نتیجہ خیز اسلام کے بنیادی فرائض تھے لیکن نمود و ریا نے ان کی روح اور ان کے ثواب کو بھی غارت کر دیا اکثر مسلمان ایسے تیرہ بخت ہیں کہ خوشنودی رب قدیر کے علی الرغم انہیں نمازی روزہ دار مخیر اور حاجی کہلانے کا زیادہ شوق اور زیادہ جنون ہوتا ہے بہت سے لوگ قربانیاں بھی امر حکم کے اتباع اور پرسش یوم جزا و سزا کے خوف سے نہیں بلکہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ گویا یہ ایک دنیوی رسم ہے نہ کی جائے گی تو اپنے پرائے نام رکھیں گے چلو بکرے مینڈھے ذبح کر دو گونہ عزت بھی ہو جائیگی اظہار تمول و امارت بھی ہوگا اور بڑے مذہب دوست اور خدا پرست بھی کہلائینگے ان لوگوں کی قربانیاں بلا شائبہ ریب ضائع ہوتی ہیں وہ بندہ نواز ہے خدا ہے قبول کرنے دیر لگتی ہے اور نہ رد کرتے تاخیر

بعض لوگ بڑے شوق قربانیاں کرتے ہیں اور دنبے اور مینڈھے لیکر سال سال اور چھ چھ ماہ پیشتر سے انہیں پالنا شروع کر دیتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ وہ محض برادران وطن کو چڑانے کے لئے ضد سے قربانی کرتے ہیں گائیں کو جا بنا کر اور آراستہ کر کے ان کا جلوس نکالتے ہیں یہ سب امور ناجائز اور موجب معاصی ہیں مسلمانوں کو ان سے احتراز کرنا چاہیے جو چیز نمود نمائش اور ریا کے طور پر کی جاتی ہے وہ بندوں میں نخوت و غرور کے جذبات کی تولید و پرورش کا باعث ہوتی ہے اور دنیا جانتی ہے کہ سرشاران تکبر و نخوت کی کوئی حقیقی عزت نہیں کرتا اور انہیں کسی نہ کسی صورت میں نقصان پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ بندوں کی بھلائی چاہتا ہے اور جب انہیں آتش کبر سے دیکھتا ہے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اور جو عمل محض خلوص نیت سے محض خوشنودی خدا کے لئے کیا جاتا ہے اس کی ادا کاری میں بندے کے اندر عجز و انکسار اور خشیت کے تاثرات پیدا ہوتے ہیں اور اس کی آقائی اور اپنی بیچارگی کا خیال دل شکستگی اور رقت پیدا کرتا ہے اور یہی چیزیں ہیں جو بندوں کے اندر ایک خوشگوار انقلاب بھی پیدا کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہیں پھر ان جذبات کی تولید انسان کی روح پر غالب ہو کر آقائے دوعالم کے آستانہ عالیہ پر لا ڈالتی ہے اور وہ جتنا اللہ سے قریب تر ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کا درجہ بڑھتا اور اخلاق سنورتے جاتے ہیں اور پھر ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ دنیا کی تحسین و مذمت سے بے نیاز ہو کر جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کے لئے کرتا ہے اور اسی کا ہو کر اور بنکر جیتا ہے یہی اتقا کی قربانی کی روح ہے اور بندوں سے خالق اکبر اسی کا طالب ہے پھر اس قربانی سے مسلمانوں کو خوشنودی رب اور کسی مقصد کے لئے قربانی کا سبق بھی ملتا ہے وہ دیکھتا ہے اور غور کرتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے حکم ربی میں اپنے لخت جگر کی قربانی میں بھی تامل نہ کیا تو میں کیا چیز ہوں اور مجھے بھی اسی جذبے سے کام لینا چاہیے ہم مسلمانوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حسب استطاعت قربانیاں کریں خلوص کے ساتھ کریں قربانی کے فلسفہ کو سمجھ کر کریں اور جہاں تک ممکن ہو گائے کی قربانی سے احتراز بھی کریں کہ اس سے ہندوستان میں جھگڑے اور فساد کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور چنداں فائدہ بھی نہیں پہنچتا۔

## حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کی سزایابی

صدر جمعیۃ علمائے ہند مسلمانوں میں بڑا اثر و اقتدار رکھتے ہیں اور اس وقت عامۃ المسلمین آپ کو خاص عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی گرفتاری و اسیری سے مسلمان بہت متاثر ہوئے اور دہلی میں مکمل ہڑتال منائی گئی پھر حکومت نے یہ بھی دیکھ لیا کہ جس روز مفتی صاحب محترم پلیٹ فارم پر آئے اس روز مسلم جذبات میں ہیجان و طوفان کا کیا عالم تھا کیا ایسے معتقد علیہ تدین نفس بزرگ کو محض ایک اعلان کی اشاعت کے محض ارادہ پر گرفتار کر کے پابند سلاسل کر لینا کوئی بہتر اور نتیجہ خیز پالیسی ہے نہیں اور ہرگز نہیں پھر آپ کے خلاف عدالت میں جو شہادتیں استغاثہ کی طرف سے پیش ہوئیں وہ بہت کمزور تھیں فیصلہ تو اب تک ہمارے سامنے نہیں لیکن جو شہادتیں عدالت میں آپ کے خلاف پیش ہوئیں انہیں ہم نے پڑھا ہے اور انہیں کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اثبات جرم کے لئے ہرگز کافی نہیں کہی جا سکتی تھیں لیکن اس کے باوجود آپ کو سزا دی گئی اور سزا بھی اتنی جسے ہرگز مناسب اور درست نہیں کہا جا سکتا اعلان کی اشاعت کا محض ارادہ ہرگز اتنا سنگین جرم نہ تھا کہ آپ کو ڈیڑھ سال کے لئے زندان میں بھیج دیا جاتا اور اتنی سخت سزا دی جاتی افسوس ہے کہ اعضائے حکومت اس وقت جوش میں سرشار ہیں اور وہ عواقب امور کا قطعاً خیال نہیں کرتے اتنی اتنی بڑی سزاؤں سے عامۃ الناس میں ہیجان پیدا ہونے کے سوا اور نتیجہ کیا مترتب ہو سکتا ہے ہمیں اس کا تو اعتراف ہے کہ حکومت نے مفتی صاحب کو آپ کے علم و فضل اثر و اقتدار اور رتبہ و منزلت کے پیش نظر اے کلاس عطا کر دی لیکن اس کے بعد آپ کو ملتان جیل میں منتقل کرنا مناسب کارروائی نہیں کہی جا سکتی ملتان ایک بہت ہی گرم مقام ہے جہاں دن بھر شدت کی لو چلتی رہتی ہے اور بہت زیادہ گرمی پڑتی ہے مفتی صاحب کی صحت پہلے کمزور ہے بہت نحیف الجثہ بزرگ ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ملتان میں آپ کی صحت اچھی نہ رہے گی اور آپ کو شدید تکلیف پہنچے گی اور اے کلاس کی مراعات کا اثر بھی بڑی حد تک ضائع ہو جائے گا اگر انہیں دہلی جیل میں رکھنا کسی وجہ سے اندیشہ کا باعث تھا تو حکومت انہیں کسی قریبی ضلع میں منتقل کر سکتی تھی ملتان لیجا رکھنا تو انہیں تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے مناسب یہی ہے کہ حکومت آپ کو جلد از جلد ملتان سے دہلی یا اور کسی مناسب اور قریبی مقام کو تبدیل کر دے۔

## مسجد کوچہ رائمان کی بیحرمتی

دہلی کے کوچہ رائمان میں ایک قدیم مسجد واقع ہے

دہلی میں ایک جلسہ پر بے تحاشا لاٹھیاں برسائی گئیں تو ان کی زد اور پولیس کی

بچنے کے لئے کچھ مسلمان اس مسجد میں گھس گئے اور مزید حفاظت و صیانت کے خیال سے انہوں نے دروازہ بند کرلیا اس لئے کہ پولیس والے لاٹھیاں تانے متعاقب دوڑے چلے آرہے تھے پولیس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دروازہ توڑ مسجد کے اندر داخل ہوگئی اس حالت میں کہ پاؤں میں خاک آلود جوتے پہنے ہوئے تھے ایک تو جوتے پہنے ہوئے اندر گھسنا فرش پر پہنچنا پھر ان داخل شدہ مسلمانوں کو خانہ خدا میں زد و کوب کرنا اور اس کی اندرونی اشیاء کو نقصان پہنچانا واقعی ایک ایسا افسوسناک اور ہیجان انگیز اقدام تھا کہ اس کی خبر سنکر ہر مسلمان اپنی جگہ پیچ و تاب کھانے لگا اور اگر امن و اماں کی مقتضیات انھیں روک نہ لیتیں تو ایک بڑے فساد اور ہنگامہ کا باعث بنجاتا وہ تو بڑی خیریت ہوگئی اول تو جو لوگ مسجد میں آ بیٹھے گئے تھے ان کا جرم کوئی ایسا سنگین اور شدید جرم نہ تھا کہ پولیس ان کے تعاقب میں دیوانہ ہوجاتی اور اگر وہ کسی مخفی غرض اور ہیر پھیر کے مقصد کے لئے ان کی گرفتاری کو ضروری سمجھتی تھی تو وہ دوسرے جائز اور مناسب طریقے اس کے لئے اختیار کرسکتی تھی اور ذرا صبر سے کام لیکر اہل محلہ کی امداد سے انھیں حراست میں لے سکتی تھی لیکن مسجد کے اندر دستانہ گھس جانا تو کسی طرح بھی مناسب نہ تھا یہ اسی غلط اندیشی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف مسلمانان دہلی بلکہ مسلمانان ہند میں ایک اضطراب پھیلا ہوا ہے اسمبلی میں بھی اس واقعہ پر جوش کا اظہار کیا گیا خلافت کمیٹی نے بھی اپنی رپورٹ میں بہت زجر و غصہ کا اظہار کیا اور عام مسلمان بھی مضطرب و مشتعل ہو رہے ہیں ضرورت ہے کہ مسجد کے اس نقصان کی فوری تلافی کی جائے اور ذمہ دار حکام کو کافی انتباہ کیا جائے۔

## مہاراجہ کشمیر کی ضیافت اور مسلم فراخ دلی

مظالم کشمیر نے مسلمانوں کے دل خون کر رکھے ہیں اور انہیں اپنے برادران ملت کے آغشتہ خاک و خون ہونے کا بیحد صدمہ ہے جس فرمانروا کے عہد میں کشمیری فرزندان توحید پر برق عتاب گری اور جس کے دور میں مسلمانوں پر قہر ٹوٹے لازم تو یہ تھا کہ مسلمان ہر اس ضیافت اور مجالس میں شرکت سے احتراز برتیں جو اس کے اعزاز کے طور پر کی جائے لیکن مسلمان فطرتاً فراخ دل اور کشادہ قلب واقع ہوئے ہیں انہوں نے اس موقع پر اپنی تنگدلی کا مظاہرہ نہیں کیا اور وہ دونوں ضیافتوں میں ہندوؤں کے دوش بدوش شریک ہوئے لیکن اس کے مقابلہ میں برادران وطن کی یہ تنگ خیالی اور تنگ نظری ملاحظہ ہو کہ مملکت حیدرآباد کے فرمانروا کے اعزاز میں جو دعوت دیگئی تھی اس میں ہندو بزرگوں نے شرکت سے احتراز برتا حالانکہ ان کے خلاف اب تک کوئی حقیقی شکایت پیدا نہ ہوئی تھی اور اگر شکایت بھی ہو تو وہاں ہندوؤں پر گولیاں تو نہیں برسیں اور وہ قہر تو نہ ٹوٹے تھے جو مسلمانان کشمیر پر ٹوٹے تھے جو مسلمانان کشمیر پر ٹوٹے پھر [illegible] کے واقعہ ہائلہ کا ذکر جب اسمبلی میں آیا اور التوائے اجلاس کی تحریک پیش ہوئی تو بھائی پرمانند اور ان کے رفقاء نے مسلمانوں کی حمایت سے صاف انکار کردیا حالانکہ پولیس کے ہاتھوں کسی معابد کی بیحرمتی پر احتجاج کوئی فرقہ وار مسئلہ نہ تھا جو پولیس آج ایک مسجد کی بیحرمتی کرسکتی ہے وہ کل مندر کا کیا خیال کرے گی لیکن پھر بھی تعلق چونکہ مسلمانوں سے تھا اس لئے بھائی جی صاف علیحدہ ہوگئے مسلمان ایسے معاملات میں فراخ دل واقع ہوئے ہیں برادران وطن کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے کہ وقت کا اقتضا یہی ہے۔

## مسلم حقوق کے ساتھ تلعب

رعایا میں افتراق پیدا کرکے کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے کا گر مغرب نے خوب سیکھ لیا ہے اور جن بد نصیب اور سوختہ قسمت ممالک پر ان کا پرچم حکومت لہرایا ہے وہاں اسی جدید العہد حربے سے کام لیا گیا ہے یہی کھیل ٹیونس الجزائر اور مصر میں کھیلے گئے اور یہی اب فلسطین و ہندوستان میں کھیلے جارہے ہیں حکومت اگر عمداً کسی متناسب یا قریب قریب متناسب تقسیم سے کام لیتی اور تمام شعبہ ہائے حکومت میں ہندوستان کے اندر ہر فریق کو واجبی حقوق ملے ہوتے تو ناراضگی کیوں ہوتی ہندو مسلم اور سکھ ایک ہوتے لیکن اگر ایسا ہوتا تو باہم اتفاق و یکجہتی کی پینگیں بھی بڑھتیں اور پھر جلد یہ حریت و استقلال کے قدرتی نشوونما کے ساتھ یہ اتفاق بھی بڑھکر حکومت وقت کے اقتدار کے لئے ایک خطرہ بنجاتا یا بنتا نہیں تو خیال کیا جاتا اس لئے حکومت نے ایک فریق کو حد سے زیادہ دودھ دیا یہ محرومی دوسروں کے قلب کی گرہ بن گئی لب ہائے شکایات وا ہوئے تو گوشوں اور کونوں سے آوازیں پیدا ہوئیں کہ واقعی متصرف فریق بڑا خود غرض اور حریص ہے یہ گرہ انھیں حل نہیں پانے دیتا دل کی پڑی ہوئی گرہ اور سخت ہوئی اور اس نے خطرناک صورت اختیار کرلی لیکن کام کرنے والے ہاتھ اپنا کام کرچکے تھے زخم لگ چکا تھا ظاہری طور پر مسلط فریق کے قلب میں اپنے انتقام سے شیفتگی پیدا ہو چلی تھی اپنا نقصان کرکے اور ملا ہوا ہاتھ سے دیکر کوئی محبت کرتا ہے جب دوسری طرف سے طلب ہونے لگی اور مطالبے کئے جانے لگے اس کے جواب میں ادھر سے بھی عذرات ہونے اور ایسی تدابیر عمل میں لائی جانے لگیں کہ حاصل شدہ اقتدار بحال رہے اور دوسروں کی محرومی کو ان کی بیجا عدم لیاقت کے سر تھوپا جائے اس سے کشمکش بڑھی باہمی معاندت شروع ہوگئی اور جو توجہات مغربی تربیت پر پہنچنے کی سعی کے لئے وقف ہونی چاہیئیں تھیں وہ باہمی مخالفت کے نذر ہوگئیں اس کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ براہ راست حکومت سے فیصلہ کے لئے کہا جائے لیکن جب حکومت سے کہا گیا تو اس نے صاف جواب دیدیا کہ خود ہی فیصلہ کرلو جو تمہارا فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہوگا آخر بڑی ردوکد کے بعد حکومت نے فیصلہ کرنے کی حامی بھری تو اب لیت و لعل کا عمل شروع ہوگیا اور اب نوبت یہ پہنچ گئی ہے کہ ہر ہفتہ سر سیموئیل ہور پارلیمنٹ کی شہ نشین پر کھڑے ہوکر اقلیتوں کو ان کے حقوق کے متعلق ایک نیا ترشا ہوا وعدہ کرلیتے ہیں جس سے اقلیت کچھ مطمئن ہوجاتی ہے اور اکثریت کا غرضمند فریق چیخنے چلانے لگتا ہے اب ہندوستان میں انگلستانی مدبر کا ہوشمند کھلاڑی دونوں کو ایک اشارہ انگشت میں نچا رہا ہے کبھی اقلیتیں چیخنے لگتی ہیں اور کبھی اکثریت بلبلا اٹھتی ہے ایک تماشا ہے جو برابر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔

اگر معاملہ محض کانگریس کے محب وطن اکابر اور اقلیتوں کا ہوتا یا پھر کوئی لوکمانیہ تلک یا دیش بندھو جیسے دل گردہ کا قائد ہوتا تو وہ سنہ ۱۶ء کے میثاق کی طرح ایک نشست میں ایک میثاق تیار کرکے ہندوستانیوں کے ساتھ اس لعب و بازیگری کا خاتمہ کردیتا اور سمجھ لیتا کہ آخر اکثریت یا اقلیت دونوں فرزندان ہند ہی پر مشتمل ہیں اور کھچڑی۔ بیماروں ہی کے کلیجہ میں تو جاری ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ کانگریس میں بھی کچھ افتراقی عنصر کسی اشارہ مخفی کا رہین منت ہوکر گھس گیا ہے جس نے اس کے بھی ہاتھ باندھ دیئے اس حکومت کا تو مقصد ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں عناصر بھڑتے رہیں کہ مقاصد حکومت کے لئے اسی کی ضرورت ہے کانگریس کو ان دست مخفی کے اشارہ پر رقص کرنے والی پتلیوں نے مجبور کردیا نتیجہ یہ ہے کہ ہوشمند

برائے ان مسئلے اور اہم قومی قربانیاں ضائع جا رہی ہیں ہمارے نزدیک جب تک ملک میں مسلم لیگ یا آل انڈیا مسلم کانفرنس کی کوئی آواز نہیں رہے گی اور ان کے لئے بند ہو کر کوئی اہمیت بھی دی جائیگی اس وقت تک صورت حالات کی اصلاح مشکل ہے ملک میں ایسی رائے عامہ اور کانگریس میں ایسی قوت پیدا کرنی چاہئے کہ وہ نئی چالیں چلنے والے بے اہمیت ہو جائیں یہ ہوگا کہ کانگریس کے پلیٹ فارم پر ہی تو پورے حریں ... مسلم لیگ یا مسلم کانفرنس کے اسٹیج ہائے وکٹوریہ پرست بن گئے ان فرقہ پرستوں کو تو حقیقی قومیت کا نگراں اور ملک میں بولنے ہی نہ دینا چاہئے پھر یک ... ہو کہ یہ مشترکہ ملی انجمن جو فیصلہ کر دے گی وہی فیصلہ مسئلہ کا حقیقی حل ہوگا ... سے حل ہوگا ... مسلم کانفرنس سے فیصلہ کچھ ہوگا تو کانگریسی محب وطن ہی کے ہاتھوں ہوگا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس وقت ... سے کام لیں اور اپنے اور پرائے میں تمیز کرنا سیکھیں۔

## مالی مسائل کے متعلق گرانقدر نصیحت

لاہور کے اجلاس

پنجاب لیگ میں جو معرکہ آرا خطبہ صدارت سیٹھ عبداللہ ہارون نے ارشاد فرمایا وہ ... قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کا مطالعہ کرے آپ نے زمانہ کے تقریباً ہر شعبہ عمل میں مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے اور مفید نصائح کی ہیں لیکن مسلمانوں کی مالی و اقتصادی اصلاح کے متعلق آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس خطبہ صدارت کا مغز ہے ... آپ نے فرمایا کہ:

"مسلمان کمانے اور محنت کرنے میں ہندوستان کی کسی دوسری قوم سے کم نہیں لیکن اس پر بھی ان کے افلاس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے آمد و خرچ میں توازن قائم نہیں رکھ سکتے اور ان کے مصارف ان کے مداخل سے ہمیشہ بڑھے رہتے ہیں اور یہی ان کے افلاس کا راز ہے ضروری ضروریات اور تقریبات کی انجام دہی کے لئے روپیہ پس انداز ہوتا نہیں مجبوراً قرض لینا پڑتا ہے اور یہ قرض ان کی زندگی کو بالکل تباہ کر دیتا ہے .... اور اقتصادی حالت اور خوشحالی کو ایک گھن لگ کر رہ جاتا ہے"

قوم کی حالت کی یہ صحیح تشخیص ہے اور آپ نے جو کچھ کہا ہے ملت کی نبض پر انگلی رکھکر کہا ہے واقعی مسلمان محنت و جوش میں کسی سے کم کیا بہت بڑھے ہوئے ہیں لیکن ان کی محنت بے اصول اور کمائی بے فائدہ ہے غریب عمر بھر کماتے ہیں اور پھر ننگے بھوکے رہتے ہیں آپ نے اسی ضمن میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ پیسے کی قدر کرنا اور رکھنا سیکھیں اور یہ تہیہ کر لیں کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ تو فوری اور ناگہانی ضروریات کے لئے ضرور پس انداز کرینگے اور کسی حالت میں اسے خرچ نہ کرینگے اور اگر کوئی اچانک ضرورت آ ہی پڑے اور اسے خرچ کئے بغیر چارہ نہ رہے تو وہ دوسرے اور تیسرے ماہ میں اسے ضرور جہاں سے لیا ہے اپنی آمدنی سے نکال کر وہیں رکھ دینگے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی ضرورت پر خرچ کرنے سے بیشتر پہلے دس مرتبہ غور کر لو کہ آیا اس خرچ کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے یا نہیں اگر چل سکتا ہے تو فوراً ہاتھ روک لو۔ امید ہے کہ مسلمان سیٹھ صاحب کی اس نصیحت کو آویزۂ گوش بنائینگے۔

## مسلمانوں پر قرض کا بار

آل انڈیا مومن کانفرنس کے صدر نے یہ حقیقت واضح کی کہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس وقت مسلمانان پنجاب پر ایک ارب سے زیادہ قرض ہے اور ۱۰ کروڑ روپیہ رسوم کی ادائیگی اور ۲ کروڑ روپیہ مقدمہ بازی پر ہر سال برباد کر رہے ہیں یہ اعداد و شمار کس درجہ خوفناک ہیں ... مالی حالت کا کس قدر المناک نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں ... مسلمانوں پر ایک ارب کا قرضہ بہت کچھ تباہی کا باعث ہے پھر یہ قرضہ ... کی کمائی کی ضرورت کے لئے نہیں لیا گیا بلکہ محض نمود و نمائش شادی و غمی کے غیر ... مصارف رسوم قبیحہ کی انجام دہی اور تباہ کن مقدمہ بازی کے لئے لیا گیا۔ ہم پنجاب ... ساہوکار کا ایک جال بچھا ہوا ہے آسانی کے ساتھ اس کے پاس روپیہ مل جاتا ہے اور جب آسانی سے مل جاتا ہے اسی آسانی کے ساتھ اسے اڑا دیا جاتا ہے اور اپنی زندگی تلخ کر لی جاتی ہے۔ صوبہ متحدہ میں ۳ سے لیکر ۵ فیصدی جاگیریں اور زمینداریاں مسلمانوں کے ہاتھوں نکل چکیں۔ سندھ کے مسلمان چالیس فی صدی اراضی بیچ چکے اگر پنجاب میں قانون انتقال اراضی نافذ نہ ہوتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ انکی حالت بھی اس سے بہتر ہوتی مسلمانوں کو اس شاہ خرچی اور عاقبت نااندیشی نے تباہ کر دیا آج سے ساٹھ ستر برس پہلے مسلمان اسی ملک کے فرمانروا تھے اور ہندوستان کی سب سے زیادہ متمول اور سب سے زیادہ خوشحال قوم تھے اور آج ان کی یہ حالت ہے کہ وہ ملک کی سب سے زیادہ پسماندہ اور مفلس قوم ہیں اگر مسلمان اب بھی نہ سنبھلے تو انہیں بھیک بھی مانگے نہ ملیگی اور وہ بھی انجام ہوں گے یا خدانخواستہ اس سرزمین پر ان کا نام مٹ جائے یا وہ دوسری قوموں میں جذب ہو کر شودروں کی زندگی بسر کریں۔

## صنعتی اور حرفتی تعلیم کی ضرورت

ملک میں بیروزگاری کی وبا عام ہے اور سیلاب خوفناک کی طرح یہ بڑھتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے لیکن نہ حکومت اس کے اندفاع کی جانب اتنی مائل ہوتی ہے اور نہ اہل ملک ہی کوئی پرجوش اور مجاہدانہ سعی اس بلا سے نجات حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں ابھی تو پھر وقت ہے جب صورت حالات قابو سے باہر ہو جائیگی اس وقت کچھ بنائے نہ بن سکے گا۔ ہر سال اسکولوں اور کالجوں سے لاکھوں طلبا انٹرنس اور بی اے ہو کر نوکریاں کمانے اور حوادث زمانہ کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں اور ان کا نہ کوئی یار و ناصر ہوتا ہے اور نہ ان کے روزگار و معاش کا کوئی بندوبست کیا جاتا ہے حکومت نے جو تعلیم اپنی دفتری ضروریات کے لئے جاری کی تھی اور آج سے تقریباً پون صدی پیشتر جاری کی تھی زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ اس کا ایک ہی نہج پر جاری رہنا باعث نقصان ہی ہو سکتا ہے زمانہ بدل گیا ضرورتیں تبدیل ہو چکیں تو ضروری ہے کہ تعلیم کا رنگ بھی بدلے اور اس نظام کو کلیۃً تبدیل کر دیا جائے اب آرٹ کی تعلیم کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ صنعتی تعلیم کی ضرورت داعی ہو رہی ہے بہتر اور مناسب طریق یہ ہے کہ طلباء کو رجحانات اور ذہن خلقی کے مطابق تمام اسکولوں اور کالجوں میں انہیں ایک دو گھنٹہ کسی صنعت کی تعلیم بھی دی جائے اور یہ لازمی ہو جلد سازی، گھڑی سازی، قفل سازی، صابن سازی، روغن سازی، ظروف سازی، کپڑے بننا، رنگ بنانا، صابن تیار کرنا اور اس قسم کے صدہا ہیں جو آرٹ کی تعلیم کے پہلو بہ پہلو سکھائے جا سکتے ہیں اس طرح طلبا، معاش کے لئے نوکریاں ... نہ رہیں گے اور تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنی روزی تو خود کما سکیں گے اہل ملک کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں موجودہ نظام تعلیم کو بدلانے کے لئے انقلاب انگیز سعی کا مجاہدانہ سلسلہ شروع کریں اور قوم کو اس بیروزگاری سے نجات دلائیں۔

———

# کتاب الاسلام

## باب الجنائز

(سلسلہ گذشتہ)

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعظم الجزاء مع اعظم البلاء و ان اللہ عز و جل اذا احب قوما ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضاء و من سخط فلہ السخط رواہ الترمذی و ابن ماجہ

حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعلیٰ جزا بڑے امتحانات پر موقوف ہے جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو محبوب فرماتے ہیں تو اُن کو آزمائش میں مبتلا فرماتے ہیں جو خوش رہتا ہے اس سے مولا بھی خوش رہتے ہیں اور جو ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اُس سے وہ بھی ناراض ہو جاتے ہیں یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ ہر دو میں موجود ہے۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنۃ فی نفسہ و مالہ وولدہ حتی یلقی اللہ تعالیٰ وما علیہ من خطیئۃ رواہ الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہمیشہ مومن اور مومنہ تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں اپنے جانوں اور مال اور اولاد کے معاملہ میں یہانتک کہ اللہ کی ملاقات کا وقت آ جاتا ہے اور اس کے ذمہ خدا کا کوئی گناہ اور خطا نہیں ہوتی ترمذی نے روایت کی ہے اور امام مالکؒ سے بھی اس قسم کی ایک روایت موجود ہے اور صاحب ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

وعن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یود اھل العافیۃ یوم القیمۃ حین یعطی اھل البلاء الثواب ان جلودھم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض رواہ الترمذی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آرزو کریں گے عافیت سے زندگی بسر کرنے والے قیامت کے دن جس وقت مصیبت زدوں کو ثواب دیا جائے گا اس بات کو کہ ان کی کھال دنیا میں قینچیوں سے کاٹی جاتی روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

عن شداد ابن اوس والصنابحی انھما دخلا علی رجل مریض یعودانہ فقالا لہ کیف اصبحت قال اصبحت بنعمۃ فقال لہ شداد ابشر بکفارات السیئات وحط الخطایا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ عز و جل یقول اذا انا ابتلیت

شداد بن اوس اور صنابحی سے روایت ہے کہ یہ دونوں ایک مریض کے پاس اس کی عیادت کے لئے گئے اور ان دونوں نے اس سے کہا کہ کس حال میں صبح کی نعمت کے ساتھ اس کو خوشخبری دیجئے گناہوں کے کفارہ کی اور خطاؤں کے دور ہونے کی میں نے حضورؐ سے سنا ہے

عبدا من عبادی مؤمنا فحمدنی علی ما ابتلیتہ فانہ یقوم من مضجعہ ذلک کیوم ولدتہ امہ من الخطایا ویقول الرب تبارک وتعالیٰ انا قیدت عبدی وابتلیتہ فاجروا لہ ما کنتم تجرون لہ وھو صحیح رواہ احمد۔

آپ فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جب کسی بندہ کو مبتلا کرتا ہوں اپنے نیک مومن بندوں میں سے اور وہ میری اس ابتلا پر تعریف کرتا ہے تو جب وہ اپنے بستر علالت سے تندرست ہو کر کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی اُسکی ماں نے اس کو جنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قید کرتا ہوں اپنے بندہ کو میں ہی اُسکو مبتلاء عذاب کرتا ہوں پس میں ہی اس کو اجر دیتا ہوں ایسا اجر کہ تم نہیں دے سکتے ہو۔ احمد نے روایت کی اور یہ حدیث صحیح ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کثرت ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرھا من العمل ابتلاہ اللہ بالحزن لیکفرھا عنہ رواہ احمد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریمؐ نے کہ جب کسی بندہ کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور وہ بندہ ایسا کوئی عمل نہیں کرتا جو ان کا کفارہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو کسی رنج میں مبتلا کرتا ہے اور وہ رنج اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے روایت کیا اس کو احمد نے۔

وعن ابی ھریرۃ قال ذکرت الحمی عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسبھا رجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبھا فانھا تنفی الذنوب کما تنفی النار خبث الحدید رواہ ابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ذکر کیا ایک دن حضورؐ کی خدمت میں اپنے بخار کے متعلق ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس نے بخار کو گالیاں دینی شروع کیں آپ نے فرمایا بخار کو گالی نہ دے اس وجہ سے کہ یہ انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی کی آگ لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الرب سبحانہ وتعالیٰ یقول وعزتی وجلالی لا اخرج احدا من الدنیا ارید اغفر لہ حتی استوفی کل خطیئۃ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی نہیں نکلے گا کوئی شخص دنیا سے کہ میں اسکے متعلق مغفرت کا ارادہ کروں جب

دور کردوں اس کے تمام گناہ اس کی گردن سے بوجہ اس کی جسم کی بیماری کے اور کمی سے اس کے رزق میں۔ روایت کیا اس کو رزین نے۔

عن ابی هریرة قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم عاد مریضا فقال ابشر فان الله تعالی یقول هی ناری اسلطها علی عبدی المؤمن فی الدنیا لتکون حظه من النار یوم القیامة رواه

حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے عیادت فرمائی ایک بیمار کی اور فرمایا خوشخبری ہو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ مرض میری آگ ہے جو مومن پر دنیا میں مسلط ہوتا ہے تاکہ حصہ اس کو دوزخ سے ملنے والا ہو جائے۔

وعن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم عاد رجلا فقال له ما تشتهی قال اشتهی خبز بر قال النبی صلی الله علیه وسلم من کان عنده خبز بر فلیبعث الی اخیه ثم قال النبی صلی الله علیه وسلم اذا اشتهی مریض احدکم شیئا فلیطعمه رواه ابن ماجه

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے حضورؐ نے دریافت فرمایا تمہارا دل کس چیز کو چاہتا ہے اس نے کہا حضور میرا دل گیہوں کی روٹی کو چاہتا ہے آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے پاس گیہوں کی روٹی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھیجدے پھر حضورؐ نے فرمایا اگر کوئی بیمار تم میں سے کسی چیز کے کھانے کی خواہش کرے تو وہ اس کو کھلا دیا کرو، روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے۔

## تمنائے موت کی ممانعت

موت کی تمنا کرنے کی حدیث میں ممانعت کی گئی ہے بعض لوگ بیماری کی تکلیف سے تنگ آکر اور بعض روزگار کی مصیبت سے مجبور ہو کر اپنی جان کا آرام اس میں سمجھتے ہیں کہ مر جائینگے تو ان مصیبتوں سے آرام مل جائیگا لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے اگر اعمال اچھے نہیں ہیں تو مرنے کے بعد ان مصائب دنیا سے بھی زائد مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا اور اعمال اچھے ہیں تو موت انقطاع اعمال کا سبب بن جائیگی یہ بڑی نقصان ہے نیز جیسے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون جب اللہ کا وعدہ پورا ہوگا اور موت آئیگی تو کسی شخص کو یہ طاقت نہیں کہ اس کو ایک منٹ آگے یا پیچھے کر سکے۔ تو اب اس آیت کے سمجھنے کے بعد کسی شخص کا موت کی آرزو کرنا گویا اس ارشاد کا مقابلہ کرنا ہوا جو بڑی زبردست گستاخی اور نافرمانی کی دلیل ہے اور بزرگان دین نے لکھا ہے کہ موت مانگنے سے موت تو آ نہیں سکتی لیکن اس بندہ کے رزق میں کمی کر دی جاتی ہے۔

انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا مانگتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں خیر کی کمی نہیں ہے۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعله ان یزداد خیرا واما مسیئا فلعله ان یستعتب رواه البخاری۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکیوں میں اضافہ ہو اور اگر گنہگار ہے تو عذاب میں جلدی ہو (بخاری)

وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یتمنی احدکم الموت ولا یدع به من قبل ان یاتیه انه اذا مات انقطع امله وانه لا یزید المؤمن عمره الا خیرا رواه مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کیا کرے اس سے پہلے کہ وہ خود نہ آئے کیونکہ جب مر گیا تو امید نیکیوں کی منقطع ہو گئی اور نہیں زیادہ کرتی مومن کو درازی عمر اس کی مگر نیکی۔ نقل کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

وعن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یتمنین احدکم الموت من ضر اصابه فان کان لا بد فاعلا فلیقل اللهم احینی ما کانت الحیوة خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاة خیرا لی متفق علیه

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ خواہش کرے تم میں سے موت کی کسی مصیبت کی وجہ سے اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وہ اس کی خواہش کرنے پر مجبور ہو گیا ہو تو اس کو چاہیے کہ یوں کہے اے اللہ زندہ رکھ مجھکو جب تک میری زندگی بہتری کا باعث رہے اور مار ڈال مجھکو اگر میری موت میں بہتری ہو۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔

## تشریح

اگرچہ اس باب میں ہم نے وہ حدیثیں جمع کی ہیں جن میں موت کی دعا کو منع کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بعض قسم کی موتیں ایسی ہیں جن کی آرزو کرنی جائز ہے اور اکابر صحابہ سے ان کی آرزو کی ہے جیسے شہادت کی۔ سیدنا حضرت عمرؓ نے دعا کی ہے کہ اے رب العزت مجھکو شہادت کی موت عطا کیجئے اور حضرت خالدؓ نے تو یہانتک آرزو ظاہر کی کہ اگر مجھکو وہ شہادت نصیب نہ ہو تو اے اللہ مجھکو طاعون کی موت عطا کر جو کہ ادنیٰ درجہ کی شہادت ہے اس سے معلوم ہوا کہ شہادت کی موت طلب کرنی حسن ہے اور مسلم شریف میں ایک اور روایت موجود ہے کہ جس نے شہادت کی سچے دل سے تمنا کی اللہ تعالیٰ نے اس کو مثل شہید دل کے ثواب عطا فرمایا ہے حضرت عمرؓ نے دعا کی تھی اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلك واجعل موتی ببلد رسولك یعنی اے اللہ مجھکو شہادت عطا کر اور اپنے حبیب کے شہر میں مار۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اگر موت کی طلب یا خواہش یا دعا ازدیاد مراتب کے لئے کی جائے جن اموات سے ازدیاد مراتب ہوتے ہیں جیسے جہاد کرنے کی حالت میں موت کا واقع ہونا یا طاعون وغیرہ کی بیماری سے موت کا واقع ہونا۔ اس قسم کی موت واقع ہونے کی دعا مانگنا یا اس کی خواہش یا تمنا کرنا ناجائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی دنیاوی تکلیف کی وجہ سے موت کی دعا کی جائے تو یہ ناجائز ہے اور اسی کی ممانعت ہے۔

# معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ۝ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ۝ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا ۝ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ ثَوَابَ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰہِ ثَوَابُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر ناسپاسی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہیں اور خود اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں اگر ان کو منظور ہو تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسروں کو موجود کر دے اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور دیکھنے والے ہیں۔

**تفسیر:** اس سے پہلی آیت میں خداوند تعالیٰ کی وسعت اقتدار کا بیان تھا یہ آیت اس کا تتمہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے قبضہ میں آسمان و زمین کی تمام چیزیں ہیں اور اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں عورت و مرد کو غنی کر دینا بھی اس کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا نیز لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آیت متصلہ کے لئے دلیل تھا تمہید بھی ہے خداوند تعالیٰ اپنی خلاقیت و کبریائی کو بیان فرما کر یہ بات بتلاتا ہے کہ کچھ تمہیں کو شریعت اور احکام الٰہی پر چلنے کا حکم نہیں ہوا ہے بلکہ گزشتہ اقوام اور امتوں کو بھی خدا سے ڈرنے کا حکم تھا باقی خدا کو تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ اتباع شریعت اور خوف خدا کا حکم صرف تمہارے فائدہ کو ہی مد نظر رکھ کر دیا گیا کیونکہ جن چیزوں میں روحانی ترقی اور جسمانی تمدن و ترقی کی مصلحتیں پوشیدہ تھیں ان کو مسلمانوں کے لئے فرض کر دیا گیا اور جن میں دونوں جہان کی ہزاروں خرابیاں مضمر تھیں ان کو حرام کر دیا گیا، ورنہ خدا کو نہ اس کی پرواہ ہے کہ تمہاری اطاعت اور اتباع شریعت سے اس کی شوکت حکومت اور جبروت شان بڑھتی کیونکہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اس کے قبضہ اختیار میں ہیں ہر چیز کا مالک ہے جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے اور نہ تمہاری فرمانبرداری میں اس کا کوئی ذاتی نفع و نقصان ہے کیونکہ وہ اپنی ذات و صفات میں کسی کا محتاج نہیں تمام صفات محمودہ اس کو بغیر کسی توسط کے حاصل ہیں پھر وہ تمہاری اطاعت کا کیا پرواہ کر سکتا ہے ہاں اگر تم یہ خیال کرو کہ خدا کی فرمانبرداری اور تسبیح و تقدیس کا ہم پر ہی انحصار ہے اگر ہم اطاعت اور تعمیل حکم نہ کریں گے تو پھر اور کوئی اس کی فرمانبرداری کرنے والا نہ ہوگا یا اس کے اسرار رموز بیت نہ ہوں گے تو تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ خداتعالیٰ بڑا قادر و کارساز ہے وہ تم کو نیست و نابود کر کے ایک ایسی قوم پیدا کر سکتا ہے جو ہر طرح اس کی فرمانبرداری کرے گی اور اس کی شریعت پر چلیگی دین الٰہی اور جلال کبریائی ظاہر کرنے کا کسی خاص قوم یا خاص شخص پر انحصار نہیں ہے اگر ایک قوم فنا ہو جاتی ہے تو دوسری حلقہ بگوش اور تعمیل حکم کرنے والی قوم خدا پیدا کر دیتا ہے

(جب بنی اسرائیل نے بہت زیادہ نافرمانی کی تو خدا نے ان کو ہٹا کر حضرت عیسیٰ کے حواریوں اور انصاروں کو سرفراز کیا پھر جب انہوں نے بھی دین الٰہی میں طرح طرح کی بدعتیں داخل کر لیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا شروع کر دیا تو امت اسلامیہ کو پیدا کیا اور اس کمزور قوم سے ایران و روم جیسی عظیم الشان اور باجبروت سلطنتوں کو تباہ کر کے روئے زمین پر آسمانی سلطنت کو قائم کر دیا) اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ اتباع شریعت کا نتیجہ صرف دنیوی بھلائی کو ہی نہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر کسی وقت دنیوی کامیابی حاصل نہ ہو تو سرتابی کرنے لگو بلکہ اس کا نتیجہ ثواب آخرت بھی ہے مگر خلوص نیت شرط ہے جس کو خدا جانتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔

**مقصود بیان:** اتباع شریعت کی ترغیب نافرمانی سے ترہیب شان جبروتی کا اظہار ذات خداوندی کا تمام صفات و کمالات سے متصف ہونا ہر حکم میں مصالح انسانی کا مضمر ہونا خداوند تعالیٰ کا بغیر کسی ذاتی غرض کے انسان کو قانون شریعت میں تمام سہل اور بالکل دنیوی اور اخروی کامیابیوں کا پوشیدہ ہونا وغیرہ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے ہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے اور تو غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کی اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ

اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلوتہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری پوری خبر رکھتے ہیں۔

**تفسیر:** اس آیت سے پیشتر بہت سے احکام شریعت کا ذکر کیا گیا تھا اور درمیان میں ان احکام پر عمل کرنے کی تاکید بھی کی گئی تھی اب یہاں دو باتیں ایسی ذکر کی ہیں جو شریعت پر چلنے کے لئے دو آنکھوں کی طرح ہیں جن کے بغیر راہ شریعت نہیں سوجھ سکتی اور ان دونوں کا ذکر قوت عملیہ کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔

نمبر اول کی طرف قوامین بالقسط سے اشارہ ہے اور نمبر دوم کی طرف شہداء للہ سے۔ امر اول کا مطلب یہ ہے کہ لوگو تم عدل و انصاف کو بہت اچھے طریقہ سے قائم رکھو یہ ایک عام علم ہے جس کے اندر خانہ داری کے معاملات آپس کے نا و سے لین دین کے تعلقات کا ذکر ہوا من حیوان و انسان اور تمام مخلوق کے باہمی معاشرتی انتظام اور نظامی قوانین تجارت سیاست رضا طلبی وغیرہ سب شامل ہیں مگر تمام دینی امور ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ جب انسان میں صفت عدالت آجاتی ہے تو اس کی طبیعت خواہ مخواہ اس کو آسمانی قوانین پر چلنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ نمبر دوم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے گواہ بنو اور تمام دینی اور دنیاوی امور میں اللہ کے لئے شہادت ادا کرو ٹھیک ٹھیک اور سچی سچی کہو جو سچی بات ہو اس کو بیان کرنے میں کسی کی کچھ پرواہ نہ کرو خواہ اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا کسی قریبی رشتہ دار کا اس میں امیر و غریب کسی کی کچھ رعایت نہ کرو بلکہ سچی رعایت مروت وغیرہ کو نفس کی پیروی اور کسی ذاتی لالچ سے راہ حق سے اعراض نہ کرو کبھی خیال نہ کرو کہ خدا کو ہمارے ارادوں کی کیا خبر ہے نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تمہارے ہر فعل سے واقف ہے۔

**مقصود بیان:** انسانی قوت عملیہ کی تکمیل کا حکم شجاعت۔ سخاوت۔ عفت حسن معاشرت و خوش خلقی اور دیگر اوصاف حمیدہ اختیار کرنے کا حکم حق کو چھپا رکھنے کی ممانعت خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے نہی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

(ترجمہ) اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔"

**تفسیر:** عبد اللہ بن سلام، اسید بن کعب، ثعلبہ بن قیس، سلام ابن اخت سلمہ بن اخیہ، یامین بن یامین وغیرہ علمائے اہل کتاب نے جو مسلمان ہو چکے تھے حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت عزیر پر اور توریت پر تو ایمان لے آئے اس کے علاوہ اور کسی کو نہیں مانتے اس وقت آیت مذکورہ نازل ہوئی اس سے پہلے آیت میں قوت عملیہ اور اس کی تمام شاخوں کی تکمیل کی ہدایت کی تھی اب یہاں قوت نظریہ کو مکمل کرنے کا حکم ہے جس کو مکمل کرنے کا اصل اصول اور سنگ بنیاد اصلاح عقائد ہے جب یہ دونوں قوتیں مکمل ہو جاتی ہیں اور ہر ایک میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت ایمان مکمل ہوتا ہے۔ اس آیت میں تین چیزوں پر ایمان لانے کی تاکید ہے اللہ پر یعنی اس کی ذات و صفات پر دوسرے اس کے رسول پر تیسرے ان کے جو انسان و خدا کے درمیان واسطہ ہیں تیسرے قرآن اور گزشتہ آسمانی کتابوں پر اور چونکہ انبیاء اور کتب سماوی پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم تھا کہ انسان ملائکہ پر بھی ایمان لائے جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان قاصد و پیامبر ہیں اور قیامت پر ایمان لانا بھی اسی ذیل میں مندرج ہے کیونکہ قیامت روز جزا ہے اور اسی جزا و سزا کے لئے انبیاء و رسل کو بھیجا گیا تھا اس لئے مذکورہ بالا دونوں چیزوں کا ذکر نہیں کیا اور مذکورہ بالا تین اشیاء کے بیان پر اکتفا کیا مگر خیال تھا کہ کوئی از دماغ رفتہ انسان تاویل کر کے انکار کر بیٹھے تو دوسرے جملہ (ومن یکفر الخ) میں ہر سہ مذکورہ اشیاء کے ساتھ مذکورہ بالا دونوں چیزوں کا ذکر کر کے فرما دیا گیا کہ جو شخص ان چیزوں کا انکار کرے گا وہ بہت زیادہ گمراہ ہوگا۔ حاصل آیت یہ ہے کہ اے ایمان والو خدا پر اس کے رسول پر قرآن پر اور دیگر گزشتہ آسمانی کتابوں پر ایمان لاؤ اور تجدید ایمان کرو کیونکہ جو شخص خدا پر فرشتوں پر خدا کی کتابوں اور رسولوں پر اور روز قیامت پر ایمان نہ لائے وہ گمراہ ہے اور راہ سے بھٹکتا پھرتا ہے۔

**مقصود بیان:** قرآن اور دیگر صحف آسمانی کی صداقت کی تعلیم فخر المخلوقات یعنی انبیاء اور فرشتوں کے حق ہونے کا اعلان روز جزا کا اقرار یعنی ایمان بالآخرت اور ایمان بالغیب ہر دو کی تعلیم۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا

(ترجمہ) بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر رہے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سبیل مقصود یعنی جنت کا رستہ دکھائیں گے۔

**تفسیر:** یہ آیت آیت سابقہ کا تکملہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر اس پر ثابت قدم رہنا چاہیئے ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ کبھی ایمان لے آئے پھر کسی غرض سے کافر ہو گئے پھر کچھ مصلحت معلوم ہوئی تو مسلمانوں میں آکر مل گئے پھر کسی وجہ سے کافر ہو گئے کفر میں ترقی کرنے لگے ایسے لوگوں کو خدا ہرگز معاف نہیں فرمائے گا اور نہ ان کو کبھی راہ حق کی ہدایت کرے گا۔

مفسرین کے اس آیت میں مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت یہود کے بارہ میں نازل ہوئی کہ اول بار توراۃ اور حضرت موسیٰ پر ایمان لائے پھر کچھ مدت کے بعد ملک کنعان میں غیر قوموں کی صحبت کی وجہ سے بت پرستی اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر ایمان لائے اور بت پرستی چھوڑ کر دین پر قائم ہوئے پھر حضرت عزیر کے بعد حضرت عیسیٰ

علیہ السلام تک کفر میں پڑے رہے پھر حضرت محمد رسول اللہ فداہ ابی و امی کا انکار کر کے اور بھی زیادہ کفر میں ترقی کر گئے بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے منافقوں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اول ایمان لے آئے پھر دل میں نفاق پیدا کر کے اسلام سے پھر گئے پھر یہاں شوکت اسلام دیکھی ایمان لے آئے پھر جب کوئی شکست یا تکلیف دیکھی تو مرتد ہو گئے بہرحال اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے دلوں پر نور ایمان جلوہ افگن نہیں ہوا شک کی اندھیری میں بھٹکتے پھرتے ہیں کبھی مومن بنجاتے ہیں کبھی کافر ایمان و کفر ان کے نزدیک ہلکی سی بات ہو کبھی ادھر کبھی ادھر ایسے لوگوں کی توبہ خداوند تعالیٰ ہرگز قبول نہیں کرتا یعنی ان کو توبہ کی توفیق ہی عطا نہیں کرتا ایسے لوگ ازلی بدبخت ہوتے ہیں جن کا مرنا علم الٰہی میں بغیر توبہ ہی کے لکھا ہوتا ہے یہ مرنے کے وقت بھی خلوص دل سے توبہ نہیں کر سکتے اور کفر کی حالت ہی میں مرتے ہیں۔

**مقصود بیان۔** نور ایمان و یقین کی تلاش کرنے کی ہدایت ظلمت کفر اور شک کو دور کرنے کی تعلیم ایمان پر جمے رہنے کا حکم۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝

(ترجمہ) منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے اس امر کی کہ ان کے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جن کی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا کے قبضہ میں ہے۔

**تفسیر۔** اس آیت میں بھی منافقوں کی طرف اشارہ ہے جو دنیا کے مقابلہ میں دین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہیں کبھی بے ایمان ہیں تو کبھی مسلمان کفار و مشرکین کا جاہ و مال دیکھ کر ان سے جا ملتے ہیں اور ان کو اس لئے یار بناتے ہیں کہ ہم کو عزت و شوکت حاصل ہوگی مدینہ کے منافق ایسا ہی کیا کرتے تھے یہود کے پاس بیکار مسلمانوں کو چھوڑ کر اسلام سے نفرت اور اس پر تمسخر کرتے تھے اور اس سے مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ ان باتوں سے ہم کو اپنا سچا دوست سمجھ کر ہماری عزت کریں گے مگر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام عزت تو خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو وہ ذلیل کرنا چاہتا ہے اس کو کون عزت دے سکتا ہے چنانچہ یہود کی نظروں میں بھی منافق ہمیشہ ذلیل ہی رہتے تھے اور ان کو وہاں ہیچ حاصل نہ ہوتی تھی اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جن کے ہاں یہ عزت تلاش کر رہے ہیں ان کو بھی ذلت ہو جائیگی اور عزت صرف اللہ اور اس کے فرمانبرداروں کے لئے برقرار رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں مخالفوں کی شوکت و عزت خاک میں مل گئی۔

**مقصود بیان۔** عزت اسلام ہی حقیقی اور سچی عزت ہے دنیوی عزت کوئی بڑی چیز نہیں خدا کی فرمانبرداری سے عزت اور نافرمانی سے ذلت حاصل ہوتی ہے نافرمانی کی عزت اخیر میں ذلت سے بدل جاتی ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰي يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہی کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ کوئی اور بات نہ شروع کر دیں کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کر دیں گے۔

**تفسیر۔** مکہ میں ہجرت سے پہلے کفار و مشرکین اپنے جلسوں میں قرآن کے متعلق کفر بکا کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے مسلمانوں کو وہاں جانے کے متعلق یہ حکم ہوا تھا: واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ پھر جب آنحضرت اور مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آ گئے تو یہاں کے یہود و احبار نے بھی وہی جاہلانہ طریقہ اختیار کیا قرآن کی ہنسی اڑاتے اور اس پر قہقہے لگاتے تھے اور منافق یہود کی خوشامد کے لئے اس بات میں ان کے شریک حال ہوتے تھے اس پر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم پہلے ہی تمہیں اس بارہ میں حکم دے چکے ہیں کہ جہاں کہیں خدا کی آیات پر ہنسی ہوتی ہوئی دیکھو تو وہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ تم بھی ان کے ساتھ کفر میں شریک ہو جاؤ گے ہاں اگر بے بسی سے نہ اٹھ سکو یا معذور ہو مگر دل میں ناراض ہونا شرط ہے

**مقصود بیان۔** شریعت اسلام کی ہنسی اڑانی حرام ہے شریعت پر قرآن پر اسلام پر رسول پر خدا پر آوازے کسنے اسے پھبتیاں اڑانے والے کافر ہیں ان کے جلسوں میں بیٹھنے کی بھی ممانعت ہے ورنہ شرما ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی کافر خیال کیا جائے گا اسلام کے متعلق مذاقیہ بد تہذیبی کے الفاظ کہنا بھی کفر ہے۔


# مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے

مرقاۃ العربیہ

اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب سے قائم کی ہے کہ

**سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے**

تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملیگی جس کے متعلق پہلے نہ کچھ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرض آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے۔

قیمت ہر سہ حصص عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# صحیح بخاری شریف اردو

(نوشتہ مولانا سید بخاری)

۴۵۸۔ نافع (حضرت) عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (بقصد ادائے) عمرہ (سفر کا) اختیار کرتے اور جب آپ نے حج (ادا) کیا (جب بھی آپ) تشریف لے جاتے تھے تو (مقام) ذی الحلیفہ میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے اس جگہ کہ جس جگہ (اب) ذی الحلیفہ میں مسجد بن گئی ہے منزل فرماتے تھے نیز آپ کا دستور تھا کہ جب کسی غزوہ، حج یا عمرہ سے اس راہ سے واپس ہوتے تو نشیب وادی (عقیق) میں اتر جاتے اور جب نشیب وادی سے نکل کر اوپر آتے تو اونٹ کو بٹھاتے۔ اس پتھریلی زمین میں بٹھاتے جو وادی (عقیق) کے مشرقی کنارہ پر (واقع) ہے۔ (یہاں) آخر شب بسر کرتے حتی کہ صبح ہو جاتی، آپ کی رات بسر ہو جانے کی (یہ منزل یا آرام گاہ) نہ تو اس مسجد کے پاس تھی جو پتھروں پر ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جہاں مسجد بنی ہوئی ہے (بلکہ) وہاں ایک خلیج تھی جس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے تھے اس کے پاس ہی (حضرت) عبداللہ (بن عمر) بھی نماز پڑھتے تھے (اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں نماز پڑھتے تھے پھر سیل (آب باران) نے اس میں سنگریزے بھر دیئے حتی کہ وہ مقام جہاں (حضرت) عبداللہ بن عمر نماز پڑھتے تھے سنگریزوں نے اسے دبا دیا نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے (اپنے فرزند) نافع سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس) جگہ منزل کی اور نماز پڑھی ہے جہاں وہ چھوٹی (سی) مسجد ہے جو مدینہ طیبہ سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر اس مسجد (کبیر) کے پاس واقع ہے جو موضع (شرف روحا) میں ہے (حضرت) عبداللہ (بن عمر) اس مقام کا پتہ بتایا کرتے تھے جہاں نبی (رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی فرماتے تھے کہ اے نافع کہ جب تم اس مسجد (صغیر) میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہو تو یہ مقام تمہارے دائیں جانب پڑے گا اور یہ مسجد (کبیر)، جب تم مکہ کی طرف جا رہے ہو تو (لہیں)، راستہ کے داہنی طرف ہوگی اس (چھوٹی) مسجد اور اس بڑی مسجد کے مابین (تقریباً) ایک پتھر کی مار یا اس کے قریب (کی مسافت) ہوگی (حضرت) عبداللہ بن عمر اس (وادی) عرق الظبیہ کے قریب نماز پڑھتے تھے جو روحا کے آخر میں (پڑتی) ہے اس (وادی) عرق الظبیہ کا کنارہ راستہ کے کنارہ اس مسجد کے قریب ختم ہوتا ہے جو اس کنارہ کے اور آخر روحا کے مابین (واقع) ہے (یہ اس وقت) جبکہ تم مکہ جا رہے ہو اور وہاں (بھی) ایک مسجد بن گئی ہے راوی حدیث کا بیان ہے (کہ) عبداللہ بن عمر اس مسجد میں نماز نہ پڑھتے تھے (اسے) اپنے بائیں طرف اپنے پیچھے چھوڑ جاتے تھے اور آگے جا کر اسی وادی (عرق الظبیہ) میں نماز ادا فرماتے تھے (حضرت) عبداللہ کا دستور تھا کہ روحا سے چلتے تو نماز ظہر (کہیں) ادا نہ فرماتے تاوقتیکہ (اس) (مذکورہ بالا) مقام نہ پہنچ جاتے (جب وہاں پہنچ جاتے) تو وہاں نماز ظہر پڑھتے اور جب آپ مکہ سے (واپس) آتے اور صبح (صادق) سے گھڑی بھر پہلے یا سحر کے آخری وقت میں اس مقام پر آپ کا گذر ہوتا تو (باقی ماندہ) شب میں گذارتے حتی کہ نماز صبح وہیں ادا کرتے نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے موٹے (یعنی گھنے) درخت کے نیچے (رویثہ) جو مدینہ سے ۱۷ فرسخ یعنی ۵۱ میل اور مدعا سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے اس کے قریب راستہ کی داہنی جانب اور راستہ کے بالمقابل ایک نرم (اور) فراخ جگہ اترتے تا آنکہ اس ٹیلہ کے قریب آپ برآمد ہوتے جو منزل گاہ قاصد رویثہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اب اس درخت کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا ہے اور مڑ کر اپنے درمیانی حصہ سے آنکلا اور تنے پر کھڑا ہوا ہے اس کے تنے کے اطراف میں ریت کے بہت سے ٹیلے لگے ہوئے ہیں۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلہ کے کنارہ پر بھی نماز پڑھی ہے جو موضع (عرج) کے پیچھے (واقع ہوتا) ہے اس وقت جبکہ تم (دو) ہضبہ جا رہے ہو۔ اس مسجد کے درمیان دو یا تین قبریں ہیں ان قبروں پر بڑے بڑے پتھر ہیں اور ان پتھروں کے بیچ میں راستہ کے درمیان راستہ کے پتھروں کے قریب (بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے (حضرت) عبداللہ (بن عمر) دوپہر کے وقت (سخت گرمی میں) سورج ڈھلنے کے بعد (موضع) عرج سے (جو مدینہ سے ۷۸ میل دور ہے) چلتے تھے اور اس سجدہ گاہ (نبی) صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز ظہر ادا فرماتے تھے نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس ہی منزل فرماتے تھے جو راستہ کے بائیں طرف (کوہ) ہرشی سے نیچے نالہ میں (کھڑے) ہیں یہ نالہ (کوہ) ہرشی کے کنارے ملا ہوا ہے اس کے اور راستہ کے مابین تقریباً ایک تیر کی مسافت ہے (حضرت) عبداللہ بن عمر اس بڑے درخت کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے جو راستہ کے سب سے زیادہ قریب ہے (اور) ان سب (درختوں) سے زیادہ لمبا ہے۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے (اپنے فرزند) نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ میں بھی منزل کرتے تھے جو (مکہ) سے سولہ میل پرے (وادی) مرالظہران (جس کا نام بطن مروہی ہے) اس کے نیچے نیچے (مدینہ) کی طرف چلا گیا ہے جب تم (مکہ جاتے) صفراوات سے اترو گے تو دیکھو گے کہ آپ اس نالہ کے نشیب میں راستہ کے مابین صرف ایک پتھر کی مار کی مسافت (رہ جاتی) تھی۔ نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مقام) ذی طوی میں (جو باب مکہ کے پاس ہی ایک موضع ہے وہاں) بھی منزل فرماتے تھے اور رات وہیں گذارتے تھے یہاں تک کہ آپ کو صبح کا وقت آجاتا تھا (تو) نماز صبح بھی وہیں ادا کرتے اس وقت جبکہ آپ مکہ (کے اندر) تشریف لانے کا ارادہ کیا کرتے ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نماز (مقام ذی طوی میں) ایک سخت ٹیلہ پر واقع تھا اس مسجد میں نہیں جو وہاں اب بنائی گئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک سخت ٹیلہ پر نیز (حضرت) عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کی دونوں جو ٹیلوں کی طرف منہ کر کے ہی فریضہ نماز ادا کیا جو آپ کے اور ایک طویل پہاڑ کے مابین کعبہ

کی جانب (چلا گیا) ہے پس حضرت عبداللہ بن عمر کا جب کبھی وہاں گذر ہوا تو آپ نے اس مسجد کو جو وہاں بنائی گئی ہے اس مسجد کے بائیں طرف کیا جو ایک ٹیلہ پر واقع ہے اور (نماز ادا کی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نماز اس کے نیچے ایک کالے ٹیلہ پر ہے (نافع) تمہیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلی (دیکھنا) ہے تو تم اس ٹیلہ سے دس ہاتھ یا اس کے قریب زمین (چھوڑ دو) (اور) اس پہاڑ کی دونوں چوٹیوں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو جو تمہارے اور کعبہ کے مابین واقع ہے۔

**باب۔** امام کا سترہ (یعنی وہ لکڑی وغیرہ جو نماز کا آگا روکنے کے لئے نماز پڑھتے وقت آگے کھڑی کر لی جاتی ہے) ان (مقتدیوں) کا بھی سترہ ہے جو اس کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہوں

**۴۵۹**۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اس زمانہ میں میں (زمانہ) بلوغ کے قریب تھا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے دیوار کے علاوہ (کسی لکڑی وغیرہ) کی طرف (آپ کا رخ تھا یعنی آپ کے آگے کوئی لکڑی وغیرہ بطور سترہ نصب تھی) میں ایک صف کے آگے سے نکل گیا اور سواری سے نیچے اتر پڑا اور گدھی کو چرنا چھوڑ دیا اور ایک صف میں شامل ہو گیا (نماز کے بعد) مجھے کسی نے بھی اس بات کی ممانعت نہیں کی (کہ میں صف کے آگے سے کیوں گیا)[1]

**۴۶۰**۔ (حضرت عبداللہ) ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کے ارادہ سے بیرون مدینہ) نکلتے تو برچھے کے ساتھ لے چلنے کا حکم دیتے وہ برچھا آپ کے آگے نصب کر دیا جاتا تھا اور آپ اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھاتے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہوتے تھے اور سفر میں آپ کا یہی دستور تھا۔ امراء نے یہ برچھا آگے رکھنے کا قاعدہ

[1] گو کہ حدیث مذکورہ بالا میں صراحتہً سترہ کے لئے کوئی لفظ بیان نہیں ہوا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عام دستور تھا کہ آپ بوقت نماز اپنے سامنے عصا نیزہ یا برچھا نصب کرا لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حدیث ۴۶۰ میں الفاظ ہیں اور سفر میں آپ کا یہی دستور تھا کہ آپ نماز پڑھاتے وقت اپنے آگے کوئی نہ کوئی چیز بطور سترہ کے ضرور نصب کر لیا کرتے تھے۔

سترہ کی غرض یہ ہے کہ نمازی کے بالکل پاس سے کوئی نہ گذر سکے تاکہ اس کی توجہ خدا کی طرف سے ہٹ کر کسی اور طرف نہ منتقل ہو جائے اور نمازی کے دل میں خلجان واقع ہو۔

یہ تمام تفصیلات ان منازل کی ہیں جو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائیں اور وقت نماز وہاں نماز ادا کی اور آپ کی سنت کے عشق میں حضرت عبداللہ بن عمر نے بھی انھیں اپنے لئے مخصوص کیا مکہ اور مدینہ کے مابین ۲۷۰ میل کا بعد ہے اور یہ کل آٹھ دس منزلیں جو مذکور ہوئیں اس تمام مسافت میں معرض وقوع میں آتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا پتہ روایت مذکورہ نے بالفاظ دیا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا اب ان تمام منازل میں سوائے مسجد ذوالحلیفہ کے اور کوئی شناخت میں نہیں آتی۔

آنحضرت کے) اسی (دستور) سے لیا ہے۔

**۴۶۱**۔ عون بن ابی جحیفہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو (زمین) بطحا میں نماز پڑھائی دو رکعتیں ظہر کی اور دو رکعتیں عصر کی نماز اور حالت نماز میں آپ کے آگے ایک نیزہ (نصب) تھا اور عورتیں اور گدھے آپ کے سامنے سے نکل رہے تھے۔

**باب نمازی اور سترہ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے۔**

سہل بن سعد کا بیان ہے کہ (نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیوار کے مابین اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ ایک بکری گذر جائے۔

**۴۶۳**۔ سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ مسجد کی (وہ) دیوار (جو قبلہ کی طرف تھی) منبر کے پاس تھی منبر کے جلو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اس کے اور دیوار قبلہ کے مابین اتنا کم فاصلہ تھا کہ اس کے آگے سے بکری دشواری سے گذر سکتی تھی۔

**باب** برچھی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنی کیسی ہے۔

**۴۶۴**۔ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب آپ نماز پڑھانے لگتے تو) برچھا نصب کیا جاتا تھا اور آپ اسی کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھاتے تھے

**باب** نیزہ کی طرف (رخ کرکے) نماز جائز ہے یا نہیں!

**۴۶۵**۔ ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے (ظہر کا وقت جب ہو گیا) تو آپ کے وضو کے لئے پانی حاضر کیا گیا آپ نے وضو کیا اور ہمیں ظہر (کے وقت ظہر کی نماز پڑھائی) اور عصر (کے وقت عصر) کی نماز پڑھائی وقت نماز آپ کے آگے ایک نیزہ نصب تھا اور عورت اور گدھے کو (یعنی انسان و حیوان دونوں) اس کے آگے سے نکل رہے تھے۔

**(۴۶۶)** حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کی غرض سے تشریف لے جاتے تھے تو میں اور ایک غلام آپ کی معیت میں آپ کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ہمارے ساتھ ایک لاٹھی یا ایک نیزہ ہوتا تھا نیز ہمارے پاس ایک پانی کا برتن بھی ہوتا تھا جب آپ (حاجت سے) فراغت پاتے تو ہم اس پانی کے برتن کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔

**باب۔** سترہ مکہ وغیرہ میں ہر مقام پر نصب کرنا درست ہے!

**۴۶۷**۔ ابو جحیفہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت دوپہر ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے اور (زمین) بطحا میں آپ نے ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ وقت نماز ایک نیزہ آپ کے سامنے نصب کر دیا گیا، تھا اور آپ نے (جب اس نماز کے لئے) وضو کیا تھا تو لوگوں نے آپ کا آب وضو زمین پر نہیں گرنے دیا تھا بطور تبرک اپنے چہروں پر مل لیا تھا۔

**باب الف** ستون کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

**۴۶۸**۔ ایک مرتبہ حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ نماز پڑھنے والے باتیں کرنے والوں سے زیادہ ستونوں کے مستحق ہیں اس لئے کہ یہ کمر لگاتے ہیں اور وہ اسے بطور سترہ استعمال میں لاتے ہیں تاکہ توجہ منتشر نہ ہو ابن عمر نے ایک دفعہ کسی کو دو ستونوں کے مابین نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک (ستون) کے

قریب (اور) بالمقابل کھڑا کر دیا اور (اس کو) ہدایت کی کہ اس (کی) طرف (منہ) کرکے نماز پڑھو۔

۴۶۸۔ یزید بن ابی عبید کا بیان ہے کہ میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آیا کرتا تھا جو ستون مصحف (عثمانی کے صندوق) کے قریب تھا وہ اس کے قریب اور بالمقابل نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا اے ابو مسلم (یعنی سلمہ) میں دیکھتا ہوں کہ تم اکثر اسی ستون کے مقابلہ میں کھڑے ہوکر نماز پڑھا کرتے ہو انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ قصد اسی کے قریب نماز پڑھتے دیکھا ہے

۴۶۹۔ (حضرت) انس بن مالک فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار سے ملاقات کی ہے وہ اکثر بوقت مغرب ستونوں کے حاصل کرنے میں عجلت کیا کام میں لاتے تھے۔

باب۔ ستونوں کے درمیان بغیر جماعت کے نماز (جائز ہے یا نہیں؟

۴۷۰۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں (ایک بار) نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے آپ کے ہمراہ اسامہ بن زید عثمان بن طلحہ اور بلال (بھی) تھے اور) کچھ دیر قیام کرکے باہر تشریف لائے سب سے پہلے میں نے بلال سے پوچھا کہ آنحضرت نے کہاں نماز پڑھی فرمایا اگلے دونوں ستونوں کے درمیان۔

۴۷۱۔ (حضرت) ابن عمر فرماتے ہیں کہ (ایک بار) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید۔ عثمان بن طلحہ اور بلال خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے عثمان بن طلحہ حجبی نے اُسے بند کر دیا آپ کچھ دیر وہاں ٹھیرے پھر باہر آئے تو سب سے پہلے میں نے بلال سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر کیا کیا انہوں نے فرمایا آنحضرت نے ایک ستون کو اپنی بائیں طرف کیا ایک کو دائیں طرف تین ستونوں کو اپنے پیچھے (اور اس زمانہ میں کعبہ چھ ستونوں پر قائم تھا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔

۴۷۲۔ **باب** (حضرت) نافع سے مروی ہے کہ (میرے والد) عبد اللہ بن عمر کا دستور تھا کہ آپ جب کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو آپ بوقت داخلہ دست بدستہ اپنے منہ کے سامنے چلتے اور دروازہ کو اپنے (پیچھے) پیچھے کر لیتے تا آنکہ آپ کے اور اس دیوار کے مابین جو آپ کے سامنے ہوتی تھی تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا تو نماز پڑھتے (ان کی عادت تھی کہ نماز اسی جگہ پڑھنے کی جستجو کرتے تھے کہ جس جگہ کے متعلق (حضرت) بلال نے انھیں مطلع کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

حضرت ابن عمر کا بیان ہے ہم (طلباء) میں سے کسی کے لئے (سمت کی) قید نہیں کعبہ کی جس سمت ہم چاہتے اچھی نماز پڑھتے تھے

۴۷۳۔ **باب** (کیا) اونٹنی۔ اونٹ اور (اونٹ کے) کجاوہ کی طرف (رخ کرکے) نماز (جائز ہے؟)

حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی سواری کو (اپنے) سامنے عرض میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کی طرف (منہ کرکے) نماز ادا فرماتے تھے (نافع فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا کہ (حضرت تو اس وقت [illegible] چلی جائیں لیکن جب اونٹ چلنے لگیں (اور مستی میں آ رہے ہوں) فرمایا (اس وقت) آپ کجاوہ پکڑ کر چھوڑنے کے لیتے تھے اور اس کے اگلے یا پچھلے حصہ کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرماتے تھے اور حضرت عبد اللہ ابن عمر بھی (بقول راوی ان مواقع پر) یونہی نماز ادا کرتے تھے۔

۴۷۴۔ **باب** چارپائی کی طرف (منہ کرکے) نماز (پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟)

(حضرت) اسود (بن یزید نخعی) سے روایت ہے کہ (حضرت عائشہ نے) (بعض) لوگوں کے اس خیال کی کہ عورت کتے۔ اور گدھے کے سامنے سے گذر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تردید کی اور فرمایا (لوگو!) کیا تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے برابر کر دیا۔ حالانکہ میں نے آپ کو چارپائی پر لیٹا ہوا دیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ایسے موقع پر) تشریف لاتے (اور آپ کو نماز پڑھنا ہوتی) تو چارپائی کو وسط میں کرکے آپ نماز ادا فرما لیتے مجھے یہ بات بُری معلوم ہوتی کہ میں نماز میں آپ کے سامنے رہوں (اور آپ کی توجہ میں اس سے فرق آنے کا باعث ہوں) اس لئے میں پائتی کی طرف سرک جاتی حتی کہ اپنے لحاف سے باہر ہو جاتی۔

۴۷۵۔ **باب** نمازی کو چاہئے کہ اس کے آگے سے (نماز پڑھنے میں انسان یا حیوان) جو بھی گذرے اُسے (نہ گذرنے دے) واپس کر دے۔ ابن عمر نے تشہد (پڑھتے) میں جبکہ آپ کعبہ میں تھے ایک شخص (نہ گذرنے دیا اور) لوٹا دیا تھا (حضرت) ابن عمر کا قول ہے کہ اگر گذرنے والا انکار کرنے والا اور بغیر مزاحمت کے نہ باز آئے تو اس سے مزاحمت کرے۔

۴۷۶۔ (حضرت) ابو صالح سمان کا بیان ہے کہ میں نے جمعہ کے دن ابو سعید خدری کو کسی ایسی چیز کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھا جس نے انھیں لوگوں (کی نظروں) سے اوجھل کر رکھا تھا تو بنی ابی معیط کے ایک جوان نے ان کے آگے سے گذرنے کا ارادہ کیا تو ابو سعید نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور اُسے واپس کر دیا لیکن اس جوان نے ان کے سامنے سے گذرنے کے علاوہ کوئی راہ (جانیکی) نہ دیکھی تو پھر اس نے (ان کے آگے سے) نکلنا چاہا تو ابو سعید نے پہلے سے زیادہ سختی سے (اس کے سینہ پر) ہاتھ مارا اور اُسے روک دیا اس پر اس (جوان) نے ابو سعید کو سخت سست کلمات کہے اور مروان بن حکم سے اس جھگڑے کی شکایت جو ابو سعید سے ہوا تھا اس کے پیچھے (پیچھے) ابو سعید بھی مروان کے پاس جا پہنچے۔ مروان نے دریافت کیا کہ تمہارا اور تمہارے اس بھتیجے کا کیا جھگڑا ہو گیا۔ ابو سعید نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے جو اُسے لوگوں (کی نظروں) سے اوجھل کر دے اور کوئی شخص اس کے آگے سے گذرنے کا ارادہ کرے تو نمازی کو چاہئے کہ اُسے نہ گذرنے دے، لوٹا دے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے مزاحمت کرے اس لئے کہ وہ شیطان (جو نمازی کی توجہ اس کے خدا کی طرف سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے)

آپ کو جب کبھی کسی قرآن شریف یا کتاب کی ضرورت ہو تو منیجر حمیدیہ پریس سے طلب کیجئے۔ دوسری جگہ سے ارزاں بھی ملیں گی اور آپ کو ثواب بھی ہوگا اسلئے کہ کتابوں کا نفع مولوی کی اشاعت پر صرف کیا جاتا ہے جو تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ پتہ صرف یہ کافی ہے۔ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

# مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

عن انجاس الذنوب والآثام ولا يقبل سدته الا الطيب من درن الدعاوى كما لا يصلح لمجالسة الملوك الا الطاهر من الانجاس وانواع النتن والاوساخ والبلايا مكفرات مطهرات قال النبي حمى يوم كفارة سنة.

جیسے کہ رات کا گذرنا دن کو روشن کرتا ہے اور جیسے کہ جاڑے کا سفر کرنا اسکے اندر گرمی کا موسم پیدا کرتا ہے یا یہ تیرے پاس ایک نمونہ ہے بس اس سے عبرت حاصل کر پھر نفس انسان میں ذنوب (گناہ) آثام وجرائم ہیں اور نیز انواع معاصی وخطیات سے آلودہ ہے اور آس رحمد اوند کریم کی مجلس میں بار حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو گناہوں اور لغزشوں کی نجاست سے پاک وطاہر ہو اور جو راب تک بھی) دعاوی کے میل سے پاک و طاہر نہیں ہوا وہ اس کے آستانہ قدس کو بوسہ نہیں دے سکتا جس طرح کہ بادشاہوں کی مجالست (ہمنشینی) کی صلاحیت وکوئی نہیں رکھتا مگر وہ شخص جو مختلف قسم کی نجاستوں اور بدبوؤں اور میلوں سے پاک وطاہر ہو بس بلائیں دکھ) ہوں گا، کفارہ ہیں اور میلوں سے پاک کرنے والی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

## المقالة التاسعة عشر

### في ضعف الايمان وقوته

قال اذا كنت ضعيف الايمان واليقين ووعدت بوعد في بوعدك ولا يخلف لئلا يزول ايمانك ويذهب يقينك واذا قوى ذلك في قلبك وتمكنت وخوطبت بقوله انك اليوم لدينا مكين امين وتكرر هذا الخطاب لك حالا بعد حال فكنت من الخواص بل من خاص الخاص ولم يبق لك ارادة ولا مطلب ولا عمل تعجب به ولا قربة ترآها ولا منزلة تلمحها فتسمو همتك اليها فصرت كالاناء المنثلم الذي لا يثبت فيه مائع فلا يثبت فيك ارادة ولا خلق ولا همة الى شئ من الاشياء دنيا واخرى وطهرت مما سوى الله تعالى عز وجل واعطيت رضاك عن الله ووعدت برضوان الله تعالى عنك ولذذت ونعمت بافعال الله اجمع ثم توعد بوعد فاذا اطمأننت اليه ووجدت فيك امارة ارادة ما نقلت عن ذلك الوعد الى ما هو اعلى منه وصرفت الى اشرف منه وعوضت عن الاول بالغناء عنه وفتحت لك ابواب المعارف والعلوم واطلعت على غوامض الامور وحقائق الحكم والمصالح المدفونة في الانتقال من الاول الى ما يليه وتزاد في مكانك في حفظ الحال ثم المقال وفي امانتك في حفظ الاسرار وشرح الصدر وتنوير القلب وفصاحة اللسان والحكمة البالغة وفي القاء المحبة عليك فجعلت محبوب الخليقة اجمع والثقلين وما سواهما دنيا واخرى اذ صرت محبوب الحق والخلق تابع للحق ومحبتهم مندرجة في محبته كما ان بغضهم مندرج في بغضه وكذلك اذ بلغت هذا المقام الذي ليس لك فيه ارادة شئ البتة جعلت لك ارادة شئ من الاشياء فاذا تحققت ارادتك لذلك الشئ ازيل الشئ واعدم وصرفت عنه

#### مقالہ انیسواں

(ایمان کی قوت وضعف کا بیان)

فرمایا جبکہ تو ضعیف الایمان اور ضعیف الیقین ہو اور کسی وعدہ کے ساتھ تجھ سے وعدہ کیا جائے، تو تیرا وعدہ پورا کیا جائے گا خلاف نہ کیا جائے گا تاکہ تیرا ایمان نہ گھٹے اور تیرا یقین نہ ہٹے اور جب تیرے قلب میں ایمان ویقین قوی ہو گیا، اور تو مضبوط تب خدا کے اس قول کا مخاطب ہوگا آج کے دن سے تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور پھر تو بندگان خاص بلکہ (بندگان خاص) الخاص سے ہو جائیگا۔ اور (اب) تجھ میں طلب وارادہ باقی نہ رہے گا نہ کوئی عمل کہ تو اس (عمل) کو پسند کرے اور نہ کوئی عبادت اور نہ کوئی مرتبہ کہ جسے دیکھکر تو خوش ہو سکے اور تیری ہمت اس کی طرف بلند ہوگی پھر تو اس وقت، تو ایک ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہوگا جس میں کوئی بہنے والی چیز نہ ٹھیرے پھر تجھ میں کوئی ارادہ کوئی خصلت اور دنیا وآخرت کی کسی شئے کی طرف کوئی، قصد (اور رغبت) ثابت نہیں رہے گی اور (اب) تو اسکے سوا ہر چیز سے پاک ہوا اب تجھے اسکی طرف سے رتبہ رضا عطا ہوگا اور وعدہ کیجائے گا تجھ سے خدا کے راضی ہونے کا اور تو خدائے پاک کے تمام افعال سے لذت ونعمت یافتہ ہوگا پھر اس وقت تجھے وعدہ دیا جائے گا اور جب تو اس وعدہ پر مطمئن ہوگا اور تجھ میں کسی ارادہ کی علامت پائی جائے گی تو تو اس وعدہ سے ایسے وعدہ کی طرف پھرایا جائے گا جو اس موجودہ وعدہ سے بھی اعلیٰ ہو اور اس موجودہ وعدہ سے مستغنی ہونے کے سبب اس سے اس وعدہ کا بدلہ تجھے دیا جائے گا اور تجھپر ابواب معارف وعلوم کا فتح کیا جائے گا اور غوامض امور اور حقائق حکمت اور وعدہ اول سے وعدہ ثانی کی طرف منتقل ہونے میں جو مدفون مصلحتیں ہیں ان سب پر تجھے آگاہی دی جائیگی اور تیرے حال کے اس مرتبہ کی حفاظت میں زیادتی کی جائیگی اور پھر اس حال کے ساتھ ساتھ تیرے مقال کی حفاظت بھی دیدی جائے گی اور اس مقام میں تیرے لئے حفظ اسرار کی امانت اور زیادتی شرح صدر اور تنویر قلب اور فصاحت کلام اور حکمت بالغہ اور القائے محبت میں زیادتی کی جائے گی پھر تجھے تمام مخلوق جن اور انس اور اس کے سوا سب کا دنیا وآخرت میں محبوب بنایا جائیگا اس لئے کہ تو خدا کا محبوب ہوا اور مخلوقات خدا کا تابع ہیں اور مخلوق کی محبت خدا کی محبت میں داخل ہے جیسے کہ ان کا بغض خدا کے بغض میں داخل ہے اسی طرح جب تو اس مقام پر پہنچا یا جائے گا جس مقام میں تیرے

# تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

## حضرت حمزہ کا اسلام

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلعم کے چچا تھے حضور سے خاص محبت تھی وہ آپ سے صرف دو تین برس بڑے تھے اور چونکہ حضرت حمزہ ؓ نے ثوبیہ لونڈی کا دودھ پیا تھا اس لئے آپ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے ان کا معمول تھا کہ صبح سے شکار کھیلنے کو نکل جاتے اور شام کو واپس آتے تمام رؤسائے قریش سے آپ کا یارانہ اور صحبت تھی۔

حضور اکرم صلعم پر کفار مکہ کی طرف سے جو ہولناک مظالم توڑے جاتے تھے وہ اتنے سخت تھے کہ ظالموں کی بے رحمی اور سفاکی دیکھکر اپنے تو اپنے بیگانوں کے دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا درحقیقت ظلم اور ناروا سلوک ہی ایسی بری چیز ہے جس سے ہر شخص کے دل میں ظالم سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے ایک دن صحن کعبہ میں ظالم ابوجہل نے آپ کی شان میں حد سے زیادہ گستاخیاں کیں یہانتک کہ آپ ایذا دہ ہو گئے یہ حالت ایک کنیز دیکھ رہی تھی جب حضرت حمزہ ؓ شام کو شکار سے واپس گئے تو اس نے تمام ماجرا آپ سے کہا اور قرابت نسبی کی عار دلائی۔ حضرت حمزہ ؓ یہ سنکر غصہ سے بیتاب ہو گئے اور تیر و کمان لئے حرم میں گئے اور ابوجہل سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اگرچہ انہوں نے جوش حمایت اور فوری جذبہ سے متاثر ہو کر اپنے اسلام کا اعلان تو کر دیا مگر آپ تمام رات کفر و اسلام اختیار کرنے کی نسبت سوچتے رہے بالآخر بعد غور و فکر اور سوچ کے بعد ہی فیصلہ کیا کہ دین حق اسلام ہی ہے اور خواہ کچھ بھی ہو مجھے اسلام ہی قبول کرنا چاہیئے غرض اس طرح آپ اسلام میں داخل ہو گئے۔

## حضرت عمرؓ کا اسلام

حضرت عمر فاروق ؓ عرب کے مشہور پہلوان اور نامور بہادروں میں سے تھے جب آفتاب رسالت طلوع ہوا تو اس وقت آپ کی ستائیس سال کی عمر تھی آپ بحالت کفر بھی اس درجہ سخت اور ظالم تھے کہ آپ کے نام سے ہر شخص لرزتا تھا۔ لبینہ ان کے خاندان کی ایک کنیز تھی جو اسلام کے آغوش میں آچکی تھی اس کو بے تحاشہ اس قدر مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ ذرا دم لے لوں تو پھر ماروں گا علاوہ اس کے جس جس پر بس چلتا تو خوب زد و کوب کرتے اور غریب مسلمانوں کو اپنی پہلوانی کا تختہ مشق بنا لیتے غرض یہ مسلمانوں کو ایذا دینے اور حضور کے جانی دشمنوں میں پیش پیش تھے۔

خدا کی شان ہے کہ حضرت عمر جس قدر توحید کی آواز سے نامانوس دین الٰہی سے برگشتہ حبیب خدا کے جانی دشمن اور سختی کے ساتھ تحریک اسلام کی ریب تمام و مخالفت کرتے تھے اسی قدر سرعت اور پختگی کے ساتھ ان کے گھرانے میں اسلام پھیلتا جاتا تھا چنانچہ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے زید کے بیٹے سعید اسلام لائے جو حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ کے شوہر تھے حضرت سعید کے اسلام کا یہ اثر ہوا کہ فاطمہؓ بھی مسلمان ہو گئیں نیز اسی خاندان کے ایک معزز شخص نعیم بن عبداللہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔

قریش مکہ جب تحریک اسلام اور آواز حق سے بہت ہی برافروختہ ہو گئے تو اس کے دفعیہ کے لئے سب نے مل کر کانفرنس کی اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تجویزیں ہونے لگیں اس تجویز میں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے بھانت بھانت کی بولیاں سنکر آپ بھی اسلام کی دشمنی اور بغض و عناد کے نشہ سے مخمور ہو کر بول اٹھے کہ لاؤ میں اس فتنہ کا ہی گلا گھونٹے دیتا ہوں یعنی محمد (صلعم) کو قتل کئے دیتا ہوں تاکہ یہ روز روز کا جھگڑا ہمیشہ کو ختم ہو اور ہم سب اس بلائے بے درماں سے مامون و مصئون ہو جائیں۔ ابوجہل نے یہ مطلب کی بات سنکر کہا کہ اگر تم نے محمد کا کام تمام کر دیا تو میں سو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی نذر کروں گا چنانچہ حضرت عمرؓ مسلح اور شمشیر بدست ہو کر نکلے راستہ میں اتفاقاً سعد بن ابی وقاص ملے تو اور آپ کے تیور دیکھکر کہا خیر تو ہے آج اس آن بان سے کدھر چلے آج تو بڑے بپھرے ہوئے نظر آتے ہو فرمایا دوست آج میں محمد (صلعم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں تاکہ قریش کی مصیبت ختم ہو جائے۔ سعدؓ نے کہا ماشاء اللہ ارادہ تو خوب ہے اور بہت دور کی سوجھی مگر اس کے نتیجہ سے بھی واقف ہو۔ محمد صلعم کا قتل کوئی آسان کام نہیں بنی ہاشم کے انتقام سے نہیں ڈرتے آپ نے فرمایا کہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے مجھے کسی کا بھی ڈر نہیں مگر تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم بھی محمد (صلعم) کے حمایتی ہو اور ان کا جادو تم پر بھی چل گیا ہے اس لئے لاؤ پہلے تم سے ہی نبٹ لوں۔ سعدؓ نے کہا کہ مجھے اور محمد صلعم کو تو بعد میں قتل کرنا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو خود تمہارے بہنوئی اور بہن اسلام لا چکے ہیں اور کلام الٰہی کی صدائے کفر شکن ظلمت پاش سے تمہارے گھر کے در و دیوار گونج رہے ہیں۔

جب یہ تیتے کی بات سنی کہ وہ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" تو آگ بگولا ہو کر فوراً پہلے بہن کے ہاں پہنچے اس وقت ان کی بہن قرآن کی تلاوت فرما رہی تھیں آہٹ پا کر چپ ہو گئیں مگر حضرت عمرؓ آواز سن چکے تھے بہن سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز تھی بولیں کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ میں سن چکا ہوں تم دونوں مرتد ہو چکے ہو اور تم نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے یہ کہکر پہلے اپنے بہنوئی سے دست و گریبان ہوئے اور جب بہن بچانے آئیں تو ان کو بھی خوب پیٹا یہانتک کہ جسم لہولہان ہو گیا لیکن وہ یہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے" اسلام کی محبت ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی اور اسلام کی محبت و محویت کا وہ بلند و بالا مقام پا چکے تھے جہاں کے تمام رنج و محن اور تکالیف و شدائد کی پر درد کڑیاں سرور کن اور پر کیف نغمے بجاتی ہیں اور جس کی راہ کے کانٹے بھی پھول بن جاتے ہیں نہایت اطمینان و سکون اور بے پروائی سے بولیں کہ عمر جو جی چاہے سو کرو خواہ مارو یا چھوڑو مگر اسلام کی محبت اب دل سے نہیں نکل سکتی یہ دلولہ انگیز اور پر جوش صداقت میں ڈوبے ہوئے الفاظ حضرت عمرؓ کے دل و جگر میں اتر گئے ادھر بہن کی طرف دیکھا تو جسم سے خون جاری تھا یہ دیکھکر رقت پیدا ہوئی فرمایا کہ اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ بہن نے

قرآن کے اجزا سامنے لاکر رکھ دیئے اور آپ کی نظر سورۂ حدید کی ان آیتوں پر پڑی تو لکھا تھا :-

| | |
|---|---|
| سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ | زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خدا کی تسبیح پڑھتا ہے اور خدا ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ |
| اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ | خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ |

ایک ایک لفظ پر آپ کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا اور الٰہی تاثیر قلب و جگر میں اثر کرتی جاتی تھی آخر بے اختیار پکار اٹھے

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد خدا کے پیغمبر ہیں

اگرچہ کلام الٰہی نے آپ کو مسحور کر لیا مگر ابھی وہ ارادہ نہ بدلا جس کے لئے کمربستہ ہو کر آئے تھے۔ چنانچہ آستانۂ مبارک پر پہنچ کر دستک دی۔ صحابہ کو تردد ہوا کہ خدا خیر کرے آج یہ بپھرا ہوا شیر کدھر آنکلا۔ حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں آنے دو اگر وہ ارادہ خیر سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ ادھر حضرت عمر رضہ نے اندر قدم رکھا ادھر قلب ماہیت کی مجسم تصویر یعنی رسول خدا صلعم خود آگے بڑھے اور دامن کا دامن پکڑ کے فرمایا "کیوں عمر کس ارادہ سے آئے ہو" نبوت کی اس موثر اور پرجلال آواز نے جو آئندہ قیصر و کسریٰ کو تھرانے والی تھی کپکپا دیا اور نبوت کے رعب و داب نے ایک لمحہ میں مجسمۂ عقیدت بنا دیا مودبانہ عرض کیا کہ ایمان لانے کے لئے حضور کائنات صلعم اللہ اکبر پکار اٹھے اور ساتھ ہی صحابہ نے بھی فلک شگاف نعرہ لگایا جس سے مکہ کی وادیاں گونج اٹھیں۔

اللہ اللہ نہ معلوم کلمۂ شہادت میں کیسی الٰہی کایا پلٹ چیز تھی جو چند لمحوں میں انسان کو کچھ کا کچھ بنا دیتی تھی اوائل اسلام میں جو لوگ اسلام کی دشمنی میں جتنے زیادہ سرگرم ہوتے تھے اتنے ہی اسلام لانے کے بعد اسلام کے شیدا اور محمد رسول اللہ کے عاشق بنجاتے تھے۔ حضرت عمر رضہ گئے تھے آنحضرت صلعم کا سر اتارنے مگر وہاں اپنا ہی سر دے بیٹھے اور آئے تھے اسلام کا استیصال کرنے مگر خود مبلغ اعظم بن گئے۔

حضرت عمر رضہ کے ایمان لانے کا یہ وہ عظیم الشان تاریخی واقعہ ہے جس نے اشاعت اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا کر دیا اسلامی جماعت میں ایک نئی روح پیدا کر دی آپ کے اسلام لانے سے قبل اگرچہ چالیس پچاس آدمی اور حضرت امیر حمزہ جیسے بہادر اسلام لا چکے تھے تاہم اس قلیل جماعت میں ابھی اتنی قوت پیدا نہ ہوئی تھی کہ اپنے فرائض مذہبی علانیہ ادا کر سکتی یہاں تک کہ مسلمان کعبہ میں نماز تک نہ پڑھ سکتے تھے حضرت عمر رضہ کے اسلام نے دفعتہً یہ حالت بدل دی اسلام کو علانیہ ظاہر کیا جانے لگا اول اول کافروں نے شدت سے مخالفت و مزاحمت کی مگر آپ ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور بالآخر مسلمانوں کو ساتھ لیجا کر کعبہ میں نماز ادا کی۔

## غریب مسلمانوں پر کفار کے مظالم

اسلام میں جو لوگ داخل ہوئے تھے ان میں کچھ تو غلام اور کنیزیں تھیں کچھ وہ لوگ تھے جو کہیں اور سے آکر مکہ میں آباد ہو گئے تھے مکہ کے اصل باشندے نہ تھے اور کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے جو کسی قسم کی طاقت و اقتدار نہ رکھتے تھے اور باقی اکابر صحابہ تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کو تو ان کے قبیلوں نے اپنی اپنی حفاظت میں لے لیا صرف کمزور قبیلوں کے لوگ، غلام اور کنیزیں رہ گئیں جن کی پشت پناہی اور زمانہ میں کوئی زبردست سہارا نہ تھا سو قریش کا سارا طیش و غضب ان غریبوں ہی پر ٹوٹ پڑا جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا۔

ان غریبوں پر ظلم کرنے کے مختلف اور متعدد طریقے تھے جب دوپہر ہو جاتی اور عرب کی دھوپ زمین کو جلتا ہوا توا بنا دیتی تو مسلمانوں کو اس جلتی ہوئی زمین پر لٹا دیا جاتا اور چھاتی پر ایک بھاری پتھر رکھدیا جاتا تاکہ کروٹ نہ بدل سکے اور ادھر گرم بالو بچھا دیتے پھر لوہے کو آگ پر گرم کر کے بدن کو داغتے پانی میں ڈبکیاں دیتے ہاتھوں اور پیروں میں کیلیں ٹھوک دیتے اور ناکوں میں مختلف طریقوں سے دھواں پہنچاتے۔

**حضرت بلال رضہ** یہ موذن کے لقب سے مشہور ہیں حبشی النسل اور امیہ بن خلف کے غلام تھے جب ٹھیک دوپہر ہو جاتی تو ظالم امیہ ان کو جلتی بالو پر لٹا دیتا اور ایک بھاری پتھر سینے پر رکھ دیتا تاکہ ہل نہ سکیں پھر ان سے کہتا یا تو اسلام سے باز آ جاؤ ورنہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے مگر واہ رے استقلال کہ باوجود اس قدر سختی کے آپ کی زبان سے "احد احد" کا لفظ نکلتا جب اس طرح آپ اسلام سے متزلزل نہ ہوتے تو آپ کے گلے میں رسی باندھکر لڑکوں کے حوالے کر دیتا کہ وہ شہر میں ادھر ادھر گھسیٹتے پھریں مگر آپ کی زبان سے اب بھی وہی لفظ ہوتا۔

**صہیب رضہ** یہ بھی ایک رومی غلام تھے اور عمار بن یاسر کی ترغیب سے مسلمان ہوئے تھے قریش ان کو اس قدر تکلیف اور اذیت دیتے کہ آپ کے حواس مختل ہو جاتے اور شدت کرب سے بیہوش ہو جاتے جب ہجرت مدینہ کے وقت انہوں نے بھی ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے کہا کہ اگر اپنا تمام مال و متاع ہمارے حوالہ کر دو تو جا سکتے ہو ورنہ نہیں آپ نے خوشی سے یہ بات منظور کر لی اور اس طرح اپنا تمام مال و متاع راہ خدا میں کفار کو سونپ کر دیار رسول میں جا پہنچے۔

**عمار رضہ** یہ یمن کے رہنے والے تھے ان کے والد یاسر مکہ میں آگئے تو ابو حذیفہ مخزومی نے اپنی کنیز سمیہ سے ان کی شادی کر دی تھی اسی کے بطن سے عمار پیدا ہوئے جس وقت عمار اسلام لائے تو ان سے پہلے صرف تیس شخص اسلام لا چکے تھے۔ ان کو بھی جلتی ریت پر لٹایا جاتا اور لوہے سے داغا جاتا اور اس قدر بری طرح مارا جاتا کہ یہ بیہوش ہو جاتے یہی سلوک ان کے والد اور والدہ کے ساتھ بھی ہوتا تھا۔ سمیہ حضرت عمار رضہ کی والدہ کو ابو جہل نے ایک برچھی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور یاسر بھی بالآخر اذیت و تکلیف اٹھاتے اٹھاتے راہی ملک بقا ہوئے۔

**خباب بن الارث** یہ تمیم کے قبیلہ سے تھے اور ایام جاہلیت میں غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے تھے ام انمار نے خرید لیا تھا جس زمانہ میں رسول اللہ دار ارقم میں رہتے تھے یہ اس وقت اسلام لائے تھے اور ان سے پہلے سات اشخاص اسلام لا چکے تھے اسلام سے پہلے لوہاری کا کام کرتے تھے اس زمانہ کی ان کی کچھ مزدوری کفار کے ذمہ تھی جب یہ ان سے تقاضا کرتے تو جواب ملتا کہ اگر اسلام سے انکار کرو تو ملیگی ورنہ نہیں علاوہ ازیں یہ بھی بری طرح

# اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو موبوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(از مولانا مولا صاحب ارمسردی)

## غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ برتاؤ

غلامی کا رواج ہر زمانہ اور ہر مذہب میں رہا ہے ازمنہ قدیم میں اس کا مفہوم یہ تھا کہ غلام و کنیز کی ہر حرکت و سکون کے مالک ہو جاتے تھے اور ان کو کھانا پینا سونا جاگنا رہنا سہنا حتیٰ کہ موت اور زندگی بھی اپنے آقا کے لئے ہوتی تھی اسلام سے بیشتر غلامی کی متعدد صورتیں تھیں دوران جنگ میں دشمن کے زن و بچہ تک کو قید کر کے غلام بنا لیا جاتا تھا بعض حالتوں میں والدین اپنی اولاد کو فروخت کر دیتے تھے لیکن اس سے بھی خوفناک صورت یہ تھی کہ ڈاکو زبردستی لڑکوں اور لڑکیوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے اور انہیں دوسرے شہروں میں فروخت کر دیتے تھے اسلام سے پہلے ان کے ساتھ پکڑنے اور بیچنے والے دونوں نہایت وحشیانہ سلوک روا رکھتے تھے جو پالتو اور جانوروں سے بھی بدتر ان کی حالت تھی ایک دفعہ حکومت روما کے ایک شخص کے قتل ہو جانے پر اس کے چار سو غلاموں تک کو موت کی سزا دیدی تھی اسی طرح آگسٹس شاہ روم نے ایک بٹیر کے مر جانے پر ایک غلام کو سولی چڑھا دیا تھا اسی بادشاہ کے ایک مقرب بارگاہ نے محض اس جرم پر کہ اس کے غلام کے ہاتھ سے ایک بلوری پھولدان ٹوٹ گیا تھا اسے ایک تالاب میں جو مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا ڈلوا دیا تھا اس دور میں یہ سزائیں عام تھیں جو غلام کمزور ہو جاتے یا بیماری کے باعث محنت اور مشقت کے قابل نہ رہتے تھے ان کو بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جانے کے لئے ٹائبر کے جزیرہ میں چھوڑ آتے تھے۔

فن جہاز رانی کی ترقی کے ساتھ غلامی کی لعنت بھی ترقی کر گئی ظالم سوداگر اور ڈاکو افریقہ اور امریکہ کے باشندوں کو زبردستی پکڑ کر جہازوں پر لاد لیتے اور غلاموں کے طور پر انہیں فروخت کر دیتے تھے سولہویں سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں یہ لعنت بالکل عام ہو گئی تھی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے ساتویں ایڈیشن کی چھبیسویں جلد میں لکھا ہے کہ۔

"امریکہ اور غرب الہند کے انگریزی مقبوضات میں ۱۶۸۰ء سے لیکر ۱۷۸۶ء تک ۲۱۳۰۰۰۰ افریقی غلام بنا کر بھیجے گئے سالانہ اوسط ۲۰۰۹۵ تھی صرف ایک سال یعنی ۱۷۶۸ء میں یورپین تاجروں نے جن حبشیوں کو جلاوطن کیا ان کی تعداد ۱۰۴۰۰۰ تھی پھر یہ تو صرف وہ تعداد تھی جو صحیح کے اس برتاؤ کے برداشت کر کے زندہ پہنچ گئے ورنہ نصف تعداد تو بالعموم جہاز اور جہازرانوں کی ناقابل برداشت سختیوں سے سمندر ہی میں موت کا لقمہ بن جاتی تھی اور انہیں سمندر ہی میں پھینک دیا جاتا تھا۔"

یہ سب کچھ ہوتا رہا مگر دنیا کے کسی مذہب نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی یہ تو پھر بھی ہے نسل کا ماہ پیکر اور برق جمال لڑکیاں بھی اڑائی جاتی نہیں تا کے بیٹے تھے تو عزیز اور طر شریف امیر و غریب اور عرب کی تمیز کئے بغیر ہر عورت اور بچے گرفتار ہو جاتے تھے اور لونڈی غلام بنکر فروخت ہو جاتے تھے افلاطون جیسا فلاسفر غلام بنکر فروخت ہوا سلطان قطب الدین ایبک سلطان بلبن اور سلطان علاء الدین خود یا ان کے بزرگ اور بہت سے ہندوستان کے بزرگ غلام ہی تھے اور غلام ہی بنکر فروخت ہوئے تھے۔

حلبی اور چرکسی اور روم کی لڑکیاں بھی بڑی بڑی قیمت پر فروخت ہوتی تھیں بعض سوداگر تو تعلیم و تربیت اور غنا و رقص کے فنون میں کامل کر کے امراء کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور ایک ایک ماہ پارہ ایک ایک لاکھ درہم تک میں بک جاتی تھی اٹھارویں صدی کے ابتدائی دور تک یورپ اور امریکہ میں کسی کی مجال نہ تھی جو ان کی حمایت میں آواز اٹھاتا پندرہویں سولہویں صدی میں اسلامی اقبال کا ستارہ پوری تابانی کے ساتھ چمک رہا تھا اس وقت کی معلومہ دنیا کا تین چوتھائی حصہ لوائے اسلام کا ماتحت تھا علماء و مشاہیر کے ذریعہ اسلامی اخوت و مساوات کی تعلیم عام ہو رہی تھی اس لئے یورپ میں کچھ درد مند نکلے اور انہی جذبات و اصول سے بہرہ مند ہو کر انہوں نے اٹھارہویں صدی میں اس لعنت کے خلاف آواز بلند کی۔

یہ مذہبی تعلیم کا کرشمہ نہیں تھا بلکہ اسلامی اصول کی نشر و اشاعت نے جذبات انسانی میں جو بیداری پیدا کر دی تھی یہ اس کی کارفرمائی تھی آخر یورپ میں اس کا انسداد ہوا لیکن پھر بھی غلامی کے لوازمات اور باقیات ہنوز باقی ہیں انسانوں کی جسمانی فروخت کا سلسلہ ضرور بند ہو گیا لیکن ذرا یورپین مستعمرات و مقبوضات میں انسانوں کی حالت ملاحظہ کیجئے ان کی حالت غلاموں سے چنداں بہتر نہیں ہے غلامی مٹ گئی لیکن دوسری صورت میں اس کا ہمزاد سامنے آ کھڑا ہوا کوئی اپنے ماتحتوں اور اپنے سایہ میں بسر کرنے والوں کو ابتدائی انسانی حقوق بھی عطا نہیں کرتا کیا آپ نے نہیں سنا کہ شام میں دو تولہ ربڑ خورد برد ہونے کے شبہ میں وہاں کے باشندوں کو شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالا گیا دمشق کے پرامن باشندوں پر ۲۶ گھنٹے گولے برسائے گئے۔ ایران میں عین عاشورا کے روز علماء اور مجتہدین کو پھانسیاں دیدی گئیں۔ ایکس اس ایس کو اڑا پھانسنے کے جرم میں علاقے کے علاقے ہوائی جہازوں کی تاخت و تاراج کے لئے کھول دیئے گئے تھے۔

الجزائر مراکش یا ٹیونس عراق ہو کہ طرابلس ہندوستان ہو کہ برما فدا سے تصور اور معمولی فروگذاشت پر تمام فوجی مشنری حرکت میں آ جاتی ہے پہلے بیک جنبش ابرو سر دھڑ سے علیحدہ کر دیئے جاتے تھے اور اب حالت یہ ہے کہ غلاموں کا سب کچھ لوٹ کر انہیں تڑپا تڑپا کر مارا جاتا ہے اور زندگیاں اجیرن بنا دی گئی ہیں حریت، اخوت اور مساوات کے نام زبانوں پر ضرور ہیں لیکن دل کی گہرائیوں تک نہیں اترتے آقا بہر حال آقا ہیں اور ماتحت غلام: خود مختاری پر جل اٹھا اور تیوروں کی زبان سے شور مچ گئی تو آقاؤں کے مقابلہ میں رعایا کی

جان و مال کوئی اہمیت اور کوئی حیثیت نہیں رکھتی کیا یہ صورت غلامی سے کوئی بہتر صورت ہے اور آج یورپین مقبوضات میں رعایا کی جو حالت ہے اسے اگلے زمانوں کی غلامی سے کچھ بہتر خیال کیا جا سکتا ہے لباس بدل گیا ہے مگر صورت وہی موجود ہے اور اپنے اصلی خط و خال کے ساتھ موجود ہے مذہبی ریفارمر دل نے بیشک غلاموں کو اصطلاحاً آزادی دلادی لیکن وہ غلامی کی بیخ کو نہ کچل سکے اور اس مسموم ذہنیت کا ان سے خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔

امریکہ میں واقعی لاکھوں غلام آزاد ہوئے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا امریکہ کا حبشی غلام صحیح معنوں میں آزاد ہو گیا اور امریکہ کی گوری قومیں انھیں اپنا جیسا انسان سمجھنے لگیں اخباروں کا مطالعہ کرنے والے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ امریکہ کا ایک کروڑپتی اور ایک بہت با اثر اخبار کا حبشی مالک انگلستان آیا مگر کسی ہوٹل والے نے اسے اپنے ہاں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی اور یہ عذر پیش کیا کہ اس کی موجودگی ان کے گورے مہمانوں کو وہاں آنے سے روکے گی اور اس طرح ہوٹل والوں کو نقصان عظیم برداشت کرنا پڑے گا ہر سال دو تین واقعات ایسے ضرور رونما ہو جاتے ہیں کہ حبشی مجرموں کو زبردستی جیلخانہ توڑ کر نکالا اور انھیں درختوں سے باندھ کر آگ لگا دی اور سب کھڑے اس تماشہ کو دیکھتے رہے امریکہ میں حبشیوں کو زندہ جلا دینا اب ایک معمولی بات ہو گئی ہو گو حبشی آزاد ہیں اور ان کی اقتصادی حالت بھی ہم سے بہت اچھی اور بہت بہتر ہے تاہم دونوں طبقات میں اس وقت حد درجہ کشیدگی پائی جاتی ہے اور حبشیوں کے ساتھ غلاموں سے بہتر سلوک ہرگز روا نہیں رکھا جاتا۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے ذلیل غلامی کی لعنت دور کرنے کے لئے سب سے پہلا قدم اٹھایا اور اس کا تدریجی استیصال شروع کر دیا بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ جس طرح ابراہیم لنکن صدر جمہوریہ امریکہ نے اپنے زمانہ اقتدار میں امریکہ کے لاکھوں غلاموں کو یکدم آزادی دیدی اسی طرح رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کیوں نہ کیا لیکن وہ یہ اعتراض کرتے وقت بھول جاتے ہیں کہ آج اور آج سے چودہ سو سال قبل کے زمانہ کے حالات میں تمدن و معاشرت میں اور انسانی خیالات اور ذہنیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور دونوں زمانوں کے کام کرنے والوں کو ایک ہی معیار پر پرکھنا کسی صورت میں بھی موزوں اور مناسب نہیں لیکن اس کے علاوہ جب ہم دونوں کے طریقہ ہائے کار پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریق کی بورپین ریفارمروں کے طریق پر فضیلت نہایت نمایاں طور پر نظر آتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کردہ طریق غلاموں کے لئے بہت مفید نظر آتا ہے۔

اگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی وقت ان کی قطعی آزادی کا اعلان فرما دیتے تو وہ صرف غلاموں کے لئے بجائے نفع کے الٹا مصیبت کا موجب ہو جاتا بلکہ انسانی سوسائٹی پر بھی اس کا نہایت ناگوار اثر پڑتا اس وقت عرب میں لاکھوں غلام موجود تھے اگر انھیں ایکدم آزاد کرا دیا جاتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ان میں سے ایک حصہ تو فاقہ کشی کا شکار ہو جاتا اور دوسرا حصہ بیکاری سے نجات پانے کے لئے جرائم اور بداخلاقی کی طرف مائل ہو جاتا اور قوم و ملک کے لئے یہ نئی مصیبت بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جس طرح امراء کے رگ و ریشے میں کمزور اور بے بس لوگوں کو غلام بنانے کے جذبات پیوستہ ہو چکے تھے اسی طرح خود غلاموں کی ذہنیت بھی طویل غلامی کی وجہ سے بہت پست ہو چکی تھی اگر غلام رکھنے والوں کی ذہنیت میں انقلاب پیدا کئے بغیر انھیں رہا کر دیا جاتا تو اس کا کوئی مفید اثر نہ ہوتا دوسرے غلام رکھنے والے انھیں آزاد کر دینے کے باوجود بھی حقیر اور ذلیل ہی سمجھتے تیسرے لوگوں نے انھیں عزت تو حاصل نہ کیا تھا لاکھوں روپیہ ان پر خرچ کر دیا گیا تھا اور یہ ان کی ملکیت تھے چوتھے اسلام کو اس وقت تک عالمگیر اقتدار حاصل نہیں ہوا تھا اور دنیا نے اس درجہ ترقی حاصل کی تھی امریکہ میں غلاموں کی آزادی کے وقت سامانے عامہ پیدا ہو چکی تھی اور امریکہ کا اقتدار بہت بڑھ چکا تھا۔

صدیوں کی رسم کو مٹانے کے لئے علی الخصوص اس صورت میں کہ لاکھوں روپے کا نقصان بھی ساتھ ہو آسان امر نہ تھا اس لئے آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پہلے ذہنیتوں میں تدریجی انقلاب پیدا کیا جائے ایک طرف آقاؤں کی اس لعنت و لغویت کی برائی سے آگاہ کیا جائے اور دوسری طرف غلاموں کو انسانیت کا سبق پڑھایا جائے آپ نے یہی کیا اور لوگوں کو تلقین کرنی شروع کر دی کہ غلامی بہت بری چیز ہے انسان انسانیت کے اعتبار سے سب برابر ہیں گھر والوں اور غلاموں میں کوئی فرق نہیں جو خود کھاؤ وہی غلاموں کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی غلاموں کو پہناؤ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ ساتھ ہی آپ نے ان کی آزادی کو بڑے سے بڑے ثواب کا ذریعہ بتایا نتیجہ یہ ہوا کہ غلاموں کی آزادی شروع ہو گئی ایک طرف آقاؤں نے غلاموں کو آزاد کرنا شروع کیا اور دوسری طرف یہ دیکھکر کہ غلام آقاؤں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں اور وہ ساتھ کھاتے اور ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور جنت و دوزخ انھیں بھی اسی طرح مل سکتی ہے جس طرح ان کے آقاؤں کو ملے گی نیز یہ کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غلاموں سے مساویانہ سلوک کرتے ہیں بیداری پیدا ہونی شروع ہو گئی اور دونوں کی ذہنیت نے تربیت پا کر غلامی کو ایک لعنت سمجھنا شروع کر دیا اور یہ روزانہ آزاد ہوتے اور ترقی کرتے چلے گئے۔

حضرت بلالؓ ایک حبشی غلام تھے لیکن ان کی عزت و دعوت کا یہ عالم تھا کہ انتہائی ناداری کے باوجود بڑے بڑے سرداران قریش حضرت امیر المومنین عمرؓ کی ملاقات کو آئے ہوئے بیٹھے تھے آپ کسی اہم کام میں مصروف تھے اسی وقت اطلاع ہوئی کہ حضرت بلالؓ ملنے آئے ہیں آپ نے سب کام چھوڑ دیا اور آپ کو اندر بلا لیا اور اس عمل سے ثابت کر دیا کہ انھیں بڑے بڑے سرداروں پر فضیلت حاصل ہے آپ کی مجلس میں جب کبھی حضرت بلالؓ کا ذکر آتا تو آپ یہی فرماتے کہ بلال ہمارا سردار ہے۔ علامہ شبلی نے آپ کی عظمت و دعوت کا ایک واقعہ منظوم کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

بارگاہ نبوی کے جو مؤذن تھے بلالؓ — کر چکے تھے جو کئی سال غلامی میں بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں — جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھلکر
میں غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہوں — یہ بھی سن لو کہ نہیں پاس مرے دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے — ہے کوئی جس کو نہو میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک گئے یہ کہتے تھیں کہ دل سے منظور — جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر
عہد فاروق میں جب دولت ہوئی ان کی وفات — یہ کہا حضرت فاروق نے با دیدۂ تر
اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا — اٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبر

اس مساوات پہ ہے معشرِ اسلام کو ناز     نہ کہ یورپ کی مساوات کو طنطنۂ اکبر

اس سے دنیا اندازہ لگا سکتی ہے کہ اسلام نے لوگوں کی ذہنیتوں میں ایک قلیل و تھوڑی مدت ہی کے اندر کیسا حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا اور وہ غلاموں کو کتنی وقعت اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے انگلستان میں اس مساوات و تہذیب کے زمانہ میں ایک کرسچین حبشی آتا ہے اور لوگ اسے ہوٹلوں میں جگہ نہیں دیتے امریکہ میں انھیں زندہ جلا دیا جاتا ہے ہندوستان میں ان کے سایہ تک سے بچا جاتا ہے مغرب کا ایک عامی بھی خود کو بڑے سے بڑے مہذب حبشی سے خود کو بہتر سمجھتا ہے لیکن اسلام میں یہ حالت ہے کہ ایک نو وارد حبشی غلام کو بڑے بڑے سردار اپنی بیٹیاں دینا باعثِ شرف کا باعث جانتے ہیں اور اسے قریش پر بھی فضیلت دی جاتی ہے اور خلیفۂ اسلام انھیں اپنا آقا بتاتا اور ہمیشہ سیدنا کے نام سے پکارتا ہے۔ حضرت زید لشکرِ اسلام کے سپہ سالار بنائے جاتے ہیں اور شرفائے قریش ان کے جھنڈے تلے بخوشی جنگ کرتے ہیں کیا دنیا کی کوئی قوم اس تہذیب و ترقی کے زمانہ میں بھی غلاموں کے لئے احترام و عزت کے ایسے جذبات کا اظہار پیش کر سکتی ہے نہیں اور نہ تا قیامت ممکن ہیں۔

خود اپنی ہمسایہ قوم ہندوؤں کے نامۂ اعمال کی تاریکی دیکھ لو۔ ہندوستان میں فاتح ہو کر گئے اس وقت کی روایات اور دستور کے مطابق یہاں کے اصلی باشندوں کو یا تو جنگلوں اور پہاڑوں میں مار بھگایا اور یا غلام بنا لیا اور غلام بنا کر خدمت و صفائی کے تمام ادنیٰ کام ان کے سپرد کر دیئے علوم و فنون سے انھیں محروم کیا روپیہ اور پیسہ کو انھیں ترسایا آرام و راحت کی زندگی سے انھیں بیگانہ کر دیا انتہا یہ ہے کہ ساتھ رہنے اور ہمسائیگی میں کامل بیگانگی نہ برتی بلکہ انھیں اچھوت قرار دے کر کتوں اور بلیوں سے بدتر بنا دیا ان کی مجال نہ تھی کہ یہ فاتحوں کے کنوؤں سے پانی بھر سکیں مندر کے راستہ کی سڑک سے گذر سکیں اور کسی ہندو سے آنکھ اونچی کر کے بات کر سکیں

کھیتوں، باغوں اور جنگلوں میں ان سے کام لیا، نوکریاں کروائیں اور محنت و مزدوری کرائی اور تھوڑا سا اناج ان کی جھولی میں ڈال دیا پھر غضب یہ کیا کہ ان کی اس غلامی کو مذہبی صورت دے کر ابدالآباد تک کے لئے انھیں غلام بنا دیا ہزاروں برس گذر گئے لیکن ان غریبوں سے روٹی بیٹی کا تعلق تو ایک طرف کوئی تمدنی واسطہ بھی نہیں مسلمانوں نے غلاموں کو اولاد بنا کر پالا ساتھ رکھا ساتھ کھلایا پڑھایا لکھایا بلکہ بیٹیاں دیں دامادی کا شرف بخشا اور تاج و تخت تک کا مالک بنا دیا۔ وہاں کے اندر قابلیت و اہلیت کے وہ جوہر پیدا کئے کہ ہندوستان اور مصر پر انہوں نے صدیوں تک پورے سطوت و جلال کے ساتھ فرمانروائی کی اور اکابر و مشاہیر نے ان کے آستانوں کی جبہ سائی کو فخر و مباہات کا باعث سمجھا اور جانا۔

کیا پورا یورپ، پورا امریکہ، پورا ہندوستان اور پوری دنیا اس مساوات، و اخوت اور غلاموں اور مفتوحوں کے اس عزت و احترام، اس وقار و عظمت اور اس طمطراق و طنطنہ کی کوئی مثال اس روشنی اور تہذیب کے زمانہ میں بھی پیش کر سکتا ہے ہم نے جو چھٹی اور ساتویں صدی میں کیا کوئی قوم اس کی مثال اس بیسویں صدی میں بھی پیش نہیں کر سکتی اور نہ شاید کبھی کر سکے البتہ ہم یہ ضرور دیکھ رہے ہیں کہ غلامی کا نقاب ضرور بدل دیا گیا ہے جسم فنا کر دیا گیا ہے مگر روح وہی موجود ہے کیا آج کوئی گورا یورپی اور امریکی کسی وحشی کے ساتھ کسی حبشی کرسچین کو بھی اپنی لڑکی دینے پر آمادہ ہو سکتا ہے کیا آج کوئی برہمن کسی عسرت زدہ کھتری اور مفلس و مسکین کسی اچھوت کو لڑکی دینا تو ایک طرف اس کا خیال لے بھی سکتا ہے؟ زبانی۔ دعاوی بہت ہیں لفاظیوں کا کوئی شمار نہیں دعاوی و الفاظ کی بھرمار ہے اور گاندھی جی تک لندن کے جلسے میں کھڑے ہو کر بتانے کو اچھوتوں کے متعلق یہ بتانے لگتے ہیں کہ ایشور کے سب ہی فرزند اور سب ہی شریف اور سب ہمدردی کے اور سلوک انسانیت کے مستحق ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ کوئی ماں جی اور کوئی مہاتما ان کے حقوق تک دینے کو عملی قدم نہیں اٹھاتا۔

شدھی کا طوفان کس شدت اور شکوہ کے ساتھ اٹھا تھا اچھوت ادھار کو آریہ سماج ہی نے نہیں کانگریس نے بھی اپنے عقیدہ میں شامل کر لیا تھا ان کی ہمدردی کے بڑے بڑے دعوے کئے گئے مگر کوئی ایک بھی سورما ایسا دکھلا جو اچھوتوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتا۔ انھیں گلے لگاتا ان کی بیٹی ہی لے لیتا یا کم از کم ان کے ہاتھ کا کھانا ہی کھا لیتا البتہ یہ ضرور نظر آتا ہے چند روز ہوئے فری پریس میں یہ سنا تھا کہ مسٹر جیٹھی مسٹر اسپیکر جیسے فاضل اجل کے منہ سے یہ نکلا کہ کہنے لگے کہ ہمارے شاستر میں لکھا ہے کہ ایسے شخص کی زبان کاٹ لی جائے اور بدلہ نہ ہو تو ایسی مجلس سے خاموش اٹھ کر چلا آئے یہی میں نے کیا۔

پھر ہمیں آج تک یہی نظر آتا ہے کہ غریب اچھوتوں کو نہ کنوؤں سے پانی بھرنے دیا جاتا ہے اور نہ وہ سرکاری شاہراہوں کے مخصوص حصوں سے گذر سکتے ہیں مدارس میں یہ عالم ہے کہ کوئی برہمن علیل ہو جائے اور اتفاق سے کوئی برہمن ڈاکٹر ذی جاہ میں موجود نہ ہو یا اچھوت ڈاکٹر ہی کا بلانا ناگزیر ہو جائے تو یہ ڈاکٹر آئیگا اور درمیان میں ایک اینٹ رکھدی جائے گی برہمن اینٹ ہی سے مخاطب ہو کر اپنا حال کہیگا اور ڈاکٹر اینٹ ہی کو جواب دیگا گویا اچھوت ڈاکٹر سے گفتگو بھی شاق اور ناگوار گذرتی ہے۔ کتوں سے برتن چٹوائیں گے گائے کے گوبر سے باورچی خانے کو لیپیں گے لیکن ایک انسان کا قدم گھر میں آنا ان کے دھرم کے بھرشٹ ہو جانے کا باعث ہوگا۔

یہ ہے وہ سلوک جو آج اس تہذیب کے زمانہ میں دنیا کی بڑی قومیں اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ کر رہی ہیں جو اتفاق وقت سے کسی وقت ان کے غلام بن گئے تھے اور جن پر انہوں نے قبضہ پا لیا تھا اس سلوک کا مقابلہ اسلامیوں کے سلوک سے کرو اور پھر دیکھو کہ اسلام نے دنیا کے لئے کیا کیا اور یہ کیا کر رہے ہیں اسلام ہرگز اس امر کا روادار نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کی غلامی کرے یا کوئی اپنے جیسے انسان کی تحقیر پر آمادہ ہو جائے یہاں اگر کوئی چیز مابہ الامتیاز ہے تو محض تقویٰ اور اعمال میں خدائے قدوس کا ارشاد ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والکتاب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب

نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بلکہ یہ ہے کہ خدا پر یوم حشر پر فرشتوں پر خدا کی کتاب پر اور خدا کے نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی محبت میں اپنا مال غریب رشتہ داروں کو یتیموں کو مسکینوں کو مسافروں کو اور مانگنے والوں کو دے اور لوگوں کی گردنیں غلامی سے چھڑائے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کے نزدیک اہم اور حقیقی نیکیوں میں ایک نیکی یہ بھی ہے کہ غلاموں کو آزاد کرایا جائے۔ یہاں تو صرف غلاموں کو آزاد کرنے اور کرانے کی عظمت و برتری کا اظہار کیا ہے آگے چل کر ان کی آزادی کی یہ صورت نکالی ہے کہ غلاموں کو آزاد کرنے کو بہت سے گناہوں کا کفارہ قرار دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ تمہاری قسموں میں سے جو قسمیں لغو اور فضول ہیں ان پر تو خدائے قدوس تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرتا لیکن اگر تم کوئی پکی قسم کھا لو اور پھر اس کے خلاف کرو تو خدا ضرور تم سے مواخذہ کرے گا اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلا دینا ہے جیسا کہ تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑے بنا دینا یا ایک غلام آزاد کر دینا۔

اسی طرح ایک اور جگہ بھی غلاموں کے آزاد کرنے کو گناہ کا کفارہ بتایا ہے والذین یظھرون من نساءھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا" یعنی جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں یعنی کہہ دیتے ہیں کہ تو میری ماں کی جگہ ہے اور یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں اگر وہ پھر انھیں اپنی بیوی بنانا چاہیں تو انھیں چاہئیے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پیشتر ایک غلام آزاد کریں۔ اس طرح اسلام نے غلاموں کی آزادی کا سلسلہ شروع کرا دیا اور روزانہ غلام آزاد ہونے لگے۔ یہ تو تھی آزاد کرانے کی تدبیر۔ مسلمانوں کو غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ حسن سلوک کی برابر تاکیدیں کی جاتی رہیں اور حکم نافذ کئے گئے کہ ان کے ساتھ مساویانہ سلوک کریں احسان کی پرورش اسی طرح کریں جس طرح اپنے بچوں کی کرتے ہیں حکم دیا گیا وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ "مسلمانوں اپنی بیواؤں کے نکاح کر دیا کرو نیز ان غلاموں اور کنیزوں کے بھی جو نیک ہوں اگر یہ لوگ محتاج بھی ہوں گے تو کچھ خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل و کرم سے مالدار کر دیگا"

لونڈی غلاموں کے نکاح کرنے کا حکم صرف اسلام ہی نے دیا ہے اور غلاموں پر اس کرم و نوازش کا فخر اسلام ہی کو حاصل ہے غلاموں کا کوئی ذریعہ معاش تو ہوتا نہیں چونکہ عالم الغیب کو اس کا علم تھا کہ آقاؤں کا یہ خیال ہوگا کہ اگر ان غلاموں کی شادیاں کر دی جائیں تو یہ گذر کس طرح کریں گے اس لئے انھیں بتا دیا گیا کہ تم اس کی پرواہ نہ کرو جس نے پیدا کیا ہے وہ نکاح ہوتے ہی اپنے فضل و کرم سے انھیں مالدار بنا دیگا مذہبی جذبات کے ماتحت یہ تعلیم و تاکید کتنی بہتر اور کتنی اچھی ہے۔

اس دور میں لوگ حسین کنیزوں کو حرام کرانے پر بھی مجبور کرتے تھے اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ خود رکھتے تھے خدائے قدوس نے اس کی بھی ممانعت کر دی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا "تمہاری جو کنیزیں پاکدامن رہنا چاہیں انھیں دنیوی زندگی کے عارضی فائدہ کے لئے حرامکاری پر مجبور نہ کرو"

یہاں یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جو کنیزیں پاکدامن رہنا چاہیں انھیں اسلام حرامکاری کی اجازت دیتا ہے لیکن یہاں اجازت کا سوال ہی کیا ہے زنا اور حرامکاری تو خود ہی ایک مذموم شئے ہے اس کی مذمت کا اعلان تو کیا ہی جا چکا ہے اور جو خود ہی اس کام پر آمادہ ہوں اور خود ہی نہ چاہیں انھیں مجبور کرنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مجبور تو انھیں کو کیا جائیگا جو نہ مانیں۔

اسلام کو غلاموں کی آزادی تو مقصود تھی ہی اس لئے وہ برابر نئی نئی راہیں اور صورتیں پیدا کرتا چلا جا رہا تھا چنانچہ ایک جگہ حکم ہوتا ہے

والذین یبتغون الکتب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واتوھم من مال اللہ الذی اتکم

"اور تمہارے غلاموں میں سے جو غلام یہ چاہیں کہ وہ کچھ رقم کے بدلے آزاد کر دیئے جائیں اور محنت مزدوری کر کے اس رقم کو پورا کر دیں اور تم سمجھتے ہو کہ واقعی یہ ترقی کر سکیں گے اور رقم بھی ادا کر دیں گے تو تم ضرور انھیں آزاد کر دو اور خدا کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے انھیں بھی دو"

کیا اس سے یہ مقصد نہیں کہ جن غلاموں کی فطرت میں تمھیں بہتری اور ترقی کے آثار نظر آئیں تو لامحالہ غلام رکھ کر ان کی زندگی برباد نہ کی جائے بلکہ صاحب استعداد غلاموں کو فوراً آزاد کر دیا جائے اور محض اس آزادی اور آزادی کے معاہدے ہی پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ ان کی کچھ مالی امداد بھی کی جائے تاکہ وہ اپنی زندگی کا آغاز اچھا کر سکیں اور کامیاب ہو جائیں۔"

خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غلاموں اور کنیزوں کی آزادی پر بہت زور دیا ہے اور وقتاً فوقتاً آپ برابر مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلث من کن فیہ یسر اللہ حتفہ وادخلہ جنتہ رفق بالضعیف وشفقۃ علی الوالدین واحسان الی المملوک جس میں یہ تین باتیں ہونگی خدائے قدوس اس کی موت آسان کر دیگا اور جنت میں داخل کرے گا کمزوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا دوسری دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا:-

حسن الملکۃ یمن وسوء الخلق شوم لونڈی غلاموں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا باعث برکت ہے اور برائی سے پیش آنا بے برکتی اور نحوست کا موجب ہے"

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھم اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ لونڈی غلام تمہارے بہن بھائی ہیں جنھیں خدا نے تمہارا زیردست بنایا ہے تو جس شخص کے بہن بھائی کو خدا اس کا زیردست بنائے تو اسے وہ روٹی کھلائے جو خود کھائے اور پہنائے جو خود پہنے اور اس سے کوئی ایسا کام نہ کرائے جو اس سے نہ کیا جا سکے اور کبھی اس سے ایسا کام بھی لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس کام میں خود اس کی امداد کرے"

دیکھا آپ نے یہ ہے اسلام کی تعلیم کہ غلام کے ساتھ اچھے اور برے سلوک ہی کو برکت اور نحوست کا باعث بتایا گیا ہے اور صاف کہہ دیا گیا ہے کہ لونڈی اور غلام تمہارے بہن بھائی ہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو بہن بھائی کے ساتھ کیا جاتا ہے غلام ہی سہی لیکن جب عملاً وہ بہن بھائی بنکر رہیں گے اور ظاہر

اور ہر عیش میں آقا کے شریک ہوں گے تو اسے غلامی نہیں بلکہ بلند آزادی کہا جائے گا۔ جو نوکر تو بیٹے بھی اپنی مرضی کے مالک نہیں ہوتے اور انہیں بھی ماں باپ کے حکم سے ایک انچ نہیں ہٹنا پڑتا وہ دور اس زمانہ جیسا تھا کہ احکام نبوی کی پرواہ نہ کی جاتی اس وقت یہ حالت تھی کہ ادھر حکم ہوا ادھر تعمیل شروع ہو گئی اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جو غلام آزاد ہونے سے باقی بھی رہ گئے تھے وہ صرف نام کے غلام تھے اور عملاً انہیں تمام انسانی حقوق حاصل ہو گئے تھے اور ان سے کوئی استعماری سلوک روا نہ رکھا جاتا تھا۔

غلاموں کو قصور اور خطا پر بڑی بیرحمی کے ساتھ زدوکوب کیا جاتا تھا مسلم میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت ابومسعود انصاری ایک روز اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی اے ابومسعود سمجھ لے کہ خدا تجھ پر اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہے آپ نے رخ پھیر کر جو دیکھا تو رسول مقبول کھڑے تھے آپ گھبرا اٹھے اور کہنے لگے کہ میں نے خوشنودی رب قدیر کی خاطر اس غلام کو آزاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھے جھلس کر رکھ دیتی ایک اور جگہ بھی آپ نے غلاموں کی مار پیٹ کو غضب الٰہی کا باعث بنایا ہے

الا انبئکم بشرارکم الذی یاکل وحدہ ویجلد عبدہ ویمنع رفدہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! میں تم کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم میں بدترین شخص کون ہے وہ ہے جو تنہا کھاتا ہے اپنے غلام کو کوڑے مارتا ہے اور اپنی بخشش اس سے روک لیتا ہے یعنے انہیں کچھ نہیں دیتا اس طرح غلاموں کی زدوکوب کی لعنت بھی دنیا سے مسدود ہو گئی۔ غرض آپ نے غلامی کے استیصال کے لئے نئے نئے ڈھنگ اور نئے نئے پیرائے طریقے اختیار کئے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ ثلثۃ خصمہم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر و رجل باع حرا فاکل ثمنہ و رجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ العمل ولم یوفہ اجرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تین شخص ہیں قیامت کے روز جن کا میں دشمن ہوں گا۔

ایک وہ جس نے مجھے ضامن دیا اور پھر دغا کی، دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھا لی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور سے پوری مزدوری لی مگر اس کا مرتبہ پورا نہ کیا اور اس کی اجرت پوری نہ دی اس طرح گویا غلامی کے سرچشمے تو بالکل خشک کر دئے اور آزادوں کو غلام بنانے کا طریقہ بالکل مسدود کر دیا اور جو غلام موجود رہ گئے تھے انہیں آزاد کرنے کی مختلف تدابیر اختیار کیں بعض گناہوں کے کفارہ کے طور پر ان کا آزاد کرانا درج کر دیا بعضوں نے اسے ثواب اور خوشنودی رب کا ذریعہ سمجھ کر رہا کرنا شروع کر دیا پھر عام حکم ہو گیا کہ ان کے ساتھ بالکل بھائیوں جیسا سلوک کرو اور بھائی ہی سمجھو جو خود کھاؤ وہی کھلاؤ اور جو کپڑا خود پہنو انہیں اس سے اچھے نئے کپڑے بناؤ اس سے بھی سو قدم آگے بڑھ کر آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت بی بی زینب کی شادی حضرت زید کے ساتھ کر دی جو خود ایک آزاد شدہ غلام تھے اور اس طرح لوگوں کو بتا دیا کہ غلامی شرف انسانیت پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔

اس کے بعد یوں کہئے کہ جو غلام باقی بھی رہ گئے تھے وہ محض نام کے غلام تھے ویسے ہر طرح ان کے ساتھ مساویانہ اور برادرانہ سلوک روا رکھا جاتا تھا ایک سلسلہ ضرور قائم رہ گیا تھا اور وہ اسیران جنگ تھے اول تو ان کی آزادی گونہ خطرات کا باعث ہی تھی دوسرے ان کے عوض میں فاتحوں کو فدیہ کی رقوم ملتی تھیں غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے تھے ظاہر ہے کہ دشمنوں پر قبضہ پا کر انہیں آزاد کر دینا خطرہ ہی کا باعث ہو سکتا ہے اس لئے اسلام نے مجبوری سے قائم رکھا لیکن یہ بھی صرف نام کے غلام تھے برتاؤ کے معاملہ میں ان میں اور مالکوں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا پورے عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے غرض یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے ہر قسم کی غلامی کا قلع قمع کر دیا، بادشاہوں، خانوادوں اور انسانوں سب کی غلامی کا خاتمہ کر دیا اور انسانیت کا رتبہ ایک ساتھ بلند کر دیا۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی اسلام پر غلامی کی حوصلہ افزائی کا الزام لگائے تو اس میں اسلام کا نہیں بلکہ ان کی عقل ہی کا قصور نظر آئے گا۔


## اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے بُرے اثرات سے بچائیے اور قاعدۂ نو ایجاد

# اسہل القرآن

پڑھائیے یہ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابجد بھی حروف تہجی کے لحاظ سے بچاس اشیاء کی رنگین تصاویر اور اس کے لطائف بانے اردو عربی دونوں خطوط میں ہیں تاکہ دلچسپی ہو اور سہ حرفی الفاظ معمور ہو جاتے ہیں پھر دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور معانی ہیں اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔

پھر آخر میں عربی کی گنتی اور قرأت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں۔ الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف یہ کہ نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور فوائد تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے۔

ضخامت ۴۶ صفحے۔ قیمت صرف ۴ ر ایک روپے کی پانچ جلدیں۔ محصول ایک قاعدہ پر ۵ ر آنے۔ پانچ جلدوں پر ۸ ر۔

مینیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

# فلسفۂ عید قربان

(از جناب مولوی سید نور الحق صاحب مرشد)

## عروج ملت و بقائے قوم کا ایک بہترین سبق

[illegible] نہیں نصیب تری دید کی خوشی — انجام کار تکمیل و تمہید کی خوشی
تمہید کا اثر ہے نہ تائید کی خوشی — مرجھا گئی ہے گلشن توحید کی خوشی

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

چھائی ہوئی ہے مطلع اسلام پر گھٹا — اللہ! خوفناک ہے یہ کس قدر گھٹا
گھنگھور ہر طرف سے اٹھی جھوم کر گھٹا — سب کچھ ہوا ملال نہ دل کا مگر گھٹا

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

مسلم کا حال زار نہایت خراب ہے — اک دل ہزار طرح سے مضطراب ہے
جانوں پہ آج پرسش ظلم و عتاب ہے — بیتابیوں میں کس کو مسرت کی تاب ہے

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

گلزار ہند وقف غبار خزاں ہے آج — اجڑا ہوا شکیب کا ہر گلستاں ہے آج
منزل ہوا بھی دور ہر اک کارواں ہے آج — ہر آنکھ محو خواہش خواب گراں ہے آج

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

اچھی غذا ہے اور نہ اچھا لباس ہے — خوشبوئے عطر ہے نہ زر نقد پاس ہے
ہے تو وہی خزانۂ یاس و ہراس ہے — اس حال میں خوشی کی بھلا کس کو آس ہے

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

بوڑھوں کا دل ملول ہے بچے اداس ہیں — کھوئے ہوئے نور الٰہی کے حواس ہیں
خاموش وہ بھی ہیں جو زمانہ شناس ہیں — مسرور کس طرح ہوں مگر فنا ہر پاس ہیں

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

وہ صبح عید کی نہ رہیں نور باریاں — احباب کو پسند نہیں ہمکناریاں
گھر گھر منائی جانے لگیں سوگواریاں — اب آہ و زاریاں ہیں کہیں اشکباریاں

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

احباب عید گاہ میں جلسے منا چکے — خوش ہو کے سب کو اپنے گلے سے لگا چکے
رونے کو ہیں خوشی کے ترانے سنا چکے — آثار کہہ رہے ہیں وہ ایام جا چکے

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

اسلام کی خوشی کو کوئی برباد کر گیا — دریائے انبساط چڑھا تھا اتر گیا
شیرازۂ سکون و تمنا بکھر گیا — وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا

امید ہے خوشی کی نہ امید کی خوشی
اب کے ذرا بھی دل کو نہیں عید کی خوشی

## عید المومنین

عید اپنے دستور مستمرہ کے مطابق اسلامی دنیا کی ایک [illegible] صبح ہے، بنگر نظر لمحہ ہے تجسس ظاہر بین نگاہیں اس وعاشقانی نورانی صبح میں مسرت و انبساط کی جھلک ڈھونڈھتی ہیں مگر قلب واقعات کی تمازتیں نگاہوں کو جلائے ڈالتی ہیں مسرت و انبساط کی وہ واردات ریزیاں عشاق الٰہی کی وہ جاں سپارانہ دلا آویزیاں اور عید قربان کی وہ حقیقی خوشیاں و معارف آگاہیاں، جو عیٖن حقیقت ہیں اب سے چند سال پہلے محسوس کی جاتی تھیں ہم سے بہت دور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

مسلمان اس تقریب سعید کو جس انہماک مسرت کے ساتھ مناتے ہیں سب جانتے ہیں جمعیت ملت و شوکت اسلامی کا جو پر کیف سماں "عیدین" پیدا کرتی ہیں اس سے سب آگاہ ہیں صبح سے شام تک ہر شہر، ہر قصبہ، ہر قریہ، اور ہر بستی میں ایک خاص چہل پہل رہتی ہے ہر شخص کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے قلب پر عید کی خوشی عید کی مسرت، اور عید کا احساس چھایا ہوتا ہے۔ بچہ بچہ عید کی خوشی میں پر کیف اور مخمور نظر آتا ہے۔ اچھے اچھے لباس پہنے جاتے ہیں اچھے اچھے کھانے پکتے ہیں عطر لگائے جاتے ہیں شادیانے بجتے ہیں اللہ کے نام پر اور خلیل یادگار میں قربانیاں کی جاتی ہیں غرض عید کے ان تمام لوازمات اور خوشیوں کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے جو جبکہ مقدور میں ہوتا ہے لیکن مرور ایام کو کیا کہیئے اور گردش زمانہ کو کس طرح کوسئے کہ زمانۂ نبوت سے جس قدر بعد ہوتا جاتا ہے اسی قدر عید قربان کی معارف آگاہیوں حقیقت شناسیوں اور عبرت اندوزیوں سے دوری ہوتی جاتی ہے؟

ظاہر پرستوں اور رسم و رواج و نام و نمود کے بھوکوں کی نظریں صرف ملبوسات کی نظر فریبیوں اور ملعومات کی حلاوت اندوزیوں میں پھنس کر اپنی بلند نظری کو کھو دیتی ہیں مادی حجابات سے آگے نہیں بڑھ سکتیں اور شاہد معنی کا بے حجاب مشاہدہ نہیں کر سکتیں بہت کم ہیں ایسے حقیقت شناس اور صاحب ذوق و اخلاص جو سنت ابراہیمی کی اہلیت رکھتے ہوں ابراہیمی قربانی کے نتائج پر غور کرتے ہوں اور اس حیات بخش یادگار کی رمز آگاہیوں سے واقفیت رکھتے ہوں۔

سوچنے اور سمجھنے کی بات ہو کر کیا عید قربان منانے والوں کا نصب العین یہیں تک ختم ہو جاتا ہے کہ وہ ملبوسات، ملعومات اور محض خونریزیوں سے آگے نہ بڑھیں اور انھیں چیزوں کو بطور رسم دیگر اقوام کے تہواروں کی طرح مناتے رہیں یا اس سے آگے بھی ان کو بڑھنا چاہیئے تخیلات کی دنیا سے بالاتر ہو کر حقیقی دنیا میں پہنچنا چاہیئے اور اسوۂ ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور شہید اعظم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فداکارانہ جذبہ سے دل و دماغ کی زندگی اور راز حیات سے آگہی بھی حاصل کرنی چاہیئے ایثار و فداکاری عشق الٰہی، نیکی اور پاکیزگی کے جذبات صادقہ بھی پیدا کرنے چاہئیں اور [illegible] کے اعلے

نصب العین پر گامزن ہونا چاہئے اور جو عید اضحیٰ کا مقصد اعظم ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان حقائق و لطائف کی جستجو اور تلاش کریں جو عید اضحیٰ کی تاریخی یادگار اور سنت میں پنہاں ہیں اور جن کے صلہ میں ان خدا کے پیاروں اور مقدس باپ بیٹوں کے عاشقانہ فعل کو ہمیشگی کی سند ملی۔

کچھ جانتے بھی ہو کہ یہ کونسی حقیقت آموز قربانی کی یادگار ہے اور حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کونسی عظمت و رفعت کے مالک ہیں جو غیر اللہ کو بھی ہر سال کچھ یہ ملت ابراہیمی کے منہ کا حکم ملا کہ یہ کسی فخر کی مادی یادگار ہے کیا یہ کشور کشائی کی یادگار ہے کیا یہ مال و دولت کی یادگار ہے کیا یہ کسی فتح کی یاد ہے کیا یہ طاقت جسمانی کی یادگار ہے کیا یہ علم و حکمت کی یاد ہے نہیں ہرگز نہیں اس لئے کہ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ان مادی و فانی یادگاروں اور عظمتوں و رفعتوں سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔

مسلمانو! تمہیں کیا ہوا کہ تمہاری عقیدت بھری نگاہیں جسمانی کبریائی کے ڈھکوسلوں اور دنیوی بڑائیوں کی ضلالت انگیزیوں کے ظاہری علو و رفعت کے لئے وقف ہیں تمہاری زبانیں برگزیدگان بارگاہ ایزدی انبیاء علیہم السلام کی عظمت و بزرگی، تعریف و توصیف اور درود و سلام سے عطر بیز ہیں مگر تمہارے قلوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی عقیدت اور سچی پیروی یعنی عبدیت و محبت الٰہی و عشق حقیقی کی بیقراری اور ایثار و فداکاری سے خالی ہیں۔

یاد رکھو! یہ مقدس تہوار ان دو مقدس برگزیدہ اور خدا کے پیارے نبیوں کی عبدیت و محبت الٰہی کی یادگار ہے جن کی اطاعت شعاری اور ایثار و قربانی نے عشاق الٰہی کے قلب و جگر میں قیامت تک کے لئے جگہ حاصل کر لی ہے اور جن کی عاشقانہ و بیتابانہ حرکات کو ابدیت کی سند مل گئی یہ خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جستجوئے حق محبت کی گہرائی و عاشقانہ حقیقی رضا و حصول سعادت کی یادگار ہے اور یہ پیکر حق اور صابر اعظم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تسلیم و رضا، بیتاب تمنا اور جان سپاری کی انتہا یاد ہے۔

لو سنو کہ یہ خلیلی قربانی جس کی پیروی تم ہر سال کرتے ہو اپنے اندر کیسے کیسے معارف و حقائق اور کیسے کیسے حیات بخش اسباق رکھتی ہے۔

## پہلا سبق

عید قربان ہمارے ذوق و فکر کے لئے جو پہلی چیز لاتی ہے وہ معبود حقیقی تک پہنچنے کی سچی تڑپ اور معرفت الٰہی کی جلوہ ریزی ہے یہی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کا پہلا سبق ہے۔

جب وادی معرفت کا ایک باکمال مسافر اور عشاق الٰہی کا رہبر ظلمات و حجابات کے پردوں کو چاک کرتا ہوا حسن کائنات تک جا پہنچا یعنی پیارے ابراہیم علیہ السلام فریب نظر دکھانے والے تخیل کو تار تار کرتے ہوئے معبود حقیقی تک جا پہنچے تو ذات کبریائی کے آگے سربسجود ہو گئے لا احب الافلین کا نعرہ بلند ہوا محبوب حقیقی مل گئی اور زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہو گئے انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین

یعنی اس فاطر السموات والارض پر ایمان لایا ہوں اپنے دل و دماغ کو ہر ایک کی محبت اور ہر باطل سے پاک کر لیا اور میں مشرکین میں سے نہیں۔

ہاں مگر دیکھ لیا چشم تماشائی نے ... چمکی جلوہ یکتائی نے
خاک کو جھکا دیا سر بسجود ... دل کے ہر قدم میں پایا ہے وہ بت ... والی نے

## خلعت خلت سے سرفرازی

جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حنیفیت کے تمام مراحل طے کر لئے اور آپ نے "انا اول المسلمین" کا دعویٰ کیا تو خداوند عالم نے آپ کو خلیل کے لقب سے نوازا۔ خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کی محبت میں کوئی چیز خلل انداز نہ ہو اور جو اپنی محبوب سے محبوب اور عزیز تر چیز کو اپنے محبوب کے حکم پر قربان کر دینے کے لئے آمادہ ہو جائے اور اسی لئے قرآن اسلام کے معنی یہ ہیں کہ ایک مسلم تسلیم و رضا اور آزمائش و ابتلا کی منزلوں میں ثابت قدم رہے اپنی جملہ علمی و عملی طاقتیں خدا کو سونپ دے اور اپنی تمام آرزوئیں خدا کی مرضی پر قربان کر دے۔ سو چونکہ آپ کو خلعت خلت سے نوازا گیا تھا اور آپ نے مسلم ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور دعویٰ امتحان سے ثابت ہوتا ہے اور عمل سے پختہ بنتا ہے اس لئے ضرور تھا کہ آپ کو آزمائش میں ڈالا جائے اور دنیا کے سامنے تسلیم و رضا کی ایک ایسی دلکش و بولتی چالتی تصویر کھینچی جائے تو قیامت تک اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کی رہنمائی کرے۔

## خلیلی امتحان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا گیا اور حنیفیت اسلامی دنیا کے لئے حنیفیت "عملی" کا نقشہ کھینچا گیا ورنہ عالم الغیب والشہادہ اور علیم بذات الصدور کا یہ پیارے خلیل کا امتحان لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی حکم ہوتا ہے اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرو تو نمرود کی قہرمانی طاقتوں سے ٹکرا جاؤ اور استبداد کی زنجیروں کو توڑ پھینکو تاکہ بعد کے مسلمانوں کو مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہوئے مصلحت وقت، مادی طاقت کی گرفت اور بے سر و سامانی کا عذر ہاتھ نہ آئے مقدس رسول نے فرمایا بہتر ہے اور طاقت سے ٹکر کھائی ارشاد باری ہوا کہ آگ میں کود پڑو تاکہ تمہارا جذبہ فدا کاری قافلہ سالار انبیا سرور دو جہاں نبی آخر الزماں کے ایک ادنیٰ غلام کی زبان سے کہلوا دے کہ اگر آپ نبی کریم صلعم ہم کو حکم دیں گے کہ سمندر میں کود پڑو تو ہم جا در یغ آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے اور دوسری طرف قوانین نیچر کے ماننے والے مادیت کی کیچڑ میں ہی پھنسے رہیں اور ہماری قوت کی گہرائی ان کی نگاہ میں نہ آ کر اوجھل رہے۔ حکم کی دیر تھی بجوش آگ میں کود پڑے۔ فرمان الٰہی ہوا کہ گھر بار چھوڑ دیا اور حکم ہوا کہ باپ اور کنبے قبیلے سے قطع تعلق کرو قطع تعلق کر لیا وطنی جذبات کو ٹھکرا دیا۔ اسی طرح صدق و صفا اور تسلیم و رضا کا کس قدر عجیب و غریب اور شاندار مظاہرہ۔ امتحان و ابتلا کی کیسی کٹھن منزلیں ہیں مگر کوہ وقار اور پیکر تسلیم پیارے خلیل ہیں کہ برابر مقامات خلت و حنیفیت طے کئے جا رہے ہیں اور ذرا ابرو پر بل نہیں آتا۔

## ابتلائے عظیم

جان و مال اور عزت و آبرو سب کچھ تو کھپ چکے تھے اب کیا باقی رہا اگر باقی تھا تو صرف ایک لخت جگر و نور نظر اور بڑھاپے کی آرزو پیارے اسمٰعیل علیہ السلام کا وجود مقدس مطالبہ ہوا کہ اگر عشق و محبت کا دعویٰ ہے تو یہ آخری اور محبوب چیز بھی دو۔ جگر کے ٹکڑے لخت جگر کو اپنے ہاتھ سے آگ میں جھونک چکے اب آنکھوں کی ٹھنڈک کو بھی بھینٹ عشق کی نذر کرو اولاد والوں سے پوچھو یہ مطالبہ کتنا سخت تھا مگر دنیا آسان ہے کہ لخت جگر دینا گوارا کرے وارد مگر یہاں تو خلت کا دریائے بے پایاں ہر ایک محبوب چیز کو بہائے لئے جا رہا تھا تیار ہو گئے بیٹے سے استصواب فرمایا بیٹے

[illegible] پہنچا دیا ہے ۔

ہوگئے وہ باپ کا منہ بیٹا دیکھ کر تیار ہوگیا ۔ قریب تھا کہ دنیا کی سیر سے اٹھ اٹھا کر فردوس کی سیر ہو وہ جاؤں نے گد گدایا اور بے پایاں راحت کا احساس ایک لطیف جسم بنکر ہونٹوں پر پھیل گیا ۔ ملاء اعلیٰ کے فرشتے اس " ننھے مجاہد " اور " بانکے جانباز " کا منہ چوم لینے کے لئے بیقرار ہوئے اور آسمان کی نورانی فضا سے صفت و مرحبا کے پھولوں کی بارش کرنے لگے ۔ ادھر باپ نے خنجر سنبھال لیا فطری محبت کو دل سے نکال پھینکا دریائے عشق نے جوش مارا اور ماسوا کی محبت کے تنکوں کو بہالے گیا ۔ اور وہ ساعت سعید آپہنچی جبکہ آپ کی عاشقانہ و جانبازانہ حرکات کو ابدیت کا رنگ ملنے والا تھا اور انسانیت کبریٰ کے سامنے " ملکوتیت " شکست فاش کھانے والی تھی خنجر ہاتھ میں لیکر جگر گوشہ کو پچھاڑا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے ۔ عرش عظیم تھرایا ملائکہ کو غش آگیا فرشتوں نے آفرین کا غلغلہ بلند کیا زمین و آسمان کو سکتہ ہوا کیونکہ انسانیت اور خلیلیت نے فتح عظیم پائی ۔ رحمت حق جوش میں آئی اور مشیت ایزدی ۔ شان ذرہ نوازی نے آگے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا آواز آئی ۔

اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو پورا کیا ہم احسان اور اخلاص والوں کو یونہی بدلہ دیا کرتا ہوں تسلیم و رضا کی اس بے پایاں آرزو اور شوق شہادت میں چونکہ قوموں کی حیات ابدی کا راز مضمر تھا اس لئے رسم قربانی کی بنا کرنے والے کو " ذبح عظیم " کا فدیہ دیکر چھڑا لیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا شوق شہادت پھلدار ہونے پایا ۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

خلیلی یادگار منانے والو اور حنفی کہلانے والے مسلمانو جانتے ہو عید قرباں تمہیں سال بسال کیا سبق دیتی ہے اور کس چیز کی یاد تازہ کرتی ہے سنو ! اور گوش ہوش سنو اس دن تمہیں ایثار و قربانی تسلیم و رضا صدق و صفا اور تعمیل و تکمیل دین کا وہ اعلیٰ عملی سبق ملتا ہے کہ اگر تم ذرا بصیرت سے کام لو اور اس کی حقیقت پر غور کرو تو آج ہی تمہاری کایا پلٹ ہو جائے دارین کی کامرانیاں و کامرانیاں آج ہی تمہارے قدم چومیں اور تمہاری عظمت و رفعت کا غروب شدہ آفتاب دوبارہ طلوع کر کے دنیا کی متمدن قوموں کی نگاہوں کو خیرہ کردے ۔

اب اگر تم سنت ابراہیمی و اسمٰعیلی قربانی کے حقائق و بصائر کو ذہن نشین کر چکے ہو تو حسب ذیل پہیلی کو حل کرو اور ذوق سلیم کا ثبوت دو ۔

## مسلمانوں کے غور و فکر کیلئے ایک پہیلی ۔

میں کائنات عالم کے مادی و روحانی کاروبار کی بنیاد ہوں
میں ذہین و طباع ہستیوں کی خلاق ہوں ۔
میں تمام خوشحالیوں اور ترقیوں کا سرچشمہ ہوں
نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے میں اسی وقت سے ہوں ۔
نظر و فکر کی رہنمائی کی کلید ہوں
کائنات کی ہر چیز میرے دم سے قائم ہے ۔

[illegible] زمانہ ہے دیکھ کا گھر سمجھتے ہیں وہ اس کو کلفتوں اور خباثتوں کا مخزن جانتے ہیں اس لئے نہ تو وہ دنیا کی دلچسپیوں اور محاسن کے قائل ہوتے ہیں اور نہ خدا کی ہستی ہی کو تسلیم کرتے ہیں ۔

لیکن اگر ایسے و بال زدہ انسان مجھ سے تعلق پیدا کریں تو میں نہ صرف مادی و روحانی زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے جسمانی اور روحانی صحت بخشتی ہوں بلکہ خدا کی ہستی کو تسلیم کرا کر انسان کو فرشتہ بناتی ہوں میں تحقیق و تدقیق کی جان اور ایجادات و اختراع کا اسٹیم ہوں ۔

جو قومیں مجھ سے رشتہ جوڑتی ہیں وہ ترقی کے میدان میں سرعت سے قدم بڑھاتی ہیں اور جو مجھ سے منہ موڑتی ہیں وہ جلدی فنا ہو جاتی ہیں ۔

میں نے ہی قوموں کو ادنیٰ حالتوں سے اٹھا کر عروج و ارتقا کی بلندیوں تک پہنچایا ہے ۔

میں ہر قابل نوجوان کی رفیق و رہبر ہوں اور حیات نو بخشتی ہوں ۔

میں اگرچہ تلخ اور کٹھن ہوں مگر میری تلخیوں ہی میں شہد حیات کی نہریں ہیں اور میری صعوبتوں میں ہی منزل مقصود کی آسانیاں ہیں لہذا میں وہ زینہ ہوں جو کامیابیوں کی بلندیوں پر لیجاتا ہے ۔

میرے بغیر انسان کی زندگی تلخ ، دشوار اور بے مقصد ہے ۔

اے غافل انسان جب تیری جوئے حیات مصائب و آلام کے بھنور میں محصور ہو کر اپنی راہ سے دوری اور اپنی منزل سے بعد اختیار کر لیتی ہے ۔ آفتاب مسرت کی فریب دہ شعاعیں تیرے نو جیات کو لوٹ لیتی ہیں غم و الم کی پھیلتی گھٹائیں تیرے ولولوں کو سرد کر دیتی ہیں تیری رفتار سست تیرے قدم ڈگمگا جاتے ہیں تو قیام کو سفر پر ترجیح دیتا ہے تو سکوت کو نغمہ اور جمود کو عافیت سمجھتا ہے اور تو ہر سنگ راہ کو منزل سمجھ کر اس کے سامنے اپنی تمام طاقتوں اور ارادوں کو اس کی نذر گذار کر دیتا ہے اس وقت میں تیرے شیرازہ جمعیت کو مجتمع کرتی ہوئی ان سب رکاوٹوں کو دور کرتی ہوئی شاداں و فرحاں مال غنیمت کو اپنے دامن میں اچھالتی ہوئی تیری طرف بڑھتی ہوں اور تجھ کو مسرت و کامرانی کا نغمہ سناتی ہوں اور پھر تو قیام و سکوت اور جمود و تعطل کی ہلاکتوں اور حرمان و یاس کی نامرادیوں سے بچکر مصائب و آلام کے تھپیڑوں کو خس و خاشاک کے مانند بہالیجاتا ہے اور سفر کے خطرات اور صعوبتوں میں پڑ کر ترقی اور زندگی کے موتیوں کو نکال لاتا ہے ۔ میں اگرچہ دور ماندہ قوموں کو زندگی بخشتی ہوں اور جو قوم مجھے سہارا بناتی ہے میں اس کو ہر میدان میں کامیاب بناتی ہوں اور بڑی بڑی مادی طاقتوں کا منہ پھیر دیتی ہوں ۔

بتلاؤ کہ میں کون ہوں ! میں کیسا ہوں !

بتلاؤ اور راز حیات معلوم کرکے ابدی زندگی اور بے پایاں راحت پاؤ اگر تم مجھے نہیں جان سکتے تو ، تو سنو !

## میں قربانی ہوں

سال کے سال تم کو مذکورہ بالا قیمتی اسباق دیتی ہوں مگر تم ہو کہ سبق معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور میرا مفہوم صرف خونریزی اور گوشت خوری سمجھتے ہو ۔ مجھے نازک احساس والے ہی خوب سمجھتے ہیں اور راحت ابدی پاتے ہیں اور مجھ سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

یاد رکھو میرے مفہوم میں وقت کی قربانی، راحت و آرام کی قربانی، مال و دولت کی قربانی، اولاد کی قربانی اور بالآخر جان تک کی قربانی ہے افسوس کہ تم نے اس ملکوتی آواز پر بھی کان نہیں دھرا جس کو جہانِ اسموات والارض نے صاف طور پر کہہ دیا لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا اور پاک کو نہ تمہاری قربانیوں کے گوشت ولکن ینالہ التقوی منکم پہنچتے ہیں اللہ ان کے خون ہاں تمہارا تقویٰ

پس اگر تم قربانیوں سے نیکی، پاکیزگی، ما سوا اللہ براہیمی کی پیروی نہیں کرتے اور اس کے اصل نصب العین کو مدنظر رکھتے تو یہ تمہاری گوشت خوریاں اللہ کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔

## عیدالاصفیا کا ایک جگر دوز منظر

اللہ اللہ اسلامی تعلیمات کے حقائق و معارف کی کیا شان ہو کہ جس شخص کے قلب جگر میں اسلام کی تعلیم گھر کر جائے کسی طرح کی ظاہری اور باطنی علت کی صفت منکشف ہو جائے اور اس پر تصوف اسلامی کا الٰہی رنگ چڑھ جائے تو پھر کیا کہنا ہے لوٹ علی نور اس کا ظاہر و باطن نور کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے وہ اپنے آپ کو سراپا نور پاتا ہے دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور شاہد مقصود کو پاکر اندر ضائی انوار و تجلیات سے مدہوش ہو کر کہتا ہے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت — سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

جس طرح صوفیائے کرام کی عبادتیں، ریاضتیں اور طرائق خدا پرستی ہم ظاہر پرستوں سے علیحدہ ایک خاص شان عبدیت رکھتے ہیں اسی طرح ان کی "عید" بھی ہماری "عید" سے ایک نئی شان والی عید ہوتی ہے ان کی خدا پرستی کا راستہ "شریعت" کے راستہ سے زیادہ خطرناک اور دشوار گذار ہوتا ہے یہ نفوس قدسیہ زیبائش و نمائش ظاہری سے نفور اور نام و نمود سے مجبور ہوتے ہیں وہ ہر عبادت کو اپنی مخصوص خدا پرستی کے رنگ میں رنگین کر کے ایک خاص لطف پیدا کر دیتے ہیں یہ خدا رسیدہ لوگ شریعت کے تمام منازل و مراحل طے کرنے کے بعد "طریقت" کی سنگین منزل میں قدم رکھتے ہیں اسی لئے ان کے دل نور اسلام سے روشن ہوتے ہیں یہ پاکباز اسلام کے سچے فدائی سچے جاں نثار اور دانشمند ہوتے ہیں۔

ایک مصری بزرگ اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ شہر گیانا اضلاع عراق میں ایک خدا رسیدہ خلوت نشین اور خاموش بزرگ رہتے تھے جن کی پیشانی سے لمعات اسلام کی آئینہ تھی ہر شخص کو ان کا والہ و شیدا بنا دیتی تھیں معتقدین عام اور نشہ وار کا مجمع ہر وقت اس شمع ولایت کے ارد گرد لگا رہتا تھا اور اس شمع تصوف کی روشنی سے اکتساب نور کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عید آئی اور لوگوں کے لئے پیام مسرت لائی لوگوں نے کپڑے بدلے عطر لگائے اور بہزار خوشیاں منائیں اور دانشمند شاہ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تو خلاف معمول شاہ صاحب کو بھی اجلے لباس میں دیکھا لوگوں سے پوچھا کہ بھائی آج کیا دن ہے کہ ہر شخص اچھے کپڑوں میں ملبوس ہے اور چہرے سے آثار مسرت نمایاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آج عید قربان ہے اگر مرضی مبارک ہو تو حضور بھی ہمارے ساتھ عید گاہ چلیں یہ سنتے ہی مسرت الٰہی کو وجد آگیا مستانہ وار کھڑے ہو گئے گویا کسی محبوب کا بلاوا آگیا کانپ رہے تھے تکبیل کہا اللہ اکبر ہاتھ میں عصائے مبارک لیا اور چل کھڑے ہوئے سیدھے عید گاہ پہنچے لوگ پیچھے دیکھتے رہے کہ آپ نے دوشالے اور عمامہ اتار کر پھینک دیئے شاہ صاحب

رونق افروز ہوا مجمع ... سے مصافحہ کیا اور پوچھا ما ھذا الیوم یہ کون سا دن ہے قاضی صاحب نے عرض کیا ھذا الیوم العید یہ عید قربان کا دن ہے۔ شاہ صاحب یہ سنتے ہی منبر پر چڑھ گئے خدا کی محبت میں ڈوبے ہوئے مستانہ وار وجد فرمایا اور دیوار سے پہلو لگا کر بیٹھ گئے کے لئے رخصت ہو گئے لوگ لے کر دیکھا تو ...

ان بزرگ کا مزار شہر گیانا کے عراقی دروازہ پر ایک زیارت گاہ خاص و عام ہے اور لوح مزار پر ھذا الیوم العید نہایت جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔

یہ ہے اصفیا اور اولیاء اللہ کی عید ؎

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا — ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سچ ہے ؎

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند — فرزند و عیال و خانماں را چہ کند

صرف یہی نہیں بلکہ اس سرمست الٰہی کی روح جاتے جاتے کہہ گئی ؎

جان دی دی ہوئی خدا کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ تھیں وہ ہستیاں جن کے قلوب میں اسلامی درد تھا۔ جن کے سینوں میں ایک ٹیس تھی، جن کے خون میں اسلامی جوش تھا اور جن کے کانوں میں صدائے حق کی شنوائی تھی آہ اب وہ بزرگ کہاں۔ ہم بھی ہمیشہ عیدیں مناتے ہیں مگر قلب میں وہ احساس کہاں اور ہماری خدا پرستی میں وہ شان فدائیت کہاں گو ہماری رگوں میں اسلامی خون ہے اور اس میں حرارت بھی ہے مگر بے سود، ہمارے قلب ہیں جن میں اسلامی درد ہے مگر بے اثر۔ ہم جگر بھی رکھتے ہیں اور اس میں ٹیس بھی ہے مگر بے فائدہ ہمارے کان بھی ہیں اور وہ سنتے ہیں مگر صدائے حق کی شنوائی سے بے بہرہ ہماری آنکھیں ہیں اور وہ دیکھتی ہیں مگر حسن مجازی۔ الفاظ اور اصوات بے معنی اور ہم عقل بھی رکھتے ہیں جس میں مادہ تعقل بھی ہے مگر حقیقت سے نابلد غرض آج ہماری یہ حالت ہو ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی — اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پس اے حقیقت اسلام کو فراموش کئے ہوئے مسلمانو! اگر تمہارے دلوں میں خدا کی محبت کے سوا معبودان باطل کا خیال موجود ہے اور کسی کی بھی محبت ہے اگر تمہارے دماغ معرفت الٰہی کے افکار عالیہ سے خالی ہیں اگر تمہارے جذبات و تخیلات عشق الٰہی کے جذبات صادقہ سے ناآشنا اور سوز و تپش کی آگ سے سوختہ نہیں اگر تمہارے اعمال و افعال خدا کے حکم کے مطابق نہیں اگر تمہارے وجود کی علمی و عملی طاقتیں خدا کے لئے وقف نہیں اگر تمہاری پیشانیاں رب بے نیاز کی چوکھٹ کے سوا غیروں کے سامنے سجدہ ریز ہیں اگر تمہارے پاؤں بیڑیوں میں شریعت کی پابندیوں کے علاوہ رسوم و رواج کی بیڑیاں بھی ہیں اور تم فرسودہ خیالات کی جکڑ بندیوں میں گرفتار ہو اور اگر تم حقیقت کی جگہ لفظوں کے پرستار ہو تو یہ تمہاری تمام خوشیاں، قربانیاں اور عیدیں بیکار ہیں صبغۃ اللہ کے رنگ سے رنگین نہیں کبھی جا سکتیں اور دربار خداوندی میں قبولیت حاصل کر سکتیں جب تک تم اپنے اندر صدق و صفا ایثار و فداکاری تسلیم و رضا نیکی و پاکیزگی اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار نہ کرو۔ اللہ ہمیں دیدۂ بینا عطا کرے تاکہ ہم اس خلیلی یادگار کی حقیقت کو سمجھ کر صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں اور تیرے احکام کی فرمانبرداری میں مرمٹیں ؎

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا — آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

# حقیقت اسلام

(از جناب مولانا مولوی محی الدین صاحب کلکتہ)

سب سے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ اسلام کی وہ کونسی حقیقت تھی جو حضرت ابراہیمؑ کی زندگی پر طاری ہوئی اور جس کو قرآن کریم نے امت مرحومہ کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا؟

اسلام کا مادہ لفظ "سلم" ہے جو باختلاف حرکات مختلف اشکال میں آکر مختلف معانی پیدا کرتا ہے لیکن لغت کہتا ہے کہ سلم بفتحتین اور "سلام" کے معنی کسی چیز کے سونپ دینے طاعت و انقیاد اور گردن جھکا دینے کے ہیں اسی سے "تسلیم" بمعنی سونپ دینے کے اور استسلام (ای انقاد و اطاع) آتا ہے اور فی الحقیقت لفظ اسلام بھی انہی معنی پر مشتمل ہے قرآن کریم میں ان معانی کے شواہد اس کثرت سے ہیں کہ ایک مختصر مضمون میں سب کا استقصا ممکن نہیں تاہم ایک دو آیتوں پر نظر ڈالئے تو یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے مثلاً احکام طلاق کی آیات میں ایک موقعہ پر فرمایا۔

وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم ما اتیتم بالمعروف۔

اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے بچہ کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق ان کی مزدوری جو دینا کیا تھا وہ

اس آیت میں سلمتم حوالہ کر دینے کے معنے میں صاف ہے اسی طرح بمعنی اطاعت و انقیاد گردن نہادن کے بیسیوں جگہ فرمایا ہے

ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا

اس آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو چاہتا چاہتا الٰہی کا حکم بردار مطیع و منقاد نہ ہو۔

وقالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔

اور یہ جو عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے تو ان سے کہدے کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے کیونکہ وہ دل کے اعتقاد کامل کا نام ہے جو تمہیں نصیب نہیں، البتہ یوں کہو کہ ہم نے اس دین کو مان لیا۔

ہر شے کی اصلی حقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اس کے نام کے اندر موجود ہو دین الٰہی کی حقیقت لفظ اسلام کے معنے میں پوشیدہ ہے لفظ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اپنے پاس جو کچھ رکھتا ہے خدا تعالیٰ کے حوالے کر دے اس کی تمام قوتیں اس کی تمام خواہشیں اس کے تمام جذبات اس کی تمام محبوبات غرضکہ سر کے بالوں کی جڑ سے لیکر پاؤں کے انگوٹھے تک جو کچھ اس کے اندر ہے اور جو کچھ اپنے سے باہر اپنے پاس رکھتا ہے سب کچھ ایک لینے والے کے سپرد کر دے وہ اپنے تمام قوائے جسمانی و دماغی کے ساتھ خدا کے آگے جھک جائے اور ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہو کر اپنے تمام جذبوں کو تو لے کہ اس طرح گردن رکھ دے کہ پھر کبھی نہ اٹھے نفس کی حکومت سے باغی ہو جائے اور احکام الٰہیہ کا مطیع و منقاد۔

یہی وہ حقیقت اسلامی کا قانون فطری ہے جو تمام کائنات عالم میں جاری و ساری ہے اس کی سلطنت سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں ہر شے جو اس حیات کدہ عالم میں وجود رکھتی ہے اپنے اعمال طبعی کے اندر اس حقیقت اسلامی کی ایک مجسم شہادت ہے کون ہے جو اس کی اطاعت و انقیاد سے آزاد اور اس کے سامنے سے اپنے جھکے ہوئے سر کو اٹھا سکتا ہے اس نے کہا کہ میں "کبیر المتعال" ہوں پھر کونسی ہستی ہے جو اس کی کبریائی و جبروت کے آگے اپنے اندر اسلامی انقیاد کی ایک صدا مجبور نہیں رکھتی! زمین پر ہم چلتے ہیں اور آسمان کو دیکھتے ہیں لیکن کیا وہ دونوں اسی حقیقت اسلامی کی طرف داعی نہیں ہیں۔

## ملکوت السماوات والارض اور حقیقت اسلامی کا قانون عام

زمین کو دیکھو جو اپنے گرد و غبار کے اندر ارواح نباتی کی ایک بہشت حیات ہے جس کے الوان جمال سے اس حیات کدہ ارضی کی ساری دلفریبی اور رونق ہے جس کی غذا بخشی انسانی خون کے لئے سرچشمہ تولید ہے اور جو اپنے اندر زندگیوں اور ہستیوں کا ایک خزانہ لازوال رکھتی ہے کیا اس کی وسیع سطح حیات پر ہر ایک ذرہ ہستی یہی ہے جو اس حقیقت اسلامی کے قانون عام سے مستثنیٰ ہو؟ کیا اس کی کائنات نباتی کا ایک ایک ذرہ خدائے اسلام کے قائم کئے ہوئے حدود و لوامیس کا مسلم یعنی اطاعت شعار نہیں ہے؟

بیج جبکہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے تو فوراً لے لیتی ہے کیونکہ اس کے بنانے والے نے اس کو ایسا ہی حکم دیا ہے لیکن پھر اگر تم وقت سے پہلے واپس مانگو تو نہیں دے سکتی کیونکہ اس کا سر خدا کے آگے جھکا ہوا ہے اور خدا نے ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے و لکل اجل کتاب۔ پس محال ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرے اور حقیقت اسلامی کے قانون عام کی مجرم ہو۔

قانون الٰہی نے زمین کی قوت نامیہ کے ظہور کے لئے مختلف دور مقرر کر دیئے ہیں اور ہر دور کے لئے ایک وقت خاص لکھدیا ہے زمین کی درستگی کے بعد اس میں بیج ڈالا جاتا ہے آفتاب کی تمازت اس کو حرارت پہنچاتی ہے۔ ابر و ہوا اور موسم موافق کی رطوبت اس کی ہیوست میں اعتدال پیدا کرتی ہے پانی کا بتدریج مناسب حصول اس کے نشوونما کو زندگی کی تازگی بخشتا ہے یہ تمام چیزیں ایک خاص تسویہ و تناسب کے ساتھ اس کو مطلوب ہیں پھر بیج کے گلنے اور سڑنے اور مٹی کے اجزائے نباتاتی کی آمیزش کونپلوں کے پھوٹنے ان کے بتدریج بلند ہونے اور اس کے بعد شاخوں کے انشعاب اور پتوں اور پھولوں کی تولید ان تمام مرحلوں سے اس بیج کا درجہ بدرجہ گزرنا ضروری ہے اور ہر زمانہ کے لئے ایک خاص حالت اور مدت مقرر کر دی گئی ہے یہی تمام مختلف مراحل و منازل زمین کی پیداوار کے لئے ایک شریعت الٰہیہ ہیں جس کی اطاعت کائنات نباتات کی ہر روح پر فرض کر دی گئی ہے پھر کیا ممکن ہے کہ زمین ایک لمحہ ایک منٹ اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس شریعت کے مسلم ہونے یعنے اس کی اطاعت سے انکار کر دے اور پھر اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے تو کیا ممکن ہے کہ ایک دانہ بھی بار آور اور ایک پھول بھی شگفتہ ہو؟

ایک درخت ہے جو پانچ سال کے اندر پھل لاتا ہے پھر تم کتنی ہی کوشش کرو پانچ مہینے کے اندر وہ کبھی پھل نہیں دیگا ایک پھول ہے جس کے پودے کو زیادہ مقدار

میں مرامت مطلوب ہے پھر یہ مجال ہے کہ وہ سامنے میں زندہ رہ سکے کیونکہ
اسلئے کہ پانچ سال کے اندر اس کا حد بلوغ کو پہنچنا اور دھوپ کی تیزی میں اس
کا نشوونما پانا شریعت الٰہی نے مقرر کر دیا ہے بس وہ مسلم ہے اور حقیقت اسلامی
کا قانون عام اس کو سرکشی و مخالفت وردی کا سر اٹھانے نہیں دیتا۔

وله من فی السموات والارض کل له قانتون۔

اور جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اسی کے حکم کے تابع اور منقاد ہیں۔

پس فی الحقیقت زمین کے عالم نظم و تدبیر میں جو کچھ ہے حقیقت اسلامی
ہی کا ظہور ہے وفی الارض آیات للموقنین۔ اور زمین میں ارباب یقین
کے لئے خدا کی ہزاروں نشانیاں بھری پڑی ہیں۔

یہ سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیاں جو اپنے عظیم الشان قامتوں کے اندر خلقت
کائنات کی سب سے بڑی عظمت رکھتی ہیں! یہ شیریں اور حیات بخش دریا
جو کسی مخفی تعلیم کے نقشے کے مطابق زمین کے اندر گاہ مستقیم اور گاہ پر پیچ و خم
راہ پیدا کرتے رہتے ہیں یہ خوفناک و قہار سمندر جن کی بے کنار سطح مہیب کے
نیچے طرح طرح کے دریائی حیوانات کی بے شمار اقلیمیں آباد ہیں! غور کیجئے کہ
کیا سلطان اسلام کی حکومت سے باہر ہیں پہاڑوں کی چوٹیوں کے سر گو بلند ہیں
مگر اطاعت کے اسلام شعارانہ سر جھکے ہوئے ہیں زمین کا جو گوشہ اور سمندر
کا جو کنارہ ان کو دیا گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ ایک انچ بھی اس سے باہر قدم رکھ
سکیں ان کے ارتقائے جسمانی کے لئے جو غیر محسوس رفتار شریعت الٰہی نے
مقرر کر دی ہے محال ہے کہ اس سے زیادہ آگے بڑھ سکیں انقلاب طبعیہ کا حکم
الٰہی ان کو ریزہ ریزہ کر دے پھر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے اسی طرح دریاؤں اور
سمندروں کی طرف کان لگایئے کہ ان کی زبان حال اس حقیقت اسلامی کی
کیسی عجیب شہادت دے رہی ہے! آپ نے سمندروں کے طوفان اور موجوں
کی صورت میں دیکھا ہے کہ پانی کی سرکشیاں کیسی شدید ہوتی ہیں! لیکن اسی سرکش
اور مغرور دیو پر جب حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد کا قانون نافذ ہوا
تو اس عجز و تذلل کے ساتھ اس کا سر جھک گیا کہ ایک طرف میٹھے پانی کا دریا
بہ رہا ہے اور دوسری طرف کھارے پانی کا بحر ذخار ہے دونوں اس طرح
ملے ہوئے ہیں کہ کوئی شے ان میں حائل نہیں مگر نہ تو دریا کی یہ مجال ہے کہ سمندر
کی حد میں قدم رکھے اور نہ سمندر باہمہ قوت و قہاری اس کی جرأت رکھتا ہے
کہ اپنی سرکش موجوں سے اس پر حملہ کرے۔

مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان۔ فبای آلاء ربکما تکذبان۔

اس نے کھاری اور میٹھے پانی کے دو سمندر کو جاری کیا کہ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں مگر پھر بھی ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے کیونکہ دونوں کے درمیان اس نے ایک حد فاصل مقرر کر دی ہے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملایا ایک کا پانی شیریں و خوش ذائقہ اور ایک کا کھارا کڑوا اور پھر دونوں کے درمیان ایک ایسی حد فاصل اور روک کھڑی
کر دی کہ دونوں با وجود ملنے کے بالکل الگ رہتے ہیں!

اب ذرا نظر اوپر اٹھاؤ اور ملکوت السماوات کے ان اجرام عظیمہ کو دیکھو
جن کے مرئیات دہشت سے یہ سطح نیلگوں ادراک انسانی کا سب سے بڑا منظر
ہے یہ عظیم الشان قہرمان تجلی جو روزانہ ہمارے سروں پر چمکتا ہے جس کی نسبت اپنی
حیات تمام قرب و بعد سے ماندا ہے جس کا جذب و انجذاب کائنات ارضی کے
لئے مرکز قیام ہے جس کا سرچشمہ ضیاء نور اجسام سماویہ کے لئے تنہا سرمایہ
تنویر ہے اور جس کا قہر حرارت کسی تجلی گاہ حقیقی کا سب سے بڑا عکس و ظلال ہے خود
کر دکھا رہا ہے اندر حقیقت اسلامی کی کیسی موثر شہادت مبین رکھتا ہے وہ جس کی
جبروت و عظمت کے آگے تمام کائنات عالم کا سر جھکا ہوا ہے کیسے سر تسلیم شعار
انکسار کے ساتھ فاطر السماوات کے آگے سربسجود ہے کہ ایک لمحہ اور ایک عشر
دقیقے کے لئے بھی اپنے اعمال و افعال کے مقرر کردہ حدود سے باہر قدم نہیں
رکھ سکتا۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔

کیا مبارک ہے وہ ذات مقدس اس کی جس نے آسمان میں برج گردش سیارات کے لئے بنائے اور اس میں آفتاب کی مشعل روشن کر دی اور پھر روشن و منور چاند بنایا۔

پھر اسی طرح اور تمام اجرام سماویہ کو دیکھو اور ان کے افعال و خواص کا مطالعہ
کرو ان کے طلوع و غروب ایاب و ذہاب حرکت و رجعت جذب و انجذاب اثر و
تاثر اور فعل و انفعال کے لئے جو قوانین رب السماوات نے مقرر کر دیئے ہیں کس طرح
ان کی اطاعت و انقیاد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں! یہی قوانین ہیں
جن کو قرآن کریم "حدود اللہ" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہی دین قیم ہے جو نظام
کائنات کے لئے بمنزلہ مرکز قیام و حیات ہے عالم ارضی و سماوی کی کوئی
مخلوق نہیں جو اس دین الٰہی کا پیرو نہ ہو آفتاب سے لیکر خاک کے ذرے
تک کوئی نہیں جو اس کی اطاعت سے انکار کرے۔

الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعھا ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان۔

اسی کے حکم سے سورج اور چاند ایک حساب معین پر گردش میں ہیں اور تمام عالم نباتات کے سوا اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلندی قرار دیا اور قانون الٰہی کا میزان بنایا تاکہ تم لوگ اندازہ کرنے میں حد عدل سے متجاوز نہ ہو۔

پس نظام شمسی میں جس قدر نظم و تدبیر ہے سب اسی "حقیقت اسلامی" کا
ظہور ہے۔ حقیقت اسلامی کی اطاعت و انقیاد نے ہر مخلوق کو اپنے اپنے دائرہ
عمل میں محدود کر دیا ہے اور ہر وجود سر جھکائے ہوئے اپنے اپنے فرض کے انجام
دینے میں مشغول ہے اگر زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی اپنے دائرہ کا چکر لگاتی
ہے اگر آفتاب کی کشش اس کو ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتی
اگر ہر ستارہ اپنے اپنے دائرہ حرکت کے اندر ہی محدود ہے اگر تمام ستاروں
کی باہمی جذب محیط ہمیشہ اس تسویہ و میزان کے ساتھ قائم رہتی ہے کہ عظیم الشان
قوتوں کے یہ پہاڑ آپس میں نہیں ٹکراتے اگر ان کی حرکت و سیر کی مقدار اور
اوقات مقررہ میں طلوع و غروب ایک ایسا ناممکن التبدیل قانون ہے جس میں
کبھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اور اگر

| | |
|---|---|
| والشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار وکل فی فلک یسبحون۔ | نہ تو آفتاب کے اختیار میں ہے کہ چاند کو جا لے اور نہ رات کے بس میں ہو کہ دن کے پہلے ظاہر ہو جائے اور تمام اجرام سماوی اپنے اپنے دائروں کے اندر ہی پھر رہے ہیں۔ |

تو پھر اس کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہ اعمال کائنات اس امر کی شہادت نہیں ہے کہ دنیا میں اصلی قوت صرف "اسلام" ہی کی ہے اور اس عالم کا ہر وجود صرف اسلئے زندہ ہے کہ وہ "مسلم" ہے اور حقیقت اسلامی اس پر طاری ہو چکی ہے اور اگر ایک لمحہ کے لئے بھی اس حقیقت کی حکومت دنیا سے اٹھ جائے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔

| | |
|---|---|
| افغیر دین الله یبغون ولہ اسلم من فی السماوات والارض طوعا وکرها والیه ترجعون۔ | کیا یہ دین الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور کے آگے سر جھکانا چاہتے ہیں! حالانکہ آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو اس دین الٰہی کا مسلم یعنے مطیع و منقاد نہ ہو۔ |

اور آسمان و زمین پر کیا موقوف ہے اگر خود اپنے اندر ہی دیکھئے تو جسم انسانی کا کونسا حصہ ہے جس پر حقیقت اسلامی طاری نہیں! خود آپ کو تو اس کے آگے جھکنے سے انکار ہے لیکن اس کی خبر نہیں کہ آپ کے اندر جو کچھ ہے اس کا ایک ایک ذرہ کس کے آگے سر بسجود ہے دل کے لئے یہ شریعت مقرر کر دی گئی کہ اپنے قبض و بسط سے جسم کے تمام حصوں میں خون کی گردش جاری رکھے کہ اس کا اضطراب و التہاب ہی روح کے سکون حیات کا ذریعہ ہے نیز حرکت کی ایک مقدار مقرر کر دی اور خون کے دخل و خروج کے لئے ایک پیمانہ اعتدال بنا دیا پھر ذرا اپنے بائیں پہلو پر ہاتھ رکھکر دیکھئے کہ اس عجیب و غریب مضغۂ گوشت نے کس استغراق و محویت کے ساتھ حقیقت اسلامی کا سر جھکا دیا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہیں اور اگر ایک چشم زدن کے لئے بھی سرکشی سر اٹھائے تو نظام حیات بدن کا کیا حال ہو۔ اسی طرح کارخانۂ جسم کے ایک ایک پرزے کے تشریحی فرائض پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ آپ کے اندر سر سے لیکر پاؤں تک جس قدر زندگی ہے؟ اس حقیقت اسلام ہی کے نظام سے ہے آنکھوں کا ارتسام العکاس کانوں کی قوت سامعہ معدے کا فعل انہضام اور سب سے بڑھکر طلسم سرا دماغ کے عجائب و غرائب سب اسی لئے کام دے رہے ہیں کہ "مسلم" ہیں اور حقیقت اسلامی کے اطاعت شعار آپ کے جسم کی رگوں کے اندر جو خون دوڑ رہا ہے کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ کس کے حکم کی سطوت و جبروت ہو جو اس کو لیل و نہار کی دوڑا رہی ہے۔

| | |
|---|---|
| وفی انفسکم افلا تبصرون | اگر باہر کی طرف سے تمہاری آنکھیں بند ہیں تو کیا اپنے نفس کے اندر بھی نہیں دیکھتے۔ |

اور یہی اشارہ ہے جو اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ:-

| | |
|---|---|
| سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق۔ | ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں بھی دکھائیں گے اور انسان کے نفس کے اندر بھی یہاں تک |

کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ دین برحق ہے۔

اور یہی حقیقت اسلامی کی وہ اطاعت شعاری ہے جس کو لسان الٰہی نے عالم کائنات کی تسبیح و تقدیس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ فی الحقیقت اس عالم کا ہر وجود اپنے فنائے اسلام کی زبان حال سے اس سبوح و قدوس کی عبادت میں مشغول ہے۔

| | |
|---|---|
| تسبح له السموات السبع والارض ومن فیهن وان من شیء الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم انه کان غفورا حلیما۔ | تمام آسمان اور تمام زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب اسی خدا کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں اور کائنات میں کوئی چیز نہیں جو زبان اطاعت سے اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس نہ کرتی ہو مگر تم اس آواز کو نہیں سمجھتے اور اس پر غور نہیں کرتے۔ |

## خلافت انسانی اور حقیقت اسلامی

اور یہی وہ عہد و میثاق عبودیت تھا جس کا اقرار صحبت ازل کے ہر جرعہ نوش جام تجلی سے لیا گیا اور حقیقت اسلامی کی محویت ازلی نے سب کی زبان سے بے اختیارانہ اقرار انقیاد کرا لیا۔

| | |
|---|---|
| واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربکم قالوا بلی۔ | اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اس کی ذریت کو بصورت نفس اولی نکالا اور ان کے مقابلہ میں خود انہی سے شہادت دلا دی اس طرح کہ ان سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا اور دو عالم کا رب الارباب نہیں ہوں! سب نے اطاعت کے سر جھکا دیئے کہ بیشک تو ہی مستحق عبادت ہے۔ |

اور اسی حقیقت اسلامی کے سر جھکانے کا نتیجہ وہ سر بلندی ہے جو انسان کو تمام مخلوقات ارضیہ میں حاصل ہے اور جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے صفات کاملہ کا مظہر اور زمین پر اس کا خلیفہ قرار پایا اس نے جب اللہ کے آگے سر اطاعت جھکا دیا تو اللہ نے ان تمام مخلوقات ارضیہ کو جس کے سر اس کے آگے جھکے ہوئے تھے حکم دیا کہ اس جھکنے والے کے آگے بھی جھک جاؤ کہ من تواضع لله رفعه الله

| | |
|---|---|
| ولقد کرمنا بنی آدم وحملناهم فی البر والبحر ورزقناهم من الطیبات | اور ہم نے شرف و کرامت عطا فرمایا نسل انسانی کو اور تمام خشکی اور تری کی چیزوں کو حکم دیا کہ اس کے مطیع ہو جائیں اور اس کو اٹھا لیں اور اس کے لئے دنیا میں بہترین اشیا پیدا کر دیں۔ |

## حقیقت اسلامیہ کا ضد حقیقی یا قوت شیطانی

کائنات کی ہر مخلوق نے اس کے حکم کی تعمیل کی کیونکہ ان کے سر تو اس کے آگے جھکے ہوئے تھے پر ایک شریر ہستی تھی جس نے غرور و تکبر کے ساتھ کفر کا سر اٹھایا اور انسان کی اطاعت سے انکار کر دیا۔

| | |
|---|---|
| واذ قال ربک للملائکة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین۔ | اور جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو حکم دیا کہ نوع آدم کے آگے اطاعت کے سر جھکاؤ تو سب جھک گئے مگر ابلیس تھا جس نے انکار کیا اور کبر و غرور کا سر اٹھایا اور وہ یقیناً کافروں میں سے تھا۔ |

یہی ایک شریر طاقت ہے جو تمام سرکشیوں اور ہر طرح کے ظلم و طغیان کا عالم میں مبدء ہے یہی وہ تاریکی کا اہرمن ہے جو یزدانی نور و ضیاء کے مقابلہ میں اپنے تئیں

پیش کرتا ہے یہی وہ نہران ضلالت ہے جو انسان کے باؤں میں اپنی اطاعت کی زنجیر میں ڈال کر اس کو اسلامی اطاعت سے باز رکھتا ہے یہی وہ ابو الکفر ہے جس کی ذریت انسان کے اندر باہر دونوں جگہ پھیلی ہوئی ہے اور وہ جب چاہتا ہے انسان کے جوارح کے اندر پہنچ کر اپنی ضلالت کے لئے راہ پیدا کر لیتا ہے اور یہی وہ اسلام کی حقیقت کا اصلی ضد ہے اس کی قوت جابیت کا قدیمی دور ہے جس نے اپنے کفر کے پہلے ہی دن کہہ دیا تھا کہ

قال ارءیتك هذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامة لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا۔

شیطان نے آدم کی طرف حقارت کے ساتھ اشارہ کر کے کہا کہ یہی ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے لیکن اگر تو مجھکو روز قیامت تک مہلت دے تو میں اپنی قوت ضلالت سے اس کی تمام نسل کو تباہ کر دوں البتہ وہ تھوڑے سے لوگ جن پر میرا جادو نہ چلیگا میری حکومت سے باہر رہ جائینگے۔

لیکن خدا تعالے نے یہ کہکر جھڑک دیا کہ۔

اذهب فمن تبعك منهم فان جهنم جزاؤكم جزاء موفورا واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك وشاركهم فی الاموال والاولاد وعدهم وما يعدهم الشيطان الا غرورا۔

جا دور ہو۔ جو شخص بنی آدم میں سے تیری متابعت کرے گا اس کے لئے اور تم سب کے لئے عذاب جہنم کی پوری پوری سزا ہوگی ان میں سے جن جن کو تو اپنی پر فریب صدا سے بہکا سکتا ہے بہکا لے ان پر اپنی فوج کے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کرے ان کی مال و دولت اور اولاد و فرزند میں شریک ہو کر اپنا ایک حصہ لگا لے اور اُن سے جتنے جھوٹے وعدے کر سکتا ہو کرلے شیطان کے وعدے محض دھوکے اور فریب سے زیادہ نہیں ہیں۔"

پھر یہی ہے جس کو خواہ تم اپنے سے خارج دیکھو یا خود اپنے اندر کام کرتا اس کے حکم ضلالت کے احکام دونوں جگہ جاری ہیں وہ کبھی تمہاری رگوں کے اندر کے خون میں اپنی اثرات کو آثار دیتا ہے تاکہ تم پر اندر سے حملہ کرے کبھی باہر سے اگر تمہارے دل و دماغ پر قابض ہو جاتا ہے تاکہ تم کو اپنے آگے جھکا کر خدا کے آگے جھکنے سے باز رکھے وہ کبھی تمہارے مال و متاع میں کبھی محبت اہل و عیال میں اور کبھی علاوہ محبوبات و مرغوبات وغیرہ میں شریک ہو جاتا ہے اور اس طرح تمہاری ہر شئے خدا کی جگہ اس کے لئے ہو جاتی ہے تم جیتے ہو تو اس کے لئے کھاتے ہو تو اس کے لئے اور پہنتے ہو تو اس کے لئے حالانکہ حقیقت اسلامی چاہتی ہے کہ تم جو کچھ کرو خدا کے لئے کرو۔

ہر تاریکی جو روشنی کو چھپا جاتی ہے۔ ہر سیاہی جو سفیدی کے مقابلہ میں ہے ہر تمرد و سرکشی جو اطاعت الٰہی کی ضد ہے اور ہر وہ شئے جو حقیقت اسلامی سے خالی ہے یقین کرو کہ شیطان ہے اور دنیا کی ہر دولت اور ہر راحت جس کا انہماک اس درجہ تک پہنچ جائے کہ وہ حقیقت اسلامی کے انقیاد پر غالب آجائے شیطان ہی کی ذریت میں داخل ہیں اس کے وجود کی نسبت کیوں سوچتے ہو کہ وہ کیسا ہے اور کہاں ہے اس کو دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہے مسیح نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کر سکتا اور قرآن کریم کہتا ہے کہ

ماجعل الله لرجل من قلبين فی جوفه۔

اللہ نے کسی انسان کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے ہیں بلکہ دل ایک ہی ہے۔

پس ایک دل کے سر ہی وہ جو کمٹوں پر نہیں جھک سکتے اور دنیا میں دل ہی ایسا جوہر ہے کہ جس کی تقسیم نہیں ہو سکتی یا وہ قوت شیطانی کا مطیع و منقاد ہوگا یا قوت رحمانی کا یا وہ شیطان کا عبادت گذار ہوگا یا خدائے رحمان کا اور عبادت و پرستش سے مقصود یہی نہیں ہے کہ پتھر کا ایک بت تراش کر اس کے آگے سر جھکا دو یہ تو وہ ادنیٰ شرک ہے جس سے قریش مکہ کا خیال بھی بلند تھا۔ بلکہ ہر وہ انقیاد ہر وہ سخت و شدید انہماک اور ہر وہ استغراق کا استیلا جو حقیقت اسلامی کے انقیاد اور محبت الٰہی پر غالب آجائے اور تم کو اس طرح اپنی طرف کھینچ لے کہ جس کی طرف تمہیں کھینچنا تھا اس کی طرف سے گردن موڑ لو۔ درحقیقت وہی تمہاری پرستش و عبادت کا بت ہے اور تم اس کے بت پرست اور اصلی حقیقی شرک یہی سبب ہے کہ حقیقت شناسان توحید نے فرمایا من شغلك عن الله فهو صنمك ومن الهاك فهو مولاك جس چیز نے تم کو اللہ سے الگ کر کے اپنی طرف متوجہ کر لیا وہی تمہارے لئے بت ہے اور تم اس کے پوجنے والے ہو، خواہ وہ جنت کی ہوس ہو اور حور و قصور کا شوق ہی کیوں نہ ہو رابعہ بصریہ سے جب پوچھا۔ ما الشرك؟ شرک کی حقیقت کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ طلب الجنة و اعراض عن ربها "جنت کی طلب کرنا اور مالک جنت کی طرف سے غافل ہو جانا یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے ہوائے نفس کو معبود تاثر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

افرایت من اتخذ الٰهه هواه یعنی "آیا تم اس گمراہ کو نہیں دیکھتے جس نے اپنی ہوائے نفس کو معبود بنایا ہے"

اور کس قدر میرے مطلب کو واضح تر کر دیتی ہے سورہ یاسین کی وہ آیت جب کہ فرمایا کہ

الم اعهد اليكم يا بنی آدم ان لا تعبدوا الشيطان انه لكم عدو مبين وان اعبدونی هذا صراط مستقيم۔

کیا ہم نے تم سے اے اولاد آدم! اس کا عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پوجا سے باز رہو کیونکہ وہ تمہارا ایک کھلا دشمن ہے اور صرف ہماری ہی عبادت کرو کہ یہی ہدایت کی حقیقی راہ ہے۔

یہاں شیطان کی اطاعت کو بندگی اور عبادت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور عہد الٰہی کے اس عہد میثاق کو یاد دلایا ہے جو "الست بربکم" کے سوال کے جواب میں تمام بنی آدم سے لیا جا چکا ہے پس حقیقت اسلامی یہ چاہتی ہے کہ انسان قوت شیطانی سے بالکل الگ ہو کر صرف خدا تعالے کا ہو جائے اور اس کے آگے سر انقیاد جھکا کر اپنے میثاق بلیٰ کی تجدید کرے تاکہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور اللہ کا بندہ وہی ہے جو شیطان کا نہیں۔

ان عبادی ليس لك عليهم سلطان وكفی بربك وكيلا۔

خدا تعالے نے شیطان سے کہا کہ جو میرے بندے ہیں ان پر تیری حکومت نہیں چلے گی اور خدا اپنے بندوں کی کارسازی کے لئے بس کرتا ہے۔

یہاں ان بندگان مخلصین کو جو شیطان کے اثر و استیلا سے محفوظ ہیں خدا نے اپنی طرف نسبت دی کہ "ان عبادی" جو لوگ میرے بندے ہیں حالانکہ [illegible]

پوجا اس کا بندہ نہیں ہو مگر مقصود یہ تھا کہ میرے بندے تو وہی ہیں جو صرف میرے تھے ہاں لیکن جنہوں نے میرے آگے جھک کر پھر اپنے کو دوسری چوکھٹ پر بھی جھکا دیا ہے تو دراصل انہوں نے بندگی کا رشتہ کاٹ دیا گو وہ میرے تھے لیکن اب میرے باقی نہیں رہے کیونکہ انہوں نے توحید محبت کو شرکت غیر سے محفوظ نہیں رکھا۔ افسوس کہ یہ موقع اس کی تشریح و تفصیل کا مقتضی نہیں اور مطلب اصلی منتظر رجوع۔

## رجوع الی المقصود

پس لفظ اسلام کے معنے ہیں کسی چیز کے حوالہ کر دینے اور گردن رکھ دینے کے اور یہی حقیقت دین اسلام کی ہے کہ انسان اس رب الارباب کے آگے اپنی گردن رکھ دے اور اس انقطاع اور انقیاد حقیقی کے ساتھ گویا اس نے اپنی گردن اس کے سپرد کر دی اور کوئی حق ملکیت اور مطالبہ اس کا باقی نہیں رہا اب وہ اپنی کسی شے کا خواہ وہ اس کے اندر ہو یا باہر مالک نہیں رہا بلکہ ہر شے اسی قوت الٰہیہ کی ہو گئی جس کا نام "اسلام" ہے۔

## مہالک خطرات حیات

انسان کے اندر اور انسان کے باہر سینکڑوں مطالبات ہیں جو اس کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اس کے اندر سب سے بڑے منظر ابلیس یعنی نفس کی قوت قاہرہ کا دست طلب بڑھا ہوا ہے اور وہ ہر دم اور ہر لمحہ اس کی ہر شے کو اس سے مانگ رہا ہے تاکہ اس کو خدا کی جگہ اپنا بنا لے باہر دیکھتا ہے تو عجائبات دنیوی اور مہالک حیات کے دام قدم قدم پر بچھے ہوئے ہیں اور جس طرف جاتا ہے اس سے اس کا قلب و دماغ اٹکا لیا جاتا ہے تاکہ اسے خدا سے چھین لیں جذبات اور خواہشوں کے بے انتہا اقدامات کی فوجوں نے اس کے دماغ کا محاصرہ کر لیا ہے اور آزمائشوں اور امتحانوں کی کثرت سے اس کا ضمیر اور دل ایک دائمی شکست سے مجبور ہے اہل و عیال عزت و جاہ مال و دولت "قناطیر مقنطرہ" اور تمام وہ چیزیں جن کو قرآن زینت حیات دنیا سے تعبیر کرتا ہے اس کے گرد و پیش اپنے لئے ایک ایسی پرستش سوال رکھتی ہے جس کو رد کرنا اس کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہو جاتی ہے۔

| | |
|---|---|
| زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث | انسان کی حالت اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اس کے لئے دنیا کی مرغوب چیزیں مثلاً اہل و عیال سونے چاندی کے ڈھیر، گھوڑے، مویشی اور کھیت کاری میں بڑی دلبستگی ہے۔ |

پس انقیاد اسلامی کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنی جنس دل و جان کے بہت سے خریدار نہ بنائے بلکہ ایک ہی خریدار سے معاملہ کر لے وہ ان تمام مانگنے والوں سے جن کے ہاتھ اس کی طرف بڑھے ہوئے ہیں اپنے تئیں بچائے اور اس ایک ہاتھ کو دیکھے جو باوجود اس کی طرح طرح کی بیوفائیوں کے پھر بھی فیاضی محبت کے ساتھ اس کی طرف بڑھا ہوا ہے اور گو اس نے اپنے متاع دل و جان کو کتنا ہی ناقص اور خراب کر دیا ہو لیکن پھر بھی بہتر سے بہتر قیمت دیکر خریدنے کے لئے موجود ہے اور صدائے محبت میں "تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا" کی دم بدم عشق نواز طلب آتی ہے خواہ کتنی ہی پیمان شکنی کرے لیکن وہ اپنا عہد محبت آزمانے نہیں توڑتا "یا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لک" اور جس کی وفائے محبت کا یہ حال کہ

کہ خواہ تم تمام عمر اس سے اپنے سے کتنا ہی روٹھا رہو لیکن اگر انابت و اضطرار کا ایک آنسو بھی سفارش کے لئے ساتھ لے آؤ تو وہ پھر بھی منانے کے لئے طیار ہے اور جس کے دروازے سے خواہ کتنا ہی بھاگو لیکن پھر بھی اگر شوق کا ایک قدم بڑھاؤ تو وہ دو قدم بڑھ کر تمہیں لینے کے لئے منتظر ہے ؎

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبر اند — دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق تر اند

جس کا دروازۂ قبولیت کبھی بند نہیں اور جس کے یہاں مایوسی سے بڑھ کر اور کوئی جرم نہیں۔

| | |
|---|---|
| قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم | اے وہ میرے بندو کہ گناہوں میں ڈوب کر تم نے اپنے نفوس پر سخت زیادتیاں کی ہیں خواہ تم کیسے ہی غرق معصیت ہو مگر پھر بھی اس محبت فرمائی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ یقیناً وہ تمہارے |

تمام گناہوں کو معاف کر دیگا بیشک وہی درگذر کرنے والا ہے اور اس کی بخشش سب پر عام ہے۔

باگنہگاران بگوید تا بنید از نہ دل — من وفائے دوست را در بے وفائی یافتم

اب اس قدر توطئہ و تمہید کے بعد قرآن کریم کی طرف رجوع کرو کہ وہ اسی حقیقت اسلامی کو بار بار دہراتا ہے یا نہیں اول تو خود لفظ اسلام ہی اس حقیقت کے وضوح کے لئے کافی ہے اور اگر کافی نہ ہو تو جس قدر کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنے کے لئے ابھی باقی ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں اسلام کا لفظ آیا ہے غور کیجئے تو اس حقیقت کے سوا اور کوئی معنی ثابت نہ ہوں گے ومن یسلم وجہہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ اور جس کسی نے اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دیا یعنی گردن اللہ کے حوالے کر دی اور اعمال حسنہ انجام دیئے تو بس دین الٰہی کی مضبوط رسی اس کے ہاتھ آگئی۔

ایک دوسری جگہ فرمایا ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ وھو محسن اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے لئے اپنا سر جھکایا اور اعمال حسنہ انجام دیئے۔

سورۂ آل عمران کی ایک آیت میں جو اسلام کی حقیقت کی تفصیل و تشریح کے لئے ایک جامع ترین آیت ہے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام دین اللہ کے یہاں صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے۔ پھر اس کے بعد کہا فان حاجوک فقل اسلمت وجہی للہ ومن اتبعن وقل للذین اوتوا الکتاب والامیین ءاسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ واللہ بصیر بالعباد۔ اور اگر منکرین اس بارہ میں تم سے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اور میرے پیروؤں نے تو صرف اللہ ہی کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے پوچھو کہ تم بھی اس کے آگے جھکے یا نہیں؟ سو اگر وہ جھک گئے (یعنی مسلم ہو گئے) تو بس انہیں نے ہدایت پالی اور اگر انہوں نے گردنیں موڑ لیں تو وہ جانیں اور ان کا کام تمہارا فرض تو حکم الٰہی پہنچا دینا تھا اور اللہ اپنے بندوں کو ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمایا کہ مجھ کو امرت ان اسلم لرب العالمین اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ ہر طرف سے منہ پھیر کر اس کے آگے جھک جاؤں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

## اسلام کے مقابل "ولی" اور "تولی"

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر جگہ اسلام کے ساتھ منکرین اسلام کیلئے تولی اور اعراض کا لفظ استعمال کیا گیا ہے: واذا تتلی علیہ آیاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعھا۔ اور جب ان میں سے کسی منکر کو قرآن کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو پیمان غرور سے اکڑتا ہوا گردن پھیر کر چلدیتا ہے۔ چونکہ اسلام کی حقیقت اللہ کے آگے سر جھکا دینا اور اپنی گردن سپرد کر دینا ہے اس لئے اس سے انکار کو ہر جگہ تولی اور اعراض تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے، خدا اس سے محفوظ رکھے آمین۔

# اتمام نعمت

(حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قمر دانی)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فقال اللہ تعالیٰ
الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام
دینا۔ آج کے روز میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کر دیا
تم پر اپنی نعمت کو اور پسند کر لیا تمہارے لئے اسلام کو دین۔

سورۂ مائدہ کی یہ آیت سب سے آخری وحی ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی۔

سارے محدثین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اس کے بعد کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اگرچہ آپ اکاسی روز تک اس عالم میں موجود رہے اور نویں ربیع الاول کو انتقال فرمایا لیکن یہ سب سے آخری پیام تھا جس کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس آیت کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے تین باتوں کی اطلاع دی ہے دین کی تکمیل۔ نعمت کا اتمام۔ اسلام کے دین سے پسندیدگی۔

اس آیت کو جب ایک یہودی نے سنا تو حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر یہ نعمت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس روز کو روز عید مناتے یہ یہودی کی ذہنیت تھی کہ وہ اسی حد تک قانع رہا کہ ایسی خوشخبری لانے والے دن کو یوم عید منایا جائے حضرت عمر نے جواب دیا کہ اے شخص اس روز ہماری دو عیدیں تھیں ہیں اس روز اس وقت اس مقام کو جانتا ہوں یہ وحی نازل ہوئی ہے ہجرت کے دسویں سال عرفہ کا دن تھا نویں ذی الحجۃ الحرام عرفات کا میدان تھا جہاں حجۃ الوداع کے سلسلہ میں قبائل عرب جمع تھے۔ جمعہ کا روز تھا نماز عصر کے بعد یہ آخری وحی نازل ہوئی۔

تاریخ اسلام کے جاننے والوں کو معلوم ہے کہ ہجرت کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی حج فرمایا اس کے بعد پہلے حج کی نیت سے آپکا مدینہ شریف سے نکلنا کفار کا مزاحمت کرنا پھر صلح حدیبیہ کا ہو جانا سب کو معلوم ہے ہجرت کے دسویں برس آپ نے سارے قبائل عرب میں منادی کرا دی کہ اس سال حج ہوگا قبائل کو جب یہ خوشخبری پہنچی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس حج کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو اقطاع عرب کے لوگ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سال کے حج میں قبائل کا زیادہ سے زیادہ اجتماع عمل میں آیا نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں جب آپ خطبہ دینے لگے آپ ایک اونٹنی پر سوار تھے جس کا نام عضبا تھا اس وقت آپ کے گرد وپیش ایک لاکھ سر حد پھیلے ہوئے تھے جس طرف نظر جاتی تھی آدمیوں کا سمندر معلوم ہوتا تھا یہ سارے موحد تھے جو شرک سے قطعاً پاک تھے۔ یہ وہی میدان تھا جس میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی آواز بلند کی تھی خدا کے بھیجے ہوئے سارے پیغمبروں میں خواہ وہ اولوالعزم ہوں یا غیر اولوالعزم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قوت کے ساتھ توحید کو بلند کیا ہے کسی نے نہیں کیا یہ وہی میدان تھا جس میدان میں آپ کے دادا نے توحید پھیلانے کے لئے حکم الٰہی کی ایسی تعمیل فرمائی تھی جس کی نظیر نہیں کرائی گئی آپ کو حکم دیا گیا اسلم گردن جھکا دو فرمانبردار بنو تو آپ نے جواب دیا اسلمت لرب العالمین میں نے رب العالمین کے سامنے گردن جھکا دی اس کا ظہور یہاں ہوگیا۔ آپ کو حکم دیا گیا ہماری خوشنودی کے لئے بیٹے کو قربان کرو تو آپ نے بیٹے کو کاٹ ڈالا۔ آپ نے خواب میں کیا دیکھا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں آپ نے حضرت اسمٰعیل سے ذکر کیا کہ میں نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے حضرت اسمٰعیل نے کیا جواب افعل ما تؤمر جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کر ڈالئے آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے صابر کے کیا معنی ہیں ثابت قدم لوگ کہتے ہیں صابر کرو صبر کرو۔ صبر کے یہ معنے نہیں ہیں جو لوگ سمجھے ہیں صبر کے معنی ہیں ثابت قدمی اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ ثابت قدم رہتے ہیں ان کے قدم ڈگمگاتے نہیں ہیں وہ مصیبت سہہ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم تو اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب صابر اور ثابت قدم ثابت ہوئے تو اس مقام کو جہاں آپ کی قربانی دی گئی تھی سجدہ گاہ خلائق بنا دیا گیا اور جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے توحید کے بلند کرنے میں اپنی قوت و ثابت قدمی دکھائی تو قیامت تک ان کا دین حنیف دنیا کے لئے پسند کیا گیا۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے گرد وپیش ایک لاکھ سے زیادہ موحدین کا مجمع دیکھا جو شرک سے پاک تھا اس مجمع میں ایک بھی مشرک نہ تھا تو آپ کے قلب مبارک میں کیفیت حمد باری تعالیٰ پیدا ہوئی ایک دن وہ تھا کہ سارا عرب کفر و شرک کی نجاست میں ڈوبا ہوا تھا قریش جو اپنے آپ کو سارے قبائل سے ممتاز سمجھتے تھے ان کی عبادت کا طرز بھی عجب تھا سارے قبائل لباس پہن کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے قریش برہنہ ہو جاتے تھے ان کو اپنی اس عریانی پر فخر تھا آج بھی مسلمان عریانی اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ دوسری گمراہ قوموں کی تقلید میں مسلمانوں کو جہاں اپنی ساری خصوصیات سے نفرت ہو چلی ہے اپنے مذہب سے نفرت اپنے علوم سے نفرت اپنی ذات سے نفرت وہیں اپنے لباس سے بھی نفرت ہے ان کی عریانی کا تماشہ ہم دیکھ رہے ہیں قریش بھی زمانہ جاہلیت میں عریانی پسند تھے ان کی عبادت عریانی کی حالت میں ہوتی تھی سارے قبائل ایک جگہ ٹھہرتے تھے یہ ان سے الگ دوسری جگہ ٹھہرتے اور برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اس ذہنیت سے سارے عرب کو مخلصی مل چکی تھی اور شرک کی نجاست سے قبائل آزاد ہو چکے تھے اس کیفیت کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا تو آپ کے قلب پر حمد باری تعالیٰ جاری ہوئی اور آپ خطبہ دینے لگے اسی وقت یہ وحی آپ پر نازل فرمائی گئی۔

جو لوگ آپ کے گرد وپیش جمع تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ نزول وحی کا بوجھ آپ پر اتنا زیادہ پڑا کہ آپ کی اونٹنی اس کی تاب نہ لا سکی لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وحی کے بوجھ سے اونٹنی کے پاؤں ٹوٹ جائیں گے بالآخر اونٹنی بیٹھ گئی [illegible] آپ نے وحی کا اعلان فرمایا کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا [illegible] امام رازی فرماتے ہیں کہ خدا نے تمہارے لئے اکملت کی نسبت [illegible]

اس نے واضح کر دیا کہ فضل کی تکمیل خود اس کی ذات سے ہوتی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ دین کو مکمل کر دیا گیا۔ یہ فرمایا کہ میں نے دین کو کامل کر دیا اور پھر نکتہ کے طور پر بتا دینا مقصود ہے کہ وہ خاص تمہارے لئے ہے یعنی تمہارے عمل کرنے اور گردن جھکا دینے کے لئے ہے۔ نعمت کو دنیا میں پہنچانا ہمارا کام ہے تم عمل کئے جاؤ۔ اس کا حساب کتاب رکھو ہم نعمت دینے والے ہیں جن لوگوں نے اس حکم پر سر جھکایا ان کو نعمت دی گئی جن لوگوں نے سر نہ جھکایا وہ گھاٹے میں رہے۔

جب یہ آخری وحی نازل ہو چکی تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ایک لاکھ موحدین کے مجمع کو خطاب کر کے خطبہ دیا۔ یہ خطبہ آج تک صفحۂ تاریخ پر چلا آ رہا ہے اور مسلمانوں کو جائز فخر ہے کہ انہوں نے اپنے ہادی برحق کے ایک ایک نقطہ ایک ایک لفظ ایک ایک حرکت کو اس طرح منضبط کر لیا ہے کہ قیامت تک وہ سب محفوظ ہے۔ اس وقت تک دنیا جس تاریکی میں تھی اس کا اختصار یہ ہے کہ عرب اپنے مقابلہ میں ساری دنیا کو بے عزت سمجھتے تھے اور عجمی اپنے مقابل کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ دنیا میں ایک قوم ایسی تھی جو محض غلامی کے لئے مخصوص کی گئی تھی گویا اس کی پیشانی پر غلامی لکھا ہوا تھا۔ اس کی ذہنیت ہی یہ تھی کہ وہ غلامی کے لئے پیدا کی گئی تھی اور غلامی کے سوا اس کی قسمت میں کچھ نہیں ہے۔ یہ حبشیوں کی قوم تھی جو آجکل کی تہذیب و شائستگی کے عالم میں بھی غلامی کے لئے موجود سمجھی گئی ہے۔ امریکہ میں ان حبشیوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے اسے اخبارات وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہتے ہیں۔

غلامی کے سوا دنیا میں عورت کی کیا حیثیت تھی؟ اس کو کوئی مرتبہ نصیب تھا؟ اس پر ظلم توڑے جاتے تھے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں انہی مسائل کو ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے متبعین سے فرمایا کہ لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں غور سے سن لو ممکن ہے کہ تم دوسرے سال حج تک مجھے اپنے درمیان نہ دیکھ سکو۔ آپ کے خطبہ کے الفاظ یہ ہیں:—

لا فخر للعربی علی العجمی ولا للعجمی علی العربی کوئی فخر عربی کو عجمی پر نہیں ہے اور کوئی فخر عجمی کو عربی پر نہیں کلکم من آدم وآدم من تراب تم سب کے سب آدم سے پیدا ہوئے ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں سے صاحب بزرگی وہ ہے جو صاحب تقویٰ ہو۔

صرف تقویٰ وجہ فضیلت قرار دیا گیا ہے باقی جو کچھ ہے وہ مساوات ہے۔ نسلی اور قومی امتیازات توڑ دیئے گئے سارے انسان ایک دوسرے کے ساتھ برابری اور مساوات کے درجہ میں رکھ دیئے گئے جو اونچے تھے انہیں پست کر دیا گیا اور جو پست تھے انہیں بلند کر دیا گیا تھا لا فخر للعربی علی العجمی کسی قسم کا کوئی فخر عربی کو عجمی پر نہیں۔ عربی جاننے والے جانتے ہیں کہ نفی جب نکرہ پر آتی ہے تو اس کے معنے بالکل فنا کر دینے کے ہوتے ہیں اسی طرح کی نفی یہاں بھی نازل ہوئی ہے کہ جس سے ہر قسم کی بڑائی اور برتری کو مٹانا مقصود ہے۔

مساوات انسانی قائم فرمانے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو کیا مرتبہ عطا فرمایا؟ ان کی نسبت ارشاد ہے اطعموھم مما تطعمون والبسوھم مما تلبسون غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو غلاموں کو وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کر دینے سے غلامی کو

جو محمد رسول اللہ کے صدقہ میں غلاموں کو نصیب ہوئی ہے۔

اسلام کی غلامی کی مرتبت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ علمائے کبار نے غلاموں کے فضائل میں کتابوں کی کتابیں لکھی ہیں ان کے حالات جمع کئے ہیں۔ فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عرب کا پیشرو ہوں، بلال حبشیوں کے پیشرو ہیں، صہیب رومیوں کے، سلمان فارس کے پیشرو ہیں۔ پیشرو ہونے میں غلاموں کے ساتھ دونو جہان کے آقا کی مساوات ہے۔ بلال اور صہیب بھی پیشروی میں برابر ہیں۔ یہ ہیں غلاموں کے مدارج۔

غلاموں کی عزت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت بلال جو ایک حبشی غلام تھے ایک دوسرے حبشی غلام کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ ابو سفیان مشہور سردار قریش اس وقت حالت کفر میں تھے وہ سامنے سے گزرنے لگے اور جس طرح زمانہ جاہلیت میں لوگ اکڑتے بل کھاتے ہوئے چلتے تھے ابو سفیان بھی بل کھاتے ہوئے جا رہے تھے ان کو اس طرح اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھ کر حضرت بلال نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اسلام کی تلوار نے ابھی اس کا بل نہیں نکالا اس کی گردن نہیں سیدھی کی ہے۔ یہ الفاظ حضرت ابوبکر کے کان میں پڑ جاتے ہیں حضرت ابوبکر حضرت بلال کے ولی نعمت ہیں ان کو خرید کر آزاد کیا ہے مگر ایک سردار قریش کی نسبت حضرت بلال کی زبان سے یہ الفاظ سنکر فرماتے ہیں کیا ایک سردار قریش کی نسبت یہ الفاظ؟ یہ کہکر آگے بڑھ جاتے ہیں مگر تھوڑی دور نہیں چلتے ہیں کہ اپنی اس حرکت پر ابوبکر کو تنبیہ ہوتی ہے سیدھے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں سارا ماجرا بیان فرماتے ہیں اسے سنکر محمد رسول اللہ فرماتے ہیں اے ابوبکر تم نے بلال کا دل تو نہیں دکھایا؟ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر الٹے پاؤں لوٹتے ہیں فی الفور حضرت بلال کے پاس آتے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ میری اس بات سے تمہارا دل تو نہیں دکھا؟ حضرت بلال یقین دلاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی اس بات سے ان کا دل نہیں دکھا تب پھر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں حضرت بلال کا جواب عرض کرتے ہیں حضرت رسول اللہ فرماتے ہیں اے ابوبکر اب تمہیں نجات ملی۔ اس سے غلاموں کی مرتبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام کی غلامی کی بدولت غلاموں کو کیسی عزت نصیب ہوئی جو آج شہنشاہوں کو بھی میسر نہیں ہے۔

عورتوں کی حالت پر غور کیجئے آج یورپ اور امریکہ میں عورتوں کی کیا حالت ہے۔ اسلام سے پہلے عورتوں کی کیا حالت تھی وہ محض ظلم و ستم کے لئے تھیں ان کے کوئی حقوق نہیں تھے ان کا کوئی درجہ نہیں تھا اس غریب مخلوق کے لئے آگ تھی یہ آگ میں جلائے جانے کے قابل تصور کی گئی تھی۔ ہندوستان میں اگر انگریزی قوانین و احکام نہ ہوں تو آج بھی وہ ظلم ہونے لگیں کہ غریب عورت زندہ جلا دی جائے۔ ابھی ابھی دو سال ہوئے اخبارات میں آیا کہ ایک جگہ ستی کے جلانے کا موقع ہاتھ آیا تھا ہزاروں انسان ایک مظلوم عورت کو زندہ جلانے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

یہ تھی دنیا میں عورت کی مرتبت۔ عزت اسلام نے کس نعمت پر پہنچا دیا؟ اسلام نے صاف صاف کہہ دیا کہ جو حقوق عورت کے مرد پر ہیں اس کو یہاں تک ثابت کر دیا گیا کہ متروکہ میں اس کا حصہ تسلیم کیا گیا۔

حجۃ الوداع کے اس خطبہ کو جس مجمع نے سنا اس میں کیسے کیسے لوگ تھے ان میں خلفائے راشدین تھے جنہوں نے ۳۰ سال کے اندر تیس سال کے اندر دنیا کی کایا پلٹ دی ان میں علما تھے جنہوں نے اپنے علم سے دنیا کو معمور کر دیا ان میں عبد اللہ ابن مسعود عبد اللہ بن عمر عبد اللہ ابن عباس جیسے مفسر و محدث تھے جیسے طاؤس و عکرمہ

...کے فضائل میں کتابیں لکھی گئی ہیں یہ وہ لوگ تھے جو لڑنے میں جھکا چکے تھے جو کچھ ان کو
...دیا جاتا تھا اسکی تعمیل کرتے تھے چون وچرا سے غرض نہ رکھتے تھے یہ لوگ مملکت [illegible]
...سننے والے تھے یہ لوگ دنیا میں جینے والے تھے بر و بحر میں خشکی سمندر میں گھسنے والے تھے
لوگ پہاڑوں میں پہنچ گئے جنگلوں میں پھیل گئے دنیا کی کوئی قوت ان کی مزاحمت نہ ہو سکی ان
...دنیا کی برترین ہستیاں تھیں ان میں بہترین بندوبست بھی تھے آپ تعجب کریں گے کہ یہ ایسا کر رہا
ہوں بھلا بندوبست کا دار [illegible] نعوذ مگر ایسا نہیں ہو آپ مانتا تو تسلیم کر لیجئے
حضرت عمرؓ نے عراق کو فتح کیا تھا پھر عراق سے خراج بھی لیا تھا ابھی ابھی جیسکر تاریخ بغداد کی
اپنی ہوا میں تفصیل سے پڑھئے خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فتح عراق کے بعد
عراق کا بندوبست کرایا عتبہ بن صفوان صحابی [illegible] بندوبست تھے جن کے زیر اہتمام سارے
ملک عراق کی پیمائش کی گئی تاریخ میں لکھا ہے کہ عربوں نے زمین کی مختلف نوعیتوں کی درجہ بندی
کی اور جس طرح کسی ریشمی کپڑے کی کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے اسی طرح سارے عراق کی اراضی
پر دہار سے قائم کئے آجکل ماڈرن پلاننگ کا لفظ بہت استعمال کیا جاتا ہے لیکن بصرہ
کے آباد کرنے والے حضرت عمرؓ ماڈرن پلاننگ کے ماہر تھے بصرہ کا سا بندرگاہ جس تعمیر کیا
گیا ہے اس کو آجتک کتنی اہمیت حاصل ہے آج اگر مسلمان اپنے قدیم علوم و فنون سے بے
بہرہ ہیں اپنی تاریخ سے نابلد ہیں اپنی خصوصیات کو فراموش کر چکے ہیں تو نہ مسلمانوں کے
کارناموں سے بھی انکار کر رہے ہیں لیکن اگر کوئی نامرد ساری دنیا کو اپنی طرح نامرد سمجھے
اور کوئی تیرنا نہ جاننے والا سمندر میں کودنے اور دریاؤں سے پار نکل جانے کی حقیقت کو تسلیم
نہ کرے تو کیا فی الحقیقت مردی اور تیراکی کا وجود نہ رہے گا۔ تاریخ بھلا چکے ہیں تیروں کی
ساری جھوٹی سچی باتیں صحیح سمجھتے ہیں لیکن جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
باتیں سنی تھیں ان کے کام ایسے ہی تھے جن پر آج دنیا کو حیرانی ہے وہ دین کے معنے سمجھتے تھے
کہ جس کے اندر فقط ماننا اور عمل کئے جانا ہے فلسفہ سے سمجھنا اور سائنس کی تحقیق کرنا نہیں ہے محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے ایمان پر جس درجہ اعتماد تھا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے
فرمایا گائیں بولیں لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا گائیں بھی بولتی ہیں آپ نے فرمایا بیشک اس
کی تصدیق ابوبکر کرتے ہیں اور عمر بھی کرتے ہیں حالانکہ اس وقت ابوبکر اور عمر موجود نہ تھے یہ تھی دین
پر عمل کرنے کی طاقت اور رسول کے احکام کی اطاعت اس کی دوسری مثال وہ واقعہ ہے جو ایک
صحابیہ کے ساتھ پیش آیا ایک مرتبہ آپ ایک صحابیہ کے یہاں تشریف لے گئے انہوں نے حضرت
کی ضیافت فرمائی بکری ذبح کی آپ کو بکری کے اعضاء میں سے بکری کے دست کا گوشت پسند
تھا آپ نے فرمائش کی کہ بکری کا دست پیش کرو صحابیہ نے ہانڈی سے ایک دست نکال کر پیش کیا
آپ نے اسے تناول فرما لیا پھر دست کی فرمائش کی تو صحابیہ نے دوسرا دست نکال کر پیش کیا آپ نے
اسے بھی تناول فرما لیا پھر دست کی فرمائش کی صحابیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم بکری کے
تو دو ہی دست ہوتے ہیں وہ دونوں پیش کر چکی ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم نے یہ نہ کہا ہوتا تو
تم جس مرتبہ چاہتیں دست ملتا جاتا اور تم پیش کرتی جاتیں۔

حسن مثنیٰ کے واقعہ پر غور کیجئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا زمانہ ہے اسلامی فوجیں
عراق میں سرگرم کارزار ہیں وہاں مسلمانوں کی قوت میں کمی محسوس ہوتی ہے حسن مثنیٰ یلغار کرتے
ہوئے مدینہ پہنچتے ہیں یہاں خلیفہ بستر مرگ پر پڑے ہوئے ہیں آخری سانس چل رہے ہیں حسن مثنیٰ
کو یہ حال معلوم ہوتا ہے تو حیران رہ جاتے ہیں کہ اب کیا کریں خلیفہ خود عالم نزع میں ہیں
حضرت ابوبکر کو خبر ملتی ہے حضرات ہیں ان کو بلاؤ حسن مثنیٰ بلائے جاتے ہیں ان سے لڑائی کا
حال پوچھتے ہیں حسن مثنیٰ کہتے ہیں کہ اس وقت آپ تکلیف میں ہیں فرماتے ہیں کیسی تکلیف تکلیف
[illegible] مسلمانوں کی فوج کی کمی کی خبر دیتے ہیں حضرت ابوبکرؓ عمرؓ کو بلواتے
ہیں ان سے کہتے ہیں کہ سنو یہ کیا کہتے ہیں حسن مثنیٰ حضرت سے حال بیان کیا ہے [illegible]
حضرت عمرؓ سے فرماتے ہیں کہ سنو جو کچھ میں کہتا ہوں اسکی تعمیل کرنا اگر میں ابھی [illegible]
ہونے سے پہلے پہلے اور اگر اسی وقت مر جاؤں تو شام ہونے سے پہلے فوج بھیجنے کا انتظام
کر دو چنانچہ حضرت عمرؓ اس حکم کی تعمیل میں حسن مثنیٰ کے ساتھ مزید فوج روانہ کر دیتے ہیں
یہ تھی مسلمانوں کی قوت عمل ان کو احکام دین کی تعمیل سے کوئی چیز روک نہ سکتی تھی صحابہ
نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر بھی کیا تھا جس کی وجہ سے آجکل
پر اعتراض کیا جاتا ہے جب تک خلافت کا مسئلہ طے نہیں کر لیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین نہیں کی گئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا جب
فرزند حضرت ابراہیم جن کی عمر ڈیڑھ سال سے زیادہ نہ ہوئی دایہ کے یہاں بیمار ہو جاتے ہیں آنحضرت
وہاں تشریف لے جاتے ہیں صاحبزادہ کو سانس چلنے لگتا ہے حالت نزع میں آپ ان کو اپنے ہاتھ
پر اٹھا لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کر جاتی ہے آپ فرماتے ہیں اے ابراہیم ہمارا دل
کو حزن ہے مگر ہماری زبان وہی کہے گی کہ ہم قضائے الٰہی پر راضی ہیں حضرت کو اشکبار دیکھ
کر ایک صحابی پوچھتے ہیں یا رسول اللہ صلعم یہ رونا کیسا آپ جواب دیتے ہیں یہ رحمت الٰہی ہے
جو دل اس سے محروم ہیں ان کی قساوت کا کوئی علاج نہیں۔ رضیت لکم الاسلام [illegible]
دینا میں آخری لفظ دین کی نسبت بھی کچھ سن لیجئے۔

دین اصل دَین سے نکلا ہے دین کے معنے ہیں ادا کرنا خواہ کوئی چیز ہو اسے ادا کرنا تو دین
کہلاتا ہے تو دین کے معنے یہ ہوئے کہ عمل کیا جائے عمل کرنے پر لغت کا اتمام منحصر ہے اور
اسی پر کلام الٰہی ختم ہوا ہے تمت کلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ پھر
نام بتاتا ہے کہ سچائی اور عدل اختیار کرو اعدلوا هو اقرب للتقوى عمل کرو عدل ہی
تقویٰ ہے حضرت عمرؓ کے روبرو جب ان کے بیٹے کی بدکاری پیش کی جاتی ہے تو حضرت عمر
کیا کرتے ہیں۔ عدل کرتے ہیں اپنے روبرو بیٹے کو کوڑے لگواتے ہیں یہاں تک کہ وہ مر جاتے
ہیں خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں سے
کرامت وہی ہے جو صاحب تقویٰ ہو تقویٰ یہ ہے کہ عدل ہو صداقت ہو دین صدق و عدل تھا کہ
موحدین کے لیے ہر ایک شرک سے ذات الوہیت کو مبرا کیا انہوں نے کسی کو خدا کا بیٹا نہیں بنایا
خدا کو کسی کا باپ نہیں بنایا شعر لکھتے ہیں کیا احد سے احمد بن گیا یہ شاعری ہے توحید نہیں ہے
توحید وہی ہے جو حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے ظاہر کی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آجتک ہم
آپ وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو ابوبکرؓ و عمرؓ نے پڑھا تھا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی جب
توحید اپنی خالصیت میں ظاہر ہوئی تو قوت الوہیت نے بھی اپنی نعمت ظاہر کر دی
فرمایا و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی تم نے نہیں پھینکا جب مارا بلکہ خدا نے پھینکا
تم نے نہیں قتل کیا خدا نے قتل کیا ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ دین کو کامل کر دیا پہلے زمانہ میں
دین تھا یہ نہیں کہ اگلی امتوں کو دین نہ دیا گیا ہو لیکن اس کی تکمیل اس امت پر کی گئی اور جب وہ ادا
کیا جائے تو اس کی جزا یہ ہے کہ خدا کی طرف سے نعمت کا اتمام ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے
ایک اعرابی نے آکر کہا کہ فلاں قبیلوں میں دشمنی ہے آپ صلح کرا دیجئے آپ نے جواب دیا [illegible]
سے آنکھیں لگائے ہوئے ہوں یہ دو شیر کہتے تھے ایران کا کسریٰ اور روم کا قیصر [illegible] ان شیروں
فرصت نہیں ہے کہ میں تیری طرف توجہ کر سکوں۔ یہ تھی زندگی جب اللہ اسی کے نتیجے دنیا کو نظر آئے کہ جب یہ
دنیا میں پھیلے تو آگ کی طرح جنگل بیابان پہاڑ سب پر پھیل گئے کوئی قوت ان کو روک نہ
سکی مدینہ منورہ میں چند جھونپڑ پٹے کے سوا کیا تھا خود مسجد نبوی کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی مگر
کسریٰ کے تخت الٹ دیئے گئے اور توحید کا بیڑا [illegible] یہی لغت موجود ہے لیکن اس کا
شرط یہی ہے کہ ہم جو کلام الٰہی ہے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اس کا صاف کتاب ربانی

# دیگر مذاہب پر اسلامی خصوصیات کا اثر

(از جناب مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب منصورپوری)

خدمت اس اپنے بھائی کی اس اعانت اور امداد کو کہتے ہیں جو اس کے کام کو یا کام
اس کی دشواری کو آسان اور اس کی گرانی کو ہلکا بنا دے۔

ہر ایک وہ حرکت یا فعل جس کا نتیجہ مندرجہ بالا صورت ہو اصل خدمت ہے خدمت
کا معاوضہ کبھی روپے کی صورت میں کبھی تحسین و آفرین کی شکل میں اور کبھی مسرت روحانی
کی شکل میں حاصل کیا جاتا ہے من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ
جو شخص اپنے بھائی کی ضروریات پورا کرنے میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ تو اس کی ضروریات
کے انصرام پر توجہ فرماتا ہے فارسی کا ایک مشہور مصرعہ ہے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

یہ مصرعہ خدمت کا نتیجہ بتاتا ہے کہ خادم بھی حسن خدمت کے طفیل مخدوم کے درجہ پر
فائز ہو جاتا ہے بیشک تاریخ ایسے نظائر پیش کر سکتی ہے الپتگین خدمت کرتے کرتے
بادشاہ ہو گیا اور سبکتگین اس کی خدمت کرتے کرتے بادشاہ کا داماد اور جانشین ٹھیرا۔
قطب الدین ایبک اپنے آقا شہاب الدین غوری کا خادم ہی تھا حسن خدمت نے
اسے ہندوستان کا پہلا بادشاہ بنایا۔

مگر کلام نبوی اور کلام شاعر میں زمین و آسمان کا فرق ہے شاعر کا تخیل اسی حد تک
اس قدر بلند اٹھا سکا کہ خادم بھی مخدوم ہو جایا کرتا ہے لیکن ارشاد نبوی سے اس حقیقت
عالیہ کا یعنی اس منصب برترین کا اعلام ہوتا ہے تم بھائی کا کام کرو اللہ عز و جل تمہارے
کام بناوے گا۔

مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کی حاجت و مراد کا انجام رب الارض و السماوات
فرمانا چاہتا ہے وہ رب جس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ رب جس کے افعال سلسلہ
اسباب و مسببات سے بالاتر ہیں وہ رب جس کے دو حرف کن کا نتیجہ یہ ہو دہ عالم و ما فیہا
ہے بھلا اس کی ضرورت کیوں پوری نہ ہو اور اس کی مراد کیوں نہ برآئے اور اس کے کام بنتا
کیوں نظر آر نہ لگے؟

الغرض یہی ایک حدیث پاک کا شف حقیقت بھی ہے اور مبلغ بشارت بھی طوبیٰ لہم
مبارک ہے وہ جس کا عمل اس حدیث کے مطابق ہو اور مبارک ہے وہ جس پر اس بشارت
کا اطلاق ہو۔

صاحبان! المسلم کے معنے حدیث پاک میں بھی ہیں اور قرآن مجید میں بھی اور ہر دو جگہ
ایک جداگانہ حقیقت کا انکشاف فرمایا گیا ہے صحیحین میں ہے المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ و یدہ۔ مسلم وہ ہے جس کے دست و زبان سے مسلمان بچے رہیں۔

حدیث بالا میں لفظ مسلم کی یہ تعریف بلحاظ اس تعلق کے بتلائی گئی ہے جو ایک مسلم
کو سب مسلمانوں کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

مسلمان نہ مسلمان کو گالی دے نہ برا کہے نہ اس پر جھوٹ باندھے نہ بہتان لگائے
نہ غیبت کرے اور نہ تمامی مظلوم کے سوا ہر شخص جو ہر حال سے سرکار ہے اور کسی کے عیوب و
نقائص کے بیان میں اپنی زبان کو جنبش نہ دے مسلم مسلمان پر حملہ نہ کرے تحریر و تقریر
میں اس کی حرمت کو ملحوظ رکھے۔

اب قرآن مجید کی طرف آئیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو

محسن اس جگہ مسلمان کے لئے دو اوصاف کا لزوم بیان فرمایا گیا ہے ایک یہ کہ اعمال میں
اپنا چہرہ اپنا رخ اللہ ہی جانب کرے (اپنی نیت و مقصد کو اسی کے لئے خالص بنا لے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بستر استراحت پر لیٹ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

| اللھم انی اسلمت نفسی الیک و وجھت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجا ومنجا منک الا الیک امنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت | میں اپنی جان تجھے سپرد کرتا ہوں اور اپنا رخ تیری ہی جانب سیدھا کرتا ہوں اپنا معاملہ تجھے ہی سونپتا ہوں اپنی پیٹھ تیرے ہی سہارے پر لگاتا ہوں نیت بھی ہے اور دہشت بھی ہے تجھ سے تیرے سوا اور ٹھکانا کہاں؟ دوسرا آسرا کہ ہر چیز اس کتاب پر ایمان ہے جو تو نے نازل فرمائی اور اس نبی پر جس کو تو نے رسول بنایا۔ |
| --- | --- |

محسن المسلمین۔ لفظ احسان جو آیت بالا میں ہے وہ معمولی لفظ نہیں لغت عرب میں
اس کا صحیح مفہوم نہیں بتا سکتا اور کوئی شخص یہاں قرینہ صادقہ سے ہی کام نہیں لے سکتا۔
صحیحین کی حدیث جسے ابو ہریرہ نے بیان کیا نیز اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث غایت شہرت اور صحت
صحت کے اعتبار سے بھی متواترات میں شامل ہو بیان ہوا ہے کہ سردار ملائک جبرئیل امین
علیہ السلام نے احسان کے معنے سید المرسلین امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کئے تھے اور اس کے جواب میں حضور نے یہ ارشاد فرمایا تھا الاحسان ان
تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک احسان یہ ہے کہ تو اللہ
تعالیٰ کی عبادت اس تیقن کے ساتھ کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے لیکن اگر یہ کیفیت
نہ ہو تب اس تیقن سے کہ وہ تجھے ضرور دیکھ ہی رہا ہے۔

اب لفظ مسلمان کا مفہوم سمجھنے کے لئے ذرا آیت ذیل پر تدبر فرمایئے

| قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین | کہدے کہ میری نماز میری قربانی میری بندگی عبادتیں اور مالی میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے جس کا ذات و صفات میں کوئی بھی شریک و ساجھی نہیں |
| --- | --- |

کہا ہے کہ مجھے یہی حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔
مسلمانو! غور بھی فرمایا یہ سب سے آخری بات ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس آخری جملہ کے
کہنے سے پیشتر کس طرح پر جملہ اعمال و افعال میں خلوص کا ہونا اور زندگی و موت کا کلیۃً
صدق پر مبنی ہونا اور اس حالت کے لئے اپنا مامور بہ ہونا ظاہر فرمایا گیا ہے آیت بالا سے
مستفاد یہ ہوا کہ مسلمان ہونے کا اعلان کرو تو اپنی زندگی کو فرمانبردارانہ بناؤ خلوص کو رفیق
راہ بناؤ اور صدق کو مشعل طریق سمجھو۔

دوستو کام کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر کام کرو بھلا کام نہ کسی سے جھگڑا ہے
اور نہ شورش کرتا ہے بلکہ اسکی بخشی ہوئی نعمت کا دسترخوان عام بچھا دیتا ہے بھوکے پیاسے
کی امداد کرتا ہے وہ بھوکے اور پیاسے جن کو مرغوب غذا اور پانی کی ہوس نہیں جن کو نیل اور گنگا
کے پانی کی تلاش نہیں ان کی روح بھوکی ہے ان کا قلب تشنہ ہے اللہ ہی کا ذکر اور اس میں

اطمینان بخش سکتا ہے اور اسی کی یاد روح کے لئے روح و ریحان بن سکتی ہے۔
لازم ہے کہ اسلام کو اسی رنگ میں ظاہر کرو جس رنگ میں آپ کے ہادی اسلام نے دکھایا۔
بپتسمہ کا رنگین پانی میں غوطہ لگانا ختم ہو چکا ہے اور چند رسوم کا مذہب یا دھرم ہونا اب عقلا
کے نزدیک بالکل کھیل ثابت ہو گیا ہے۔ اسلام رسوم سے بلند ہے اور قیود رسمی سے برتر
ہے اسلام کا پیغام ہر ایک سننے والے کے لئے یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| ان اللہ لا ینظر الی صورکم و | اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور تمہارے |
| لکن ینظر الی قلوبکم | دلوں کو پرکھ رہا ہے |

ایک دوسری آیت ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی
منکم۔ اللہ کے یہاں قربانی کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا ہاں تمہاری اطاعت پہنچتی ہے
ایک تیسری آیت میں ہے صبغة اللہ ومن احسن من اللہ صبغة اللہ کی
آیتیں اور اللہ کی آیتوں سے بڑھکر اور کہاں اچھا رنگ ہوگا۔
آپ کو سمجھ لینا چاہئے کہ تبلیغ اور اسلام یہ دو لفظ ہیں لیکن معناً دونوں ایک ہیں
اسلام ہی دنیا کا تنہا تبلیغی مذہب ہے اور اسلام ہی ہر ایک فرزند اسلام کو تبلیغ کا ذمہ
دار ٹھہراتا ہے۔ تبلیغ کی ابتدا خود اپنے نفس سے کرے۔ نواہی سے کلیۃً اجتناب کرے اور اوامر
ربانی پر بقدر استطاعت کاربند رہے۔ پس اس سلسلہ کو اپنی بیوی اپنے بچوں اور اپنے بزرگ
اور اقارب تک وسیع کرو حقوق ہمسایہ کو اور اپنے حقوق ہی سے تعلیم اسلام کو بھی جزو
لاینفک قرار دو۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر فرمایا ہے اس
آفتاب عالمتاب کی روشنی سب جگہ پہنچا دو دریافت سے معلوم ہو جائے گا کہ بعض گھر اب
تک بالکل تیرہ و تاریک ہیں ان میں نہ کوئی روشندان ہے اور نہ دریچہ ہے اس لئے وہاں
آفتاب روحانیت کی روشنی پہنچی ہی نہیں وہاں جہالت جرائم کا زور ہے اور ابو البشر کی نسل
جہل و غفلت میں ہلاک ہو رہی ہے۔ اسلام کی اشاعت صرف اسی سادہ رنگ میں ہو سکتی ہے
جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور ائمہ عظام کی حلیہ کا تھا اگر اسلام کا مبلغ فلسفہ قدیم و
حال سے بے خبر ہے اگر وہ سائنس کی سحرکاریوں سے ناآگاہ ہے اگر وہ مصطلحات منطق کا استعمال
اپنی گفتگو میں نہیں کر سکتا تب بھی وہ صحیح طور پر مبلغ اسلام بن سکتا ہے بشرطیکہ صحیح اسلام
کی تبلیغ کرے۔ اسلام کا اولین مسئلہ سب سے بلند تر مسئلہ توحید ہے اور خدا کا شکر ہے کہ
مسلمانوں کی چودہ صدیوں کی لگاتار کوششوں نے اب اس مسئلہ کی اہمیت اور صداقت کو
اتنا منوا دیا ہے کہ یزدان اور اہرمن کو برابر ماننے والے خدا، روح القدس اور بیٹا کو اقانیم
ثلثہ بتانے والے پھر ہر ایک قوم کو مستقل خدا کہنے والے اور ہزاروں لاکھوں بتوں میں
الیشر کی شکتی تسلیم کرنے والے اور انہی اصول پر ان کی پوجا کرنے والے بھی اب توحید کے
مخالف نہیں رہے بلکہ اب انکی براہین و دلائل کا زور وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت
ثابت کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ جب حالات اس قدر موافق ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ توحید
عددی سے آگے بڑھکر دنیا کو توحید فی الذات وفی الصفات کا سبق پڑھائیں اور توحید
فی العبادت والاستعانت کا بھی ان کو مادار بنائیں دنیا کی حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ انکے
اعمال ایاک نعبد سے کتنی دور ہیں اور ان کے اقوال ایاک نستعین سے کس قدر متناقض ہیں
ہماری تبلیغ کا پہلا مرحلہ اسی آیت کی تفسیر ہے اس کے آگے بڑھکر تبلیغ کا جزو دوم سیدنا
و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ محبت کا قائم کر لینا ہے۔ آپ جانتے
ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت فرض عین ہے اور اتباع و اطاعت جو شرعا
میں معتبر اور ایمانیات میں مسلم ہے وہی اتباع و طاعت ہے جس کی بنیاد محبت پر ہو
برکات و حسنات کی کنجی ہے اگر یہ کنجی تمہارے پاس نہیں تو جو اقفال قلوب پر پڑے

ہوئے ہیں ان کو کھولنا دشوار ہے اسلام یہی کہتا ہے جو محبت خدا نے [illegible]
محبت کا دعویٰ ہر ایک کلمہ خواں مسلم کرے

| | |
|---|---|
| لا یومن احدکم حتی اکون احب | نہیں ہے کوئی شخص مومن تم میں کا یہاں تک |
| الیہ من ولدہ و والدہ والناس | جب تک کہ اسے میرے ساتھ اپنی اولاد ماں باپ |
| اجمعین۔ | سب لوگوں سے بڑھکر محبت نہ ہو جائے |

میں تمام اہل اسلام سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان کی دعاؤں اور تمناؤں میں یہ آرزو
شامل ہے یا نہیں؟ ومرافقة نبیك فی الجنة یعنی جنت میں مجھے نبی کی رفاقت
حاصل ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا جواب ہر ایک مسلم یہی دیگا کہ ہاں ہاں ضرور ضرور
پس اگر ان کی یہی تمنا ہے یہی آرزو ہے اور یہی دعا ہے تو آؤ کہ میں تمہیں اس کامیابی
کی شاہراہ بتادوں۔ استغفر اللہ میں بتانے والا کون ہوں اس راہ میں کئی گردن پر چھری
رکھی جاتی ہے یہاں انانیت کا وجود نہیں رہتا آؤ میں تمہیں تمہارے ہادی عالم کی بتائی
ہوئی اور بنائی ہوئی شاہراہ کا نشان دکھادوں۔
حدیث پاک میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک صحابی حضور میں آئے اور حضور کے رخ
پرنور پر نظر جاکر اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ پلکوں کا جھپکنا بھی بند ہو جاتا ہے یہ نظارہ
حیرت کا نظارہ نہ تھا کیونکہ حیرت تو درک ماہیت سے قاصر ہے بلکہ یہ نظارہ تجلیات
انوار کا تھا اجتماع اسرار کا تھا یہ نظارہ بصارت افروز اور بصیرت افزا تھا ایک
بار اسے نبی کریم نے دیکھ لیا اور دریافت فرمایا تیرا کیا حال ہے عرض کیا کہ میں جب
یاد کرتا ہوں کہ حضور فردوس بریں کے بلند تر مقام میں ہوں گے جہاں مجھ جیسے حقیر
کی رسائی نہ ہوگی تب یقیناً دیدار پر انوار سے ہم محروم رہ جائینگے میں اپنے دل کو کہتا ہوں اور میں
اپنی آنکھوں کو بتاتا ہوں کہ جمال باکمال کا نظارہ اسی عالم میں کیا جا سکتا ہے کرو یہاں انوار
لوٹ لو پھر تو کہاں اور یہ موقع کہاں۔ حضور نے سن کر فرمایا اور! تم کیا بکتے سنو میں تمہیں
ایک راز بتاتا ہوں المرء مع من احب وہ انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے
یہ ارشاد نبوی سنکر فرشتہ جان حیات تازہ سے بہرہ اندوز ہوا اور بارے مجلا تو
یہی ارشاد زبان پر تھا صحابہ سنتے تھے اور شاداں ہوتے تھے ابن مسعود کہتے ہیں ایک
ایک وہ مسرت تھی جو داخل اسلام ہونے کے وقت ہوئی تھی یا آج یہ مسرت ہے جو اس کے
برابر کی ملی ہے"
دوستو! دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے کم از کم ایک گھنٹہ ایسا نکالو جبکہ تم
اپنے احساسات کو مادیات سے بلند کرسکو جبکہ روحانیات کی دروازہ کھٹکھٹا سکو لا رہبانیت
فی الاسلام کا ارشاد صحیح ہے مگر ساتھ ساتھ کے یہ فرمان واجب الاذعان بھی موجود ہے۔
وتبتل الیه تبتیلا "سب سے توڑ دو اور اس سے جوڑو" آپ پوچھیں گے کہ یہ کیونکر
ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں سوال میری حیثیت سے بڑھکر ہے مجھ جیسا گنہگار رو سیاہ گناہگار
جسے اپنے ذنوب پر سوائے اعتراف و اقرار کے اور کیا جواب دیگا اس کا جواب تو وہی
ہے جو اللہ نے رسول کو سکھایا اور ہمارے رسول نے اللہ ہی کے الفاظ میں ہم کو [illegible]
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ " اے رسول ان کو بتا دیجئے کہ اگر
تم اللہ کے محب ہو تو آؤ آگے بڑھو میری راہ پر چلو میرے نقش قدم کو راہ نما
کرو گے تمہارا رتبہ بڑھ جائے گا اب تم محب ہو اور پھر محبوب بن جاؤ گے
الہٰی قرآن پر ہمارا ایمان ہے الہٰی تیرے رسول کی پیروی ہمارا شعار ہو
اب ہمارا نام بھی تیرے پاک دفتر میں لکھ لیا جائے
ثم الصلوٰة علی النبی شانہ [illegible]

# صلاحیت اور اسلام

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد)

قرآن کریم میں ارشاد باری ہو ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اس آیت سے ظاہر ہے کہ جب سے روح انسانی کی ہدایت کے لئے خالق ارض و سما نے اپنے مقبول بندوں کے ذریعہ احکام نازل فرمانا شروع کئے اسی وقت سے اس امر کا اعلان کر دیا گیا کہ اگر دنیا میں حکومت و آزادی اور غلبہ و عزت کا حق ہو سکتا ہے تو فقط ان کو ہو سکتا ہے جن میں حکومت کی صلاحیت و اہلیت موجود ہے اور جو پوری قابلیت رکھتے ہیں فلسفہ کو اپنے کمالات و استدلالات پر ناز ہو سکتا ہے اور سائنس اپنے انکشافات و ایجادات پر فخر کر سکتی ہے لیکن جس اعجاز و اختصار اور جس بلاغت و عمدگی کے ساتھ آیت بالا میں قرآن کریم نے اس پر بحث کی ہے وہ اپنی نوعیت میں سب سے جداگانہ اور سب سے بہتر ہے پڑھنے والے ہر روز قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں نصوص و آیات ان کی نظروں سے گذرتی ہیں صالحون کا لفظ بکرات و مرات نگاہوں کے سامنے آتا ہے لیکن تغافل نے آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور کوئی یہ نہیں سوچتا کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں "صالح" کا مفہوم کیا ہے اور جا بجا ایمان کے ساتھ وعملوا الصلحت جو کہا گیا ہے اس سے مقصد ربی کیا ہے۔

عمل صالح اور انسان صالح کے الفاظ زبانوں پر رہتے ہیں اور عام طور سے کہا جاتا ہے کہ عبداللہ یا عبدالرحمن بڑا صالح جوان ہے مگر پھر بھی اصلی معانی سے بعد ہی رہتا ہے اور اسے نیکی کا مترادف سمجھکر سب خاموش ہو جاتے ہیں حالانکہ اپنے مطالب و معانی کے اعتبار سے یہ لفظ بہت وسیع ہے اور صالح وہی نہیں جو نیک ہو بلکہ وہ ہے جس میں عمل کی پوری صلاحیت و اہلیت ہو اور جو اعتقاداً و عملاً نیک بھی ہو اور جملہ امور کی تکمیل کی پوری لیاقت بھی رکھتا ہے ایک شخص ہو اس کے اعتقادات بہت صحیح جذبات بہت عالی و الہیات بہت بلند عزائم بہت رفیع اور اعمال بہت درست اور منشائے الٰہی کے عین مطابق ہوں وہ قرآنی احکام و اوامر کے سایہ میں قدم اٹھاتا اور منہیات کے کانٹوں سے بچتا اور دامن کو بچاتا ہوا آگے بڑھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ترقی کی بلندیوں پر فائز نہ ہو اور ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا انتہائی عروج پر نہ پہنچ جائے اسی بلندی اور اسی عروج کو قرآن کریم نے ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ وسیع اور عریض زمین تو گویا صلاحیت اور رکھنے والے بندوں کی میراث ہے اور اس پر وہ ضرور قابض ہوں گے میراث کے لفظ نے اس جملہ میں کتنی قوی روح مرکوز کر دی ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر انسان بڑی آسانی کے ساتھ بلا تکلف قابض ہو جاتا ہے بتانا اور ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ یہ زمین اور اس پر آباد اور پر رونق بلاد اور بستیاں غیروں کی چیز نہیں ہیں کوئی عسیر الحصول شے نہیں جن پر قبضہ مشکل ہو بلکہ یہ تو صلاحیت رکھنے والے بندوں کی گویا میراث ہیں جو لازماً انہیں مل کر رہیں گی "بشرط" محض صلاحیت ہے جہاں صلاحیت پیدا ہو گئی پھر عروج و بلندی اور فرمانروائی کوئی دشوار نہیں۔

## قابلیت کی حکمرانی

پورا قرآن پڑھ جائیے اس کی مختلف آیات پر نظر ڈالیے اس کے معانی و مطالب پر غور کیجئے کہیں اور کسی جگہ فقط ایمان یا اعتقاد کو رب قدیر نے کوئی اہمیت نہیں دی اور نہ اسے باعث اجر بتایا بلکہ اس کے ساتھ برابر اعمال صالحہ کی قید عائد نظر آئے گی اعمال صالحہ کیا ہیں؟ قرآنی اوامر و نواہی کی روشنی میں چلنا اور ان کے عین مطابق عمل کرنا پھر قرآنی اوامر و نواہی" کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان مفید راہوں پر گامزن ہو اور مضر اور ترقی سوز کرنے والے راستوں پر قدم فرسائی سے بچا رہے تاکہ وہ منزل مقصود اور صلاحیت کے مرحلہ پر پہنچ جائے یہ منزل اور یہ مرحلہ "ارض کی ملکیت اور" زمین پر قبضہ" ہے جس کی صورتیں مختلف ہیں مگر ہیں سب ایسی جو انسان کو اطمینان و آسودگی کی زندگی سے بہرہ مند کرتی ہیں مثلاً زمینداری جاگیرداری، تعلقہ داری، ریاست داری، یا ملکداری اب جس میں جتنی صلاحیت ہوگی وہ اتنی ہی منزلت حاصل کریگا اصل چیز اور حقیقی خوشحالی ملکیت ارض ہی سے شروع ہوتی ہو جس کے قبضہ میں زمین کا کوئی قطعہ اور کوئی حصہ نہیں وہ دنیا میں مفلس اور قلاش کہلاتا ہے اور کہلانا چاہئے اس لئے کہ جو اپنا سر چھپانے کے لئے دس گز زمین کا بھی مالک نہ ہو وہ دوسروں کے رحم پر زندگی بسر کرنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اور اسے کیا اطمینان نصیب ہو سکتا ہے اطمینان و راحت اسی کو نصیب ہو جو اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق زمین کے قطعات کے مالک ہیں اور جس کی ادنیٰ صورت زمینداری اور اعلیٰ صورت فرمانروائی و بادشاہی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے دنیوی فوز و فلاح کہا جا سکتا ہے۔

## بندگی کے لئے درس عمل

غور کیجئے کہ اس ایک آیت میں خدائے قدوس نے اپنے بندوں کو کیا بتایا اور ان پر ترقی کے کیسے اسرار کھولدیئے اور وہ بھی کتنی آسانی کے ساتھ: نہ کرنے والوں اور عمل سے بیگانگی برتنے والوں کے لئے یہ چیز ضرور مشکل اور دشوار نظر آئیگی لیکن جن میں صلاحیت و اہلیت حاصل ہو ان کے لئے زمینداری و جاگیرداری تو ایک طرف ملکداری و فرمانروائی بھی کچھ مشکل نہیں حیدر علی، نادرشاہ، چنگیز، سبکتگین اور شیر شاہ کی مثالیں چھوڑ دو کہ یہ زمانہ قدیم کے صلاحیت والوں کی صلاحیت و لیاقت اور عزیمت و حوصلہ مندی کی داستانیں ہیں۔ اس زمانے کے چند اہلیت و صلاحیت کے مالکوں کی ارتقائی زندگی پر نظر ڈالو تو آپ کی آنکھوں کے سامنے فوجی سپاہیوں کے گھوڑوں کو گھاس کھود کھود کر ڈالنے والا سپاہی آج اعلیٰحضرت رضا شاہ بنا ہوا ہے سریر ایران پر پوری سطوت و شوکت کے ساتھ متمکن ہے ایک معمولی کسان کا بیٹا اطالیہ میں مسولینی کے نام سے سیاہ و سفید کا مالک بنا ہوا ہے ایک ادنیٰ و غریب ترک اسی صلاحیت و قابلیت کی بدولت جمہور ترکیہ کے تخت اور سلطان محمد فاتح کی میراث کا وارث بنکر غازی اعظم مصطفےٰ کمال کے نام سے دنیا میں شہرت یاب ہے غازی نادرشاہ نے محض ایک تلوار لٹکا کر تخت افغانستان حاصل کر لیا۔

فرزندان اسلام کی پوری تاریخ اسی قسم کی اولوالعزمیوں اور صلاحیتوں کے انوار سے جلوہ گاہ حیثیت بنی ہوئی ہے ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی حیثیت کیا تھی مال و زر میں تو ایک طرف جانوں تک کی خیر نہ تھی نان جویں کو محتاج تھے گروہ

کو بھی دنیا میں کوئی شہرت واہمیت نہ تھی لیکن آفتاب اسلام کی تمام شعاعوں کو انہوں نے اپنے قلوب میں مرتکز کر کے وہ صلاحیت واہلیت بہم پہنچائی کہ ابھی پوری ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ انہی مفلسوں اور غریبوں کے تخت ربع مسکوں کے گوشے گوشے میں بچھے ہوئے تھے اور دنیا کے گردن فرازوں کے سر ان کے آستانوں پر جھکے ہوئے تھے اور پوری دنیا ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر متاع اور ہر چیز ان کی ملکیت تھی یزدجرد شہنشاہ ایران نے ان کے اسی بڑھتے ہوئے اقتدار کی عظمتوں ہی کو دیکھکر تو یہ کہا تھا ؂

زشیر شتر خوردن و سوسمار عرب را بجائے رسیدا ست کار
کہ تاج کیاں را کنند آرزو تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اگر یزدجرد اس وقت ان کی صلاحیت وقابلیت پر جو انوار اسلام نے ان کے اندر پیدا کر دی تھی ایک نظر ڈال لیتا تو وہ چرخ گرداں پر تفو کرنے کے بجائے اپنی اور اپنے ایرانیوں کی نااہلی پر تفو کرتا فرمان ربی کے مطابق واقعی زمین کسی کی میراث نہیں میراث ہے تو صلاحیت والوں کی کیا نی و ساسانی جب تک صلاحیت کے حامل رہے دنیا ان کے سامنے جھکی اور جب یہ روح ان سے نکل گئی یا ان سے بہتر صلاحیت والے مسلمان پیدا ہو گئے تو وہ اس میراث کے مالک بنے مسلمان اپنی پستی کا شکوہ تو کرنے میں بہت دلیر ہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کچھ انکی اپنی نااہلی اور عدم صلاحیت کا قصور ہے قرآن آج بھی موجود ہے اور اس میں نہ راہیں اس وقت بھی بتائی گئی اور ظاہر کی ہوئی نظر آ رہی ہیں جن پر گامزن ہو کر مسلمان دنیا پر قابض و متصرف ہو گئے تھے وعدہ الٰہی بھی موجود ہے مسلمان اپنے اندر صلاحیت واہلیت پیدا کریں پھر ان کے لئے بھی قرون اولیٰ کی کامرانیاں موجود ہو جائینگی۔

## سائنس اور اسلام

یونان کے عہد عصر فرزند معلم اول سے لیکر انیسویں صدی کے آخر تک نوع انسانی کی متواتر و مسلسل علمی تحقیقات کا نچوڑ اگر دیکھنا ہو تو آپ ڈارون کے نظریہ ارتقا پر ایک نگاہ ڈال لیں اس نظریہ نے دنیا پر یہ حقیقت منکشف کی تھی کہ دنیا جد و جہد کا ایک وسیع میدان ہے یہاں ہر طاقتور جاندار کمزور جاندار کو اس لئے ہلاک و تباہ کر دیتا ہے کہ وہ اپنے سامان حیات بہم پہنچائے جو ہمیشہ ایک محدود مقدار میں موجود رہتا ہے اور جس سے بہرہ مند ہونے کی نہ احتیاج ہوتی ہے اسے ہی نظر آتی ہے ہر طاقتور انسان جس طرح اپنے سے کمزور انسان پر عرصہ حیات تنگ کرنے پر تلا رہتا ہے اسی طرح ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو اور ہر قوی درندہ ضعیف درندہ کو اپنی خوراک بنا لیتا ہے اطالیہ طرابلس پر فرانس ٹیونس و الجزائر پر ہسپانیہ مراکش پر اور جاپان چین پر اور کسی لئے نہیں محض اسلئے دانت تیز کئے ہوئے بڑھا کہ وہ خود اس سامان حیات سے بہرہ مند ہو جس پر یہ کمزور قابض چلے آتے تھے یہ قدرت کا ایک اٹل قانون ہے جو مختلف جائز و ناجائز صورتوں میں برسر عمل رہتا ہے اور اسی کو جہد للحیات اور تنازع للبقا کہتے ہیں جن کے بازوؤں میں قوت اور دلوں میں حوصلہ اور امنگ ہوتی ہے وہ اپنی ہستیاں برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور کمزوروں کے ہزار ہا لشکر بھی انہیں طاقتوروں کی دستبرد سے نہیں بچا سکتے تا وقتیکہ یہ کمزور بھی خود کر ہمت چست کر کے آمادۂ عمل نہوں مسلم ممالک و بلاد ایک ایک کر کے طاقتوروں کے تنور شکم کا ایندھن بن گئے اور اس وقت چلین اسی مصیبت میں گرفتار ہے لیکن کسی نے ان کی ہمدردی کے نعرے اور کسی کو اپنے مفاد کے سامنے کمزوروں کے مفاد کی پروا ہوئی مذہب و سائنس کی معاندت کی کتنی ہی تشہیر کی جائے لیکن یہ حقیقت پھر حقیقت ہی رہے گی کہ دنیا کا ایک مذہب تو کم از کم اب بھی ایسا ہے جو سائنس کی مطابقت کر رہا ہے اور وہ اسلام ہے

آپ سائنس کے اسی زیر نظر نظریہ کو آیت مکرمہ بالا سے مطابق کر کے آپ خود اس کی صحت کی آزمائش کر لیجئے کچھ سائنس نے انیسویں صدی میں انکشاف کیا وہ اسلام آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی واضح کر چکا تھا۔

## زندہ رہنے کی اہلیت

اگر سائنس نے یہ کہا ہے اور شدومد کی زبان سے یہ کہلوایا ہے کہ زندہ رہنے کی خواہش اسی کو ہو سکتی ہے جو زندہ رہنا چاہیں اور جن کے بازوؤں میں طاقت ہو اسی طرح اسلام نے بھی بتایا ہے کہ ہر اس جماعت انسانی کے لئے جو زندہ رہنا چاہتی ہے یہ ضروری اور لازمی ہے کہ وہ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ہر قسم کا سامان فراہم رکھیں اور ہر طرح کیل کانٹے سے لیس رہیں واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخیل یہ تعلیم چونکہ خدائی تعلیم ہے اور کسی انسان کے دماغ و ذہن کی کرشمہ کاری نہیں اس لئے اس میں کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا اور ایجاز و اختصار کے ساتھ ہر جز کے متعلق کافی تصریح کر دی گئی ہے چونکہ تیاری سامان حقیقت میں کوئی چیز نہ تھی جب تک اس سے کوئی کام نہ لیا جائے اور اسے لیکر میدان جنگ میں نہ نکلا جائے اس لئے دوسری جگہ اسے ضروری بتانے کے لئے یہ بھی واضح کر دیا کہ یا ایها الذین آمنوا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم یہاں بھی یہ کتہ نہیں بھولا گیا اور سائنس کے عین مطابقت میں یہ بھی صراحت کر دی کہ سعی و عمل سے دور رہنے والی قومیں فنا کر دی جاتی ہیں اور جد و جہد کے میدان سے راہ فرار اختیار کرنے والے صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاتے ہیں نالائقوں اور نااہلوں کے سنبھلنے اور زندہ رہنے کے امکانات باقی نہیں رہتے اور ان کے لئے مٹنے اور تباہ ہونے کے سوا کوئی راستہ نظر نہیں آتا آپ خدا کی آخری الہامی کتاب کھول کر دیکھیں اور غور کریں کہ سائنس کے دعاوی کی توثیق کس خوبی و شکوہ کے ساتھ قرآن کر رہا ہے اور بتاتا ہے فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون یعنی جب کوئی قوم احکام الٰہی کو بالکل بھلا دیتی ہے تو اس کے لئے کچھ مدت کے لئے سب راہ روی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جب وہ اپنی گمراہی میں مستغرق ہو جاتی ہے تو پھر اچانک اللہ تعالیٰ کا عذاب اسے آگھیرتا ہے اور پھر وہ مایوس اور ناامید ہو کر رہ جاتی ہے اس وقت ایسی قوم جس نے اپنے اوپر ظلم کیا اس طرح مٹا دی جاتی ہے کہ اس کی جڑیں تک کاٹ دی جاتی ہیں۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس قوم کے ساتھ زیادتی ہے اور اس کی جڑیں کاٹ کر رکھ دینا ظلم کی حد تک پہنچتا ہے آپ کو فلسفہ عمل و طاقت بتایا جا چکا ہے دنیا کے فلاسفروں اور جدید ترین سائنس کے انکشافات نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ نالائقوں اور اہلیت نہ رکھنے والوں کی جگہ یہ نہیں انہیں کوئی حق نہیں کہ یہ بار زمین بنے رہیں اس آیت میں اسی فلسفہ کی تشریح ہے جو قوم خدا کے قدوس کو بھول جائیگی اور اس کے احکامات کو گلدستہ طاق نسیاں بنائے گی ظاہر ہے کہ وہ گمراہی میں پڑ جائیگی اور جب گمراہی میں پڑیگی تو اس کی تمام صلاحیتیں اور لیاقتیں رفتہ رفتہ فنا ہو کر رہ جائیں گی پھر ایسی قوم کا جو انجام ہو سکتا ہے وہی ہوگا دنیا میں اس کی صدہا مثالیں موجود ہیں جب تک کسی قوم میں اہلیت رہتی ہے وہ عروج و عظمت کی بلندیوں پر آفتاب بلکر چمکتی رہتی ہے اور جہاں صلاحیت مفقود ہوئی اس کی جگہ دوسری صلاحیت رکھنے والی قوم لے لیتی ہے یہی سب ہندوستان میں ہوا اور یہی ہر جگہ میں ہوتا چلا آیا ہے قرآن کریم میں بھی اسی صفات و اہلیت کی بدولت [illegible] کے عبرتناک قصے جا بجا موجود ہیں اور از منہ قدیم میں [illegible]

# فرزندانِ اسلام اور امید کی جلوہ گری

(از جناب مولانا شریف احمد صاحب امروہی)

مسلمان اس وقت گوناگوں مصائب بلوائیدہ کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان پر ایک ایسا دور گزر رہا ہے جس کی بنا پر ایک دو نہیں بہت سے اشخاص ان کی ترقی اور ان کے ابھرنے اور اٹھنے کے متعلق مایوسی یا سرد نومیدی کا اظہار کرنے لگے ہیں حقیقت بھی یہی ہے کہ فی زمانہ اس اونٹ کی کوئی کل بھی سیدھی نظر نہیں آتی اور یہ ترقی کے بجائے پستی کی جانب تیزی کے ساتھ کھینچے چلے جا رہے ہیں لیکن اسلام نے انہیں لا تیئسوا من روح اللہ کا جو حکم دیا ہے اس کے پیش نظر مسلمان مجبور ہیں کہ وہ اپنی ترقی سے نومید نہ ہوں اور خدا کے قدوس کے فضل و کرم کو اپنی پسمندگیوں اور مایوسیوں کے سمندر میں غرق نہ ہونے دیں ساتھ ہی وہ یہ بھی خوب سمجھ لیں کہ اگرچہ اسلام نے مایوسی کو کفر بتا کر انہیں اس کے فضل و کرم پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی ہے لیکن اس کا یہ مدعا ہرگز نہیں کہ وہ آسمان کی طرف منہ اٹھائے کسی لطیفۂ غیبی کے منتظر رہیں اور امید دلانے اور امید قائم رکھنے کے معانی یہ سمجھ لیں کہ انہیں کام کرنے اور اسباب دنیوی سے استفادہ کی کوئی حاجت نہیں خود خدائے قدیر غیب سے ان کے لئے سامان ترقی پیدا کر دیگا اور وہ عروج و عظمت کی بلندیوں پر آفتاب بنا چمکنے لگیں گے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خوب سمجھ کر وہ اور کامیابی کے لئے اس کے فضل پر اعتماد اور کھو پہلے آپ اس فلسفہ کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ انسان اپنی ترقی کے لئے فطرتاً کوئی نہ کوئی تدبیر سوچتا اور مختلف راہیں نکالتا رہتا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ محض امید و کرم اور توکل علی اللہ ہی کو تدبیر سمجھ لے یا اپنی تدابیر کو پوری قوت اور پوری سرگرمی کے ساتھ عمل میں لائے۔

## تدابیر اور انسان

تدابیر کی نوعیت بھی یہ ہے کہ یہ اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی بعض لوگ تو ترقی کرنا چاہتے ہیں مگر اس طرح کہ وہ ترقی کر جائے خواہ دنیا تباہ ہو جائے یا رہے بعض افراد اپنی ترقی کے لئے دوسروں کو تباہ کرنے کی کوشش عمداً کرتے ہیں اور انہیں خود ترقی کر جانے کے جنون میں اپنے دنیا کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں بھی کوئی تامل نہیں ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ ایک انسان تو دوسروں کی بربادی اس وقت چاہتا ہے جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ ان کو برباد کئے بغیر اسکی ترقی ممکن ہی نہیں اور ایک ایسا ہوتا ہے جو پہلی ہی مرتبہ خیال کر لیتا ہے کہ جب تک میں دوسروں کو برباد نہ کر لوں ترقی کر ہی نہیں سکتا یہ تو وہ لوگ ہیں جو عمداً یا غیر عمداً دوسروں کی ہڈیوں اور تباہیوں پر اپنی ترقی کی بنائیں استوار کرتے ہیں ان کی راہ میں جو آتا ہے پستا چلا جاتا ہے اور انہیں اسکی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی اس کے بعد وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی ترقی کی رفتار کے لئے کسی کی تباہی تو مقصود نہیں ہوتی اور اگر وہ کسی کو تباہ ہوتے دیکھتے ہیں تو اپنے قدموں کی رفتار سست کر دیتے ہیں لیکن انہیں باقی دنیا کے ساتھ ایسی کوئی وابستگی اور ہمدردی نہیں ہوتی پھر ایک وہ جماعت ہوتی ہے جو اپنی ترقیات کے ساتھ اپنے جنس کی ترقیات کو بھی پیش نظر رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ میرے ساتھ دوسرے بھی ترقی کر جائیں۔

اس کے بعد خواص کا گروہ ہے جس میں ایک گروہ صرف اپنی ہی ترقی کے لئے مصروف عمل نہیں ہوتا بلکہ ساتھ ہی دوسروں کو اٹھانے اور بڑھانے کے لئے اپنی تمام طاقتیں وقف کر دیتے ہیں اور پوری زندگی اسی سعی میں گزار دیتے ہیں کہ ہم بھی ترقی کریں اور دوسروں کو بھی بام رفعت تک پہنچانے کے لئے ہر امکانی جد و جہد سے کام لیتے رہیں یہ گروہ مبارک اور پاکیزہ گروہ ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر سعادت و شرف ان لوگوں کے حصہ میں ہے جو دوسروں کو ترقیات کی بلندی پر پہنچانے کے جوش میں نہ صرف یہ کہ اپنی ترقیوں کو بھول جاتے ہیں بلکہ وہ اکثر خود نقصان اٹھا کر بھی دوسروں کو بڑھانے اور فائدہ پہنچانے کی جد و جہد میں والہانہ مصروف رہتے ہیں خاصان خدا کی حالت یہ ہوتی ہے کہ انہیں کسی وقت بھی اپنا فائدہ مقصود نہیں ہوتا وہ اپنے نفع نقصان اور اپنی ترقیوں کو بھول کر اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر تانیہ دوسروں ہی کے فائدہ اور بنی نوع انسان کی ترقی کے لئے وقف کئے رہتے ہیں دیکھ لیجئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے افادہ انام کے لئے کیسے کیسے زہرہ گداز اور ہمت فرسا نقصانات اٹھائے اور تکالیف سہیں زندگی کا عیش اور حیات کے تمام آرام مخلوق خدا کی راحت رسانی کیلئے وقف کر دیئے انتہائی مصائب برداشت کر کے اور بیشمار تکالیف جھیل کر اپنی امت کو آگے بڑھایا اور کفار کے ساتھ وہ شاندار سلوک کئے کہ وہ بندۂ احسان بن گئے۔

## انسانی خصائص کی تقسیم

کسی کے اندر بدی زیادہ ہوتی ہے کسی کے اندر کم، کوئی بہت نیک ہوتا ہے اور کوئی کم اس رنگ و طبع کے لوگ ہر قرن اور ہر صدی میں موجود رہے ہیں اور آج بھی ہر شخص اپنے گرد و پیش کے حالات و ماحول پر نظر ڈال کر اس فلسفہ کی صداقت کا امتحان کر سکتا ہے لوگوں کو جیسے انسانوں سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا بہت اچھی ہے اور بروں سے پالا پڑتا ہے تو وہ اسے بری جگہ خیال کرنے لگتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دنیا فی نفسہ بری چیز نہیں حدیث شریف میں تو اسے آخرت کی کھیتی بتایا گیا ہے اور اس کے سنوارنے کے لئے جا بجا تاکیدی حکم آئے ہیں اور قرآن کریم کی دعاؤں میں بھی دنیا کو مقدم رکھا گیا ہے واقعی انسان چاہے اللہ اسلام کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن رہے تو خود نظر آ جائے گا کہ دنیا اچھی چیز ہے اور یہاں کی کامیابیاں اور یہاں کے اعمال حسنہ ہی آخرت میں اس کے عیش و آسائش کے ضامن و کفیل بن سکتے ہیں۔

جتنا قصور ہے وہ خود اپنا ہے دنیا کا نہیں جو انسان بھی غافلانہ زندگی بسر کرے گا نقصان اٹھائیگا اور جو چوکنا اور ہوشیار رہے گا اسے دنیا کے تمام شیاطین بھی مل کر کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اگر انسان کی فطرت پر نفسیاتی نقطۂ نظر سے غور کیا جائے تو اُسے اس میں بھی عجیب و غریب رنگ نظر آئینگے اور دماغی رجحانات کے اختلافات کے ایسے بوقلموں جلوے نظر آئینگے کہ اگر عقل دنگ رہ جائیگی اور ذہنوں پر استعجابی حالت طاری ہو جائیگی بعض لوگ ہی دنیا میں ایسے نظر آئینگے کہ وہ اچھے لوگوں اور اچھی صحبت میں رہتے ہوئے بھی یہ محسوس کرینگے کہ وہ بری حالت اور برے ملنے میں گھرے ہوئے ہیں اور بعض افراد بری صحبت اور برے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے باوجود یہ خیال کرتے ہوں گے کہ ان کا حلقہ

ت بہتر ہے اور وہ بڑے اچھے لوگوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں بعض کی نونظر
سخ ہوتی ہے اور وہ فطرتاً ہی غلط نتائج اخذ کرنے لگتے ہیں اور بعض ایسے ہوں گے
جن صحبت عادت ماحول اور جسمانی و اخلاقی عوارض نے بگاڑ دیا ہوگا ان امور میں طبعی
مزاج کو بھی بڑا دخل ہے بعض ہر چیز کے اچھے پہلو ہی کو دیکھتے ہیں اور بعض کی
حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اچھی چیز میں بھی برا پہلو نکال لیتے ہیں بعض کے چہرہ پر
ہر وقت تبسم کھیلتا رہتا ہے اور بعض ہر وقت قسمت بیچارہ رونا روتے رہتے ہیں
کسی کا مزاج نرم ہوتا ہے کسی کا سخت کسی کی گفتگو میں بلا کی شیرینی و حلاوت ہوتی
ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ سیدھی بات بھی اس کے منہ سے تلخ ہی ہو کر نکلتی
ہے بعض افراد معمولی سی تکلیف کو بہت بڑی مصیبت سمجھ لیتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ
نقصانوں اور نقصانوں پر ناامید اور ہراساں ہونے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دنیا میں
ہم سے زیادہ کوئی مصیبت زدہ ہے ہی نہیں اور بعض کی طبیعت فطرتاً ایسی بشاش
و دلشاد ہوتی ہے کہ وہ بڑی سے بڑی مصیبت پر بھی بے پرواہی سے ہنستے رہتے
ہیں اور انھیں اپنے گرد و پیش ہر طرف عیش و راحت ہی کے چشمے بہتے نظر آتے ہیں
انسان کی اپنی طبیعت اور اپنی عادت اور اپنے مزاج کا نقص ہوتا ہے کہ بعض
آسائش کے زمزموں میں بھی رہتے ہوئے خود کو جہنم میں پڑا خیال کرتا ہے
اور نیک لوگ مصیبت کو اپنے لئے راحت سمجھتے ہی نہیں بلکہ حقیقت میں اسے
اپنے لئے راحت بنا لیتے ہیں ایک فلاسفر کا یہ قول کتنا بلیغ اور کتنا صحیح ہے کہ
انسان کی جنت و دوزخ اس کا مزاج ہے" مزاج اچھا ہے تو مصیبت کی زندگی
کو بھی یہ اپنے لئے جنت کی زندگی بنا لے گا اور اگر مزاج برا ہے تو عیش کی زندگی
بھی اسے جہنم کی زندگی نظر آئے گی۔

## امید اور اسلام

حدیث شریف میں آیا ہے کہ خوش مزاجی خوش نصیبی ہے اور قرآن کریم میں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اور لا تیئسو من روح اللہ کی آیات موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ
خدائے قدوس اپنے بندوں کو خوش امید اور بشاش دیکھنا چاہتا ہے اور اسلام
پکار پکار کر مایوسی کو معصیت نہیں بلکہ کفر بتاتا ہے اس کے متعلق متعدد احادیث
بھی موجود ہیں اگر ہم قرآن کریم کا بغور مطالعہ کریں تو اس میں ہمیں ہر جگہ یہی روح
کارفرما نظر آئے گی، ایزد تبارک و تعالیٰ نے جہاں بندوں کو اپنے سے ڈرنے
کا حکم بھی دیا ہے وہاں بھی پیکر جلالی بنکر! ذرا خشیۃ الرحمن من الغیب
کے مفہوم پر غور کیجئے رب قدیر یہ کہیں نہیں فرماتا ہے کہ مجھ جبار سے ڈرو یہ تمہارے
خوف کھاؤ کہتا ہے تو یہ کہ رحمٰن سے ڈرو۔ رحمانیت رحم کی انتہائی صورت
ہے جو صرف خدائے برتر و توانا ہی کی ذات اعلیٰ سے مخصوص ہے انسان قہار
اور جابروں سے بھی ڈرتا ہے اور ماں باپ سے بھی لیکن جہاں اول الذکر خوف
میں ایک ابتذال پایا جاتا ہے وہاں موخر الذکر خوف میں ایک شان کرم جلوہ گر
ہے اور یہ خوف محبت کا خوف ہے اور یہی تمام کمالات انسانی کا باعث ہے قرآن
کریم کی پہلی ہی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے رب المسلمین نہیں بلکہ رب العٰلمین
فرماتا ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ ہر قوم ہر طبقہ کا انسان اسے اپنا پروردگار
سمجھے اور اس سے اچھی توقعات وابستہ رکھے جب ہر شخص اسے اپنا رب سمجھے
گا تو اس کی امیدیں اور امنگیں بھی زندہ رہیں گی اور کسی کو اس کی طرف سے
مایوس ہونے کا موقع نہ ملیگا۔

## ربوبیت کی شان

رب کے معنے اصلاً یہی ہیں کہ نہ صرف کسی کی پرورش ہی نہیں کرتا بلکہ انھیں ادنیٰ حالت سے اٹھا کر
بام رفیع تک پہنچا دیتا ہے ظاہر ہے کہ ایسی یکتا و اعلیٰ ہستی کو اپنا رب اور مالک
یہ جانتے ہوئے کہ وہ ترقی دے سکتا ہے کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہیں ہو سکتا
اسے ہر وقت یہی خیال رہے گا کہ وہ میرا بھی رب ہے اور مجھے بھی ترقی دے
سکتا ہے اس لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں اور میری تکالیف اور بدبختیوں کو دفع
کرنے والا موجود ہے۔ مایوس حضرات اپنی فطری مایوسیوں سے مغلوب ہو کر اس
اشتباہ کا اظہار کر سکتے ہیں کہ یہ تو تسلیم ہے کہ وہ رب ہے اور اپنے بندوں کو ترقی کی
بلندیوں پر پہنچا سکتا ہے لیکن کیا اس سے یہی لازم آتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو
واقعی ترقی پر پہنچانے کا ارادہ بھی رکھتا ہے اور اس ارادہ کا ظہور بھی شروع ہو گیا
ہے اس کا ازالہ پہلے جملہ الحمد للہ میں کر دیا گیا ہے ہم روزمرہ میں بھی الحمد للہ
ایسے ہی مواقع پر استعمال کرتے ہیں جبکہ ہمارے قلوب احسانات ربانی کے احساس
سے لبریز ہوتے ہیں اور یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس کا کرم ہم پر بے حساب نازل
ہو رہا ہے اس سورہ شریف میں رب العالمین کے ساتھ الحمد للہ کے جملہ کا استعمال
واضح کر رہا ہے کہ اس کے ابواب رحمت وا ہو چکے ہیں اور اس نے اپنے کرم کی بارش
بندوں پر شروع کر دی ہیں آخر تعریف تو اسی وقت کی جاتی ہے جب کرم ہو رہا
ہو پھر حمد کے ساتھ "ال" لگا کر یہ بھی واضح کر دیا کہ اس کی طرف سے رحمت ہی رحمت
کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور تباہیوں اور بربادیوں کے دروازے بند ہیں
یعنی تعریف ہی تعریف ہے بالفاظ دیگر وہ کرم ہی کرم میں مشغول ہے ہمارا مایوس دل
اور مومنوں کے لئے عالی بختی اور بندہ نوازی کی یہ کتنی شاندار بشارت ہے اور الحمد للہ
ہماری ہمتوں کو کس درجہ اور کس قدر بڑھانے اور ڈھارس بندھانے والا جملہ ہے
اب رہی یہ بات کہ دنیا میں تباہیاں بھی نازل ہوتی ہیں اور جب ان کا نزول مسلم
ہے تو آخر انھیں کونسی قوت بندوں پر نازل کرتی ہے اس شبہ کے ازالہ کے لئے بھی
ہمیں قرآن کریم ہی سے استصواب کرنا چاہیئے ارشاد فرماتا ہے ما اصابکم
من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر تم پر جو بلائیں اور مصیبتیں
نازل ہوتی ہیں وہ تمہارے ہی فعل و کردار کا نتیجہ ہوتی ہیں ہم تو تمہارے ان بد اعمال
گناہوں میں سے بہت سے گناہوں کو اپنی طرف سے معاف کر دیتے ہیں اور یہ واقعہ
ہے کہ ہم اپنی طمع و حرص اور غلط کاریوں اور غلط اندیشیوں سے اپنے اوپر خود بلاؤں
اور مصیبتوں کو نازل کرتے رہتے ہیں معترض اس پر بھی کہہ سکتا ہے کہ جنگ و حرب اور
بیماریاں وغیرہ کو تو ہم اپنی غلطیوں کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں لیکن سیلابوں طوفانوں اور
آتشزدگیوں اور اسی قسم کی دیگر آفات ارضی و سماوی میں ہماری اپنی غلطیوں کو کیا دخل
حاصل ہے یہاں تو ہم بے بس ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہماری غفلتیں حد سے تجاوز کر
بڑھ جاتی ہیں تو ہمارے تنبہ و عبرت کے لئے یہ بلائیں نازل ہوتی ہیں اور ان میں ہمارے
لئے بہت سے درس عبرت پوشیدہ اور مضمر ہوتے ہیں قرآن کریم ہی میں ان امور کے
متعلق بھی تصریح ہے اور لکھا ہے کہ ہم بندوں کے تنبہ اور عبرت کے لئے سال میں
ایک دو دفعہ بلائیں نازل کرتے ہیں لیکن انسان اتنا غافل اور سہل انگار ہے کہ وہ اس
سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتا اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ بلائیں بھی ہمارے
فائدہ اور ہمارے انتباہ ہی کے لئے نازل ہوتی ہیں ورنہ خدائے قدوس کو اپنے
بندوں کے ساتھ کوئی مخاصمت اور کوئی بیر نہیں ہے وہ جو کچھ کرتا ہے اس میں بندوں

سکتے [illegible] مضر ہوتے ہیں۔

## رحمت ایزدی کی عمومیت

خدائے قدوس نے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شئی میری رحمت تمام اشیاء اور ہر چیز پر حاوی ہے بندوں کو چاہئیے کہ وہ ہمہ وقت اس کی صفات عالیہ کو اپنے ذہن میں رکھیں خدائے قدوس پر ایمان و اعتقاد و اعتماد بہت بڑی چیز ہے اور اس کے نتائج ہمیشہ اچھے ہی مرتب ہوتے ہیں دہریئے کہدیتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو اس نے خود کو مخفی کیوں رکھا ہے بعض ملحد یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ جنت دوزخ اصل میں محض خیالی چیزیں ہیں اور ہم بلا دیکھے ان پر کیسے ایمان لا سکتے ہیں لیکن واضح رہے کہ ایمان کامل وہی ہے جو بلا دیکھے لایا جائے ایمان کامل تھا تو حضرت صدیق اکبر کا جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان مبارک ہی سے سنکر حشر و نشر اور جنت و دوزخ پر ایمان لے آئے۔ کفر و ایمان کا امتیاز یہیں پیدا ہوتا ہے اگر آج ہر شخص ابوجہل کو دوزخ میں اپنی آنکھوں سے جلتا دیکھے تو کوئی بھی ایسا باقی نہ رہے جو اسلام کو قبول نہ کرے لیکن آنکھ سے دیکھکر ایمان لانے کا وہ اجر ہرگز نہیں مل سکتا جو بلا دیکھے ایمان لانے کا مل سکتا ہے ایمان دار وہی ہیں جو سمعنا و اطعنا کے اصلی مصداق ہیں دنیا میں عشق کا بھی وجود ہے اور عاشقوں کا بھی عشق دیکھکر بھی ہوتا ہے اور محض صفات سنکر بھی لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ عشق وہی بے پناہ ہوتا ہے جو کسی کی محض تعریف اور صفات حسن سنکر پیدا ہو اسی طرح جو افراد رب خالق ہر اس کی صفات ربوبیت سنکر ایمان لاتے ہیں وہی بلند مراتب پر فائز ہوتے ہیں دیدار حق تو ایک روز سب ہی کو ہوگا اور سب ہی کو اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا لیکن وہ سعید الفطرت انسان جو پہلے سے بلا دیکھے اس کی صفات خالقیت سنکر ایمان لے آتے ہیں ان کے مراتب کہیں بلند ہیں

## یاس و ناامیدی کی تباہ کاری

جس انسان کو خدائے قدوس کی ربوبیت پر ایمان ہے اور وہ اس کی صفات و مکارم پر پورا ایقان رکھتا ہے وہ اپنی ترقی سے کبھی مایوس نہیں ہو سکتا اور نہ یاس و ناامیدی اس کے قریب پھٹک سکتی ہے وہ ہمیشہ پر امید رہے گا امید اس کے قلب میں امنگ پیدا کریگی اور یہی امنگ اس کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی کفیل بنیگی لیکن یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئیے کہ امید کی بھی دو اقسام ہیں ایک قسم یہ ہے کہ کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جس نے پیدا کیا ہے وہ کھانے کو بھی ضرور دیگا اور اسی امید کا نام بے عمل مسلمانوں نے توکل رکھ کر سعی و تدبیر سے کام لینا چھوڑ دیا اور وہ دنیا بھر میں ذلیل و خوار ہو گئے خدائے قدوس نے فرمایا تھا کہ اے میرے بندے جب تو کسی کام کرنے کا پختہ ارادہ کرلے تو مجھ پر پورا توکل اور بھروسہ رکھ یہاں یا کہیں محض توکل علی اللہ نہیں فرمایا بلکہ توکل کے ساتھ عزم کی بھی شرط لگا دی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ توکل کرنا ضرور چاہئیے مگر عزم کے بعد عزم اس کے سوا کیا ہے کہ کسی کام کو محنت و سرگرمی کے ساتھ تکمیل کو پہنچا دینے کا پختہ ارادہ کرلیا جائے یہ نہیں کہ محض توکل کو لیکر بیٹھ جائیں اور کوئی کام نہ کریں یہ امید شیطانی امید ہے اور اس سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ نے حصول کامیابی کے لئے کیسی کیسی محنتیں کی ہیں اگر توکل کے معنی کام نہ کرنے اور لطیفہ غیبی کے منتظر رہنے کے ہوتے تو صحابہ کبھی اتنی محنت و مشقت سے کام نہ لیتے اس لئے کہ ان میں خود شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جن کی روحانیت پورے عروج پر تھی ان کی دعاؤں میں اتنا اثر تھا کہ یہ زمین و آسمان کو ایک کرسکتے تھے لیکن انہوں نے دعاؤں کے بجائے ہمیشہ عمل سے کام لیا اور ہتھیار لیکر میدان میں نکلے انہوں نے بھی توکل ضرور کیا اور خدائے قدوس کی ذات گرامی سے اپنی امیدیں وابستہ کیں لیکن اسباب دنیوی کی پوری فراہمی کے بعد حقیقت میں صحیح توکل اور حقیقی امید یہی ہے جو کچھ ان کے امکان میں تھا وہ کرتے اور کامیابی کے لئے خدا پر بھروسہ رکھتے۔

## قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی حوصلہ مندیاں

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک مرتبہ مردم شماری کرائی تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی ہے اس پر مسلمانوں نے بڑی خوشی منائی اور کہنے لگے کہ کیا اب بھی کوئی ہمیں ہلاک کر سکتا ہے اب تو ہم سات سو ہو گئے یہ تو تھا ان کی امید کا مظاہرہ مگر اس پر بھی ان کی ہوشمندی و ہوشیاری اور چوکنے پن کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ معمولی شور سنکر مدینے کے سارے گھروں سے باہر نکل آئے اور مسجد میں جمع ہو گئے کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا ہو تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں تو اس زمانے کے مسلمانوں کے احساسات تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ دنیائے اسلام میں عظیم حوادث پیش آتے رہتے ہیں مسلمانوں پر بڑے بڑے حوادث پڑتے ہیں لیکن ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی اور نہ ان میں کوئی حرکت عمل پیدا ہوتی ہے اور یہی تغافل یہی سستی اور یہی بے عملی ان کے زوال اور تباہی کا باعث بنی ہوئی ہے جب تک مسلمانوں میں وہی امید کی شان وہی ہوشیاری اور وہی قوت عمل پیدا نہ ہوگی ان کی ترقی محال اور ان کا آگے بڑھنا مشکل ہے پہلے مسلمان ہم سے زیادہ پر امید تھے ہر چیز کا روشن پہلو دیکھتے تھے اور انہیں ہم سے زیادہ خدائے واحد پر بھروسہ تھا لیکن سب کچھ عمل و کام کے ساتھ تھا وہ محنت بھی کرتے تھے انہوں نے سستی اور بے عملی کا نام توکل نہیں رکھا تھا وہ کام و محنت کے بعد امید قائم کرتے تھے محنت و مشقت اگر شوق و جوش کے ساتھ کی جائے تو اس سے تکان و سستی نہیں بلکہ اس سے فرحت و انبساط پیدا ہوتا ہے۔ خدائے قدوس فرماتا ہے والنازعات غرقا والناشطات نشطا یعنی مومنوں کے دلوں میں کام اور محنت کے بعد چستی اور امنگ پیدا ہوتی ہے وہ عمل کرتے ہیں مگر اس کے بعد سست نہیں ہوتے مگر انبساط قلبی کے ساتھ وہ اور زیادہ کام کرنے اور جوش کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ جب دل امیدوں کے ساتھ لبریز ہوگا اور بندہ یہ سمجھے گا کہ میرے کام سے میرا آقا و مولا بھی خوش ہوتا ہے اور وہ مجھے ضرور کامیابی عطا کرے گا تو یقیناً اس کو اس کام اور محنت سے مسرت حاصل ہوگی۔ بخلاف ازیں جن کا خدائے قدوس پر پورا بھروسہ نہ ہو ان کے قلوب میں کامیابی کے متعلق ضرور شبہات پیدا ہوں گے شبہات پیدا ہونے پر مایوسی بڑھے گی اور جب مایوسی بڑھیگی تو قوائے عمل میں لازمی طور پر پژمردگی پیدا ہو جائے گی جو ان کی بربادی و مصیبت کا باعث ہوگی اللہ تعالیٰ اسی لئے اپنے بندوں کو پر امید رکھنا اور سچا متوکل بنانا اور دیکھنا چاہتا ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مسلمان کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہوں کثرت کے مقابلہ میں قلت کتنی مایوسی و ناامیدی پیدا کرنے والی چیز ہے لیکن حق کا ارشاد ہے کہ قلت پر کثرت کا غلبہ یقینی امر نہیں قلت ہی کثرت پر غالب آجاتی ہے اس آیت و ارشاد پر ایمان و اعتقاد رکھنے والے کسی حالت میں بھی مایوس نہیں ہو سکتے حقیقت یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے ایمان پختہ ہوں اور وہ صحیح اسلامی تعلیمات کے پیکر بنکر زندہ رہیں تو ان کے ارادوں کو بادشاہتیں بھی نہیں روک سکتیں ایمان اور ان کی امیدوں اور خواہشوں میں انقلاب انگیز طاقت ہوتی ہے امید رکھو مگر کام کرنے کے بعد متوکل وہی ہیں جو پہلے کام کرتے اور بعد کو خدا پر توکل رکھتے ہیں جو شخص نہ کام کرے اور نہ محنت اسے توکل کا کوئی حق نہیں پہنچتا بلکہ توکل انسانی ہمتوں کو بلند اور حوصلوں کو زیادہ کرتا ہے اور اس کا قلب امید اور توقع کامیابی سے کبھی خالی نہیں ہوتا اور یہی عروج و کامیابی کی کلید ہے۔

# اخوت

(از جناب مولوی عبدالغنی صاحب)

## مسلمانوں سے محبت

خدائے عزوجل کا حکم ہے انما المومنون اخوۃ "سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں" فاصلحوا بین اخویکم چونکہ تم بھائی بھائی ہو ایک دوسرے کی بگڑی کو بناؤ الٰہی کی سچی ذات آغاز کو تا انجام سرانجام دو کیسے نور دار الفاظ میں اس بزرگ و برتر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی شرط کو بیان فرمایا "لن تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا" تم جنت میں نہ جاؤ گے تاوقتیکہ ایمان نہ لاؤ گے تاوقتیکہ باہم محبت نہ کرو یعنی ایک دوسرے کے دکھ کی دوا کرو اس کی مصیبت کو اپنی مصیبت اس کی خوشی کو اپنی خوشی جانو المومن کجسد واحد اذا اشتکی عینہ اشتکی کلہ واذا اشتکی راسہ اشتکی کلہ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر ۔ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

## مسلمانوں کی تحقیر کرنا

خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسلم اخ المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ التقوی ھھنا "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے مددگار چھوڑے اور نہ اس کی تحقیر کرے

تقوی اسی کا نام ہے"

اور یہ فقرات مزید تاکید کے لئے ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ تین بار فرمائے جو مسلمان ایک دوسرے کی تحقیر کرے اس کے لئے ارشاد ہوا بحسب امرء من شر ان یحقر اخاہ المسلم آدمی کی یہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی اپنی امت کی موجودہ حالت سے خائف و ترساں تھے اسی لئے سختی کے ساتھ فرمایا لیس المومن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی مومن نہیں طعن کرنے والا نہ لعنت کرنے والا اور نہ گالی دینے والا اور نہ زبان دراز کرنے والا علماء طبقے کے لوگوں کا کیا پوچھنا عالمان دین ایک دوسرے کی تحقیر و بے عزتی کرتے لعن طعن کرتے گالیاں دیتے دریغ نہیں بلکہ دن دہاڑے اکیلے نہیں جلسوں میں ایک جگہ نہیں اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی "قافلہ سالاروں کا یہ حال تو قافلے کا اللہ بیلی۔

## مسلمانوں سے ترک

اس سے بڑھکر فداہ امی وابی کے ارشادات طیبات پر نظر کیجئے لا یحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلث ۔ نہ ایا کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ ملاقات ترک کرے مگر یہاں معاملہ برعکس ہے ایک دوسرے سے معاملہ طعام و کلام حرام سمجھا جاتا ہے بلکہ ایک دوسرے کو مسجدوں سے منع کرکے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کو یاد کرنے سے روکے اور اس کے اجاڑنے کی کوشش کرے، کا مصداق بنا جاتا ہے۔

کلمہ توحید کی شجرۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء جڑ اس کی ثابت ہے

اور شاخیں آسمانوں میں اور آپس کلمہ گویوں کی اخوت ہے یعنی کسی حال میں مسلمانوں سے معاملہ طعام و کلام قطع نہ کرنا چاہیئے ... حلال ہو کہا امام محمد نے وبھذا ناخذ لا ینبغی الھجرۃ بین المسلمین اور اسی پر ہمارا عمل ہے مسلمانوں کو آپس میں ترک کرنا مناسب نہیں ہے

## آپس میں جھگڑنا

الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصلوۃ و الصیام والصدقۃ قالوا بلی قال اصلاح ذات البین فھی الحالقۃ ہمارے آقا و مولی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں اس شئی کی خبر نہ دوں جو نماز روزے صدقے سے بھی افضل ہو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا

## آپس میں صلح کرا دینا

نماز روزہ اور صدقہ سے بہتر ہے اور آپس میں جھگڑنا نیکیوں کو ضایع کرتا ہے سالقہ امتوں کی ہلاکت کے اسباب میں ایک سبب بیان فرماتے ہوئے نصیحت فرمائی لا تختلفوا فان من کان قبلکم اختلفوا فھلکوا اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے اختلاف کیا پس ہلاک ہو گئے قرآن کریم نے اتفاق کا وعظ فرماتے ہوئے جھگڑے اور بے اتفاقی کی برائیاں بیان کیں ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی اگر تم بے اتفاقی کروگے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی کیا ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے قرآن حکیم اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات کافی نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

## جھگڑا کرنے کرانیوالے

ویفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار اور فساد کرتے ہیں زمین میں انہی لوگوں پر لعنت ہے اور انھیں کی عاقبت خراب ہے فساد کے بجائے ہمیں تو اصلاح اور نصیحت کا حکم تھا ان ابا بکر لم یدخل الجنۃ بصلوۃ ولا صیام ولکن دخلھا بسخاء النفس وسلامۃ الصدور والنصح للمومنین بیشک اس امت کے بہت سے لوگ نماز اور روزے کے سبب سے جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اخلاق نیک اور دل کی صفائی اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے کی وجہ سے داخل کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبے میں فرمایا فمن رایتموہ فارق الجماعۃ ... فاقتلوہ جو مسلمان ایک دوسرے کو کافر مرتد کہتے ہیں ان کی نسبت امام محمد نے حدیث نقل کی ایما امرء قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا بعد اس حدیث کے خود ہی امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ یوں تفسیر فرمائی لا ینبغی لاحد من اھل الاسلام ان یشھد علی احد من اھل الاسلام بذنب اذنبہ بکفر وان عظم جرمہ وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من

فقہائے کرام اہل اسلام کو مناسب نہیں کہ دوسرے مسلمان کو کسی گناہ کے ارتکاب سے کافر کہدے جس نے کبیرہ گناہ کیا ہو اور یہی قول ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور عامہ فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کا۔

**مسلمان کی تعریف** جب دیا جاتا ہے کہ ہر کافر دوسرے کو ہی کافر کہتے ہیں اس لئے ضروری ہوا کہ مختصر طور پر مسلمان کی تعریف کر دی جائے۔ صحیح مسلمان کی تعریف میں اگرچہ علمائے کرام بہت سے اختلافات رکھتے ہیں مگر ایک منصف مزاج مسلمان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی کا اپنا فیصلہ نہایت خوش کن ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فهو المسلم الذی له ذمة الله ورسوله یعنی جو شخص ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ سمجھے ہمارے ذبح کردہ جانور کا گوشت کھائے وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہے اور فرمایا من قال لا اله الا الله محمد الرسول الله دخل الجنة دوسری روایت کے مطابق من قال اخر کلامه لا اله الا الله محمد الرسول الله دخل الجنة جس شخص نے مرنے سے پہلے منافقانہ نہیں بلکہ سچے دل سے لا اله الا الله محمد الرسول الله کہا جنت میں داخل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ قرآن مجید میں احکم الحاکمین نے فرمایا شرک کے بغیر اگر میں چاہوں گا تو سب کچھ بخش دوں گا۔ عام صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگار کلمہ گو جہنم میں سزا پانے کے بعد داخل جنت ہوں گے جبکہ صد سالہ کافر دشمن بعد اسلام بھائی بن جاتا ہے۔ چنانچہ خدائے عزوجل کا ارشاد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین پس اگر لوگ توبہ کریں اور نماز پڑھنے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اظاہر کر رہا ہے تو وہ شخص کیوں نہ بھائی ہو جو بیگانہ کبھی تھا ہی نہیں ہو نہ ان کی تعلیم قبول کی بلکہ برعکس اس کے امنت باللہ بر صدق دل سے ایمان لائے ہوئے ہے جو فقہاء کا اصول ہے لا نکفر اهل القبلة ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لہذا ہر مسلمان کلمہ گو کا جنازہ پڑھنا اس کے لئے دعائے مغفرت مانگنا اس کے رنج و راحت میں شریک ہونا حق اخوت ہے۔

یہ ہے اسلام کی وہ دلنشین تعلیم جس کی وجہ سے اس نے اس مدت قلیل میں تمام دنیا میں عالمگیری حاصل کر لی تھی اور جب اس کی آواز دشت حجاز سے نکلی تو اطراف عالم میں گونج اٹھی اسلام اغیار کو اپنا اور دشمن کو دوست بنا سکتا ہے اسلام دنیا کے سامنے وہ پروگرام پیش کرتا ہے جس سے انسان کی تمدنی معاشرتی اور اقتصادی زندگی سرعت سے ارتقائی منازل طے کر کے کمال حاصل کر سکے اسلام نے اخوت کے رنگ میں شہریت کے ان مقدس قوانین کی تعلیم دی ہے جن پر عمل کرنے سے گذشتہ چند صدیوں میں مسلمان تمام اقوام عالم پر فوقیت لے گئے تھے اور خلق خدا اسلام کو صحیح معنوں میں حیات جاوداں کا ذریعہ سمجھنے لگی تھی مگر ہائے بدبختی کہ آج ہم کوتاہ بین کوتاہ اندیش تمام تر مسلمانوں کی کمزوریوں کے باعث اسلام بدنام ہو رہا ہے مسلمان تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور دنیا پر مصیبتوں کی گھٹائیں چھا رہی ہیں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔


# محبوب عاشق کے قدموں پر

## محبت، عداوت، دشمن کی تباہی، ترقی روزگار کے عمل

**عمل ۱** اعلیٰ مرتبہ والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں **عمل ۲** علوی ہونے مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں جو کامل ہیں اس کا تجربہ کبھی ضائع نہیں گئے جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور گواہ بنا کر یہ کرامت قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب مسلمان فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری تلاش پر اعتبار ہو وہ ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائیں گے طلب کریں۔

**عمل ۱** اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں کامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد انشاء اللہ صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھ کر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے۔ ہدیہ رعایتی تین روپے (ع۳)

**عمل ۲** علوی یہ ایک سات قرآنی موکل کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں ادھر مرچیں جلتی ہیں ادھر محبوب کا دل میں آتش محبت بھڑکنے لگتی ہے سات دن میں انشاء اللہ محبوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے (ع۲)

**عمل ۳ ترقی روزگار** یہ عمل برائے ترقی روزگار ترقی تجارت و ملازمت اور اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک ... چار آنہ نذرانہ ہے عمل ... آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں **عمل عداوت** یہ عمل درمیان دو شخصوں کے درمیان عداوت دشمنی ڈالنے کیلئے نہایت مجرب ہے صرف پندرہ منٹ کی پڑھائی سات یوم میں کامیابی ہوتی ہے جائز ضرورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے نذرانہ عہ

**عمل تباہی دشمن** یہ عمل تباہی و بربادی دشمن کے لئے بہترین عمل ہے آدھ گھنٹہ یومیہ محنت کی پڑھائی ہے جائز صورت کے لئے طلب کیا جائے ورنہ گنہگار ہوں گے ہدیہ عہ۔ ان تمام عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطرہ وقت نہ پرہیز نہ اپنے مکان سے باہر جانے کی ضرورت جو صاحب عمل نمبر ۲ و ۳ ایک ساتھ طلب فرمائیں گے تو ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اور اگر روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف رعمل لفافہ میں بھیجے جاتے ہیں

پتہ: فضل شاہ عامل پوسٹ بکس ۵۴ دہلی

# توہمات پرستی

(از پروفیسر ہادی فیضہ)

اس تہذیب و تمدن کے زمانہ میں یہ دعویٰ بڑی ہی بلند آہنگی اور انتہائی شد و مد سے کیا جاتا ہے کہ اب موجودہ تہذیب و تمدن کی برکات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ توہمات پر لوگوں کا اب اعتقاد نہیں رہا ہے اور اس توہمات پرستی سے کچھ پہلے جو ناقابل تلافی نقصانات بنی نوع انسان کو پہنچا کرتے تھے ان سے بحمد اللہ بڑی حد تک گلو خلاصی ہو گئی ہے اور جو کچھ اثر ابھی باقی ہے وہ فقدانِ تعلیم کی وجہ سے ہے اور انشاء اللہ جوں جوں تعلیم عام ہوتی جائے گی اور تعلیم یافتہ افراد کا تناسب بڑھتا جائے گا اسی تدریج کوتاہی دور ہوتی جائیگی اور اب وہ وقت کچھ زیادہ دور نہیں ہے کہ دنیا اس لعنت سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو جائیگی۔

جہاں تک اس اصل کا تعلق ہے کہ توہمات پرستی اشرف المخلوقات انسان کے مرتبہ سے نہایت فروتر بات ہے اور اس لئے جلد از جلد اس کو دور ہو جانا چاہئے ہم کو بھی کامل اتفاق ہے اور ہماری بھی دلی خواہش یہی ہے کہ یہ لعنت برسوں کے بجائے مہینوں میں اور مہینوں کے بجائے دنوں میں بلکہ گھنٹوں اور منٹوں میں معدوم ہو جائے لیکن اس امر سے ہم کو ہرگز اتفاق نہیں ہے کہ اس لعنت کے حلقۂ اثر میں کوئی کمی ہو رہی ہے اور اس نئی آبادی اس کی منحوس گرفت سے نکلتی جاتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آج اس نے ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کی بموجب اپنی شکل و صورت اور چولا بدل دیا ہے ورنہ اس کا حلقۂ اثر نہ صرف جوں کا توں بلکہ کسی قدر وسیع تر ہو گیا ہے۔

پہلے توہمات پرستی صرف جہلا اور عوام تک محدود تھی اب پڑھے لکھے اور خواص بھی اس میں مبتلا ہیں۔ پہلے جنات بھوت پلید خبیث چڑیل وغیرہ وغیرہ کا اثر تسلیم کیا جاتا تھا آج اس چیز نے ایک نہایت مہذب متمدن اور سائنٹفک نام جراثیم اختیار کر لیا ہے۔ پہلی قسم کی توہمات پرستی میں چونکہ صرف جہلا مبتلا تھے اس لئے اس کو جہالت کا الزام لگا کر ایک بڑی شے قرار دے دیا گیا تھا لیکن آج جبکہ وہی لوگ توہم پرستی میں مبتلا ہیں جو کل تک توہمات پرستی کے خلاف فتویٰ دیا کرتے تھے کون اتنی جرأت کر سکتا ہے کہ اس کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالے اور اگر کسی کا سر ہی پھرا ہو اور وہ اس قسم کی جرأت کر ہی لے تو دوسرے ہوش و حواس رکھنے والوں کے لئے اس کی طرف توجہ کرنے کی کیا ضرورت ہے چونکہ فاتر العقل کی بات کا اعتبار ہی کیا۔

کسی شخص کی اس قسم کی جرأت کو فتورِ عقل اور دیوانگی کا تمغہ عطا کر دینا تو کوئی مشکل امر نہیں ہر وقت ممکن ہے اس لئے بہتر ہو کہ سوچنے سمجھنے سے قبل فوراً کہہ دینے کے بجائے تھوڑی دیر اس پر ٹھنڈے دل سے ذرا غور بھی کر لیا جائے تو اچھا ہو اور اگر اس کے بعد بھی یہی حکم عائد رہے تو بہت خوب لیکن اگر یہ فیصلہ غلط ثابت ہو جائے یا غلط تو نہ کہا جا سکے لیکن ایسا فیصلہ عبث و فضول ہو یا کم از کم یہ اس کو نہ عبث کہا جا سکے نہ غلط اور نہ صحیح تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ایک تعلیم یافتہ شخص کی شان سے اس فیصلہ پر اصرار بہت برا امر ہے۔

نتائج پر اگر نظر ڈالی جائے تو جہلا کی توہمات پرستی اور ہم بودوں کی نہ نحوست سے حوادث و واقعات میں کبھی کوئی کمی ہوئی اور نہ آج جراثیم کی تحقیقات اور ان کے شر سے حفاظت کی تدابیر امراض و اموات میں کوئی کمی کر سکیں بلکہ اور ان کے آثار و نتائج جیسے پہلے تھے بعینہ اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا زائد اب بھی ہیں اس لئے جہاں تک نتائج اور آثار کا تعلق ہے اس علمی اور سائنٹفک تحقیقات سے دنیا کو رتی برابر فائدہ نہیں ہو سکا اور جب عواقب اور نتائج سے جراثیم کی یہ سائنٹفک تحقیقات نہیں بچا سکتی تو پھر اس لحاظ سے اس نئی قسم اور پرانی قسم میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

ہمارے نزدیک تو یہ جدید متمدن و مہذب توہمات پرستی بلحاظ اپنے اخلاقی نقصانات کے اس پرانی اور دقیانوسی قسم سے بدرجہا بدتر ہے۔ پہلی قسم کی اس لعنت میں چونکہ صرف جہلا مبتلا ہوتے تھے اس لئے جب ان کی آنکھوں کے سامنے جہالت کا پردہ دور ہو جاتا تھا وہ اس نحوست سے محفوظ ہو جاتے تھے لیکن اس متمدن اور سائنٹفک لعنت کا دائرہ جس قدر تعلیم عام ہوگی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور ظاہر ہے کہ ع

ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند — در جہل مرکب ابد الدہر بماند

ان پڑھے جنوں کا قابو میں آنا بہت دشوار ہوگا۔ پرانی توہمات پرستی کو اگر توہمات پرستی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تو اس کی بڑی سے بڑی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ علوم و حکمت اس قسم کی موجودات کے قائل نہیں ہیں اور جب کوئی شئے موجود ہی نہیں ہے اور اس کی کوئی ہستی ہی نہیں ہو تو اس کے نفع اور نقصانات کے کیا معنے بلکہ حقیقتاً کسی قسم کے نفع یا نقصان کے باعث بھی جراثیم ہوں گے جن سے دنیا آج تک ناواقف تھی اور اس لئے بھوت پلید وغیرہ کی معتقد تھی ورنہ بھوت پلید نہ پہلے تھے اور نہ اب ہیں۔

ایک پڑھا لکھا مرد مشین اگر کسی جاہل کو علوم کی موٹی موٹی اصطلاحات استعمال کر کے حواس باختہ اور از خود رفتہ کر دے تو یہ بڑی آسانی سے ممکن ہو لیکن اس کے معتقدات کا انکار کر کے مطمئن ہو جانا کہ بالا جیت لیا اور اس کے لاجواب ہو جانے اور جواب نہ دے سکنے سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ واقع میں ہی ان اشیاء کا کوئی وجود نہیں ہے ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی ابھی کل تک جن باتوں کا علم نہیں تھا اور آج ہے کل تک کسی امر کے متعلق کیا خیالات تھے اور آج کیا ہیں اور بعض اوقات تو یہ فرق اس درجہ کا اور اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ خود اپنے آپ پر ہنسی آنے لگتی ہے خدا ہی پر کیا دلیل ہے کہ ان جراثیم کا وجود بھی محض واہمہ کا قصور نہیں ہے اور کل کو یہ تمام علمی اکتشافات اسی طرح مضحکہ انگیز معلوم نہیں ہونے لگیں گے جس طرح آج پرانے توہمات کو سمجھا جاتا ہے پرانے توہمات کے متعلق بھی معتقدین کے تجربات و مشاہدات ہی دلیل کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں مگر ان کو آج بے تامل واہمہ اور آنکھ کی غلطی کہہ دیا جاتا ہے اس لئے کون شخص آج یہ ذمہ داری کر سکتا ہے کہ ان خیالات کو کسی وقت غلط نہ کہا جا سکیگا یہ دلیل کوئی دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ جہلا کے خیالات تھے اور یہ علماء کی تحقیقات

ہیں کیونکہ جس بات سے آدمی ناواقف ہو اس کے لحاظ سے وہ جاہل ہی ہے ایک سائنس کے فاضل کو موسیقی کے لحاظ سے جاہل ہی کہا جائے گا اس لئے جہالت خواہ ایک بات کی ہو یا سو باتوں کی بہر جہالت ہے۔ اس کے مقابلہ میں علم جاننے کو کہتے ہیں ایک شخص مانا کہ وہ سائنس سے ناواقف ہے مگر ہے ویسے صحیح الدماغ اور صاحب الرائے اور زندگی کے بیش از بیش عملی تجارب رکھتا ہے ظاہر ہے کہ اس کو دن اور جاہل گنوار کے سامنے اس کے مخصوص علمی تجربات اور مشاہدات کے لحاظ سے ایک تجربہ گاہ کی چار دیواری میں مقید سائنسداں جاہل ہی کہلائے گا البتہ یہ ضرور ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ کچھ اصطلاح سی ہو کر رہ گئی ہے کہ جسے لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو وہ جاہل اور جو اس کام کو کر سکتا ہو وہ جاہل نہیں مگر اصطلاحات سے حقائق اور واقعات بدلا نہیں کرتے جو چیز جو کچھ ہے وہ بہرحال وہی رہے گی خواہ اس کا نام آپ کچھ ہی رکھدیجئے اسلام سے قبل عرب میں شرافت کا معیار یہ تھا کہ نہ لکھنا آتا ہو نہ پڑھنا آتا ہو لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ احمق تھے ان کے حکیمانہ مقولے جو نا قابل رد نہ ہونیکی وجہ سے اسلام نے بھی باقی رکھے ہیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کیا چیز ہے۔

بہر حال جو بات ہم تک پہنچی ہے وہ صرف اس وجہ سے مستحق رد نہیں ہو سکتی کہ وہ جہلا کے خیالات اور معتقدات ہیں اور نہ کوئی دوسری بات صرف اس لئے لابدی طور پر ضروری القبول بن سکتی ہے کہ اس کو نیوٹن یا ڈارون نے اپنی عمر گنوا کر معلوم کیا ہے انسان بہرحال انسان ہے اور اس کی ہر بات میں ہر وقت غلطی کا امکان ممکن ہے خواہ وہ آنکھ کان کا فعل ہو اور خواہ دماغ و عقل کا عمل ہو۔

اسلئے ہمارے نزدیک نہ اس کو توہمات پرستی کہکر مسترد کر دینا صحیح ہے اور نہ اس کو علمی تحقیق کہکر عقیدہ میں داخل کر لینا درست ہے اب تک اگر توہمات پرستی میں مبتلا تھے تو امراض و اموات میں کوئی اضافہ نہ تھا اور اگر آج ان علمی تحقیقات سے مستفید ہو رہے ہیں تو کوئی کمی نہیں ہے پہلے بھی بیمار ہوتے اور مرتے تھے اور اب بھی بالکل اسی طرح بیمار ہوتے اور مرتے ہیں پہلے بھی بیماروں سے پرہیز کیا جاتا تھا آج بھی کیا جاتا ہے بلکہ پہلے سے کسی قدر زیادہ ہی کیا جاتا ہے اور اس سے جبکہ نہ انسان کی جسمانی ترقی میں کوئی مدد ملی اور اور اس میں کوئی فرق نہیں تو اس علمی تحقیقات سے دنیائے انسان کو کیا فائدہ پہنچا کہ آنکھیں بند کرکے حکمائے یورپ جو کچھ ارشاد کریں ہم ہر شخص کی طرح سنیں اور آمنا و صدقنا کہتے چلے جائیں۔

جبکہ صورت حال یہ ہو کہ خود اکتشافات علمیہ کے متعلق بھی کوئی آخری اور قطعی فیصلہ نہ کیا جا سکتا ہو اور نقصانات یہ ہوں کہ چھوت چھات اور چھوٹ چھات کا پرہیز اس درجہ بڑھ گیا ہو جو انسانی تکلیف دہ بن گیا ہو تو بہتر ہو کہ نہ ان توہمات پر کوئی توجہ کی جائے اور نہ ان اکتشافات کی کچھ پرواہ کی جائے بلکہ کسی حکم یا سرپنچ کے سامنے اس تمام معاملہ کو رکھدیا جائے اور ایک مسلمان کے لئے خدا اور خدا کے رسول سے زیادہ معتبر اور کون حکم ہو سکتا ہے لہذا آئیے دیکھیں کہ وہاں سے کیا فیصلہ صادر ہوتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے:-

| قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا هو مولانا وعلی الله فلیتوکل المومنون۔ | کہدو اے ہمارے رسول، ہرگز نہیں پہنچ سکتی ہم کو کوئی مصیبت، مگر وہ جو خدا نے ہمارے لئے لکھدی ہے وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ ہی پر مومن کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ |
| --- | --- |

رسول کا ارشاد ہے:-

| لا عدوی ولا طیرة | نہ چھوت چھات کوئی چیز ہے نہ بدشگونی کوئی چیز |
| --- | --- |

ایک مرتبہ آپ نے ایک کوڑھی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ دسترخوان پر یہ کہتے ہوئے بٹھلا لیا کل بسم الله اللہ کا نام لے اور کھا۔ ایک مرتبہ اونٹوں کو خارش ہو گئی کسی نے عرض کیا کہ تندرست اونٹ علیحدہ کر لئے جائیں آپ نے فرمایا موجودہ تندرستوں کو تو ان خارشیوں سے خارش لگ جائے گی لیکن سب سے پہلے جس کو ہوئی اس کو کہاں سے لگی۔

قرآن و حدیث میں اگر تلاش کیا جائے تو نہ صرف ایسی آیات اور احادیث جن سے اشارۃً اور کنایۃً اس خیال کی تصدیق ہوتی ہو مل جائینگی بلکہ صاف الفاظ بھی مل جائینگے اور بکثرت مل جائینگے جن سے یہی ثابت ہوگا کہ چھوت چھات کرنا صحیح نہیں مگر اسلام اس چیز کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا کہ اگر کوئی چیز خود موثر نہیں ہے تو اس میں کوئی تاثیر ہی نہیں ہے حضور روحی فداہ کے یہ کلمات طیبات بھی ہیں کہ فر من المجذوم کما یفر من الاسد کوڑھی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جذام لگ جانی والی بیماری ہے ورنہ اس سے اس قدر احتیاط کی تاکید عبث ہوتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا اثر بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ فوج میں طاعون پھوٹ پڑنے پر آپ نے فوج کو سابق پڑاؤ چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانے کا یہ کہتے ہوئے حکم دیا تھا کہ اللہ کی قضا سے اللہ کی قضا کی طرف ہم بھاگتے ہیں۔

ان دونوں قسم کی تعلیمات کو سامنے رکھو تو یہ نتیجہ نہایت آسانی سے نکل آتا ہے کہ نہ پرانے قسم کے توہمات پرستی صحیح اور درست ہے اور نہ جراثیم پر اس حد اعتقاد ایک مومن کی شان کے مناسب ہے کہ تمام مذہبی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو نظر انداز کرکے ایسے مریضوں سے کوسوں بھاگے جتنی کچھ احتیاط کر سکتا ہے کرے اور اس کے بعد انتہائی اطمینان اور فراخدلی کے ساتھ مریض کے پاس آئے اور جائے اور ہرگز ہرگز کوئی ایسی بات نہ ہونے دے جس سے مریض کی کوئی دلشکنی ہو دوسری طرف خود مریض کو بھی اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ کسی سے اتنی توقع نہ کرے جتنی ناموزوں ہو۔


## شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائے گی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ سمجھکر پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے۔ کسی استاد یا اتالیق کی حاجت نہیں رہی یہ وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہو چکی ہے اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۲۳۲ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶/ کل عہ

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

# اسلام کا عروج و زوال

(از جناب مولوی ابوسعید صاحب جہکاری)

(بسلسلہ گذشتہ)

## جماعت معتدل پر ایک نظر

یہ وہ جماعت ہے جو ہمیشہ سے متضاد دوران تمام متعصبین فرقوں سے اپنے آپ کو ناطرفدار رکھتی ہے اس جماعت میں علوم سماویات کے ذی استعداد اہل علم جملہ محدثین، تمام مجتہدین فقہا، متکلمین اور صوفیائے عظام شامل ہیں مگر اس صوفیہ کرام کی جماعت میں خصوصیت کے ساتھ ائمہ اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بہت زیادہ حصہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اصحاب صفہ کو چھوڑ کر تمام صحابہ ضروری دینیات کا علم حاصل کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مصروف رہا کرتے تھے اگر کوئی نئی ضرورت ان کو در پیش آتی تو آنحضرتؐ کی خدمت میں دریافت کر جاتے مگر خلافت شیخین میں جبکہ ممالک اسلامیہ کا حلقہ وسیع تر ہوگیا تو مختلف مقامات کے مرکزوں پر اہل علم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کئے جانے لگے اور تبلیغ اسلام اور اصلاح دین کا کام ان کے سپرد ہوگیا مثلاً مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر مکہ میں عبداللہ بن عباسؓ مصر میں عمرو بن العاصؓ اور کوفہ میں ابن مسعودؓ ان حضرات کو جو کچھ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ معلوم تھیں وہاں تو ان دونوں سے مسائل بیان کئے اور باقی جگہ اجتہاد سے کام لیا اسی طرح ان کے تابعین اور تبع تابعین کا حال رہا مثلاً مدینہ میں امام مالکؒ اور ابن ماجشون مکہ میں ابن جریج بصرہ میں عثمان شام میں امام اوزاعی مصر میں لیث اور کوفہ میں امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ تھے ان حضرات کو جو کچھ قرآن و حدیث سے معلوم تھا وہ بیان کرتے اور باقی امور میں صحابہ اور تابعین کے اقوال اور اگر یہ بھی نہ معلوم ہوتے تو وہ خود اجتہاد کرتے اسی طرح سے تمام ممالک اسلامیہ میں ایسے عالم اور مفتی موجود تھے جن کے فتاووں پر بلاتعیین اور بغیر کسی تخصیص کے عمل پیرا رہا کرتے تھے۔

مگر ۱۷۰ھ میں جبکہ ہارون الرشید خلیفہ عباسی نے امام ابویوسف جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے قاضی القضات کے عہدہ پر مامور کیا تو رفتہ رفتہ بلاد مشرق میں مثلاً عراق، شام، مصر، خراسان وغیرہ میں ان کی رائے کے لوگ محکمہ قضات میں بھرتی ہونے لگے اور اس طرح سے حنفی المذہب کی دھندلی سی داغ بیل پڑنے لگی۔

اسی طرح اندلس میں امام اوزاعی کے اجتہاد کے مطابق فتاوی جاری تھے مگر جب منتظر اموی حاکم ہوا تو ۱۸۰ھ میں یحییٰ بن یحییٰ کو اس نے قاضی القضات مقرر کیا جو امام مالک کے شاگرد تھے انہوں نے مالکی مذہب کا وہاں سنگ بنیاد رکھدیا اور اس طرح رفتہ رفتہ تمام اندلس اور بلاد افریقہ میں مالکی مذہب کا رواج ہونے لگا۔

۱۹۹ھ میں جب حضرت امام شافعی مصر میں گئے تو وہاں ان کے بہت سے شاگرد ہوگئے اور ان شاگردوں کی وجہ سے ملک مصر میں مذہب شافعی کا کچھ رواج ہوگیا۔

ترکستان وسط عرب جہاں خلافت کا کوئی غلبہ نہ تھا وہاں کے لوگوں میں حضرت امام احمد بن حنبل کے شاگردوں نے مذہب حنبلی کو شائع کیا۔

پہلے کران میں کسی قسم کی عصبیت نہیں معلوم ہوتی تھی مگر جب ۳۰۰ھ میں خلیفہ عباسی نے ابوحامد اسفرائنی کو محکمہ قضا پر مامور کیا اور انہوں نے جماعت احناف سے قضا نکال کر ان کی جگہ پر شافعیوں کو قائم کرتے ہوئے سلطان محمود سبکتگین اور اہل خراسان کو بگڑ بیٹھا کر خلیفہ نے قطعاً بلدی کیا اس طرح بغداد والے دو گروہ ہوگئے اور جب ابوالعلا نیشاپوری جو حنفی المذہب تھے خراسان گئے تو وہاں کے احناف نے اجتماع ہو کر اس پر سخت احتجاج کی اس عصبیت کا جانبین سے راز فاش ہوگیا آخرکار ۳۹۳ھ میں خلیفہ نے محکمہ قضات سے ابوحامد کو علیحدہ کر کے پھر احناف کو ان کی جگہ پر فائز کر دیا۔

الغرض اس طرح حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی شاگردوں میں بھی تفریق کے بین آثار نمودار ہوتے ہوئے آئے دن ان میں بھی نزاع کی آگ بھڑکنے لگی جس کا انجام آگے چل کر یہاں تک پہنچا کہ مکہ اور مدینہ میں علیحدہ علیحدہ ان مذاہب کے مصلے نصب ہوگئے لیکن ۶۶۵ھ میں بیبرس بندقداری کی سلطنت میں چاروں مذاہب کے قاضی مستقل طور پر مقرر ہونے لگے۔

سہیناً اسی طرح اس جماعت میں ماتریدی اور اشعری کا طوفان شروع ہوا تھا یہ نزاع بھی اوائل ہی سے چلی آتی ہے مصر، شام، حجاز اور بلاد مغرب کے لوگ اشعری تھے یہ نزاع یہاں تک بڑھا کہ جو شخص اشعری کے خلاف ہوتا اس کی گردن ماردی جاتی صلاح الدین ایوب اور نورالدین زنگی نے مذہب اشعری کی بہت زیادہ شہرت دی اس کے بعد ان ماتریدی مذہب صرف کتابوں میں رہ گیا لیکن اس کے بعد ۷۰۰ھ میں شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں نے مذہب اشعری کے خلاف پھر قلم اٹھایا۔

خلاصہ مافی الباب اس طرح افسوس اس اعتدال پسند جماعت میں بھی یکجہتی نہ رہی اور اسی وقت سے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اہلحدیث، اہل ظواہر، ماتریدی اور اشعری میں منقسم ہو کر متفرق ہوگئی۔

عند اللہ الاسلام وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ومن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب۔

## صوفیہ عظام پر ایک نظر

اوائل عہد اسلام میں جبکہ تمام مسلمان اپنے آپ کو سوائے مومن اور مسلم کے کوئی دوسرے لفظ سے موسوم نہیں کرتے تھے تو اس جماعت کا بھی کوئی امتیازی نام نہ تھا لیکن دوسری صدی ہجری میں یہ جماعت صوفیہ کے نام سے موسوم ہونے لگی۔

مہر خورشید اسلام نے اپنا منور اور تابان چہرہ کو افق سے ظاہر کیا اور اس کی ظاہری روحانی سے عامۃ الخلائق نے اپنے ظاہری عبادات اور ظاہری معاملات کو اہل شرع سے آراستہ کر لیا تو حاذقین طبیب ہائے سعادت روحانی اور معالجین قلوب نے نہایت دقیق نظروں سے معلوم کیا کہ ان ظواہر آرائش کی علتہائے مؤثرہ محض ظاہر اور خارجی اسباب ہیں لیکن امراضہائے روحانی جو اس کے خلاف روح عمل ہیں وہ ابھی تک قلوب ہائے عامۃ المسلمین میں مخفی طور پر اس عام سیلابی رو کے نیچے دبے ہوئے رہیں اور وہ ایمان جو حقیقتاً ان اعمال ظواہر کا علت تام ہونا چاہیے وہ عامۃ الخلائق کے قلوب میں جا گزیں ہونا چاہیے داخل نہیں ہوا ہے جس کے ذریعہ سے ان تمام امراض روحانی کا استیصال ہو سکے قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ غفور الرحیم۔

ان حضرات نے غور کیا کہ یہ ظاہری اور خارجی اسباب اور ان کا ہنگامی اثر ایک وقتی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جب یہ ہنگامہ آرائی کسی قدر سرد ہو جائے تو یہ ارتیاب قلوب (شک) انسان کو پھر زوائد کی طرف راجع کر دے گا اس لئے انہوں نے ریاضت اور مجاہدات نفسی سے ارتیاب قلب کو دور کرتے ہوئے ایک طرف تو امراض روحانی کا ازالہ اور دوسری طرف اس ایمان کو جو بین الخوف والرجا کیفیت ہے قلوب مومنین میں محکم کرتے ہوئے مکاشفات اور مشاہدات کے درجات میں ان کو داخل کرنے کا وسیلہ قرار دیا تاکہ سالک بر سر تمکین اور اسرار شریعت کے تمام معارف منکشف ہو کر نہ صرف عین الیقین بلکہ حق الیقین کا درجہ حاصل ہو جائے اور اس کے بعد پھر وہ مومن خود بخود سلیم القلب کی رہنمائی سے اخلاق رذیلہ سے مجتنب اور اخلاق جمیلہ سے بے تکلف آراستہ ہو کر کامل مومن بن جائے بس یہی علم تصوف کی حقیقت ہے۔

ان علم التصوف ریاضۃ النفس ومجاھدۃ الطبع بردہ عن الاخلاق الرذیلۃ وحملہ علی الاخلاق الجمیلۃ من الزھد والحلم والصبر والاخلاص والصدق الی غیر ذلک من الخصال الحسنۃ التی یکسب المدائح فی الدنیا والثواب فی الاخری۔

اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے بھی بین طور پر اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون۔

حضرت جنید بغدادی، ابو سلیمان دارانی، ابو یزید جسریری، ابوبکر شبلی، ابوالحسن نوری اور ابو حفص وغیرہم رحمہ اللہ اجمعین کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے اس علم تصوف کا مسلک کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور اصول سے مقید ہے یعنی ہمارا علم قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ سے وابستہ ہے جس شخص کو قرآن یاد نہیں اور حدیث ضبط نہیں اور اس نے علم فقہ کو نہیں سیکھا ہے اس کی پیروی نہ کی جائے گی اور جو علم شرعی کے حد سے خارج کر دے تو اس کے نزدیک تک نہ جایا جائے کیونکہ جو شخص ظاہر میں امر و نواہی کی حدود ضائع کرتا ہے وہ باطن میں مشاہدہ قلبی سے محروم رہ جاتا ہے اس لئے علم ظاہری پر قائم رہو اور جس شخص نے اپنے افعال اور احوال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موازنہ اور اپنے خطرات کو متہم نہ کیا اس کو دفتر رجال میں بھی شمار مت کرو۔

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ جس طرح طبیب جسمانی بعض اوقات حالت مرض میں طبعی مکروہات اور بدمزہ ادویہ کو کچھ روز کے لئے لابد اور ماکولات اور مشروبات مرغوبہ کا پرہیز اور ان کا ترک ضروری قرار دیتا ہے بعینہ اسی طرح ان اطبائے روحانی حاذقین نے بعض مریضان روحانی کے لئے بوقت علاج ضرورتاً بعض مباحات کو وقتی طور پر ضروری اور کبھی اس کے ترک کو ضروری قرار دیا ہے جس کی بنا پر پچھلوں کو بہت سی غلط فہمیاں ہو گئی ہیں۔

مگر افسوس جب وہ دور سعادت ختم ہو گیا اور اس علم کے نام لیوا اُن کے ہاتھ سے کتاب و سنت کا علم ان کے لا ابالی کے سبب ضائع ہو گیا تو یہ نیم حکیم حضرات تشخیص امراض اور تجویز ادویہ نیز پرہیز کرانے میں نہایت متردد ہونے لگے اسی بنا پر بعض مشائخ نے کیا خوب کہا ہے۔

اھل التصوف قد مضوا صار التصوف مخرقہ

کن مثلک لنفسک لیس ذا سنن الطریق الملحفۃ

اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ نتائج ظہور میں آنے لگے کہ ان پچھلے حضرات نے ضروریات اور مباحات بلکہ حرام اور مکروہات بھی مشتبہ ہو گئے اور محض اپنے خطرات قلبی کی بنا پر اپنے ماتحت سالکین میں جو چاہے حکم صادر کرنے لگے نیز اپنے اس لاعلمی عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے اگلے بزرگوں کے بعض حکیمانہ اقوال سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے علم شرع کا نام حجاب شریعت ظاہری کا نام قشر علمائے ظاہر کو کلب اور ان کے علم کو سفینہ اور اپنے اختراعات کو لب اور علم سینہ قرار دینے لگے۔

خاص کر جب ان جماعتوں میں نصاریٰ کی رہبانیت اور دیگر مذاہب کے توہمات اور تخیلات داخل ہونے میں نہایت آسانی ہو گئی کہ جن پر تعمیل احکام شرع میں نہایت گراں گذرتی تھی بالآخر اس کا یہ انجام ہونے لگا کہ علم تصوف کی تعریف اور اس کا موضوع اور نیز اس کی جو علت غائی اور غرض تھی وہ بالکل معکوس ہو گئی اور یہ جماعت بھی اپنے اس قسم کے اختلافات کے سبب چند فرقوں میں منقسم ہو گئی۔

افسوس ان کے اکثر فرقوں نے اپنی لاعلمی اور تشکیک کے باعث یہاں تک کیا کہ خدائے عز و جل کی چادر عصمت یعنی توحید الٰہی کو بھی پارہ پارہ کر کے انسانوں اور محض انسانوں میں تقسیم کر ڈالا۔

وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ولولا کلمۃ سبقت من ربک الی اجل مسمی لقضی بینھم وان الذین اوتوا الکتاب من بعدھم لفی شک منہ مریب۔


# حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کر لیا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام کو نیست و نابود کیا۔ کتاب کو پڑھنے سے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی سفاکی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائیں گے جن سے آپکا مجاہدانہ خون جو زمانہ سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائے گا شروع میں سلطان کا فوٹو بھی دیا گیا ہے قیمت صرف عہ محصول ، رکل ۱۲ ؍ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# سیدنا ابو ایوب خالد انصاری

(از جناب مولانا زاہد القادری صاحب)

آپ کا نام خالد کنیت ابو ایوب، آپ کے والد کا نام زید آپ انصار کے قبیلہ خزرج ہی سے ہیں مدینہ میں جب اسلام کی روشنی پہنچی تو سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور بہتر ۷۲ انصار کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں بمقام منیٰ ہجرت سے دو سال قبل حضور سرورِ عالم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مدینے واپس چلے گئے اور سب احباب و اقارب کو جمع کر کے اپنے اسلام کا اعلان کیا اور سب کو اسلام کی دعوت دی آپ کی تحریک سے آپ کی رفیق زندگی بی بی ام ایوب نے اسلام قبول کیا

## حضرت ابو ایوب کی خصوصیت عظمیٰ

وہ خصوصیت عظمیٰ جو حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو ایوب کو خاص طور پر عطا فرمائی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر رونق افروز ہوئے اور تقریباً ایک سال تک مقیم رہے اس سلسلہ میں ان کو تاجدار دو عالم کی میزبانی کا شرف عظیم حاصل ہوا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے حضور سرورِ عالم پر وحشیانہ مظالم کئے اور آپ کے قتل پر آمادہ ہو گئے تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہجرت کا حکم ملنے پر آقائے کونین مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابو ایوب اور دیگر مسلمانان مدینہ کو حضور کے مکہ چھوڑنے کی اطلاع پہلے ہی سے ہو چکی تھی عاشقان رسول ہر روز علی الصباح مدینہ سے باہر نکل کر رحمت عالم کا انتظار کیا کرتے تھے جب دھوپ تیز ہو جاتی تو واپس آ جاتے ایک دن انتظار کر کے واپس آ رہے تھے کہ ایک یہودی نے جو کسی ضرورت سے اپنی "گڑھی" کی چھت پر چڑھا ہوا تھا حضور سرورِ عالم کو آتے دیکھ لیا اور ان لوگوں کو آواز دی کہ اے مسلمانو! تم جس کا انتظار کرتے تھے وہ آ گئے، اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ عاشقان رسول فوراً محو انتظار ہو گئے اور ذوق و شوق میں جاء النبی کے نعرے بلند کرنے لگے۔

تھوڑی دیر میں آقائے کونین سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال اقدس نظر آیا اور اہل عشق بے تابانہ دوڑ کر زیارت سے مشرف ہوئے حضور نے بحکم الٰہی مدینے سے باہر ہی قیام فرمایا اور "شعب بنو عمرو" میں اقامت اختیار فرمائی یہ دو شنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔

جب حضور کی تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہنچی تو جوق جوق مشتاقان زیارت آنے شروع ہوئے اور شعب بنو عمرو میں ایک اجتماع عظیم جن لوگوں نے حضور اقدس کو پہلے نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر رض کو رسول اللہ سمجھنے اور جھک جھک کر سلام کرنے لگے پھر جب دھوپ تیز ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے چادر تان کر حضور پر سایہ کیا اس وقت تمام لوگوں نے آقائے کونین کو پہچانا اور صلوٰۃ و سلام میں مصروف ہوئے۔

حضور سرورِ عالم "شعب بنو عمرو" میں بائیس ۲۲ دن مقیم رہے اور وہاں ایک مسجد تعمیر فرمائی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تئیسویں ۲۳ دن حضور آقائے نامدار نے مدینہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور ایک ناقہ (اونٹنی) پر سوار ہوئے ساتھ ساتھ مہاجرین اور انصار کا مجمع تھا۔ جب سالم بن عوف کے محلے میں سواری پہنچی تو جمعہ کی نماز کا وقت آ گیا حضور اقدس نے سواری سے اتر کر "بطن وادی رانونا" کی مسجد میں نماز پڑھی یہ پہلا جمعہ تھا جو مدینہ میں پڑھا گیا نماز پڑھ کر حضور اقدس پھر روانہ ہوئے راستہ میں عباس بن عبادہ رض عتبان بن مالک سرداران بنی سالم آئے اور عرض کی کہ ہمارے ہاں قیام فرمائیے حضور نے فرمایا اونٹنی کو چھوڑ دو وہ حق تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رک جائے گی وہیں قیام کروں گا۔

پھر وہاں سے بنو بیاضہ کے محلہ میں پہنچے تو زیاد بن لبید، فروہ بن عمرو جو سرداران بنو بیاضہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی درخواست کی کہ ہمارے ہاں قیام فرمائیے حضور نے پھر وہی جملہ ارشاد فرمایا بعد ازاں بنو ساعدہ، بنو حارث، بنو خزرج بنو عدی اور بنو نجار کے محلوں سے گزرتے ہوئے حضرت ابو ایوب کے مکان کے قریب پہنچے باب ابو ایوب پر پہنچ کر اونٹنی بیٹھ گئی (محدثین اور مورخین کا بیان ہے کہ جہاں حضور سرورِ عالم کی اونٹنی بیٹھی تھی وہاں اس وقت مسجد نبوی کا منبر ہے) غرض اونٹنی کے بیٹھنے پر حضور اقدس اتر پڑے حضرت ابو ایوب نے فوراً کجاوہ اتار کر اپنے مکان میں پہنچا دیا اور پھر حضور اقدس کو اپنے ساتھ اندر لے گئے، مکان دو منزلہ تھا حضرت ابو ایوب نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ جس حصہ کو پسند فرمائیں خالی کر دیا جائے حضور نے زائرین کی آسانی کو پیش نظر رکھ کر فرمایا میرے لئے نیچے کا حصہ زیادہ مناسب ہے یہ سنتے ہی حضرت ابو ایوب نے نیچے کی منزل کو صاف کیا اور حضور کے قیام کا اس میں انتظام کیا شام تک زائرین کا ہجوم رہا پھر رات کو سب لوگ رخصت ہو گئے جب صبح ہوئی تو حضور نے پوچھا اے ابو ایوب کیا حال ہے؟ عرض کی وہ آپ اس بندے کا کیا حال پوچھتے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ ہیں اور اوپر خدا ہے، حضور اس جملہ کو سنکر مسکرائے

حضرت ابو ایوب بیان کرتے ہیں کہ کئی دن تک حضور سرورِ عالم مکان کے نیچے کے حصے میں مقیم رہے اور میں اوپر کی منزل میں رہا اتفاق سے ایک دن چھت پر پانی کا برتن ٹوٹ گیا اور اس چھت کا پرنالہ نیچے کی منزل میں تھا میں اس خوف سے کہ پانی نیچے نہ جائے میں نے اور میری بیوی ام ایوب نے اپنی چادر اس پانی پر ڈال دی اور بمشکل اس کو جذب کیا اور اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی خیال ہوا کہ آقائے کونین نیچے کے حصہ میں رہتے ہیں اور ہم اوپر کی منزل میں رہتے اور بیباکانہ چھت پر چلتے ہیں یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے اس خیال کے آتے ہی ہم دونوں میاں بیوی نہایت شرمندہ اور مغموم ہوئے ہم نے ایک گوشہ میں چھپ کر آنکھوں میں رات کاٹ دی صبح کو میں ڈرتے ڈرتے حضور سرورِ عالم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میں اوپر نہیں رہنا چاہتا حضور نے پوچھا کیوں میں نے کہا کہ آپ نیچے کے حصہ میں تشریف رکھتے ہیں اور ہم اوپر کا

منزل میں رہتے ہیں یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے حضور نے فرمایا نہیں تم اس کا کچھ خیال نہ کرو میں نے پھر اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! چھت کے نیچے آپ ہوں میں اس پر ہرگز نہیں رہونگا۔ آخر حضور نے میری درخواست قبول فرمائی اور سامان جو بہت کم تھا اوپر پہنچا دیا گیا تقریباً ایک سال تک حضور سرور عالم ابو ایوب کے مکان میں مقیم رہے اور اس مدت میں مسجد نبوی اور ازواج کے حجروں کی تعمیر جاری رہی جب مسجد پایہ تکمیل کو پہنچ گئی تو حضور اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔

## حضرت ایوب کے اخلاق و مناقب

حضرت ابو ایوب نہایت خلیق نہایت متواضع نہایت ایثار پسند اور نہایت رحمدل تھے نوافل و عبادات اور تلاوت قرآن کا ان کو بہت شوق تھا اور اکثر اوقات انہی اعمال حسنہ میں مشغول رہتے تھے۔ اتباع سنت کا ہر لمحہ خیال رکھتے اور ایک کام بھی خلاف سنت نہیں کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں مقیم تھے تو وہ دونوں وقت خود کھانا لیکر حاضر ہوتے تھے اور جب حضور کھانے سے فارغ ہو جاتے تو بچا ہوا کھانا نہایت شوق و محبت کے ساتھ کھاتے اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

ایک دن کھانے میں کسی قدر لہسن ڈالا گیا تھا جب وہ کھانا حضور کے سامنے گیا تو حضور نے نوش نہیں فرمایا حضرت ابو ایوب نے گھبرا کر پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا لہسن حرام ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں مجھے طبعاً لہسن سے نفرت ہے اور میں اس کا کھانا پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابو ایوبؓ نے اس دن سے لہسن خوردنا اور کھانا چھوڑ دیا اور حضور اقدس سے کہا کہ یا رسول اللہ! جس چیز کو آپ مکروہ سمجھتے ہیں میں بھی اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

## مہمان نوازی کا شوق

حضرت ابو ایوب انصاری کو مہمان نوازی کا بہت شوق تھا وہ وقتاً فوقتاً اپنے احباب خاص کی دعوتیں کرتے رہتے اور ان کو تحفے تحائف بھیجتے رہتے تھے صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضور اقدس اپنے مکان میں تشریف لے گئے تب بھی ابو ایوب کی طرف سے دعوتیں جاری رہیں طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق دوپہر کے وقت مسجد نبوی میں گئے اور ان کے آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی حضرت عمرؓ بھی آئے معمولی سلام و کلام کے بعد حضرت عمر نے حضرت صدیق اکبر سے پوچھا کہ آپ اس وقت کیسے آئے حضرت ابوبکر نے جواب دیا بھوک کی تکلیف ہے یہ سنکر حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں وہ وقت سے بھوکا ہوں کچھ دیر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ سے برآمد ہوئے آپکو بھی بھوک کی تکلیف تھی یہ تینوں حضرات اٹھکر ابو ایوب انصاری کے دروازہ پر پہنچے ابو ایوبؓ کی عادت تھی کہ جب حضور اقدس ان کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے تو وہ عمدہ عمدہ کھانے اور میوے پیش کیا کرتے تھے حضور نے جب ان کو آواز دی تو وہ مرحبا لبیک یا رسول کہتے ہوئے گھر میں سے نکلے اور حضور کو معہ حضرت صدیق اکبر اور عمرؓ کے مکان میں لے گئے پھر فوراً اپنے نخلستان میں جاکر تازہ تازہ میوے لائے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور خود پکایا اور ان کی بیوی نے روٹیاں

کھائیں کھانا تیار ہوا تو مہمانوں کے سامنے رکھا گیا اس موقع پر انھوں نے کہا کہ جب میں مہمانوں کی خاطر کرتا ہوں تو میرے قلب کو ایک غیر معمولی مسرت حاصل ہوتی ہے اور میں بہت ہی خوش ہوتا ہوں۔

## امر بالمعروف و نہی عن المنکر

حضرت ابو ایوب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ہر وقت خیال رکھتے تھے ایک دفعہ مروان بن حکم نے جو مدینے کا والی تھا محض اپنی کاہلی کے باعث مساجد کے اماموں کو بلاکر تاکید کی کہ نماز ذرا دیر کر کے پڑھا کرو تاکہ میں بھی جماعت میں شریک ہو سکوں۔

حضرت ابو ایوب کو جب اس حکم کی خبر ملی تو فوراً مروان بن حکم کے پاس گئے اور فرمایا اگر تم نماز کی تقدیم و تاخیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کروگے تو یاد رکھو ہم تمہاری مخالفت کریں گے اور اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت پیش نظر رکھوگے تو ہم بھی تمہارے موافق رہیں گے۔

ایک دفعہ سالم بن عبداللہ انصاری نے حضرت ابو ایوب کو ولیمہ کی دعوت میں مدعو کیا وہ ان کے مکان پر گئے تو دیکھا کہ دروازے پر تصویردار کپڑے کے پردے آویزاں ہیں اس موقع پر حضرت ایوب نہایت مشتعل ہوئے اور سالم بن عبداللہ کو سخت ملامت کی اور مکان کے اندر داخل نہیں ہوئے۔

## جہاد کا شوق

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو جہاد کا بہت شوق تھا حضور سرور عالم کے زمانہ میں غزوۂ بدر سے لیکر جس قدر لڑائیاں پیش آئیں وہ ان سب میں شریک ہوئے پھر خلفائے راشدین کے عہد میں رومیوں سے جہاد کرتے رہے ان کا سب سے آخری جہاد "حملہ قسطنطنیہ" تھا جس میں انہوں نے وفات پائی۔

## حُسن ظن

حضرت ابو ایوب ہر شخص کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو ام ایوب نے ابو ایوب سے دریافت کیا کہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ آپ نے سُنا بولے ہاں لیکن سب جھوٹ ہے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم نہیں! کہا تو عائشہ صدیقہ کا درجہ تو تم سے بہت بلند ہے۔

## وفات

سنہ ہجری میں (عہد معاویہ) میں ایک اسلامی لشکر زیر سرکردگی سفیان بن عوف تسخیر قسطنطنیہ کے لئے بھیجا گیا تھا حضرت ابو ایوب بھی اس میں شریک ہوئے اور قسطنطنیہ تک پہنچے اسلامی لشکر نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اور عیسائیوں کو جنگ پر مجبور کرنا چاہا۔ حضرت ابو ایوب انصاری دفعتاً اس موقع پر علیل ہو گئے اور صرف ایک دن اور ایک رات علیل رہکر راہی ملک عدم ہوئے۔

اہل تحقیق مورخین کا بیان ہے کہ ۲۲ صفر المظفر سنہ ہجری کو حضرت ابو ایوب انصاری نے داعی اجل کو لبیک کہا اور دار فنا سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(+)

# پردہ اور قرآن

(از جناب مولوی محمد مہدی صاحب بھوپال)

مسلمانوں میں بعض ایسے مسائل موضوع بحث بنے ہوئے ہیں جن کا قرآن نے نفیاً یا اثباتاً کوئی فیصلہ کیا ہے لیکن غلطی سے وہ مسائل قرآن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور ان میں دو فریق ہو گئے ہیں ایک اثبات کا مدعی ہے اور ایک نفی کا مثلاً نظام حکومت کے مسئلہ میں دو فریق باہم معرکہ آرا ہیں ایک کا دعویٰ ہے کہ اسلام نے جمہوری نظام حکومت کا حکم دیا ہے دوسرے کا دعویٰ ہے کہ شخصی نظام کی تلقین کرتا ہے دونوں فریق اپنی اپنی تائید میں بعض آیات قرآنی پیش کرتے ہیں حالانکہ نہ تو قرآن جمہوری نظام کا حکم دیتا ہے نہ شخصی نظام کا اس نے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مختار کر دیا ہے کہ وقت اور موقع کے لحاظ سے جو نظام حکومت مناسب سمجھیں وہ قائم کر لیں خواہ وہ جمہوری ہو یا شخصی آئینی ہو یا دستوری بعینہ یہی صورت مسئلہ حجاب کی ہے اس میں بھی دو فریق باہم دست و گریبان ہیں اور ہر دو فریق کی کوشش ہے کہ قرآن مجید سے اپنی تائید حاصل کی جائے حالانکہ جو آیتیں دونوں فریق اپنے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ کسی خیال پر دلالت نہیں کرتیں ہر دو فریق کی طرف سے اپنی اپنی تائید میں جس بنا پر آیات قرآنی پیش کی جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ مفسرین کے خیالات اور آثار ذہن میں راسخ ہو گئے ہیں انھیں کی روشنی میں وہ آیتیں دیکھی جاتی ہیں اگر مفسرین کے خیالات اور روایتیں خواہ وہ کوئی ہوں ذہن سے خارج کر کے مجرد الفاظ قرآنی پر غور کیا جائے تو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے چنانچہ سطور ذیل میں صرف الفاظ قرآنی سے یہ دکھایا گیا ہے کہ جو آیتیں پردہ کی تائید یا تردید میں پیش کی جاتی ہیں ان کا اس مسئلہ سے کہاں تک تعلق ہے۔

## غور طلب سوال

اس بحث میں دو باتیں غور طلب ہیں:- (۱) ہندوستان میں جو پردہ رائج ہے کہ عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اور کہیں جاتی آتی ہیں تو ڈولی وغیرہ میں بند ہو کر کیا یہی شرعی پردہ ہے کیا بغیر ڈولی یا اور کسی پردہ دار سواری کے عورتیں ضرورتاً باہر نہیں جا سکتیں! (۲) اگر ضرورتاً بغیر ڈولی وغیرہ کے باہر جا سکتی ہیں تو کس طرح یعنی چہرہ چھپا کر یا چہرہ کھول کر۔

## قرار فی البیوت

ہندوستان میں ایک گروہ ہے جس کا اصرار ہے کہ اس وقت یہاں جو پردہ رائج ہے وہی شرعی پردہ ہے اور وہ اپنی تائید میں آیات ذیل سے تائید کرتا ہے۔

وقرن فی بیوتکن — اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو

لیکن لطف یہ ہے کہ ضرورتاً عورتوں کے گھر سے نکلنے کو وہ بھی ناجائز نہیں سمجھتا گو وہ ڈولی میں ہو یا اور کسی پردے دار سواری میں چنانچہ بڑے بڑے متشرع اصحاب کی عورتیں دوسروں کے یہاں شادی بیاہ میں شریک ہوتی ہیں اور اپنے اعزا و اقربا کے یہاں جاتی ہیں ریل میں سفر کرتی ہیں جہاز میں بیٹھ کر حج کو جاتی ہیں بس "قرار فی بیوتہا" نہیں رہتا۔ رہ گئی ڈولی وغیرہ یہ ہندوستان کے سوا کسی ملک میں نہیں ہے نہ کسی زمانہ میں رواج ہوا بلکہ عورتیں باستثناء سفر بلا کسی سواری کے چادر یا برقعہ اوڑھ کر ضروریات کے لئے گھر سے باہر جاتی آتی رہیں اور اب تک یہ طریقہ چلا آرہا ہے۔

جو لوگ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورتوں کو گھروں سے باہر رہنے کا حکم نہیں ہے وہ ایک اختلاف قرأت سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو تفاسیر میں منقول ہے کہ یہ لفظ وقار سے قِرن بالکسر ق ف ہے اور آیت کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ گھروں میں وقار و سکون سے رہو اس میں شک نہیں کہ گھروں میں بھی وقار و سکون کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے لیکن اگر یہ کہا جاتا کہ گھروں سے باہر وقار و سکون سے نکلو تو زیادہ معقول اور زیادہ ضروری تھا لیکن یہ بحث ہی فضول ہے اختلاف قرأت پر اصرار کرنا قرآن میں تحریف ثابت کرنا ہے خصوصاً ایسا اختلاف قرأت جس سے معنی بدل جاتے ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لفظ کا بھی اختلاف قرأت منقول نہیں ہے اس لئے مشہور اور علم قرأت ہی کو ترجیح حاصل ہے قطع نظر اس کے آیت قرآنی میں قَرن بالفتح قاف سے نقصان ہی کیا ہے؟ ضروریات کے لئے باہر نکلنے کا جواز اس حالت میں بھی ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ آگے ثابت ہوگا پہلے ایک روایت نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حکم حجاب کے بعد حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئیں راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے انہوں نے ٹوکا اور کہا سودہ خدا کی قسم تم اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو تم اب کیوں باہر آئیں یہ سنکر حضرت سودہ واپس تشریف لے آئیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے ہڈی آپ کے دست مبارک میں تھی حضرت سودہ اندر آئیں اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ میں ضرورت سے باہر گئی تھی لیکن عمر نے مجھ سے یہ یہ کہا آپ پر وحی آئی جب وہ حالت رفع ہوگئی تو آپ نے فرمایا تم کو ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے۔

## قرآن سے باہر جانے کا ثبوت

اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ دوسری قرأت قِرن بالکسر قاف والی صحیح نہیں دوسری یہ کہ عورتیں ضروریات کے لئے باہر جا سکتی ہیں لیکن یہ ایک خارجی دلیل ہے اگر یہ روایت ہم تک نہ پہنچتی تو اس آیت کی موجودگی میں ضروریات کے لئے عورتوں کے باہر جانے کا جواز کس طرح ثابت ہوتا؟ اس کے لئے خود قرآن مجید میں متعدد آیتیں موجود ہیں جن میں عورتوں کو باہر جانے کے آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں مثلاً

(۱) مومنات سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں (۲) اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں۔ (۳) اور اپنے پیر اس طرح نہ ملا کریں کہ ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے (۴) اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں کہ یہ ان کے لئے موجب شناخت ہوا کریگا انکو کوئی ایذا نہ دیگا۔ (۵) جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھریں

احکام نمبر ۴ و ۵ کی مخاطب اول ازواج مطہرات ہی ہیں۔

اگر عورتوں کا گھروں کی چار دیواری میں مقید رہنا ضروری تھا تو باہر نکلنے کے آداب تعلیم فرمانے کی ضرورت نہ تھی اس کے علاوہ خود آیت مذکورہ سے ہی ثابت نہیں

ہوتا کہ عورتیں گھروں میں بند رہیں اور ضروریات کے لئے باہر نہ جائیں چنانچہ پوری آیت یہ ہے

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى — اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح اظہار تجمل نہ کرتی پھرو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ قرار فی البیت کا حکم عدم تبرج کے مقابلہ میں ہے اگر عورتوں کو ضروریات کے لئے بھی باہر جانا ناجائز ہوتا تو اس حکم کی ضرورت نہ تھی کہ جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو کیونکہ اگر عورتیں باہر نہ جائیں اور اگر جائیں تو ڈولی وغیرہ میں بند ہو کر تو عدم تبرج کا مقصد تو خودبخود حاصل ہو جاتا ہے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ضروریات کے سوا اس مقصد سے باہر نہ جاؤ کہ بناؤ سنگار دکھایا جائے اس لحاظ سے پردہ اور عدم پردہ سے اس آیت سے کوئی تعلق نہیں رہتا اور اس تمام بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں کا گھر کی چار دیواری میں محصور رہنا اور ضروریات کے لئے بھی بغیر ڈولی وغیرہ کے باہر نہ نکلنا شرعی پردہ نہیں ہے بلکہ عورتیں ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہیں۔

**عمل متواتر** عہد رسالت میں بھی تمام صحابہ کی عورتیں اور خود ازواج مطہرات و بنات طیبات حج کو تشریف لیجاتی تھیں جہاد میں مردوں کے ساتھ سفر کرتی تھیں نماز کے لئے مسجد اور عیدگاہ میں جاتی تھیں شادی بیاہ میں دوسروں کے ہاں شریک ہوتی تھیں قضائے حاجت کے لئے گھروں سے باہر جاتی تھیں صحابہ کی عورتیں وعظ و نصیحت سننے کو اور مسائل دریافت کرنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں آنحضرت صلعم نے ہفتہ میں ایک دن مخصوص عورتوں کے لئے مقرر فرما دیا تھا اس کے علاوہ اپنے اعزا و اقربا کے ہاں بھی مسلمان عورتیں ملنے کو جایا کرتی تھیں اور نخلستانوں میں کام کے لئے اور بازاروں میں خرید و فروخت کو اور گھروں کے لئے ضروری چیزیں مثلاً پانی وغیرہ لینے بھی جاتی تھیں یہ سب آمد و رفت بلا ڈولی یا اور کسی پردہ دار سواری کے ہوا کرتی تھی مسلمان عورتوں کا یہ طریقہ کل ممالک اسلامیہ میں سوا ہندوستان کے اب تک بھی رہا موجودہ پردہ کی تائید میں بعض روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

"عورت عورت ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے"

"عورت اللہ سے اس وقت بہت قریب ہوتی ہے جب وہ گھر کے اندر والے حصہ میں ہوتی ہے" "عورت گھر کی تاریکی میں نماز پڑھے" "عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے" یہ روایتیں عورتوں کے عام رواج کے مقابلہ میں کوئی درجہ نہیں رکھتیں اول تو ان کی روایتی حیثیت ہی صحت سے عاری ہے اور اگر روایتاً صحیح فرض کر لی جائیں تو یہ اطمینان نہیں ہو سکتا کہ رسول خدا کے یہی الفاظ ہیں اور ان میں کمی بیشی نہیں ہوئی دوسرے عمل متواتر ان کی تردید کر رہا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشا ہوتا کہ عورتیں گھر سے باہر نہ جایا کریں اور نماز بھی پڑھیں تو گھر کی تاریکی میں تو کم از کم مدینہ میں تو عورتوں کا یہی طرز عمل ہوتا لیکن برخلاف اس کے خود عہد رسالت میں مسلمان خواتین عام اس سے کہ وہ کسی گھرانے کی ہوں ضروریات کے لئے برابر گھر سے باہر آتی جاتی رہیں اور رسول خدا نے کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ جبکہ آپ نے عام خواتین کا یہ طریقہ جائز رکھا تو وہ منشا آپ کا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ان روایتوں سے سمجھا جاتا ہے کہ عورتیں گھروں میں قید رہیں۔

**حفظ چہرہ** رہ گئی دوسری بحث کہ اگر عورتیں باہر جائیں تو چہرہ چھپا کر جائیں یا چہرہ کھول کر؟ جو اصحاب آخری صورت جائز سمجھتے ہیں وہ دو آیتوں سے استدلال کرتے ہیں پہلی دلیل ان کی یہ ہے کہ خدا نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی کیا کریں ان کے نزدیک اس سے خدا کا منشا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عورتیں بے نقاب باہر نکلیں کیونکہ اگر عورتیں بے نقاب نہ ہوں تو مردوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم غیر ضروری ہو جاتا ہے لیکن میرے خیال ناقص میں یہ دلیل صحیح نہیں ہے جس وقت یہ حکم نازل ہوا ہے اس وقت لونڈیوں اور یہودی عورتوں کا بے پردہ پھرنا مسلم ہے اور خدا کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کو ایسی اقوام سے بھی واسطہ پڑے گا جن کی عورتیں بے نقاب بلکہ نیم برہنہ باہر پھرتی ہیں اس وجہ سے مسلمان عورتوں کا بے نقاب باہر پھرنا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا دوسری بات قابل لحاظ یہ بھی ہے کہ کیا عام طور پر غیر متشرع اور بظاہر متشرع حضرات نقاب پوش عورتوں کے بعض بعض حصہ جسم پر نظریں جما کر اور چال ڈھال کی دلکشی سے لطف اندوز نہیں ہوا کرتے اور ان کی نگاہیں یہ کوشش نہیں کرتیں کہ نقاب یا گھونگھٹ ہٹ جائے تو چہرے کی جھلک دیکھ لیں؟ اس لئے غض بصر کی ہر حال میں ضرورت ہے خواہ عورتیں بے نقاب ہوں یا نہ ہوں اور پردہ و عدم پردہ سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

**اظہار زینت** دوسری دلیل یہ آیت ہے:-
ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها "اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں لیکن جو اس میں سے ظاہر ہو جائے"

اس آیت کے متعلق دو بحثیں ہیں ایک تو یہ کہ زینت سے زینت ہی مراد ہے یا مقامات زینت مراد ہیں۔ ایک فریق کا خیال ہے کہ محض زینت، دوسرے کا خیال ہے مقامات زینت۔ میں پہلے خیال کا مؤید ہوں اور خدا کے الفاظ میں ترمیم اور اضافہ پسند نہیں کرتا اگر ہر شخص اپنے اثبات مدعا کے لئے الفاظ قرآنی میں ترمیم و اضافہ کر لیا کرے تو قرآن کلام خدا نہیں رہتا بلکہ بازیچۂ اطفال ہو جاتا ہے اور اسی طرح ہر شخص جو مسئلہ چاہے قرآن کے کچھ الفاظ گھٹا بڑھا کر ثابت کرے اس لئے میرے نزدیک زینت سے مقامات زینت سمجھنا زبردستی ہے اگر خدا کا مقصد مقامات زینت چھپانے سے تھا تو وہ خود فرما سکتا تھا اور مقامات بھی تعین فرما دیتا کہ فلاں فلاں حصہ جسم مقامات زینت ہیں اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بعد میں کوئی فقیہ یا مجتہد صاحب اپنے قیاس و رائے سے اضافہ فرمائیں کسی قوم میں مقامات زینت سر بھی ہے کان بھی ہے ناک بھی ہے گلا بھی سینہ بھی ہے ہاتھ کی انگلیاں بھی ہیں اور کسی قوم میں سوائے گلے کے اور کوئی مقام زینت نہیں ہے۔

جو لوگ پردہ پر اس آیت سے استدلال کرتے ہیں یہ انہیں کی ایجاد ہے کہ اس میں زینت سے مراد مقامات زینت مراد ہیں۔ کیا وہ لوگ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جن اقوام میں مقام زینت صرف گلا ہے وہ صرف گلا چھپا لیا کریں اور کسی حصہ جسم کے چھپانے کی مثلاً سر یا چہرہ کی ان کو ضرورت نہیں ہے؟ میرے نزدیک مقامات زینت کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی جو عورت اپنے کانوں کا، گلے کا، بازو کا اور ہاتھوں کا زیور یا رنگین لباس چھپائے گی تو مقامات زینت خود چھپ جائیں گے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ ما ظہر منہا میں چہرہ داخل ہے یا نہیں؟ ایک خیال یہ ہے کہ چہرہ داخل نہیں دوسرا خیال یہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک

داخل ہیں لیکن الفاظ قرآنی دونوں تفسیروں پر دلالت نہیں کرتے یہ بالکل زائد از قرآن باتیں ہیں۔ قرآنی الفاظ کا صرف اس قدر مطلب ہے کہ عورتیں بجز ان اشخاص کے جن کی اجازت ہے اور سب مردوں سے زینت و آرائش چھپایا کریں اگر اتفاقیہ یا ضرورت و مجبوری سے کچھ زینت و آرائش ظاہر ہو جایا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اس میں چہرے کا چھپانا یا نہ چھپانا کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا اگر ایک عورت اپنے یا قومی رواج یا مصالح کی وجہ سے یا کسی مذہبی خیال یا شرم و ناموس کی بنا پر چہرہ چھپاتی ہے لیکن ضرورتاً مثلاً خرید و فروخت کے موقع پر کسی چیز کے لینے میں ہاتھوں کی چوڑیاں یا کنگن وغیرہ انگوٹھی چھلے کھل جاتے ہیں یا پیروں کا زیور چلنے میں ظاہر ہو جاتا ہے یا رنگین دوپٹہ یا لہنگا یا سایہ یا پاجامہ کا کچھ حصہ ہوا سے کھل جاتا ہے یا کوئی غریب شریف عورت ہے اس کے پاس اتنی وسیع چادر یا برقعہ نہیں ہے کہ پیروں تک اپنا بدن چھپا سکے اور کچھ حصہ اس کے رنگین لباس کا ظاہر ہو جاتا ہے تو اس آیت کا صرف اس قدر منشا ہے کہ وہ عورت قابل الزام نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ چہرہ یا ہاتھ کھلے رکھے اگر کوئی عورت اس قدر احتیاط کرتی ہے کہ ہاتھ پیر کا زیور بھی ظاہر نہیں ہونے دیتی بلکہ ہاتھوں میں دستانے پہن رکھتی ہے کہ اگر ہاتھ نکالنے کی ضرورت ہو تو انگلیاں بھی ظاہر نہ ہوں تو وہ اس احتیاط میں پورا اختیار رکھتی ہے کیونکہ کسی کام کی اجازت سے اس کے خلاف کرنے یا اس اجازت سے خواہ مخواہ فائدہ اٹھانا لازمی و ضروری نہیں ہو جاتا اور جبکہ یہ کہا جائے کہ اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہوتا کہ ضرورت و بلا ضرورت بے احتیاطی ہی کی جائے آیت زیر بحث کا مضمون اسی قسم کا ہے اس لئے اس آیت سے چہرہ کھولنے کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں ہے اسی طرح اس آیت سے چہرہ چھپانے کا بھی استدلال نہیں ہو سکتا اگر کوئی عورت کان، گلا، بازو، پہنچے اور پیر چھپاتی ہے جن میں وہ زیور پہنے ہوئے ہے اور اپنا رنگین لباس چادر یا برقعہ وغیرہ سے ڈھانپ لیتی ہے لیکن چہرہ کھلا رکھتی ہے کیونکہ اس کے یہاں قومی یا ملکی ضرورت یا مصالح چہرہ چھپانے پر مجبور نہیں کرتے نہ اس کی قوم یا ملک یا شہر یا قصبے میں رواج ہے تو آیت زیر بحث میں کوئی لفظ نہیں ہے جو چہرہ چھپانے پر دلالت کرتا ہو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے وہ بھی ایک زینت ہے اس لئے چہرہ چھپانا چاہئے اس دلیل سے اول تو صرف آنکھوں تک گھونگھٹ نکالنے کا ثبوت ہوتا ہے دوسرے اگر عورت آنکھیں نیچی کر کے باہر جائے گی جیسا کہ اس کو حکم ہے تو سرمہ نظر نہیں آ سکتا تیسرے اگر عورت آنکھیں چھپائے تو ناظر منہا میں آ جائیگی جو تھے اگر آنکھوں میں سرمہ نہ ہو تو پھر تو چہرہ کھولنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ غرضکہ اس آیت سے نہ تو چہرہ کھولنے کا ثبوت ہوتا ہے نہ چہرہ چھپانے کا اس لئے پردہ کی بحث سے یہ آیت بھی غیر متعلق ہے۔

## سوال پس پردہ

جو اصحاب منہ چھپا کر باہر نکلنے کی ضرورت سمجھتے ہیں وہ آیت ذیل سے استدلال کرتے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| واذا سالتموھن متاعًا فسئلوھن من وراء حجاب | اور جب تم ازواج پیغمبر سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ |

تعجب ہے کہ اس آیت سے کس طرح پردے پر استدلال کیا جاتا ہے اوپر جو دو سوال مندرج کئے گئے ہیں ان میں سے ایک کا جواب بھی اس آیت میں نہیں ہے اس میں صرف ایک معاشرتی مسئلہ تعلیم کیا گیا ہے آداب معاشرت اور تہذیب کا ایک ضروری اور لازمی جزو یہ بھی ہے کہ اپنے پیغمبر یا امام و پیشوا کی ازواج سے جو چیز مانگی جائے وہ پس پردہ مانگی جائے بلکہ جو خواتین اپنے ملکی یا قومی رواج یا کسی مذہبی خیال سے پردہ کرتی ہیں ان سے بھی جو سوال کیا جائے وہ پس پردہ کیا جائے اور جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں ان کے گھروں میں بھی بلا اجازت داخل ہونا مذہب و اخلاق اور تہذیب کی رو سے ممنوع ہے یہاں تک کہ اپنے اعزہ و اقربا کے گھروں میں بھی بلا اجازت جانا معیوب ہے کیونکہ گھروں میں عورتیں عموماً مختلف حالتوں میں ہوتی ہیں اگر اجازت دیدی جائے تو پھر بے تکلف گھر میں جا سکتے ہیں چنانچہ اسی آیت میں اذن کے بعد اندر آنے کی اجازت ہے اور ایک آیت اور ہے

| | |
|---|---|
| یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون۔ | اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں جب تک اجازت نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو داخل نہ ہو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ |

اجازت کے بعد پردہ کرنے والی ہیں وہ چھپ جائیں گی اور جو پردہ نہیں کرتی ہیں وہ نہ چھپیں گی، اس وقت ان سے بالمشافہ سوال کیا جا سکتا ہے غرض پردہ کی بحث سے یہ آیت بھی خارج ہے۔

## ادنا جلبابا

ایک آیت اور ہے جس سے حامیان پردہ استدلال کرتے ہیں وہ آیت حسب ذیل ہے:۔

| | |
|---|---|
| یاایھا النبی قل لازواجک و بناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین و کان اللہ غفورا رحیما۔ | اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں یہ امر ان کے لئے موجب شناخت ہوگا تو ان کو کوئی ایذا نہ دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ |

اس آیت کے معنے و تفسیر میں بہت تکلفات کئے جاتے ہیں ایک تو لفظ ادنا پر بحث کی جاتی ہے کہ اس کے اصلی معنے قریب کرنے کے ہیں پھر قریب کرنے کے معنی لٹکانے کے لئے جاتے ہیں اور لٹکانے سے گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لیا جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ نرا تکلف ہی تکلف ہے اگر ادنا کے اصلی معنے قریب کرنے کے ہیں تو چادر بغل میں داب لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر شانہ پر ڈال لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر پاس رکھ لی جائے تب بھی قریب ہو جائے گی اس لئے قریب کرنے کے معنے لٹکانا لیا جانا پھر گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لینا بالکل بے معنی باتیں ہیں۔ صاف و سیدھے معنی جو موقع اور محل کے بالکل مناسب ہیں وہ یہی ہو سکتے ہیں کہ چادریں اپنے اوپر ڈال لی جائیں خواہ گھونگھٹ نکالا جائے یا نہ نکالا جائے تعمیل حکم دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے۔ دوسرے لفظ جلباب پر بحث کی جاتی ہے ایک مضمون نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اس آیت میں بے پردگی کے حامی لفظ جلباب کی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں حالانکہ اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں جس میں کوئی مشکل پیش آئے مگر کجروی کا کیا علاج جلباب لفظ جلب سے ہے جو بحیثیت اسم جلب و جلب دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے اور اس کے معنی رات کی تاریکی اور بے آب بادل کے ہیں اور بحیثیت فعل جلب کے معنے کھینچنے کے ہیں اس لحاظ سے دہلی کی زبان میں اس کے معنے اس اندھیری کے ہوتے ہوئے بھی

گھروں میں آتے وقت اپنے منہ پر ایک لال رنگ کا کپڑا ڈال لیا کرتے ہیں تاکہ گھر کی عورتوں کو گھر میں جاکر چھپنے کی ضرورت نہ ہو یا اندھیری منہ پر ڈالی جاتی ہے نہ کہ پردہ اور جب یہ لفظ عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنے اس کپڑے کے ہوتے ہیں جس میں منہ پر اندھیرا کیا جائے یا اسے سر پر کھینچ کر ڈال لیا جائے جسے ہندوستان کی زبان میں برقع کہتے ہیں۔

فاضل مضمون نگار نے ثبوت بہت اچھا پیش کیا ہے کہ حامیان بے پردگی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں اور مسئلہ بھی صاف کر دیا کہ درحقیقت اس فتوی کا مستحق کون ہے۔ مجھے اس پر ایک قصہ یاد آیا کہ ایک لالہ صاحب کسی رئیس کے یہاں گھر کا حساب کتاب لکھنے پر ملازم تھے وہ بجائے گوشت کے ہر جگہ خاک لکھا کرتے تھے جب رئیس کے سامنے پہلی مرتبہ حساب پیش ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ خاک ۸ر خاک ۶ر خاک ۲ر خاک ۴ر لکھا ہوا ہے وہ دیکھ کر سخت حیران ہوئے کہ باورچی خانہ میں خاک کس کام کے لئے آتی ہے لالہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ خاک کیا بلا ہے کس نے منگوائی کہاں سے آئی اور کیسی خاک ہے تو لالہ صاحب نے فرمایا حضور خاک کا الٹ کاخ، کاخ کہتے ہیں محل کو محل کا الٹا لحم، لحم کہتے ہیں گوشت کو۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ لغت فاضل مضمون نگار کے لالہ صاحب کی مسند تخیل نے زیادہ باقاعدگی سے خرام ناز کیا ہے فاضل مضمون نگار کو بہت زیادہ کھائیاں اور خندقیں کھودنا پڑی ہیں تب کہیں جاکر برقعہ تک ان کی رسائی ہوئی ہے میں اپنے مضمون کو زیادہ خندہ آفریں بنانا نہیں چاہتا اس لئے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں لغت میں جلباب کے معنے خواہ وہ جلب جلب سے بنا ہو یا جلب سے اس وسیع چادر کے ہیں جو سب کپڑوں کے اوپر اوڑھی جاتی ہے اور قرآن کے الفاظ "یدنین علیہن من جلابیبہن" (اپنے اوپر اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں) کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ چادر میں اوڑھ کر منہ چھپا لیا جائے اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نصف چہرہ چھپا لیا جائے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ پیشانی اور ناک سے نیچے کا حصہ چھپا لیا جائے اور دونوں آنکھیں کھلی رہیں چوتھا قول یہ ہے کہ سر اور گلے کی ہنسلی چھپا لے اور چہرہ کھلا رکھا جائے یہ اختلاف صرف اس بنا پر ہے کہ الفاظ قرآنی کسی بات پر دلالت نہیں کرتے جس کے نزدیک جو طریقہ مناسب تھا وہی اس نے بطور تفسیر بیان کر دیا اگر چہرہ کھلا رکھا جائے اور تمام جسم و سر چادر سے چھپا لیا جائے تو خدا کے حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے۔

چنانچہ مجاہد نے جو امام مفسرین کہلاتے ہیں یہ تفسیر کی ہے کہ چادریں اوڑھ کر امتیاز پیدا کر لیا جائے وہ منہ چھپانے یا نہ چھپانے کا کچھ ذکر نہیں کرتے یہ تفسیر بالکل الفاظ قرآنی کے مطابق ہے کیونکہ حکم صرف امتیاز پیدا کرنے کے لئے کہ مسلمان عورتیں اس طبقہ کی عورتوں سے ممتاز ہو جائیں جن کو شریر و نامہذب لوگ چھیڑتے ہیں اور اس سے خدا تعالی کا جو منشاء ہے وہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں ان عورتوں میں شامل نہ ہوں جن کو بعض لوگ چھیڑنے کی جرأت کرتے ہیں اور اپنا چال چلن طریقہ اور وضع قطع ایسی رکھیں کہ کسی کو ان کے چھیڑنے کا خیال نہ ہو اگر کسی زمانہ میں یا کسی ملک میں بجائے جلباب کے شریف و نیک چلن خواتین کا اور کوئی لباس ہو جس سے وہ بدنام طبقہ کی عورتوں سے ممتاز رہتی ہوں تو وہی لباس خواہ اس سے منہ چھپتا ہو یا نہ چھپتا ہو پہننا ضروری ہوگا کیونکہ مقصد یہی بیان کیا گیا ہے کہ "ان یعرفن فلا یوذین" وہ شناخت کر لی جائیں تو کوئی چھیڑے نہیں اور اگر کسی زمانہ میں یا ملک میں وہ علت جس کی بنا پر جلباب اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے موجود نہ ہو تو یہ حکم بھی باقی نہ رہے گا بلکہ اگر علت بھی موجود ہو اور اس زمانہ میں کسی وقت یہ خطرہ نہ ہو تو اس وقت بھی اس حکم کی تعمیل ضروری نہ ہوگی اس صورت میں اس آیت کا بھی پردہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا غرض یہ کہ قرآن مجید سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں گھر سے باہر جائیں تو چہرہ چھپا لیا کریں نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ کھول لیا کریں۔

اس لحاظ سے یہ مسئلہ صرف ایک تمدنی و معاشرتی مسئلہ رہ جاتا ہے اگر ہماری قومی و ملکی ضرورتیں اور مصلحتیں مجبور کریں کہ عورتیں چہرے چھپا کر باہر نکلا کریں تو چہرہ چھپا لیا جائے اور اگر عورتوں کے چہرہ چھپانے کی ضرورت نہ سمجھی جائے تو چہرہ کھول کر نکلا کریں۔ قرآن صرف فتنہ و فساد اور فحش و منکرات کا مخالف ہے ان سے تحفظ کی جس زمانہ اور جس ملک میں جو تدبیر مناسب ہو وہ کی جائیں۔

## احادیث اور پردہ

احادیث کا مجھے جہاں تک علم ہے کوئی حدیث موجود نہیں ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو منہ چھپا کر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو کہ ایسی کوئی صحیح حدیث موجود ہے جس میں عورتوں کو منہ کھول کر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو اگر مسلمان عورتیں پردہ کرتی ہوں تو ملکی رواج کے مطابق پردہ کرتی ہوں گی۔ کیونکہ عرب میں قبل اسلام سے پردہ کا رواج تھا اور اکثر قبائل کی عورتیں چہرہ پر نقاب ڈالا کرتی تھیں صرف بعض قبائل ایسے تھے جن کی عورتیں بے نقاب باہر پھرتی تھیں۔

ابو داؤد میں ایک روایت ہے جس سے ثابت کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے عورتوں کو چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ کھول کر غیر مردوں کے سامنے آنے کی اجازت دی ہے روایت یہ ہے کہ جس کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ آنحضرت کی خدمت میں حضرت اسماء حاضر ہوئیں وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں آنحضرت نے انہیں دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے سوا اور کوئی حصہ بدن کا ظاہر نہ ہونا چاہیئے لیکن یہ روایت بالکل غیر معتبر ہے کیونکہ خالد بن دریک تابعی جو حضرت عائشہ سے روایت کرتا ہے اس کا سماع حضرت عائشہ سے ثابت نہیں ہے اس لئے یہ روایت منقطع ہے جو قطعی ناقابل لحاظ ہوتی ہے۔

---


# سلسلہ خلافت اسلامیہ

یعنی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے خلفائے راشدین کی سوانح عمریاں یہ چاروں کتابیں جن کو محترمہ عزیز بیگم صاحبہ نجف علی نے عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بطور سوال و جواب نہایت سلیس اردو میں لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کی مقدس زندگیوں اور ان کے عہد خلافت کے حالات پر مشتمل ہیں قیمت عہ محصولڈاک ۵ر کل ۴ر

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

# غریب کا دل

ابھی رات زیادہ نہیں آئی تھی لیکن فضا تیرہ و تار ہو رہی تھی بادل چھائے ہوئے تھے ستارے چادر ابر میں روپوش تھے تند و شور کی بارش ہو رہی تھی بیچارے محمود کا "غریب خانہ" ابھی جب تک چراغ مشعل راہ نہ ہو نظر نہیں آ سکتا تھا۔

محمود کی جھونپڑی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا ہاں ایک چراغ تھا جو بیچارا اپنی بساط کے موافق اس تاریکی سے جہاد کر رہا تھا ایک انگیٹھی تھی جس کی آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی صرف چند چنگاریاں باقی رہ گئی تھیں جو عنقریب افسردہ ہونے والی تھیں۔

اس تاریکی میں چند چہرے اس طرح چمک رہے تھے جیسے شب تار میں ٹیڈیو کی آنکھیں ادھر ادھر دیکھنے سے ایک فرش نظر آتا تھا جس پر تین بچے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالے دراز تھے پاس ہی ایک عورت بیٹھی تھی جس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا دل ہی دل میں زبان حال سے وہ دعا مانگ رہی تھی کہ اس کا شوہر بخیر و عافیت واپس آ جائے کیونکہ حسب عادت آج بھی وہ شکار کے لئے گیا تھا اور اب تک واپس نہیں آیا تھا۔

بارش اب اور تیزی سے ہونے لگی ہوا بھی بہت تیز چلنے لگی جس کے اثر سے جھونپڑی بھی لرزہ بر اندام ہو رہی تھی بچے چادریں سکڑے پڑے تھے لیکن اس عورت کا دل خوف سے کانپ رہا تھا اس نے خیال کیا کہ بارش کا یہ تسلسل بجلی کی یہ کڑک ہوا کی یہ سنسناہٹ چھتوں اور دیواروں کا دھڑ دھڑ گرنا کوئی اچھی علامت نہیں ہے اپنے شوہر کے متعلق اس کے دل میں طرح طرح کے شکوک و اوہام کی ایک دریا لہریں مارنے لگا وہ دل ہی دل میں خیال کرنے لگی کہ میں ایک غریب اور دکھیا عورت ہوں نہ میرا کوئی والی ہے نہ وارث یہ چھوٹے چھوٹے بچے ابھی اس قابل بھی تو نہیں ہیں کہ اپنی روزی کما سکیں اپنا پیٹ پال سکیں زمانہ کا سرد و گرم برداشت کر سکیں اے اللہ تو مجھ ضعیف و ناتوان کے لئے اور ان معصوم بچوں کے لئے اسے بچا لے جو تیری سپردگی میں ہے جو اپنی زندگی تجھے سونپ کر رزق کی تلاش میں نکلا ہے تاکہ ان چھوٹے چھوٹے خاندان کا کچھ انتظام کرے اب تک وہ واپس نہیں آیا، نہ معلوم قسمت اس کے ساتھ کیا کرنے والی ہے اور کسے معلوم کہ کیا کر چکی ہو؟... ہم شکاریوں کے بال بچوں کی زندگی کتنی المناک اور کس قدر اندوہ افزا ہوتی ہے وہ ہیں تنہا چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور دکھ کے ان تھاہ ساگر میں ہاتھ پیر مارنے لگتے ہیں جس کی نہ کوئی حد ہے نہ پایاں اور نہ اس کے خطرات و مہالک سے نجات کی کوئی صورت، اسی کمبخت روزی کی تلاش میں وہ ان الٹتی ہوئی موجوں کا مقابلہ کرتے ہیں جو بھوکے بھیڑیے کی طرح جھپٹتی ہیں جیسے وہ گوشت کے ٹکڑے پر جھپٹا ہے اور کم قسمت سے ڈر رہے ہیں کہ کیا جانے کیا ہو؟ تو کہیں کچھ ہو۔ پکا ہر کیا قسمت سے لکڑی کے وہ چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بچا لیں گے جنہیں چپو کہتے ہیں تھوڑی دیر تک موجوں کے ساتھ کشمکش ہوگی اور آخر کار وہ بیچارے نہایت غار میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گر جائیں گے تاکہ مچھلیوں کا شکار بنیں حالانکہ کچھ دیر پہلے وہ خود مچھلیوں کی تاک میں تھے۔

اب ذرا بارش کم ہو گئی تھی ہوا بھی آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ عورت چراغ اٹھا کے دروازے کے سامنے دیکھنے لگی کہ اب صبح ہونے میں کتنی دیر باقی ہے لیکن تاریکی دروازے پر پورے طور پر مسلط تھی اور باہر بھی کچھ دکھائی نہ دیتا تھا چراغ کی روشنی ایک اور جھونپڑی پر پڑی جس میں نہ روشنی تھی نہ حرکت اسے یاد آگیا کہ یہ غریب جمیلہ کی جھونپڑی ہے جس کا شوہر چند مہینے ہوئے ڈوب کر مر گیا تھا اور زمانہ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے کے لئے دو بچے چھوڑ گیا تھا اس کے جی میں آیا ذرا جمیلہ کی خبر لے آؤں؛ اس لئے کہ اسے علم تھا کہ جمیلہ مرض الموت میں مبتلا ہے وہاں پہنچ کر جب اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو کوئی جواب نہ پا کر خود اس نے دھکا دے کے دروازہ کھول لیا اپنے چراغ سے وہ پاس کی چیزیں دیکھ سکتی تھی اپنے سامنے اس نے جو کچھ دیکھا اس کا دل دھڑکنے لگا خون خشک ہو گیا اور وہ سر تا بہ قدم کانپنے لگی۔

اس نے دیکھا کہ جھونپڑی ہوا کی شدت سے ہل رہی ہے اور بارش کے پانی نے اندر داخل ہو کر تمام چیزوں کو تر کر دیا ہے جمیلہ بالکل ساکت و صامت فرش پر دراز ہے جب اس نے پاس سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا تو کام تمام ہو چکا ہے پانی کے قطرے اس کے سر سے اور ماتھے سے ٹپک رہے ہیں پہلے تو چپ چاپ وہ یہ دلدوز منظر دیکھا کی ایک بارگی بیک وہ چیخ اٹھی۔

وہ خدا کی اس زمین پر یہ ہے غریبوں اور بیکسوں مسکینوں اور مفلساروں کا عالم! یہ ہے وہ مرتبہ رفیع جہاں وہ زندگی کے کشمکش اور نوائب اور جہالت مصائب کا مقابلہ کر کے پہنچتے ہیں اس کارزار عالم میں وہ مجہول و مضطر وہ زندگی بسر کرتے ہیں نہ ان کا کوئی شناسا ہوتا ہے نہ واقف کار نہ نوحہ خواں ہوتا ہے نہ "بہار دار" اب وہ ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں نہ کوئی ہمنشیں ہے نہ ہم نشیں نہ ان کے جانے کا کسی کو ملال ہے نہ قطعی حلقی کہ اعزہ و اقربا بھی پرشاہ ہوا۔

کیا عجب ہے کہ میرا اور میری اولاد کا بھی کل یہی حشر ہو جو آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں اس وقت تو کوئی ایسا بھی نہ ہوگا جو اس حال زار پر چند آنسو بہائے جس طرح ان مسکینوں کے لئے میں ماتم کناں ہوں کل میرا ماتم کرنے والا تو کوئی نہیں پھر اس نے اپنی چادر جمیلہ کی لاش پر ڈال دی اور چراغ لیکر ادھر ادھر جو دیکھا تو بچے فرش خاک پر آسودہ خواب نظر آئے ایک کے منہ پر ایک کا منہ تھا اور ایک معصومانہ تبسم ان کے ابرو پر کھیل رہا تھا گویا وہ موت سے جو ان کے چاروں طرف منڈلا رہی تھی بالکل بے پروا تھے اس نے بچوں کے سر پر جمیلہ کی چادر دیکھی اسے خیال ہوا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے اس مسکین عورت نے اپنے مرض الموت میں دیکھا ہوگا کہ پانی ٹپ ٹپ ٹپک رہا ہے بچوں کے اعضا اکڑ رہے ہیں تو اس نے مادری سے مجبور ہو کر بچوں کے جسم پر یہ چادر ڈال دی ہوگی حالانکہ سب سے زیادہ وہ خود اس چادر کی حاجتمند تھی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تاب نہ لا سکی اور جان بحق ہو گئی۔

محمود کی بیوی اس ہیبت ناک اور دلدوز منظر کو دیکھنے لگی ہوا اس وقت بھی چل رہی تھی بارش اس وقت بھی ہو رہی تھی اور پانی کے قطرات جھونپڑی کے

ہوا اس وقت بھی چل رہی تھی بارش اس وقت بھی ہو رہی تھی اور پانی کے قطرات جمیلہ کے ماتھے سے گالوں پر اس وقت بھی ٹپک ٹپک کر آ رہے تھے گویا اپنے بچوں کے فراق میں وہ آنسو بہا رہی تھی۔

اب آثار صبح ظاہر ہونے لگے تھے جب کچھ کچھ روشنی آنے لگی تو اس نے چراغ بجھا کے ایک کونے میں رکھ دیا میت کے لئے دعا مانگی پھر بچوں کی جانب بڑھی ان پر وہ معصوم انسان دونوں کو نہایت رفق و سکون سے اپنی گود میں اٹھا لیا اور اپنی جھونپڑی میں لے گئی اپنے بچوں کے ساتھ انہیں بھی لٹا دیا اور سب پر ایک ہی چادر ڈال دی۔

اس کام سے فارغ ہو کے وہ ایک جانب بیٹھ گئی اور دل ہی دل میں کہنے لگی نہ معلوم میں نے ان بچوں کو لا کر کوئی اچھا کام انجام دیا ہے یا برا میں جانتی ہوں کہ اللہ نے عورت کا دل یکسر رفق و محبت سے بنایا ہے تو اسے نہیں برداشت کر سکتی کہ اس کے سامنے دو معصوم بچے ایک ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں فرش خاک پر دراز ہوں وہاں سوا ان کی ماں کی نعش کے ان کا کوئی رفیق نہ ہو کوئی عورت اس حال میں تن تنہا انھیں نہیں چھوڑ سکتی وہی کرتی جو میں نے کیا ہے بغیر اسے معلوم کئے کہ اس کار روائی کا اس کی ذات پر کیا اثر ہوگا اور پھر جبکہ وہ یہ بھی کہ اس کس مپرسی میں چھوڑ جانے کا انجام کیا ہوگا۔

یہ منظر جو میں نے دیکھا ہے اس نے مجھے عواقب و نتائج سے بے نیاز کر دیا ہے اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ میں نے غلطی کی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ اس غلطی سے میں بچ بھی سکتی تھی میں اس کی مرتکب ہوئی کیونکہ میرا دل گوشت اور خون کا ہے فولاد اور پتھر کا نہیں ہے۔

میں جانتی ہوں کہ میرا شوہر نادار ہے قلاش ہے، فاقہ مست ہے اور میرے بچے فرزندان شبینہ کے محتاج ہیں اب اس فقر و فاقہ کے عالم میں اپنے بچوں پر ان دو جدید بچوں کا اضافہ کسی طرح بھی مناسب نہیں لیکن یہ بھی کسی طرح مناسب نہیں کہ ہم اپنے راحت و نفس کے مقابلہ میں ان سے بخل کریں اور ان ننھے بچوں کو اپنے سامنے بھوک اور سردی کی وجہ سے مرنے دیں۔

یہ ہیں میرے خیالات جنھیں ابھی ابھی اپنے شوہر کی واپسی پر میں اس کے سامنے دہرا دوں گی اپنے اس فعل پر نہ میں متوحش ہوں نہ خوفزدہ کہ وہ مجھ پر خفا ہوگا یا حکم دے گا کہ میں انھیں نکال باہر کردوں۔

یہ کہتے کہتے وہ دفعتاً رک گئی کیونکہ دروازہ پر کھٹکھٹانے کی آواز آئی اس سے وہ خوفزدہ ہو گئی لیکن معلوم ہوا کہ یہ ہوا کی سنسناہٹ تھی تھوڑی دیر تک وہ اپنا سر جھکائے رہی سر جھکائے ہوئے وہ عالم خیال میں پہنچ گئی اس بزم تخیل میں ایسے ایسے مناظر اس کے سامنے آئے کہ کبھی وہ رونے لگتی کبھی ہنسنے لگتی کبھی غضبناک ہو جاتی اور کبھی مطمئن کبھی اس کا چہرہ کسی امید سے دمکنے لگتا کبھی ناامیدی کی شکنیں اس کے ماتھے پر پڑ جاتیں کبھی اپنے شوہر کے متعلق اچھے خیالات اس کے دل میں موجزن ہوتے کبھی طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو جاتے غرض اسی امید و بیم اور اسی کشمکش آلام و افکار میں اس کا دل ہچکولے کھا رہا تھا کہ اتنے میں کوئی سیاہ سی چیز اپنے سامنے آتے ہوئے دیکھی اس کا دل خوف و دہشت سے زور زور سے دھڑکنے لگا لیکن وہ دیکھتی کیا ہے کہ اس کا شوہر کاندھے پر جال ڈالے بیٹھا ہے اس کی چھڑ رکھے چلا آ رہا ہے اور پانی اس سے ٹپک رہا ہے

اپنے شوہر محمود کو دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئی اس نے اس کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی کچھ سمجھ کر آنکھیں جھکا لیں پھر وہ پوچھنے لگی رات کیسی گزری محمود نے اپنا جال اور اس کی چھڑ ایک طرف رکھ کے کہنا شروع کیا۔

ایسی رات! توبہ میں نے تو ایسی رات آج تک دیکھی نہیں اور شکار کو کیا پوچھتی ہو وہی خالی ہاتھ آیا ہوں، اگر خدا کا مجھ پر اور تم پر فضل نہ ہوتا تو میرے ہلاک ہونے میں رہ گیا تھا لیکن غم مجھ پر اس وقت تک طاری ہو نہیں پا سکتا جب تک میں تم لوگوں کو بخیر و عافیت پاتا ہوں۔ بچوں کا کیا حال ہے۔

یہ سنکر وہ کانپنے لگی اور ٹالنے کے طور پر جواب دیا "اچھے ہیں"

محمود آج کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس قدر آشفتہ خاطر دیکھ رہا ہوں، اچھا رات کیسی گزری۔

اس نے اپنا سر جھکا لیا اور کہا۔

رات کو تو ان بچوں کی تیمارداری میں رہی اس طوفان ابر و باد کی کڑک اور گرج جب سنتی تھی تو تمہاری طرف سے قسم قسم کے وہم آنے لگتے تھے لیکن اب تو الحمد للہ کچھ نہیں ہے اچھی ہوں"

یہ کہکر اس نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نہ سکتی تھی، الفاظ ہونٹوں پر آ کے رہ جاتے تھے آخر بہت کوشش کے بعد وہ کچھ کامیاب ہوئی اور کہنے لگی۔

"لیکن ایک دوسری بات ہے جس نے مجھے مضطر کر رکھا ہے"

"وہ کیا"

"تمہارے آنے سے کچھ پیشتر ہماری پڑوسن جمیلہ کا انتقال ہو گیا اپنے پیچھے وہ دو بچے چھوڑ گئی ہے جن کا اس عالم میں نہ کوئی پرسان ہے نہ خبرگیر"

یہ سنتے ہی محمود پر ایک اضطراب و اضطرار کی کیفیت طاری ہو گئی، وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے بھیگی ہوئی ٹوپی بستر پر ڈال دی سر پر کبھی کبھی ہاتھ پھیرتا کبھی بالوں سے شغل کرنے لگتا اس کی بیوی اس پر نظر جمائے اس کے خیالات و جذبات کا اندازہ کر رہی تھی آخر وہ فرش پر بیٹھ گیا جو جھونپڑی کے وسط میں بچھا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ کہنے لگا۔

خدایا! اگرچہ میں علم سے بے بہرہ ہوں جاہل ہوں میرا یہ منصب نہیں کہ میں تیری حکمتوں کو سمجھ سکوں اور یہ جان سکوں کہ یہ غریب بچے اپنی ماں جیسی نعمت سے کیوں محروم کر دیئے گئے لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس واقعہ کے وجود سے انکار کر دوں شاید وہ لوگ جو مجھ سے زیادہ علم و بصیرت رکھتے ہیں تیری ان مصلحتوں اور حکمتوں کو اس سے زیادہ سمجھ سکیں جتنا میں سمجھ سکتا ہوں۔

بلاشبہ میں تہی دست و نادار ہوں بے نوا اور بے مایہ ہوں مفلس و فقیر ہوں میری زندگی مصادفات و اتفاقات کی رہین منت ہے اگر مل گئی تو روزی ورنہ روزہ مجھ پر اور میرے بچوں پر ایسے کڑے دن گذرتے ہیں کہ ہمیں قوت لایموت بھی میسر نہیں آتا ہے لیکن میں اپنے دل کو کیا کروں وہ ان یتیموں پر اس سے زیادہ کڑھتا ہے جتنا فقر و فاقہ کے عالم میں وہ دکھ محسوس کرتا ہے۔

پھر وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا

"میں سخت متاثر ہوں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمیلہ کی روح کھڑی دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے اور ہم سے بالحاح و زاری کہہ رہی ہے کہ ہم اس کے

بچوں کی سرپرستی کریں ان کی کفالت کریں۔۔۔ لیکن میرے اسے کیونکر کہتے ہو! میں کروں تو کیا کروں!

اب گویا اس کی بیوی کو موقع مل گیا، اس نے کہا۔

"اور مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہہ رہی ہے، محمود! میری مصیبت تمہاری مصیبت سے زیادہ ہے تم اس عالم میں ہو کر کچھ نہ کچھ کر سکتے ہو میں اس دنیا میں ہوں کہ میرے کئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا"

تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہا بیٹھے بیٹھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا پھر اس نے کہا

"دیکھا گذشتہ سال ہمارے دونوں بچے زندہ اصل نہیں ہو چکے ہیں!"

کیوں نہیں؟

اگر آج وہ دونوں زندہ ہوتے تو ہم کیا کرتے؟

سوا اس کے کہ ہم اپنا معاملہ خدا پر سونپ دیتے اور اس سے استعانت چاہتے اور کیا کر سکتے تھے"

تو ہم ان دونوں یتیموں کا معاملہ بھی خدا پر سونپتے ہیں اور اسی سے استعانت چاہتے ہیں ہم یہ سمجھ لینگے کہ ہمارے وہ دونوں بچے زندہ ہیں یا یہ جان لینگے کہ خدا نے انھیں از سر نو زندہ کر دیا ہے۔۔۔۔۔ جاؤ ان بچوں کے پاس جاؤ اور انھیں یہاں لے آؤ ممکن ہے وہ بچے جاگ گئے ہوں اور اپنی ماں کا یہ حادثہ دیکھکر خوف و دہشت سے وہ بیچارے بہت پریشان ہو جائیں۔ دیکھو انھیں رفق و محبت سے لانا اس طرح لانا کہ وہ جاگنے نہ پائیں اور یہاں لا کر اپنے بچوں کے پاس لٹا دو، وہ منظر بھی کتنا عجیب و غریب ہوگا جب وہ بیدار ہوں گے اور ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھیگا۔۔۔۔۔ کل سے میرے اوپر نبیذ اور گوشت حرام ہے جب تک میں اس خاندان کے کھانے پینے کا انتظام نہ کر لوں جس کا بخت و اتفاق سے میں ہی سردار ہوں اور سنو جاؤ تو ان پاک اور معصوم بچوں کے طفیل سے ہمارا گھر روٹی اور چربی سے بھر جائیگا ہم کھاتے کھاتے تھک جائینگے لیکن سامان رسد ختم نہیں ہوگا"

یہ سنکر جمیلہ کا چہرہ وفور مسرت سے چمکنے لگا اور وہ بچوں کی خوابگاہ کی طرف گئی بچوں کے چہرے سے چادر اٹھائی اور چپ چاپ محمود کی طرف دیکھنے لگی۔

محمود نے جو یہ دیکھا کہ بچے تو یہاں پہلے ہی سے موجود ہیں تو بجوم مسرت اور فرط محبت سے اس نے جمیلہ کو گلے لگا لیا اور کہا تمہارا دل کتنا بلند اور کتنا اعلےٰ ہے تم تو اس قابل ہو کہ تمہاری پرستش کی جائے۔

جمیلہ نے یہ سنا اور محبت بھری نظروں سے محمود کو دیکھنے لگی۔

ان معصوم بچوں کی قسمت کا خدا نے آنا دیا کہ محمود کا گھر مال و دولت سے مالا مال ہو گیا۔ اور زندگی عیش سے گذرنے لگی۔

# سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر مدت سے اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کر دیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمیعۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کی اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں ضروری عقائد بھی ہر نمبر میں بتدریج ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہر حال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے کورس میں داخل کر لیا گیا ہے، برہما، بنگال، یوپی، پنجاب گجرات میں خصوصیت سے پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے۔

ان رسالوں کا گجراتی، بنگالی، برہمی، اردو، مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ بھی خیال ہو رہا ہے کہ انگریزی میں ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہو۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی۔ ملائکہ رسالت۔ معجزات صحابہ کرام۔ اولیاء اللہ کرامات، قیامت تقدیر اعمال صالحہ شرک وکفر و بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

**کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد ۸ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے**

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# دامِ خیال

(از جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب بی اے دہلوی)

عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے، خیالات کے ساتھ ساتھ دنیا کا رنگ بھی بدلتا رہتا ہے یہ تبدیلی خیالات کا ہی نتیجہ ہے کہ پہلے جن چیزوں کو اچھا سمجھتے تھے اب بری ہو گئیں اور جن کو برا جانتے تھے وہ اچھی۔ موجودہ زمانہ کو جس ہستی کا پھیرا کہتے ہیں وہ یہاں ہوگا۔ بظاہر تو صحیح معلوم ہوتا ہے روحانیت لطیف تھی اب مادیت رہ گئی ہے اور امراض دیوتاؤں کے رتبہ سے گھٹ گھٹا کر کیڑے مکوڑے بن گئے ہیں، ہر مرض کا ایک الگ کیڑا ہے اور ہر آزار کا ایک جدا جرثومہ۔ وہ دن دور نہیں کہ اخلاقی امراض کے کیڑے بھی دریافت ہو جائیں خوردبینوں سے دکھا دیئے جائیں انجکاری کے ذریعہ سے ان کو جسم میں داخل کرکے انسان کو روحانیت کے تمام مدارج طے کرا کے عرش پر پہنچا دیا جائے یا مادیت کے سب مراتب سے گذار کر اسفل السافلین سے بھی نیچے گرا دیا جائے۔

زمانہ کے اس انقلاب اور تحقیقات کے اس سیلاب نے خیالات کو دماغ میں کچھ اس طرح زیر و زبر کیا کہ وہ راہ ترقی میں دنیا کی موجودہ حالت اور زمانہ کی آئندہ کیفیت کا اندازہ لگانے لگا، چشم ظاہر بیں بند اور چشم بصیرت وا ہوگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑے میدان میں کھڑا ہوں اس کی وسعت کے کنارے پستی و بلندی خیالات کی حدود سے جا ملے ہیں اس کا سبزہ اپنی تازگی و طراوت سے گلزار وہم پر چشمک زن ہے اور اس کے غنچہ و گل اپنی نزہت و خوشنمائی سے آسمان خیال کی تاروں بھری رات کو شرماتے ہیں میدان کے بیچوں بیچ شیشہ کا ایک نازک اور خوبصورت گنبد ہے جو بلندی میں خیال انسانی کا ہمسایہ اور صفائی میں دل مومن کا ہمپایہ ہے۔ گنبد میں یہ عجیب و غریب صفت ہے کہ اس کی بلندی خیالات کی بلندی اور پستی کے بموجب کسی کو زیادہ اور کسی کو کم معلوم ہوتی ہے گنبد کی چوٹی پر کلس کی جگہ اقبال کا ستارہ پڑا جھلمل جھلمل کر رہا ہے مجھے یہ دیکھ کر اور حیرت ہوئی کہ گنبد کا صرف ایک رخ ہے دوسرے پہلو کو تراش کر کچھ اس طرح صاف کر دیا ہے کہ اس پر پاؤں ٹکنا دشوار تو کیا محال ہے میں اس صنعت عجیب اور تعمیر غریب کے نظارہ میں محو تھا کہ کسی نے بائیں طرف سے کہا کہ کیا دیکھ رہا ہے کچھ سمجھا بھی کہ یہ کیا طلسمات ہے اس کو تماشا نہ سمجھ یہ میدان عالم خیال ہے اور یہ گنبد ترقی دنیا کا نقشہ۔ مڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ خضر صورت منہ پر گونی نقاب ڈالے پہلو میں کھڑے ہیں میں نے پوچھا حضرت آپ کون اور یہاں میرے ساتھ ساتھ کیسے آئے۔ فرمایا تو کیا میں ہر ایک کے ساتھ رہتا ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ میں سب کو پہچانتا ہوں مگر بہت کم لوگ مجھے پہچانتے ہیں سمجھنے والے مجھے رہبر صادق اور تجھ جیسے ناسمجھ دل کہتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا تو ہاں جناب یہ دنیا کا نقشہ ہو گا مگر یہ تو فرمائیے کہ کیونکر ہم تو سنتے آئے ہیں کہ دنیا گول ہے یہاں تو اس کی کچھ صورت ہی نئی ہے ایک طرف گول ہے تو دوسری طرف سپاٹ۔ اجی صاحب میں سمجھا پرانے اور نئے خیالات کو ملا کر یہ کرۂ زمین تیار کیا گیا ہے میرے اس بے موقع مذاق پر ان کو غصہ آگیا جھڑک کر بولے۔ سچ ہے جو دنیا میں اندھا رہا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہیگا بیوقوف یہ کرۂ ارض نہیں ہے یہ تجھ جیسے اندھوں کے خیالات اور کوششوں کا نقشہ ہے قوموں کی ترقی و تنزل کا نقشہ ہے انسان کی پستی اور بلندی کا نقشہ ہے روحانیت اور مادہ پرستی کے مقابلہ کا نقشہ ہے بالغرض یہ سمجھ لے کہ خیر و شر کا نقشہ ہے تجھے یوں کیا خاک سجھائی دیگا لے میری آنکھ سے دیکھ۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ میری آنکھوں میں خود بخود ایک عجیب قوت پیدا ہو گئی کیا دیکھتا ہوں کہ گنبد کے ڈھلان پر انسانوں کے گروہ کے گروہ اور انبوہ کے انبوہ چڑھے چلے جا رہے ہیں کچھ چڑھتے ہیں کچھ پھسلتے ہیں کچھ آگے بڑھتے ہیں کچھ پیچھے ہٹتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ بہت اونچے چڑھ گئے ہیں کچھ ایسے ہیں کہ بیچ ہی میں ہمت ہار بیٹھے ہیں بہت ایسے ہیں کہ نیچے ہی کھڑے کھڑے اچک رہے ہیں گنبد کے پچھلے حصہ کو جو میں نے ذرا غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں اس گنبد کے اوپر بھی ایک گنبد تھا شروع دونوں ایک ہی جگہ سے ہوتے تھے مگر زمانہ کے ہاتھوں بڑا گنبد سارے کا سارا ٹوٹ کر صرف کنارے رہ گئے تھے میں نے اپنے رہبر سے پوچھا "اجی حضرت یہ اوپر والا گنبد کہاں گیا" فرمایا "میاں اس دوسرے گنبد کی کچھ نہ پوچھو وہ گنبد تمہارے سامنے والے گنبد سے کہیں بڑا تھا اس کا کلس گنبد گردوں سے گزر کر عرش کے کنگروں سے جا ملا تھا اس کا نام روحانیت کا گنبد تھا دنیا والوں نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹھ گیا اب صرف مادہ پرستی کا گنبد حباب آسا رہ گیا ہے جب وہ نہ رہا تو یہ کیا رہیگا بڑا گنبد فولاد کا تھا وہ اس شیشہ کے گنبد کو آسیب بلا سے بچاتا تھا اب روحانیت کا سایہ دنیا سے اٹھ گیا کوئی دن جاتا ہے کہ مادہ پرستی کا یہ نازک اور پرشکوہ گنبد بھی حوادث زمانہ سے پانی کے بلبلے کی طرح بیٹھ جائے گا پہلے زمانہ کے لوگ دونوں گنبدوں پر ایک ساتھ چڑھتے اور دنیا کو دین سے جدا نہ کرتے تھے یہاں بھی اچھے رہتے وہاں بھی اچھے رہتے اب دنیا کے ایسے پیچھے پڑے ہیں کہ دین کو بالکل بھول گئے نتیجہ یہ دیکھ لے رفتہ رفتہ گنبد روحانیت تباہ ہو گیا کچھ کنگرے رہ گئی ہیں وہ بھی آ گئے چلکر اس چھوٹے گنبد میں مل جاتی ہیں اب اگر کوئی روحانیت کا راستہ اختیار کرتا ہے تو تھوڑے دنوں بعد دنیا داروں میں آ ملتا ہے غرض اب دنیا ہی دنیا رہ گئی ہے سمجھے ہوئے ہیں کہ ؎

عاقبت کی خبر خدا جانے　　اب تو آرام سے گذرتی ہے

میں نے پوچھا "حضرت آخر اس نئے نمونہ کا گنبد بنانے میں بھی کوئی راز ہے" کہنے لگے ہاں راز ہے اور بہت بڑا راز ہے بات یہ ہے کہ ہر قوم ستارہ اقبال تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے جب انتہائی ترقی کو پہنچ جاتی ہے اور غرور کے نشہ میں بدمست ہو کر آنکھیں بند کرکے پاؤں آگے بڑھاتی ہے تو تنزل کی ڈھلان پر سے لڑھکتی ہوئی گمنامی کے غار میں جا پڑتی ہے پھر اٹھتی ہے سنبھلتی ہے ترقی کے مدارج طے کرتی ہے اور پھر ادبار کی ذلتیں اٹھا کر زندگان کی

فہرست میں داخل ہو جاتی ہے؟" میں نے پوچھا "پیر و مرشد جب خدا نے ان کو وہی دو ہاتھ دیئے اور وہی دو پاؤں وہی اعضا عنایت کئے اور وہی عقل تو پھر چڑھنے کے وقت ان کے آگے پیچھے رہنے کی کیا وجہ ہے؟" فرمایا "مجھ سے کیا پوچھتا ہے تو خود دیکھ لے۔" اب جو میں نے غور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ دوسروں کے کندھوں پر کھڑے ہو کر اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں نیچے والے ان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں اوپر والے ہیں کہ تعریفوں سے ان کی ہمت بڑھا رہے ہیں رقم سے ان کو درد پہنچا رہے ہیں یہ پھر شکریہ کے ہاتھ سے اپنی پیشانیوں کا پسینہ پونچھتے ہیں اور ان بھاری بھاری لاشوں کو اٹھاتے ہیں میں نے اپنے رہبر سے کہا "حضرت یہ عجیب بے وقوف لوگ ہیں خود تو بڑھتے نہیں دوسروں کو بڑھا رہے ہیں اگر ترقی ہی مقصود ہے تو خود ترقی کریں یہ کیا کہ محنت تو کریں یہ اور فائدہ اٹھائیں دوسرے۔" فرمایا "ہاں مادہ پرست دنیا میں یونہی ہوتا ہے چھوٹے بڑوں کو بڑھاتے ہیں اور خود فنا ہو جاتے ہیں البتہ روحانیت کے گنبد میں اس کے خلاف عمل تھا جو خود اوپر چڑھتا ہو جاتا وہ نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ کر اوپر کھینچ لیتا اور اس طرح یہ زنجیر کی زنجیر میدان روحانیت میں آگے بڑھتی چلی جاتی۔" وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ میری نظر کچھ اڑتے ہوئے پرچوں پر پڑی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گروہ کا گروہ کتابیں بغل میں دبائے گنبد پر چڑھا جا رہا ہے جہاں ذرا ان کا پاؤں پھسلا کہ انہوں نے کتاب میں سے چند ورق پھاڑ ہوا میں اڑا دیئے اور اس طرح کچھ ہلکے ہو آگے قدم بڑھایا میں نے بڑے میاں سے پوچھا "اجی جناب ان کو اپنے ساتھ کتابوں کے یہ گٹھڑ لانے کی کیا ضرورت تھی خالی ہاتھ آئے ہوتے تو اس پہاڑ ان گنبد پر چڑھنے میں آسانی ہوتی اور جب یہ کتابیں ان کو ایسی ہی عزیز ہیں کہ یہاں لاد لاد کر لائے ہیں تو اب ان کو پھاڑ پھاڑ کر پھینکنے کا کیا مطلب ہے بوجھ کا بوجھ رہا اور کتابیں ستیاناس ہو گئیں" ہنس کر کہنے لگے "یہ اہل قلم اور اخبار نویسوں کا گروہ ہے ان کی ترقی کا دارومدار انہی کاغذ کے پرزوں پر ہے اگر ان کی تحریروں کو لوگوں نے پسند کیا تو چڑھنے میں ذرا سہارا دے دیا اگر کوئی حصہ ناپسند ہوا تو انہوں نے اتنا حصہ پھاڑ کر اپنی رائے کو بدل مضمون کا رخ کچھ اس طرح پھیر دیا کہ ان کی ترقی کا باعث بن گیا جو اہل قلم اس پر عمل نہیں کرتے وہ بے سہارا ہونے کی وجہ سے گرتے ہیں اور اپنی ہی کتابوں کے انبار کے نیچے دب کر فنا ہو جاتے ہیں خیر یہ تو جو کچھ ہیں وہ ہیں ذرا ان کے برابر والوں کو بھی دیکھ" ادھر جو دیکھتا ہوں تو عجیب تماشا ہے گروہ کے گروہ ہیں کہ گنبد پر چڑھتے بھی جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں سبحان اللہ یہ چڑھائی دیکھئے اور ان کی یہ احمقانہ حرکت ملاحظہ کیجئے ایسے چکنے گنبد پر چڑھنا خود ہی کٹھن ہے بھلا یہ آپس کی دھینگا مشتی کیا کچھ غضب نہ ڈھائیگی میں نے پوچھا "اجی حضرت یہ کیا ہو رہا ہے" بولے "یہ ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن کا نقشہ ہے ہاں ان میں جو سمجھدار ہیں وہ ہاتھ میں ہاتھ دیئے ایک دوسرے کو کھینچے کھنچائے بہت دور نکل گئے ہیں یہ جو مقطع صورتیں آپس میں دست و گریبان ہیں یہ قوموں کے دینی پیشوا ہیں ان میں یہ خوبی ہے صرف دوسرے مذہب والوں ہی کو نہ چھوڑتے تھے اپنے ہم مذہبوں کو بھی

بے ایمان کئے دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ترقی روحانیت کی کوشش شروع کی تھی مگر رفتہ رفتہ مادیت کے گنبد پر محل کھڑا اپنے مصلے سجادے مرگ چھالے خانقاہوں، کلیساؤں اور شوالوں سے اٹھا کر کانگریس کے منڈپوں، تجارتی کانفرنسوں اور کمیشنوں کے اجلاسوں پر لا بٹھائے تعلیم کچھ پائی تھی۔ لگے دوسرے کام میں نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خسر الدنیا والآخرہ فرمایا گیا ہے۔

میرے رہبر تو ان دنیوی دینداروں کی مذمت میں لگے ہوئے تھے اور میں اس گنبد کے چڑھنے والوں کے ایک دوسرے گروہ کا تماشہ دیکھنے میں مشغول تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ آدمی ہیں یا بڑے بڑے گولے کچھ لوگ ہیں کہ نیچے کھڑے انھیں پھونکیں مار رہے ہیں ان گول مول انسانوں کے قدم خود تو گنبد کی ڈھلان پر ٹک سکتے نہ تھے ہاں صرف ہوا کے زور سے یہ کبھی اوپر جاتے تھے کبھی نیچے آتے تھے اسی الٹ پلٹ میں شاید خیال کرتے ہوں گے کہ ستارۂ اقبال تک اب پہنچے اور اب پہنچے میں نے اپنے خضر راہ سے کہا "پیر و مرشد یہ کیا تماشا ہے یہ لوگ پھول کر کپا کیوں ہو گئے ہیں پھونک کے بل پر اڑ رہے ہیں اگر خدا نخواستہ اتنی اونچائی سے گرے تو کیا حال ہوگا؟" فرمایا "بیٹا جو لوگ نیچے کھڑے پھونکیں مار رہے ہیں یہ خوشامدی ہیں اور جو ہوا میں اڑ رہے ہیں وہ خوشامد خورے موٹاپے نے ان کی چشم حقیقت بند کر دی ہے اور گوش خوشامد شنو کھول دیئے ہیں خود تو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہاں دوسروں سے یہ سن سن کر آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں کہ ہم سے آگے کوئی نہیں جب تک خوشامدی ان کی چاپلوسی میں اپنی ترقی دیکھیں گے اس وقت تک ان کو یونہی پھونکیں مار مار کر اڑاتے رہیں گے جب جلب منفعت کی صورت نہ رہے گی اس وقت ان کو چھوڑ کسی دوسرے خوشامد خورے کے ساتھ ہو جائیں گے اور پہلے صاحب اس بلندی پر سے گر کر پاش پاش ہو جائیں گے" میں نے عرض کی "جناب اگر یہ توپ کا گولہ لڑھکا تو کئی خوشامدی خود اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے" کہنے لگے "نہیں یہ خوشامدی بڑے پختہ کار لوگ ہوتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ کسی خوشامد خورے کا وقت آن لگا ہے تو جھٹ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں آپ بچ جاتے ہیں اس کو لڑھکانے لگا دیتے ہیں خیر یہاں تو کھڑا کھڑا کہاں تک اور کیا کیا دیکھیگا ان سب لوگوں کی حالت کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے عمر نوح چاہیئے چل میرے ساتھ چل تجھے کچھ گنبد کے اندر کا بھی تماشا دکھا لاؤں" میں نے کہا "ہیں تو کیا یہ گنبد اندر سے کھوکھلا ہے؟" فرمایا "ہاں اور کیا تو نے مادیت کو کوئی ٹھوس چیز سمجھا ہے باہر تو صرف پتلیاں ہیں اس کے کل پرزے تو سب اندر ہی ہیں اندر ہی سے پچکارا دے دے کر ان کو قوت پہنچائی جاتی ہے ورنہ انسان کی قدرت ہے کہ شیشے ایسے ڈھلان پر ایک قدم چڑھنا تو کجا ایک لمحہ ٹک ہی سکے" میں نے کہا "بہت خوب چلئے" وہ میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھے اور بات کی بات میں ہم دونوں دیوار میں سے اس طرح گذر گئے جیسے شیشے میں سے نگاہ۔ اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ اس سرے سے اس سرے تک کارخانے ہی کارخانے پھیلے ہوئے ہیں ایک کارخانہ بلندی میں آسمان سے باتیں کرتا ہے اور اپنی وسعت سے حد خیال کو شرماتا ہے ہمارے سامنے ہی جو کارخانہ تھا اس پر بہت بڑے بڑے سیاہ حرفوں میں لکھا تھا "کارخانہ جراثیم آوارگی" بڑے میاں [illegible]

کہا میں نے تامل کیا انہوں نے فرمایا ”اب آیا ہے تو چل دیکھ لے ہر کسی کو یہ چیزیں دیکھنی نصیب تھوڑی ہوتی ہیں“ میں نے عرض کی حضرت معاف کیجئے اور جو یہ جراثیم مجھ میں سرایت کر گئے تو پھر میرا کہاں ٹھکانا رہیگا کہنے لگے ” یہ بھی خوب کہی کہ کہاں ٹھکانا رہے گا۔ بیٹا فیشن ایبل ہو جاؤ گے تم سکینڈ بجاؤ گے دنیا میں نام ہوگا کچھ کما کھاؤ گے صرف زبانی جمع خرچ میں ساری عمر چین سے گذر جائے گی۔ میاں آوارہ ہونے کو بھی ہمت چاہئے تمہارا اندر قدم رکھنے سے دم نکلتا ہے بھلا آوارہ بننے کی ہمت کہاں سے لاؤ گے“ میں نے کہا بہت خوب چلئے ”اندر جاکر دیکھتا کیا ہوں کہ یہاں سے وہانتک شیشے کی دیگچیں چولہوں پر چڑھی ہیں مرد اور عورتوں کا لشکر جمگھٹا اپنے اپنے کام میں لگا ہے کوئی دیگوں میں عرق ڈال رہا ہے کوئی چولہوں میں ایندھن ٹھونس رہا ہے ڈاکٹر ہیں کہ مقیاس الحرارت ہاتھوں میں لئے ادہر سے ادہر اور ادہر سے ادہر پھر رہے ہیں کبھی اس دیگ کو دیکھتے ہیں کبھی اس دیگ کو کسی سے کہتے ہیں اس میں اور عرق ڈال کسی کو حکم دیتے ہیں کہ اس کے نیچے کی آنچ ہلکا دو کسی دیگ کو اتار کر ٹھنڈا کر دینے کے لئے رکھدیتے ہیں کسی اتری ہوئی دیگ کو چڑھا دیتے ہیں غرض ہر شخص اپنے اپنے کام میں اس طرح مشغول ہے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں۔ ایک طرف تیار شدہ سیرم (عرق) کی شیشیاں بھر کر سر بمہر کی جا رہی ہیں ایک طرف پارسل بندھ بندھ کر روانہ ہو رہے ہیں میں نے بڑے میاں سے پوچھا یہ سب کے سب ننگے کیوں ہیں فرمایا خدا اس آگ کی گرمی سے بچائے کپڑے کا ایک تار بھی ہو تو جل کر راکھ ہو جائے“ میں نے کہا ”حضرت اس عرق کا یہاں بہت خرچ معلوم ہوتا ہے پیپے کے پیپے اُلٹے جا رہے ہیں اور بس نہیں ہوتا“ کہا ”یہ عرق نہیں شراب ہے آوارگی کے جراثیم کی پرورش اور پختگی کے لئے یہی اکسیر کا کام دیتی ہے کوئی تیرہ سو برس ہوئے جب اس کارخانہ کو بڑی مصیبت کا سامنا ہو گیا تھا دنیا کے ایک بڑے حصہ نے شراب کو ممنوع قرار دیکر اس کی آمد کو بالکل مسدود کر دیا تھا اگر کچھ دنوں وہی رنگ رہتا تو اس کارخانہ کا دیوالہ نکلنے میں کسر نہ رہی تھی مگر اس کارخانہ کا مالک بھی آفت کا پرکالہ ہے ہوس کے کارخانہ والوں سے مل ملا ”عزت و جاہ کے جراثیم“ دینداروں کے ذہن میں پہنچا دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ احکام کی تاویلیں شروع ہو گئیں اور یہ کارخانہ سنبھل گیا اب تھوڑے عرصہ سے تو یہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے“ میں نے یہ دیکھکر کہ چولہوں میں بجائے ایندھن کے کپڑے ہی کپڑے جل رہے ہیں اپنے رہبر سے پوچھا ”حضرت کیا یہ مادہ صرف کپڑوں ہی سے پکتا ہے کہنے لگے ہاں اس کے پکانے میں عصمت کی چادریں عفت کے برقعے اور حیا کی نقابیں جلانی پڑتی ہیں۔ کسی زمانہ میں اس ایندھن کا بھی کال ہو گیا تھا مگر اب تو یہاں خرچ سے زیادہ آمد ہے۔ تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ ستر پوشی کے کپڑے ان کپڑوں کے تیار کرنے کا سب سے اچھا ایندھن ہے کبھی کبھی یہ چیزیں بھی آ جاتی ہیں مگر کم اگر اس کارخانہ کی قیمت میں ترقی ہو گئی ہے تو اس کی کمی نہ رہے گی۔ اچھا چلو اب دوسرے کارخانہ کو دیکھیں یہاں سے نکل کر ہم دوسری عمارت کے پاس پہنچے اس پر موٹے موٹے حرفوں میں لکھا تھا ”سچ اور جھوٹ کے جراثیم کا مشترکہ کارخانہ“ میں نے کہا جناب والا یہ تو علیحدہ علیحدہ کارخانے ہونے چاہئیں یہ ملے ہوئے کیوں ہیں“ فرمایا ”ہاں پہلے یہ دونوں الگ الگ ہی تھے سچ کا کارخانہ ٹوٹنے لگا تو جھوٹ کے کارخانہ کو شریک کر لیا گیا بات یہ ہے کہ سچ کے جراثیم ایسے تلخ ہیں کہ لوگ ان کی برداشت نہیں کر سکتے جھوٹ کے جراثیم کی آمیزش سے ایک نیا کیڑا پیدا ہو گیا ہے اس کو یہاں کی اصطلاح میں ”دروغ مصلحت آمیز“ کہتے ہیں اس کا سیرم دنیا والوں کو ایسا راس آیا ہے کہ کیا بیان کروں بنڈل کے بنڈل چلے جا رہے ہیں اور بس نہیں ہوتی اس سے بڑے یہاں صرف دو ہی کارخانے ہیں ایک ”ہوس“ کا اور دوسرا ”ریاکاری“ کا ریاکاری کے جراثیم کا تو یہ حال ہے کہ جب تک ان کو شریک نہ کیا جائے کوئی سیرم تیار ہی نہیں ہوتا پہلے یہاں ”قناعت“ کا بھی ایک بڑا کارخانہ تھا مگر اب اس کو ”ہوس“ کے کارخانہ نے خرید لیا ہے ”انصاف کا کارخانہ“ دولت کے کارخانہ کے ہاتھ آگیا اور ”نیکی کا کارخانہ“ ریاکاری کی کمپنی میں ضم ہو گیا پہلے زمانہ میں تو اس کے سیرم کی سب سے زیادہ مانگ تھی مگر جب سے روحانیت کا گنبد تباہ ہوا ہے اس وقت سے اس سیرم کو کوئی پوچھتا ہی نہیں اس کا کارخانہ برائے نام چل رہا ہے جو تھوڑا بہت مال تیار ہوتا ہے اس میں بھی ریاکاری کے جراثیم شریک کرنے پڑتے ہیں خالص مال کی نکاسی اس زمانہ میں بالکل بند ہے اچھا تم یہاں کیوں کھڑا ہو گیا آگے بڑھو۔ اگر یونہی ہر جگہ ٹھٹکا تو ساری عمر بھی ان کارخانوں کے دیکھنے کے لئے کافی نہ ہوگی“ یہ سنکر میں نے آگے قدم بڑھایا۔ اب جس عمارت کے سامنے ہم پہنچے اس کی وسعت کچھ نہ پوچھو۔ ساری دنیا اس کے ایک کونے میں سما جائے اور آسمان اس کی چھت کے نیچے آ جائے عمارت کی ردکار پر بڑے بڑے خوبصورت سنہری حرفوں میں لکھا ہوا تھا ”کارخانہ ہوس“ اس کارخانہ کی ہزاروں شاخیں تھیں کسی پر تختی لگی تھی ”شاخ جاہ و منصب“ کسی پر لکھا تھا ”شاخ جوع الارض“ ایک سائن بورڈ پر تھا ”شاخ ملازمت“ میں نے اپنے رہبر سے کہا چلئے اسے دیکھئے یہ بڑی دلچسپ شاخ معلوم ہوتی ہے“ کہنے لگے ”چلو دیکھ لو۔ ہوس کے کارخانہ کی یہ شاخ ہمیشہ سے خوب چل رہی ہے ہاں آجکل ہندوستان میں اس سیرم کی سب سے زیادہ مانگ ہے“ اندر جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ نہ ہی دیگوں پر دیگچیں چڑھی ہیں سوکھے سہمے آدمی چولہوں میں تعلیمی ڈگریاں سفارشی رقعے اور مدحی قصیدے دھڑا دھڑ پڑے جلا رہے ہیں بھلا کاغذ کی کیا بساط آگ ذرا بھڑکی اور ٹھنڈی ہو گئی انہوں نے پھر کاغذوں کے بنڈل لئے اور چولہے میں رکھ دیئے بجائے پانی کی بھکنی سے خوشامد کی پھونکیں ماریں پھر ذرا شعلہ اٹھا اور دہیم ہو کر رہ گیا میں نے اپنے رہبر کی طرف پھر کر دیکھا وہ مسکرا کر کہنے لگے ”

یہ مادہ ذرا مشکل سے پکتا ہے یک انار اور صد بیمار کا مضمون ہے مانگ بہت ہے مال کم تیار ہوتا ہے بعضوں کو ملتا ہے بعض مانگتے ہی مانگتے ختم ہو جاتے ہیں جو خالی ہاتھ رہتے تھے اب انہوں نے شورش کے جراثیم کی پچکاریاں لینی شروع کر دی ہیں پچکاریاں لیتے ہیں اور مادیت کے گنبد کو کھودتے ہیں پھر کیتے ہیں پھر کھودتے ہیں ایک دن آنے والا ہے کہ انہی کے ہاتھوں اس گنبد کا بھی خاتمہ ہو جائے گا روحانیت پہلے ہی جا چکی ہے اب مادیت بھی رخصت ہو جانے کی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانیت سے نکل کر سب بہروپیا

جنگلی کے جنگلی ہو جائینگے ، میں نے کہا خیر دیکھا جائے گا میں یہاں سے جاتے ہی سارا بھانڈا پھوڑے دیتا ہوں اچھا ہوا کہ میں یہاں آ گیا نہیں تو دنیا ہی تباہ ہو جاتی ، یہ کہہ میں وہاں سے بھاگا بڑے میاں نے غل مچایا ، ارے بھائی ذرا ٹھہر یہاں کا کچھ اور رنگ بھی دیکھتا جا ، میں نے کہا بس حضرت بس بہت کچھ دیکھ لیا مجھے پہلے ان بوشوک حضرات کا علاج کرنا ہے انہیں سے روک تھام نہ کی تو اپنے ساتھ یہ ساری دنیا کو لے مریں گے۔ وہ چیختے ہی رہے میاں کہاں دیوانہ ہوا ہے۔ تیری کون سنتا ہے بیسیوں ان کارفالوں کو دیکھ کر جا چکے ہیں وہاں جا کر بہت غل مچایا مگر ان کی آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ہو کر رہ گئی وہاں تو ہم ہی کے جرائم ہوتے ہیں دبے گئے ہیں کہ کچھ جیسے اگر ہزار سمجھا دیں اور ہم چاہیں تو سب کو جاہل سمجھیں اور بالکل خانہ بٹھا دیں ؟

بڑے میاں نے پہلے سمجھایا خوشامد کی جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہیں مانتا تو لپک کر میرا دامن پکڑ لیا مجھے بہت برا معلوم ہوا دبکا ایک ٹھوکر دے کے ٹھوکر سے پاؤں ایسا چھٹا یا کہ آنکھ کھل گئی اب جو دیکھتا ہوں تو سامنے تصویر الٹی پڑی ہے اور میں بیٹھا اپنا پنجہ دبا رہا ہوں۔ خیر جو ہوا سو ہوا دنیا کا موجودہ نقشہ تو دیکھ آیا۔


بالکل آسان اُردو میں وعظ کی جامع اور مکمل بےنظیر تازہ کتاب

# بارہ مجالس

یہ وعظ و مجالس کی طلسمی کتاب ابھی حال ہی میں حمیدیہ پریس دہلی نے شایع کی ہے اور یہ دعوی ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات سے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اُردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی روزانہ اس کی ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا اچھا خاصا اور مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں:۔

پہلی مجلس «ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت» یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً ہی «قولوا امنا باللہ» ہی نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھ کر اور مجبور ہو کر اپنا خالق مانیں۔

دوسری مجلس «توحید الٰہی» یہ ہی بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقل و دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اہرمن و یزدان - باپ بیٹا روح القدس اور تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس «توحید کے پروانے» یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں

چوتھی مجلس «نبوت و رسالت» اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس «ختم نبوت» اس میں ہزارہا دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہو گیا «الیوم اکملت لکم» کی تفسیر ہے۔

چھٹی مجلس «فضائل رسول» اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیا پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ «آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری»

ساتویں مجلس «اسوہ حسنہ رسول محترم» بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اسی کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس «محبت رسول» اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی محبت و اطاعت میں ہے

نویں مجلس «فضائل و اخلاق» اور «حسن معاشرت» اس میں ہر دو عنوانات پر بہت ہی عجب انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کیلئے قابل تقلید ہے۔

دسویں مجلس «اسلامی وحدت» اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت ہی موثر اور لطیف پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس «اسلام میں عورت کے حقوق» وہ مغربی تہذیب جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس «واقعات کربلا» یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا جو صاحب اس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں تو ان کے لئے مخصوص رعایت ہے کتاب کے صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی ایک روپیہ (عہ) محصول، کل عہ - مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

**بہترین استاد معلم** اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں دیگر مشین کے میگزین کو اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد استاد بغیر دشواری سے سمجھ جاتے ہیں اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

**اتالیق موٹر** اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص معلوم کر کے درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام پرزے اور ان کے نقائص کو سمجھ کر ان کو درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو محصول معاف

دونوں کے ملنے کا پتہ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

# سات سال کا سفر

محرم ۱۳۴۴ھ ہجری جب آپ کا مولوی پہلی مرتبہ ایک پرانی سبز قبا پہن کر اور اپنے پہلو چند شکستہ اور بوسیدہ اوراق لے کر نکلا تھا، کون جانتا تھا کہ قبول کرنے والا اس کی عاجزی کو قبول کر رہا ہے، اور اس کی شکستہ چال شکستہ احوال صورت ایک دنیا کے لیے موجب ترغیب و اتباع ہوگی،

قربان جائیے اس نوازنے والے کارساز کے جس کے ہاں قبول کرنے کے لیے صرف قلب شکستہ کی شرط ہے، نہ ہنر کی ضرورت ہے نہ وجاہت کی، نہ علم کی ضرورت ہے نہ لیاقت کی، نہ عالی نسبی کی پوچھ ہے نہ والا حسبی کی، پوچھنے اس کو ہیں جسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، نوازتے اس کو ہیں، جس کو کوئی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا

محرم ۱۳۴۴ھ کا پہلا پرچہ جب منصۂ شہود پر آیا، تو اس کا نہ کوئی سرپرست تھا اور نہ حامی نہ اس کو کسی خارجی استمداد سے واسطہ تھا نہ اندرونی سے، لوگ ہنستے تھے کہ ایک ناقابل عامی کو بھی یہ جراءت ہوئی،

لیکن ہنر والے اس بے ہنری کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں، اس کے ایک ایک قدم اور انداز روش کو پرکھا جا رہا ہے، اور اس کے قدم بقدم چلنے کی ہر نیا اور پرانا پرچہ کوشش کر رہا ہے، اور تقریباً ہر پرچہ اس کا چربہ لینے کی سعی میں ہے الحمد للہ علیٰ احسانہ و فضلہ

مولا کی نوازشیں بھی اسباب کے ماتحت ہوتی ہیں، مولوی کے لیے اس کے پسند کرنے والے ایسے ناظرین مہیا فرما دیئے، جنہوں نے اپنی ذات سے زیادہ اس کا خیال رکھا، اور ہر ہر قدم پر اس کی سعادت فرمائی، اور خدا کے فضل سے آج اس کی اشاعت ہندوستان کے ہر پرچہ سے زیادہ ہے

مولوی کے مسلسل مضامین جیسقدر مقبول ہوئے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً بہت سے مذہبی جرائد نے انکی نقل شروع کر دی، کتاب الاسلام معارف القران، بخاری شریف، تاریخ اسلام کا سلسلہ تو بہت طویل ہے شاید میری بقیہ عمر بھی اس کے لیے مکتفی نہ ہو، لیکن محرم ۱۳۵۱ھ سے میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ضروریات دینی کو مد نظر رکھ کر ہر سال ایک اور کتاب بھی ناظرین کی خدمت میں مولوی کے ذریعہ پیش ہو، اور بجائے اس کو علیحدہ چھپا کر نفع اٹھانے کے ناظرین کو مفت دیدی جائے، "اسلام کی امتیازی معاشرت" ملاحظہ سے گذر رہی ہے کیسی نایاب اور موثر کتاب ہے، اب محرم سے ایک اور عجیب و نادر کتاب سلمان اور قرآن شروع ہوگی جس کا مختصر تذکرہ آپ نے شذرات میں پڑھا ہوگا، اس لیے جن حضرات کے چندے اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہے ہیں، وہ آئندہ کے لیے اپنی خریداری کا ارادہ مستحکم کر لیں، اس کتاب کی قیمت جو ۱۳۵۱ھ میں ہدیہ ناظرین ہوگی عہ سے بہت زیادہ ہے، اور مولوی کا باقی سب حصہ بالکل مفت ہوگا

محرم سے چونکہ مولوی کا نیا سال شروع ہوگا، اس لیے آئندہ ماہ سے جدید خریدار فراہم کرنے شروع کر دیجیے چار ہزار خریدار اور ہو جائیں، تو مولوی میں مقامات مقدسہ کے فوٹو اور ان کے متعلق تاریخی معلومات کا بھی اضافہ ہو جائے، اور سمجھئے کہ مولوی میں صرف اسی کی کمی اور رہ گئی ہے، اور یہی ایک حسرت اور باقی ہے، چار ہزار خریدار پیدا ہونے اگر آپ لوگ صرف ایک دن کوشش کر لیں تو کچھ بھی دشوار نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ پرانے خریدار بھی سعادت ترک نہ فرمائیں ہر حال جو پرچہ بھی مولوی کا [illegible] ہزار چھپنا شروع ہوا اسمیں فوٹو ضرور ہونگے،

آج جبکہ مولوی کے سفر کے سات سال پورے ہو رہے ہیں، ہم سب کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس کا ہر قدم پہلے قدم سے بہتر اٹھا، اور مولوی جو کہ محرم ۱۳۴۴ھ میں ۴۸ صفحہ کا تھا آج ۷۲ صفحہ کا ہے، اور کارساز حقیقی کا بڑا احسان یہ ہے کہ یہ پرچہ نہ کسی کا قرضدار ہے اور نہ اس کے کارکنان و معاونین نے کوئی رقم اس کو اعانت کے طور پر دی، باوجود اس کے کہ چودہ سو روپے ماہوار کا خرچ ہے اور تقریباً ۲ سو روپے ماہوار مولوی پر لگانے پڑتے ہیں، لیکن وہ سب انہی ناظرین کے کتب و قران شریف خریدنے کی بدولت پورے ہو جاتے ہیں، اور اگر یہ صورت خدا کے فضل سے باقی رہے تو فوٹو کا مزید دو سو روپے ماہوار کا خرچ بھی انہی کتابوں کی فروخت سے پورا ہو جایا کرے گا، آپ کی جسقدر توجہات مولوی پر مبذول ہونگی، انشاءاللہ اتنی ہی خوبیاں اس میں بڑھتی جائیں گی،

**جن حضرات کے چندے** اس ماہ میں ختم ہو رہے ہیں ان کے نام اطلاعی عنقریب پہنچیں گے اگر وہ اپنے چندہ کے ساتھ خریداران جدید کے چندے وصول کر کے بھیجدیں تو منی آرڈر کی فیس اور وی پی کا خرچ وغیرہ سب بچ جائیں کاش آپ لوگ اس کفایت کو ملحوظ رکھ سکیں،

**خدا کا واسطہ** اللہ سے بڑی کوئی قوت نہیں، اسی کا واسطہ ان حضرات کو دیتا ہوں جو آئندہ مولوی کی اعانت میں متذبذب ہیں، کہ وہ اطلاع اختتام چندہ کی اطلاع پاکر اسی خط پر "لینے سے انکاری" لکھ کر بلا ٹکٹ لگائے واپس کر دیں ہم یہاں انکی عدم معاونت کا اندراج کر دینگے، اور اسطرح وی پی کا خرچ بچ جائیگا اور واپسی کا نقصان نہ ہوگا۔

**منی آرڈر** بھیجنے والے بھائی اس انداز سے منی آرڈر بھیجیں کہ وہ ۲۸ محرم تک پہنچ جائے، انشاءاللہ ۲۸ محرم کو یہاں سے پرچہ روانہ ہو جائیگا، اسوقت یہ بہت ہی ناخوشناک نقصان ہوگا، کہ ادھر سے وی پی جائے اور ادھر سے منی آرڈر آئے، اس طرح میرا نقصان بھی ہوگا، اور وی پی کے واپس کرنے والے قابل مواخذہ بھی پہنچنگے

**رسول نمبر** کی تیاری کا زمانہ شروع ہو گیا ہے، مضامین لکھنے والے بھائی ابھی سے مفصل مضامین تحریر کر کے لکھنا شروع کر دیں، غیر مسلم خریداران مولوی سے بصد ادب التماس ہے کہ وہ مسلمانوں کے رسول کے متعلق جو بھی رائے رکھتے ہوں اسکو قلمبند کر کے بھیجدیں ان کے مضامین نہایت احسانمندی سے قبول ہونگے، چند پادری صاحبان کی نظر سے بھی مولوی گذرتا ہے ان سے بھی التجا ہے کہ وہ بھی رسول کریم کی سیرت سے جس قدر واقفیت رکھتے ہوں قلمبند فرماویں اور اپنی فراخدلی کا ثبوت دیں،

انشاءاللہ العزیز حسب سابق اس دفعہ بھی آریہ بھائیوں، سناتنیوں، عیسائیوں اور سکھوں کے مضامین رسول نمبر میں شائع ہونگے،

دعا ہے کہ خداوند کریم مولوی کے ذریعہ ایک عالم کو استفادہ کی توفیق دے اور مولوی ہر مسلمان گھر میں پہنچ جائے، اور اس کے معاونین و ناظرین کے جوش سے امید ہے کہ انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔

# تماشائے اہل کرم دیکھئے

وہ حضرات جنہوں نے اس مہینے اپنے مولا کی رضا کی خاطر رسالوں کی اشاعت کی کوشش فرمائی اور جو ہمیشہ اپنی ذاتی ضروریات کے ساتھ ساتھ دینی ضروریات بھی پورا کرتے ہیں بلکہ مقدم رکھتے ہیں۔ خدا ان کے مدارج میں ترقی اور ان کے مقاصد کو کامیابی بخشے اور کوئی ضرورت ان کی تشنہ نہ رہے آمین یا رب العالمین۔ اللہم جعل مرادہم بالخیر بجاہ نبیک

| اسمائے معاونین | تعداد |
|---|---|
| جناب امین ایم الیاس صاحب کلکتہ | ۲ |
| عبدالعلیم صاحب وزیگاپٹم | ۱ |
| خورشید علی صاحب پٹنہ | ۲ |
| مولوی محبوب سبحانی صاحب جہرہ | ۳ |
| عبداللطیف صاحب ورکشاپ اجمیر | ۵ |
| محمود خاں صاحب عاشق محکمہ | ۲ |
| حافظ رشید احمد صاحب ہوشیارپور | ۲ |
| جناب سید نورالدین صاحب کمبل | ۱ |
| محمد حسن صاحب رسڑا بلیا | ۲ |
| عبدالستار صاحب بمبئی نمبر ۲ | ۲ |
| قاسم خان صاحب بمبئی نمبر ۲ | ۳ |
| قاضی عبدالولی صاحب حیدرآباد | ۱ |
| مراد گل صاحب زیارت کاکا صاحب | ۱ |
| مولوی بوستان خاں صاحب خانپور | ۱ |
| سید محمد فاروق صاحب [illegible] | ۱ |
| جناب محمد ظہور صاحب بمبئی | ۳ |
| عبدالسلام عبدالرزاق صاحب [illegible] | ۳ |
| محمد امیر صاحب نادنگی | ۲ |
| خواجہ سید عبدالرحیم صاحب [illegible] | ۳ |
| [illegible] محمد علیم صاحب کرنول | ۲ |
| عبدالمجید خان صاحب اعظم گڑھ | ۲ |
| محمد جعفر صاحب اینڈ سنز [illegible] | ۱ |
| مولوی عبدالصمد صاحب [illegible] گڑھ | ۴ |
| مولوی غلام حسین صاحب مرلد | ۱ |
| حاجی سید بادشاہ صاحب گٹ پلی | ۲ |
| سلطان شاہد صاحب کراچی | ۳ |
| حاجی نذیر احمد صاحب جہانسی | ۳ |
| محمد امیر صاحب پانول | ۳ |
| ابراہیم امیر صاحب [illegible] | ۳ |
| احمد خان محمد خان صاحب عدن | ۲ |
| ایک صاحب جنہوں نے نام نہیں لکھا | ۲ |
| طفیل محمد خان صاحب پٹواری [illegible] | ۱ |

| اسمائے معاونین | تعداد |
|---|---|
| معرفت شاہ صاحب ہیڈ کانسٹبل [illegible] | ۱ |
| میر یوسف حاجی کریم صاحب کلکتہ | ۲ |
| جناب زاہد حسین صاحب اناؤ | ۱ |
| سید منور علی صاحب ادسیا | ۲ |
| صبری علی خاں صاحب ریڈر جھنجھنو | ۵ |
| مولوی غلام محی الدین صاحب قریشی [illegible] | ۱ |
| جناب عبدالغفور صاحب خزانچی [illegible] | ۹ |
| منشی حبیب اللہ صاحب جاورہ | ۱ |
| سید عبدالکریم صاحب ملتان چھاؤنی | ۱ |
| محمد فخرالدین صاحب [illegible] | ۱ |
| محمد داؤد صاحب [illegible] | ۱ |
| محترمہ ریحانہ خاتون صاحبہ میرٹھ | ۱ |
| مولوی عبدالرحمن صاحب [illegible] | ۸ |
| حاجی عبدالرحیم صاحب سوداگر بمبئی | ۲ |
| غلام محی الدین صاحب خوشاب | ۳ |
| پی۔ آئی۔ اقتدار صاحب [illegible] | ۲ |
| حافظ محمد سلیمان صاحب [illegible] | ۱ |
| محمد اسلم خان صاحب بلوا | ۲ |
| حافظ عبدالرحیم صاحب [illegible] | ۱ |
| شیخ محمود صاحب [illegible] | ۱ |
| مولوی سید ضیاءالحق صاحب [illegible] | ۳ |
| ملک غلام علی صاحب پولرامہ | ۳ |
| حافظ محمد یاسین صاحب مرادآباد | ۲ |
| جناب شیخ فضل حسین صاحب [illegible] | ۲ |
| جناب مہتاب خاں صاحب [illegible] | ۲ |
| جناب انعام الحق صاحب جوہری [illegible] | ۲ |
| نذیر حسین صاحب ٹیلر ماسٹر [illegible] | ۲ |
| محمد خالد خاں صاحب راولپنڈی | ۱ |
| محمد عباس صاحب [illegible] | ۱ |
| محمد حسین صاحب مدراس ۳۳۳۲۶ | ۱ |
| حافظ سنان صاحب [illegible] | ۱ |
| جناب الٰہی بخش صاحب راولپنڈی | ۱ |

| اسمائے معاونین | تعداد |
|---|---|
| جناب مولانا صدیق احمد صاحب [illegible] | ۲ |
| الٰہی بخش صاحب [illegible] | ۴ |
| مولوی نبی بخش صاحب مظفرگڑھ | ۱ |
| مولوی لیاقت حسین صاحب جہانسی | ۴ |
| شیخ عزیز اللہ صاحب حیدرنگر | ۱ |
| کے امام صاحب بنگلور | ۲ |
| فضل الٰہی صاحب کرم الٰہی [illegible] | ۱ |
| عبدالاحد صاحب خریدار ۲۲۵۵ [illegible] | ۱ |
| زین العابدین صاحب [illegible] | ۱ |
| مولوی عبدالسبحان صاحب [illegible] | ۱ |
| مولوی قائم الدین صاحب [illegible] انبالہ | ۵ |
| جناب محمد عبدالبصیر صاحب [illegible] | ۱ |
| عبدالحی صاحب سپرنٹنڈنٹ [illegible] | ۳ |
| محترمہ ریحانہ خاتون [illegible] | ۲ |
| مولوی محمد بخش صاحب [illegible] | ۴ |
| محمد اسماعیل صاحب برٹش گوئنا | ۴ |
| ایم عبدالحمید صاحب ریواڑی | ۲ |
| سید اشتیاق علی صاحب چھاؤنی ملتان | ۱ |
| شیخ اسد علی صاحب [illegible] الور | ۱ |
| جناب بابو ظہور بخش صاحب محمودآباد | ۱ |
| مولوی محمد یونس صاحب لکھنؤ | ۱ |
| مولوی نذیر حسین صاحب [illegible] | ۲ |
| محمد نظام الدین صاحب [illegible] | ۱ |
| بابو اللہ دتا صاحب [illegible] | ۱ |
| حافظ علاءالدین عطار [illegible] | ۱ |
| مولوی محمد حسین صاحب شادیوال | ۳ |
| غلام محمد صاحب [illegible] گجرات | ۴ |
| مولوی نور حسین صاحب [illegible] | ۵ |
| چیف امام محبوب صاحب بنگلور | ۱ |
| حافظ نور محمد خان صاحب اجمیر شریف | ۲ |
| محمد شیر خاں صاحب شام گڑھ | ۲ |
| جناب محمد حسین صاحب سکندرآباد | ۵ |
| عبدالواحد صاحب [illegible] | ۵ |
| محمد رحمت نبی خاں صاحب بریلی | ۱ |
| احمد حسین صاحب قریشی [illegible] | ۱ |
| عبدالواحد صاحب اوورسیر [illegible] | ۱ |
| ماسٹر عبدالرؤف صاحب [illegible] | ۲ |
| سید دوست علی صاحب [illegible] | ۳ |

| اسمائے معاونین | تعداد |
|---|---|
| جناب فضل حق صاحب [illegible] | [illegible] |
| محمد اشرف صاحب کلکتہ | ۲ |
| ولی محمد صاحب ہیڈ کانسٹبل [illegible] | [illegible] |
| ماسٹر محمد رحمت اللہ صاحب [illegible] | [illegible] |
| حاجی نذیر احمد صاحب جہانسی | ۲ |
| بابو غلام نبی صاحب [illegible] | ۲ |
| سید عبدالکریم صاحب ملتان چھاؤنی | ۱ |
| محمد مظفر حسین صاحب [illegible] | ۳ |
| شیخ حمید صاحب [illegible] | ۱ |
| مولوی محمد غنی صاحب سرگودھا | ۴ |
| ڈرائیور رعایت اللہ [illegible] | ۱ |
| محمود حسین صاحب سیتاپور | ۱ |
| بابو سعیدالدین صاحب [illegible] | ۲ |
| ڈاکٹر محمد رمضان صاحب [illegible] | ۲ |
| مولوی قطب میاں صاحب [illegible] | ۲ |
| محمد عزیز اللہ صاحب حیدرآباد | ۲ |
| شیخ جان محمد صاحب راجن پور | ۲ |
| مولوی حبیب علی خان [illegible] | ۳ |
| غلام غوث صاحب سوداگر [illegible] | ۴ |
| فضل حق صاحب پولیس [illegible] | ۲ |
| مولوی عبدالمنان صاحب [illegible] | ۲ |
| [illegible] چشتی صاحب [illegible] | ۲ |
| ایم عبداللہ حسین صاحب [illegible] | ۲ |
| مصطفیٰ احمد صاحب اوورسیر [illegible] | ۱ |
| عبدالحکیم صاحب [illegible] | ۲ |
| وحید اللہ صاحب سکرٹری [illegible] | ۳ |
| حفیظ اللہ خان صاحب [illegible] | ۲ |
| شیخ احمد حسین صاحب [illegible] | ۱ |
| محمد سعید صاحب [illegible] | ۲ |
| محمد احمد صاحب [illegible] | ۱ |
| احمد اللہ صاحب اسلام آباد | ۲ |
| قاضی محمد عزیز صاحب [illegible] | ۲ |
| عبداللہ خان صاحب [illegible] | ۲ |
| ایس ایم یحییٰ صاحب [illegible] | ۲ |
| [illegible] عبدالقیوم صاحب [illegible] | [illegible] |
| شیخ [illegible] علی صاحب [illegible] | [illegible] |
| شاہ احمد صاحب [illegible] | ۲ |

باقی دارد

# ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ ٹائپ پیپر بہترین جستہ اور مجلد چرمی قرآن کیونکر مل سکتا ہے

## اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی کا تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید گلیز معہ ایک ابتدائی بسیط مقدمہ

## دیکھا نہ سنا — یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید حیرت خیز کارنامہ ہے

اس مالک کساد بازاری اور بے روزگاری کے زمانہ میں جبکہ ہزاروں بھائی توشۂ آخرت کے ساتھ دین کا کاسہ ہی بیچتے ہوئے با ترجمہ قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمت کی بنا پر مجبوراً نہ خرید سکتے تھے **حمیدیہ پریس دہلی کی یہ اولیت** ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ الہامی ہو اور سستا بھی ہو ترجمہ بھی مولانا اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن سے ماخوذ تفصیل بھی کلام ہو، غرض تمام وہ سامان ہو جو ایک مسلمان والدہ خواہاں ہو سکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید معلومات کا حل ہو اور جلد بھی چمڑے کا ہو،

## تیار ہے اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والہ قرآن مجید ہے صدہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد ہائے سورہ قرآن شریف و ترتیب نزول و ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت معہ ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبریل کیونکر آیات قرآن لاتے، احادیث صحیحہ سے ثبوت ہے (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ، مثلاً نماز میں تراویح میں مسجد میں رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی پر (۹) آعوذ باللہ کے فضائل اور انکے اعمال (۱۰) بیان سورہ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورہ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام معہ قبولیت (۱۳) بیان آیت الکرسی معہ فضائل اور اس کے اعمال (۱۴) سورہ کہف اور اس کی آیات کا ذکر معہ قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال رفع گرانی (۱۶) فضیلت سورہ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورہ ملک اور اس کے اعمال (۱۸) فضائل سورہ نبا اور اس کے اعمال (۱۹) فضائل سورہ اخلاص معہ اعمال (۲۰) فضائل سورہ واقعہ معہ اعمال رفع گرانی و باران رحمت (۲۱) سورہ عم بیماریوں کے خواص اور دفع بلیات کے اعمال (۲۲) فضائل معوذتین (۲۳) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، بہت تھوڑی سی محنت کے بعد اور فضائل درود شریف (۲۵) رموز اوقاف (۲۶) سوانح رسول کریم (۲۷) فہرست ترتیب سورہ وآیات (۲۸) دعا ختم القرآن معہ فضائل، ضخامت ۸۰۰ صفحہ معہ مقدمہ

**کاغذ** سفید دبیز ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ، **کتابت** کا اندازہ باعتبار خوشخطی اس نمونہ سے نہ کیجئے کیونکہ یہ نمونہ تحت عربی سے واقف کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ اس سے خط کے جلی ہونے کا اندازہ کیجئے، ہدیہ مجلد **ڈیڑھ روپیہ** محصولڈاک ۱۰ ارکل جو آپ جہاں چاہے منگا لیجئے **ایک منگائیے یا سو رعایت مطلق نہیں**، ریل کے ذریعہ کم از کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہیں ریل کے ذریعہ منگانے والے یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ہر پارسل پر کرایہ ریل کے علاوہ ۱۲ اربہاں خرچ ہوتے ہیں۔ ملنے کا پتہ نوٹ کر لیجئے **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی** حمیدیہ پریس کی جلدیں تمام شہر سے اچھی ہوتی ہیں۔

| | |
|---|---|
| سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ | |
| وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ | |
| الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ۭ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ | |
| تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم انکو کچھ اپنے عجائبات قدرت دکھلائیں بیشک اللہ تعالیٰ | |
| وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا | |
| بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا، کہ تم میرے سوا | |
| مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا | |
| کوئی کارساز مت قرار دو ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا، بے شک وہ | |

## نماز کے پورے پورے مسائل

جو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ

مصنفہ ...

## رکن دین

ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے، اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو، اور خاص صفت کی ایک خوبی اس کتاب میں یہ اور بھی ہے کہ تمام مسائل سوال وجواب کی صورت میں لکھے ہیں، یعنی ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں شاید آ سکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے۔ غرض یہ کہ نماز ... ہے تو یہ کتاب ہی ... ہے، ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے، کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے، ضخامت تقریباً دو سو صفحات، قیمت اصلی ایک روپیہ، رعایتی قیمت ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۲ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی



## بہشتی زیور کامل ۱۱ حصے

یہ کتاب عورتوں کے لیے مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے، اس کے جزو جدا دس حصے ہیں

حصہ اول الف، ب سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان

حصہ دوم، وضو طہارت حیض ونفاس کے احکام، نماز کے مسائل

حصہ سوم، زکوٰۃ، روزہ، حج، قربانی، منت وغیرہ کے مسائل

حصہ چہارم، طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ کے احکام

حصہ پنجم، معاملات، حقوق معاشرت، زینت اور قواعد ...

حصہ ششم، اصلاح نفس، تہذیب اخلاق، ذکر قیامت، جنت

حصہ ہفتم، اصلاح رسوم، مروجہ شادی غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ

حصہ ہشتم، نیک بیویوں کی حکایتیں، دیہات، اخلاقی

حصہ نہم، ضروری اور مفید علاج معالجے، نسخے بچوں اور عورتوں کے

حصہ دہم، دنیاوی دوائیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ

حصہ یازدہم، بہشتی گوہر گیارہواں حصہ خاص مردوں کے لیے ہے، مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہر حصہ کی قیمت ۵ ہے اور گیارہ حصہ کی ... کامل سیٹ کا رعایتی دام سنت یعنی کامل ۱۱ حصہ ... محصول ۱۲ر کل ...

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی



## قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی، اس لیے کہ آپ دعا کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اس لیے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لیے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں، یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر رہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ آپ پہلے دعا میں مانگنے مرادیں پانے اور کامیاب ہونے کے طریقے معلوم کیجئے، خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے، پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائیں گے اور مفلس ہیں تو زردار ہو جائیں گے مفلسی کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہو جائیں گے غرض آپکی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جنہیں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں، ہمارا یہ دعوٰی ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ، قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی



## دوزخ سے نجات

پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے، اسی کا نام توبہ ہے، توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل واثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی، حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شائع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں، توبہ کے معنی از روئے لغت، منشائے توبہ، توبہ کے حقوق، فضیلت، ثواب، سرور عالم کے ارشادات درباب حقیقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ حقیقت گناہ صغیرہ وکبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہ ہونے کی علت، گناہ کا خیال معافی کے ذریعے صغیرہ گناہ ہی کبیرہ بن جاتا ہے، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج، گناہ سے بچنے کی بہترین حکایتیں، مولا کی بندہ نوازیاں، پڑھو استغفار ... امید وبیم، عہد وپیمان، راز ونیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی، فوری مواخذہ سے بے فکری گناہوں کے نقصانات ... اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں، قیمت ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر حمیدیہ پریس



## خواب نامہ صدیقی

### آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے

یہ بات دریافت کرنے کے لیے آپ کس قدر پریشان رہتے ہیں جب آپ کے گرد وپیش کوئی صحیح تعبیر بتلانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر ومفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر ہے کہ خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مؤلف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کا خواب مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کونسے خواب فراموش شدہ یاد آتے ہیں، اور دن کے کس حصہ یا مہینے میں کس دن، اور کس تاریخ کو خواب قابل تعبیر ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مکمل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھوں کے دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے، قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے



## مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے، یہ ایک ایسا سوال ہے، جس کا حل معلوم کرنے کے لیے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے، فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق، روح حیوانی، روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، سکرات موت تحقیق، جسم سے روح کا انقطاع، حضرت آدم کی وفات، دیگر رسولوں کی وفات، ایمان وکفر، نیک روحیں علیین، ابرار ومقربین، بُرا خاتمہ، بُری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال وجواب، منکر نکیر، عالم نزع، عذاب وثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب وثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز وتکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل درد، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان، زیارت قبور، تعزیت وتسلی کھانا کھلانا، نجات اُخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ... اصحاب کرام اور اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں، جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتلائے، قیمت ۱۲ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## عملیات باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی، دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی مونس وغمخوار نظر نہ آتا تھا، کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب سامان خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی۔ خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں، فکر معاش میں سرگرداں ہیں، دشمنوں کی یورش ہے، کوئی پیارا عزیز بیمار ہے۔ تو عملیات باقی منگائیے اس میں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی کے پیرومرشد حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مجرب اعمال درج ہیں، جن کی مدد سے آپ کی مراد دلی پوری ہو گی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کئی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کی گئی ہے، اور بعض تو بمشکل تمام بلخ وبخارا سے منگائی ہیں، اس میں وہ وہ اعمال واوراد بیان کئے ہیں، جو اکثر خرقہ پوشان نقشبندیہ کے پاس بطور رموز رہا کرتے تھے یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے، قیمت ۸ر محصول ۵ کل ۱۳ر میں گھر بیٹھے منگا لیجئے

ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں، انسانی تگ ودو مجبور ہو کر بیٹھ جائے، راحت واطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں، تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے۔ اس کا نام اوراد و وظائف ہے، یہی دنیاوی تکان کا آخری زینہ ہے یہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زماں سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی کرامات انہی اوراد سے مشہور ہیں، ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے اوراد و وظائف کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا ہے، خزانہ کس طرح جمع کر لیا اس کا تجربہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے، جو صدہا مرتبہ کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں، ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے ہمیشہ فائز المرام ہوا ایک ضرورت بھی ایسی نہیں چھوڑی جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو، قیمت ۱۰ر محصول ۸ کل ۱۵ر حمیدیہ پریس دہلی

## دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کا میابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض رفع نہ کیا جائے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ گنڈہ بنا دیں لیکن بغیر قربت یہ تعویذ بیکار رہیگا، ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں، دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں، اگر آپ ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیاب نہ ہوں، تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا، ان کا نام دوائیں دعائیں اور دافع الامراض ہیں، ان کتابوں میں سر سے لے کر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے اور تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں ویقین سے دعوے ہے کہ یہ نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو قیمت کامل ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر حمیدیہ پریس دہلی

## زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو مشتاق نہ ہوگا، پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ مند ہو چکے ہونگے، خوشا نصیب وزہے طالع، حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کر دیا، اور درود شریف کے وہ اوراد و فضائل بتلائے ہیں، جس سے زیارت حبیب خدا کے فضل سے یقینی ہو جاتی ہے، چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی یہ کتاب شایع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات وسعادت اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں، جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی مصنف ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہو گئی ہے کوئی ہی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## صحیفہ قدسی

### اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم کیجئے

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں، جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے، جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا، جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں مایوس مریض کا علاج، یہ نقد فائدے ہیں اب قرض کے فائدے سن لیجئے، اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے، حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے، رضائے الہی سے مسرور رہتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوتا ہے۔ یہ سورہ آیۃ الکرسی کی تفسیر ہی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے، قیمت ۸ر محصول ۵ کل ۱۳ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگا ہیے

## اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا بلکہ بہت لوگ ان سے استفادہ کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی انکو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے

اعمال سورۂ **فاتحہ** یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ یافعی، شاذلی کے مجربہ اعمال معہ زکوٰۃ ۴ر

اعمال **آیۃ الکرسی** معہ اسناد وخواص واعمال آیۃ الکرسی کے صدہا مجرب اعمال اس میں درج ہیں معہ موکل زکوٰۃ ۴ر

اعمال سورہ **مزمل** معہ موکل وطریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں، قیمت ۴ر

اعمال سورہ **یاسین** معہ موکل وطریقہ ہائے زکوٰۃ ایسے کہ اس سے بہتر اعمال یاسین کسی اور کتاب میں نہیں ملیں گے ۵ر

اعمال سورۂ **اخلاص** با موکل وطریقہ ہائے زکوٰۃ از حضرت غوث پاک ہر عمل مجرب اور ۶۱ اعمال مجرب بمجرب ۶ر

اعمال **والشمس** با موکل وطریقہ زکوٰۃ جس میں صدہا جلالی وجمالی نقوش اوراد و وظائف مجرب قیمت ۶ر

ہر کتاب پر علیحدہ علیحدہ ۵ر محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے اور سب کتابیں ملانے پر صرف ۷ر خرچ ہیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# تاریخ حریت اسلام

چھا ئیں ہما کے لیا مدوں کی کہہ کفتے حق

غالب آتا تھا نہ ہیبت خوف سلطان وو زیر

اس کتاب میں زمانہ رسالت، عہد خلافت راشدہ، دور ملوک بنی امیہ و عباسیہ، عہد بنی بویہ و سلجوقیہ، دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ ترکی و مصر، الجزائر و مراکش و فرمانروایان ہند و خاندان فاطمیہ و غلامان و عہد مغلیہ، اور سلطان و تعلیم دکن، سندھ، کشمیر کے عہد ہائے گزشتہ کے راستباز حق پرست حق گو بزرگوں کے حیرت خیز جرات آفرین اور ولولہ انگیز اور جوش و ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل و انصاف حریت و مساوات، خداترسی و پاکیزہ نفسی کے حامل بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق و صداقت اور فدائے مذہب و ملت عورتوں کے سوانحات بیع ہیں مرتبہ مولوی محمد الدین صاحب فوق، یہ وہ کتاب ہے جو کئی مرتبہ چھپ چکی ہے، اب کہیں نہیں ملتی، چند جلدیں میرے پاس نکل آئی ہیں، ضخامت ۴۰۰ صفحات مجلد قیمت تین روپے - ۳/ محصول ۸ / کل ۳۸ / منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# مصطفیٰ کمال پاشا

ان سا مسلمان ہے جو اس نامور مسلمان کے حالات معلوم کرنا نہیں چاہتا یہ کتاب بھی اب نایاب ہے اور جس میں حسب ذیل مضامین ہیں ابتدائی حالات، قومی تحریک، قوم پرستوں کی پہلی کارروائی، ارض روم کی پہلی گورنری، قسطنطنیہ سے قطع تعلق، قوم پرست حکومت کا اعلان، غازی مصطفیٰ کمال کا حکم، ملکی لڑائی، انگریز فرانس، یونان، ہر محاذ کی لڑائیاں، ترکی مطالبات، یونانیوں کی مخالفت، ترکوں کا عزم صمیم، ہندوستانی مسلمانوں کی سعادت، غازی کا ایثار، شکست یونان، تاریخی اور جغرافی حالات انگورہ، اناطولیہ، اور سمرنا، بالشویک اور ترکی معاہدہ روسی معاہدہ کا اثر یورپ پر، شیخ سنوسی اور مصطفیٰ کمال کی پیشگوئی، اور خطوط لوار کی برکت، افغانستان اور غازی کے تعلقات تاجدار افغانستان کی سعادت، سفرا کی آمد، غازی مصطفیٰ کے ایران سے تعلقات جدید سفارت، ترکی امراء سے جرمن اخبارات کی ہمدردی، سلطنت عثمانیہ کا اختتام، اور جدید ترکی زندہ باد، ضخامت ۲۰۰ صفحات مع فوٹو قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۸/ کل ۱/۴

# ترکان احرار

وہ جنہوں نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کھیا اور غرق ہونے سے پار لگائی، وہ جنہوں یورپ کی ریشہ دوانیوں کو ملیا میٹ کیا، وہ جنہوں نے توپوں کے سامنے سینہ کھول دیئے ان کے حالات پڑھنے سے مردہ دلوں میں بھی حریت و آزادی کی لہر اٹھ آتی ہے، اس کتاب میں حسب ذیل نامور احرار کے حالات ہیں،

غازی مصطفیٰ کمال پاشا، غازی انور پاشا، غازی طلعت پاشا ۳ غازی محمود شوکت پاشا (۵) حقی بے پاشا (۶) غازی محمود مختار پاشا، غازی شکری پاشا حسین حلمی پاشا جنرل عبد الرشید پاشا، حاجی عادل بے، ۱۲ جاوید بے، ۱۳ غازی فتحی بے، ۱۴ شوکت بلقیس خانم (۱۵) غازی روف بے ۱۶ نوری جیب چاوش، (۱۷) خالدہ خانم (۱۸) سعید زاغلول پاشا، (۱۹) عزیز بے علمی (۲۰) شیخ سنوسی ضخامت ۲۰۰ صفحات مع تصاویر غازیان قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ۸/ کل ۱/۲

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# جنگ یونان و ترکی

یونان کے ڈاکوؤں کی چیرہ دستیاں جو یورپ کی شہ پر ہوئیں اور ان چیروں نے جس بے دردی سے مسلمانوں کو قتل کیا ہے یہ کتاب اس کی مرقع ہے، اس کے پڑھنے سے واقعات ... ہے، تھریس پر یونانی چڑھائی، جنرل طیار کی گرفتاری، یونانی قبضہ اور ہلاکت خیزیاں، سمرنا ... کمیٹن کے نتائج، یونانی وحشیوں ... کیا، ترکوں کی فتح عظیم ... میں ۲۰ ہزار یونانی ... کی شکست ... ورزا ... کی ماہ ... کو جنگ، تھریس ... کا قبضہ، اور نئی ... سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ... انگریزی حکومت نے مسلمانوں کے ... با تصویر قیمت ۸/ رعایتی ۶/ محصول ۸/ ... حمیدیہ پریس ...

# مبلغ اسلام دو عورتیں

ایک حلیمہ خانم جس نے بڑے بڑے ودوان اور پڑھے لکھے پنڈتوں سے مباحثہ کیا، اور سب کے چھکے چھڑوا دیئے اور ودیا ستوں نے جس جہاں کہیں بالآخر ہار مان کر چلے گئی، اس عورت نے کمال کر دیا، یہ عجیب و غریب مناظرہ کی کتاب ہے، اس کی قیمت رعایتی ۱۰/ ہے

دوسری **ساوتری** یہ ہندو دھرم کی استری ہے جس نے اپنے علم اپنی ذہانت سے اسلام کو دیکھا، پرکھا موازنہ و مقابلہ کیا، اس کے فطری قوانین نے بالآخر مجبور کیا، پھر نہ صرف یہ کہ نہ صرف اس سعید روح نے آغوش اسلام میں جگہ پائی، اور اپنے ساتھ پورے خاندان کو راہ ہدایت دکھلائی، اور پھر اس خاندان کا بچہ بچہ حلقہ بگوش اسلام ہوا۔

یہ کتابیں ہر مسلمان کو پڑھنی اور اپنے پاس رکھنی چاہئیں تاکہ انہیں اسلامی تفوق کا صحیح اندازہ ہو سکے اس کی قیمت ۸/ دونوں ساتھ منگائیے تو ایک روپیہ ... اور ۸/ محصول ڈاک کل ۱/۸ حمیدیہ پریس دہلی

# ہمارا کمانڈر انچیف

وہ مقدس ہستی جس کو عمر فاروق کے نام سے یاد کی جاتی ہے جس کی سطوت و جہانبانی نے آج دنیا کو جہانبانی کے طریقے سکھائے جرمنی ہنڈنبرگ، مارشل فوش لارڈ کچنر کی سپہ سالاری کا اعتراف کرنے والوں ذرا اس خاک نشین سپہ سالار کے نقشہ جنگ تو دیکھئے نہ تار ہے نہ ٹیلیفون اور مدینہ میں بیٹھ کر ایران فتح ہو رہا ہے نوشیروان کے انصاف کے دم بھرنے والو ذرا وحشی عربوں کے اس سردار کو دیکھو، ایک لونڈی کی الزام دہی پر جان سے زیادہ پیارے بیٹے کو سر دربار کوڑے لگوا رہے ہیں یہاں تک کہ جان بحق ہو گیا، مساوات و حریت کا راگ گانے والو دیکھو بیت المقدس کے صلح نامہ پر دستخط کرنے اسلام کا تاجدار جا رہا ہے کس طرح اونٹ پر غلام سوار ہے اور آقا مہار بردار، یہ تھے وہ جن کا نام ہے اور کام ہے، اسلام اب تک زندہ ہے **الفاروق** میں حضرت عمر کی زندگی کے ایسے مستند حالات ہیں، اس کتاب کو منگا کر پڑھئے روح تازہ ہوتی ہے، خون میں روانی پیدا ہوتی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت اصلی عہ/ رعایتی ۱۲/ محصول ۸/ کل ۱/۴ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## مجربات طبی

اب ہر شخص لایق طبیب اور بہترین معالج بن سکتا ہے

کیونکہ مجربات طبی ایسی کتاب شائع ہوئی ہے جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طبی ڈگری حاصل کئے ہوئے اور ہندوستان کے مشہور نامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی مرحوم و افسر الاطبا حکیم نور الدین صاحب بھیروی مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کئے ہوئے ایک فاضل اجل استاذ طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا ہے، یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کے کل امراض کا مفصل حال بانی تشخیص کا طریقہ اور علاج ایسے سہل اور آسان اور مجرب مفید و اثر نسخوں سے لکھا ہے، جس کے مطالعہ سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اپنے خویش و اقارب اپنے بال بچوں اور عزیزوں و دوستوں کا علاج کر سکتا ہے اور ہر مرض کی مختلف قسمیں لکھ کر بتایا ہے کہ اس قسم کے مرض کے لئے ایسا نسخہ کارگر ہوگا، مردوں اور عورتوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص و ان کا مجرب زود اثر اور صحیح علاج خاص طور پر لکھا گیا ہے، سنہ ۱۹۳۰ کی سب سے بہتر کتاب ہے، ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت فی جلد دو روپیہ محصول ۸ کل ۲ر۸ حمیدیہ پریس دہلی

## استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بہلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری سے صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کر دیئے ہیں، معمولی عقل کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنا اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے، اور اگر چند روز استقلال سے کام کرتا رہے تو یقیناً ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ کا مالک بن سکتا ہے، اسمیں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے، ہر قسم کے شربت ہر قسم کے اچار مربے ڈالنے کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب کے نسخے امرت دھارا کے نسخے بال اُڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے ہر قسم کی سیاہیوں کے طیار کرنے اور انکو فروخت کرنے کے طریقے، شوربہ، ڈبل روٹی بسکٹ، کیک بنانا، نقلی سونا نقلی چاندی، نقلی ہیرا بنانا، فوٹوگرافی، گھڑی سازی، عطاری، حکمت، صدہا قسم کے صابون بنانے کے طریقے غرض کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں نہ ہو، مصنف کا دعوے ہے کہ اس سے پیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب آجتک شایع نہیں ہوئی قیمت عہ محصول ۲ کل ۱ر۲ حمیدیہ پریس دہلی

## معلومات تجارت

[illegible] کے لئے سب سے بہتر کتاب "مبادی تجارت" ہے، اس کے ہزاروں بیش بہا قابل قدر مشوروں میں سے ممکن ہے کہ ایک اور صرف ایک مشورہ آپکی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور جس کے قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے صفحات میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر آپ کو امیر بنا دے، مبادی تجارت سے بہتر آجتک اردو میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی، یہ کتاب یورپ اور امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار ہوئی ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ صدہا انسان اپنی ناکام زندگی کامیاب بنا چکے ہیں، یہ وہ کتاب ہے جس کے صدہا صفحوں میں سے ایک صفحہ ایک عامی آدمی کی زندگی کو پلٹ سکتا ہے اور ایسے مفلس سے لکھ پتی بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے معمولی عقل اور سمجھ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے اور ایک سمجھدار بغیر سرمایہ کے لاکھوں روپے پیدا کر سکتا ہے، کتاب غیر مفید ہو تو واپس کر دیجئے، یہ کتاب بلحاظ ضخامت کمتر اور بلحاظ قیمت بہتر ہے، ہر وہ شخص جو تجارت کر رہا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اپنی آمدنی کو کافی بڑھا سکتا ہے، قیمت عا محصول ۸ کل ۱ر۲ حمیدیہ پریس دہلی

## خاموش تجارت

یہ صرف اشتہاری تجارت ہے اسمیں کسی خاص سرمایہ کی ضرورت نہیں ہے صرف اشتہارات لکھنے اور اشتہارات کو کامیاب صورت میں لانے کی سعی کی جائے گی، اتنی ہی دولت ہاتھ آئے گی، کتاب فن اشتہار بازی اس سلسلہ کی بہترین کتاب ہے اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد روپیہ پیدا کرنے کی صدہا راہیں خود بخود انسان کے سامنے آجاتی ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس کی مدد سے ہوشیار تاجر اپنے شہر اور گرد و نواح کی اشیا امریکہ اور یورپ تک بھیج رہے ہیں، یہ کتاب ایک تاجر کے لئے سرمایہ سے بھی زیادہ ضروری ہے اور غیر تاجر کے لئے فرصت کے اوقات میں دولت کمانے کا ذریعہ ہے، اس کتاب میں اشتہار دینے کے نہایت عمدہ اور دلنشین ہو جانے والے طریقے درج ہیں، اس کتاب میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ کس کس قسم کی چیزوں کا اشتہار کہاں کہاں کامیاب ہو سکتا ہے، صرف اسی ایک کتاب کی مدد سے ایک شخص جو اپنی دماغی قوتوں سے کام لینا چاہتا ہو ہزاروں روپے کی آمدنی پیدا کر سکتا ہے، قیمت ایک روپیہ محصول ۵ کل ۱ر۵ حمیدیہ پریس دہلی

## دوکانداری

بھی ایک مستقل فن ہے، آپ کو ہر شہر اور قصبہ میں ہزارہا دوکاندار دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان میں صدہا ایسے ہیں جنکو دوکانداری نہیں آتی، فن دوکانداری پڑھ لینے کے بعد ایک نیا تاجر کامیاب تاجر اور پرانا دوکاندار ملک التجار بن سکتا ہے، یہی وہ اصول ہیں جن کی بدولت امریکہ میں دولت کی بارش ہوتی ہے، اگر آپ بھی ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ بھی امریکہ کی طرح دولت مند نہ ہوں، اس کتاب کے اصولوں پر عمل کر کے صدہا تاجروں نے وہ کامیابی حاصل کی ہے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی، اس کتاب میں سرمایہ کی مقدار، دوکان کا موقعہ، فروختگی کے اصول، گاہک کو گرویدہ کرنا، دوکان کی آراستگی، حساب کی ضرورت، نقد و قرض کے طریقے، اور دوکانداری کے وہ [illegible] ہیں کہ لوگ پڑھنے کے بعد حیرت میں رہ جائینگے [illegible] متاسف ہونگے، کہ انہوں نے یہ کتاب [illegible] پڑھی، قیمت ۱۲ر محصول ۵ کل [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے

## مراسلات تجارت

کاروبار کے سلسلہ میں خط و کتابت و مراسلت کو بھی بڑا دخل ہے، جن لوگوں کو اس پر کافی عبور ہے وہ بہت کامیاب تاجر ہیں اس لئے ہر اس تاجر کو جسے اپنے کاروبار کے [illegible] میں خطوط لکھنے پڑتے ہوں اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے، اس کتاب میں علاوہ [illegible] [illegible] بھی کھاتوں ایجر لیہ [illegible] کرانے، ہینٹ کرانے اور [illegible] سلسلہ میں جس قدر [illegible] اس فن میں [illegible] [illegible]

[illegible] سرمایہ [illegible] وہ بلند [illegible] بڑی [illegible] ہیں، اس کی [illegible] محصول ۲ کل ۱ر[illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## تفسیر حقانی اردو

### آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین والعلما حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی، یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے۔ جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپیہ اور پچاس روپیہ تک ہو رہی تھی اب نیا اڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے، اس کا کاغذ بہت اعلی ہے، پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے، اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں، باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے، جلد اول کی قیمت عہ اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپیہ ہے، گویا اصلی کامل قیمت تیس روپیہ ہے، محصولڈاک چار روپیہ خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپیہ کی کمی ہے یعنی پچیس روپیہ میں مل سکتی ہے، ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے، ریل سے منگانے والے ریلوے اسٹیشن او رلائن انگریزی میں ضرور لکھیں

ملنے کا پتہ   مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

## تاریخ القرآن

قرآن شریف پڑھنے کے ساتھ ہی تاریخ القرآن پڑھ لیں، تاکہ قرآن شریف کی تاریخ اور اس کی تمام باتوں سے واقفیت ہو جائے اسمیں حسب ذیل بیانات ہیں نزول القرآن، قرآن کی تاریخی حکمتیں، وحی کی قسمیں (۴) نسخ آیات (۵) متشابہات قرآنی، (۶) جمع و ترتیب قرآن (۷) سورہ و آیات کی ترتیب، (۸) صحابہ و اہلِ کرام کے عہد میں قرآن کی حالت (۹)، رسم الخط (۱۰) املائے قرآنی (۱۱) اوقات قرآن (۱۲) وقف اور وصل (۱۳) اختلاف قرات (۱۴) قرا کا بیان (۱۵) سات قراتوں کی تحقیق (۱۶) قرآن پاک کا اعجاز (۱۷) قرآن مجید کے فضائل (۱۸) سورتوں کے فضائل (۱۹)، فضیلت قرآن کی چالیس حدیثیں صحاح ستہ (۲۰) آداب تلاوت (۲۱) قرآن پاک کے آداب مع مسائل ضروریہ یہ وہ کتاب ہے جو اکثر بلا ہر قرآن شریف کے ساتھ فروخت ہوتی ہے، اور حقیقت میں قرآن شریف کے پڑھنے کا لطف ہی جب ہے جب یہ کتاب پہلے پڑھ لی جائے، قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، مضامین اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جناب انسان، قادر ہے اور مجبور ہے، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت، مرنے کے بعد زندہ ہونا، وحی اور سائنس، وحی کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے، بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ، زمانہ گزشتہ کے علما اور صوفیہ، اسلامی عبادات کی غرض و غایت، رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورۂ قرآن مجید کا خلاصہ، بعض اسرار و معارف وحدت الہی کی تعلیم، آج کل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار، اسلام کا مقصد اولین، تمناؤں کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت، صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب، باقی اصل کتاب میں دیکھئے، قیمت ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے آسان طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے، تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے، بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں یا غرض جوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنس کر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں۔ بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں، کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا، ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی و عالم گذرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیات سے معلوم ہو سکتا ہے ہم اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے، فالنامے ایسے صحیح ہیں، کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے، اس تمام مجموعہ کا نام فالنامہ ناصری ہے، اس سے بہتر فالنامہ آج تک شایع نہیں ہوا

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر   حمیدیہ پریس دہلی

## گھر کا مولوی

تبلیغ دادہ واعظین کو بشارت ملک کی موجودہ فرقہ دارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لیے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے اور ہر مسلمان کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے، کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کی پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اسقدر قلت ہے کہ وہ موقعہ پر اس معاملہ تک پہنچ سکتے ہیں اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب نے آثار سعید کتاب تالیف کی ہے جس کی دو جلد شایع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لیے ایسی ترتیب قائم ہوئی ہے تاکہ انہیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خوان بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اسمیں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید و احادیث میں مذکور ہیں، اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے جس سے اسکا لطف دوبالا ہو گیا ہے، لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں، دو جلدیں اور ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت عہ محصول ۸ر کل ۱۱ر   حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## شوہر کی تسخیر

کا مجرب عمل آپ کو عملیات کی کتابوں میں نہیں ملیگا کیونکہ مرد کو مسخر کرنے کے لیے سب سے مجرب عمل کفایت شعاری سلیقہ مندی، گھر کی درستگی اور اچھا کھانا پکانا ہے اور یہ باتیں باحسن وجوہ آپ کو کتاب

## دلی کا باورچی خانہ

منگانے سے حاصل ہو سکتی ہیں، اس کتاب میں گھر داری کے اصول اور سلیقہ مندی کی ہدایات اور مفاسد گھر بگڑنے کے علاوہ ہزار ہا قسم کے کھانوں کے پکانے کے طریقے بتائے گئے ہیں، اور ہر چیز کے لیے ایسے مناسب اجزا تجویز ہوئے ہیں کہ وہ تھوڑے سے صرف سے اعلی سے اعلی کھانا پک سکے ہر عورت اس کتاب کے ذریعہ اپنے خاوند کو موہ سکتی ہے اور ہر خاوند اس کتاب کی عامل بیوی کا غلام ہو سکتا ہے کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جو خود کی کمائی کو بہتر طریقہ سے صرف کرنا سکھاتی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

# عورت

## دولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

بہشفصہ پہلے مسہرا نکے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جاتا ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین شہوانی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے، عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے، عورت کے پوشیدہ اعضا جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے نت حسن کی خوشبو صنفی خواہشات عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں ہے، جو آپ کو عورت... ... سکے، یہ کتاب حقیقت میں عورت کی انسائیکلو پیڈیا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں۔ اس کتاب میں دو سو فوٹو بلاک ہیں، اور قلمی تصویریں بھی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ بہت ہی اعلیٰ ہے صفحات قیمت دو روپے محصول ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے



# شہ...

اس کتاب ... زندگی کی ... وضاحت ... کی ازدواجی ... شادی کے ... گھروں میں ... میں کتنی ہی ... چیچیدہ ... خیال کو ... اور قرآن ... کی صنفی ...

... علیٰ ضخامت ۴۰۰ صفحات

محصول ۸ر کل ۱۲ر منیجر حمیدیہ پریس



# کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارو مدار ہے ہونے کو تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے رہتے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں آپ تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت، مواصلت کے اس درجہ پر پہنچاتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں، کہ یہ کتاب سید سردار علی صاحب ... ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے، اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ... صفحات کی ضخامت ہے متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۸ر کل ۱۲ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی



# شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہانبانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا، تو ارباب ... لذت کے سرچشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ ذہین اور عقلمند جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق رکھتا ہے شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہ ہوں جو ارباب تفتیش نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اصلاح مرد کی قوت شہوانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بباطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے، اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی سی ہے جو ذرا سی ترکیب و جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک وہ نہیں صد ہا ترکیبیں ایسی ہیں، کہ ایک ... نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے چھوڑیئے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مصنفین اور اصحاب کمال نے اپنی تجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ ... ایک طرف اور ایک حکایت سننے کا اثر ایک طرف، غرض عورت و مرد کی مواصلت کی انسائیکلو پیڈیا ہے قیمت ... محصول ... ۱۲ر محصول منیجر حمیدیہ پریس دہلی



# کشمیری کوک شاستر

یعنی

## مجربات بوعلی سینا باتصویر

یہ کتاب حکیم شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب نسخے ہیں جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر اور لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھئے، اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف و مسرت حاصل کر سکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے۔ زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں، اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ... صفحات ہیں۔

قیمت ... محصول ... کل ...

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے



# انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لطف اٹھایئے اور مال لطف یعنی بچوں کے جھنجٹ سے رستگاری پایئے۔ اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے، عورت کی شباب آفرین لذت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو، اور اولاد کی کثرت نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے، بلکہ غریب والدین کے لئے انکی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے، اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے، برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد، تمہاری زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا، کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پرشباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی، اور لطف یہ ہے کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش نرینہ اولاد بھی حاصل کر سکتے ہو امریکہ و یورپ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر، باتصویر قیمت ایک روپیہ محصول ۸ر کل ۱۲ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

# سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملّا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ذیل ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہو گئے۔ تا دم مرگ طاقت جسمانی ہر عضو قائم و برقرار رہے ہر روز …… سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت …… میں بجز تین چار …… کے طبیعت کو قرار نہ ہوگا۔ یہ نسخہ بسلسلہ خاندان حکیم سید عبداللہ خان دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا مولوی حکیم سید فخرالدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار بیاض کا ملن درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری دائل عمر میں ایک وقت تیار ہوا تھا راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ دلی بھی چہار۔ خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیر از منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے پسماندگان کو اسکا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار غدود** ہے جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصولڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لونگا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجونگا شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلادیں ہونہ سکے تو بھی الگ بات ہی۔

125058
5.9.95

**نوٹ** جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار صرف قوت کی دوا ہے۔ جریان کے مریضوں کیلئے **معجون کایاپلٹ** مفید ہوگی۔ قیمت فی خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصول

**ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۸ کوچہ چیلان دہلی**

# تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

## اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچائیے

"صحبت ناجنس عذاب ست علیم" کیا آپ نے کبھی نہیں سنا۔ روحانی تکلیف ہمیشہ جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور جسمانی تکلیف جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پا لیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ملا کیجئے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۰۵ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب خیاباں حبیب کے ایڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستان کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج ان کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں۔ پہاڑوں کی بچھو بوٹی جس کے چبھ جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹا ہو اس کا تریاق دنیا؛ دنیاؤں میں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جس کا پتا بچھو بوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے لہٰذا فیشن پرستی کو چھوڑیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجئے۔

## واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہونی ممکن ہیں۔ ہندوستان میں رہنے والے انگریز کو بھی جنکی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں۔ واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیریا کہتے ہیں اس کی بھی یہ بہترین دوا ہے۔ اس سے ہلتے ہوئے دانت جو کمزوری سے ہلتے ہوں تو دانت جم جاتے ہیں۔ غرض عجیب نعمت ہے ایک دفعہ منگا کر تجربہ کیجئے۔ پھر اس کے سوا آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ رنگت بھی اس کی آپ پسند کریں گے اور اسے بہیا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے ایک شیشی کی قیمت ۸ آنہ محصول ایک شیشی پر ۵ آنہ لگتا ہے۔ دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو محصول کی کفایت ہوتی ہے۔

**ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۸ کوچہ چیلان دہلی**

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ۗ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ


## اصلی خوشنما سولہ سطری

بلا ترجمہ ۔ ابھی ہی سال کے اندر چھپ کے ہندوستان میں ایک گیا اب ہر مکتب میں ہی پڑھایا جاتا ہے !!

**دعویٰ** [illegible]

**چھپائی** [illegible]

**ایک جلد** [illegible] **پانچ** [illegible] **دس** [illegible]

**محصول** [illegible] ریل کا کرایہ الگ رہا۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# قتل الحسین کربلا

## کربلا کے میدان میں خون کی بارش

[illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ہی [illegible] ہے جس [illegible]

میں [illegible] کی [illegible] یکساں مقبول ہے۔ یہی وہ کتاب ہے

جو پچھلے چند سال میں دس ہزار سے زیادہ چھپی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی

حضرت خواجہ [illegible] کی تصانیف میں اس کتاب کا بڑا درجہ ہے۔ قیمت [illegible]

## یزید نامہ

یہ بھی حضرت خواجہ صاحب کی بڑی معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس میں موصوف نے شہادت حسین کے سب حالات لکھ اور اسلام کی اس خونی داستان کو جس نے تاریخ اسلام پر بڑا اثر ڈالا ہے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کا سلسلہ شہادت عثمان سے شروع ہوا ہے جو بنی امیہ اور بنی ہاشم کی [illegible] کا باعث ہے۔ شہادت آل کبار کے ساتھ اس میں قاتلان حسین کا عبرتناک انجام بھی دکھایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی خلفائے بنی امیہ کے پورے حالات [illegible] کتاب ہے۔ قیمت [illegible] محصول [illegible]

## شہید کربلا

شہادت حسین کا ایسا دردناک مرقع ہے جس کی ایک سطر بھی بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھ سکتا۔ رسول پاک کی [illegible] کا کیا حال ہوگا۔ جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں [illegible] جانوروں کی طرح [illegible] ابتدا سے اس کتاب [illegible] کے ساتھ شہادت کے پورے واقعات ہیں [illegible] کی [illegible] جانا، ترک وطن، امام معصوم کی کمر کو روانگی [illegible] کوفیوں کی [illegible] تک کون کون کربیا نہ شہادت پلانا۔ البتہ [illegible] دردانگیز تاریخ ہے، جگہ جگہ مراثی کے دردناک [illegible] تو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے نثر کے مرثیے [illegible] جاتی ہے، دور حاضرہ کی سب سے زیادہ دردناک کتاب [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

## مجموعہ کربلا

مصر کا سب سے بڑا مورخ علامہ جرجی زیدان کا وہ معرکۃ الآرا تاریخی ناول ہے جس سے زیادہ بلاد اسلامیہ میں کوئی کتاب مقبول نہیں، اس بے تعصب عیسائی مورخ نے جس قدر تفصیل سے شہادت حسین کے [illegible] شاید ہی کسی کتاب میں ہوں، اور قاتلان حسین کی وہ [illegible]

[illegible] اب اس کا اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ یزید [illegible] کتاب میں [illegible]، خصوصاً شقی القلب قاتلان [illegible] اگر [illegible] دیکھنا ہو تو یہ کتاب ضرور منگائیے، اور [illegible]

[illegible]

## خونی منظر

[illegible] حضرت [illegible] صاحب کا [illegible] ایک ایک سطر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے، ہے کہ [illegible] اور سخت دل کا آدمی بھی دل پکڑ کر بیٹھ جائے، لیکن اتنے ہی گھنٹے رلاتی ہے۔ قیمت [illegible] علیحدہ نہیں آسکتی منگائیے [illegible] کے ٹکٹ بھیجئے

## سیدہ کا لال

مصنفہ علامہ راشد الخیری [illegible] مصائب دل [illegible] جب وہ سخت دل کو موم بنا دیتے ہیں، تو یہ تو واقعہ ہی اپنی جگہ بے حد مضامین جتنے بھی [illegible] ہوں کم ہیں، اس کتاب کے دو حصے ہیں، حضرت خدیجہ کے احسانات اسلام پر، حضرت عثمان و علی کے مرثیے، جنگ جمل، جنگ صفین، شیعہ سنی اختلافات کی ترقی، امیر معاویہ کی سیاست، امام حسین علیہ السلام کی شہادت، یزید کو [illegible]، دوسرے حصہ میں مراثی کربلا ہیں، حضرت مسلم اور ان کے لال کی مدینہ سے روانگی، حضرت حر کی شہادت، بی بی زینب کے بچوں کی شہادت، شہادت حضرت عباس، شہادت حضرت قاسم، کربلا کا تنہا شہید، بیمار سوار کا قاصد، سیدہ کے لال کی شہادت، ابن زیاد اور یزید کے دربار، شیعہ سنی اختلافات پر تبصرہ، [illegible] یوں تو تمام کتاب ہی حد درد انگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھ [illegible] مرثیے علامہ موصوف نے لکھے ہیں انکی ایک ایک سطر کلیجہ کے پار [illegible]

## فردوس آسیہ

[illegible] شہادت نامہ، حضرت مولانا [illegible] محدث دہلوی کی لکھی ہوئی چھپ چکی ہے یہ گویا خلافت راشدہ کی مکمل تاریخ ہے اور [illegible] کی گئی، خلفائے اربعہ کی مکمل لائف مع بعثت رسول اس [illegible] کہ اس کی پوری روشنی شہادت [illegible] پر پڑتی ہے اور اس [illegible] ہاشم کی رقابت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے، شیعہ سنی جھگڑوں کا [illegible] کتاب کی بڑی خوبی اس کا استناد ہے اور ایک واقعہ [illegible] کا منظر نہ ہو۔ قیمت [illegible] ضخامت تقریباً [illegible] صفحات محصول [illegible]

## انجام یزید

کربلا کے واقعات کا دردناک ڈرامہ [illegible] کی خلافت اور [illegible] شریعت [illegible] [illegible] انجام [illegible] اور یہی کا [illegible] یزید کا خاتمہ کیا [illegible] قیمت [illegible] منگائیے

[illegible] حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیف [illegible] جذبات کا [illegible]

[illegible] کتابیں [illegible] منگائیے